سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم

الحمد للہ

خجستہ تو امان پر از امن و امان مربی علوم و شریعت مشید ارکان عدل و نصفت

خداوند نعمت حضور پُر نور بندگان عالی نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ

مجلد ثانی کتاب مستطاب

روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی مورخہ ۲۰ آذر سنہ ۱۳۰۶ف مطابق ۸ جمادی الاولیٰ

ہجری شریک کتب امتحانات قانونی ممالک محروسہ سرکار عالی گردید

به سرپرستی

و فاضل محقق جامع معقول و منقول عالیجناب خان بہادر مولانا مولوی خدابخش خان

حسن بخش محسن سعی میر رستم علی صاحب تاجر کتب

۲ جولائی سنہ ۹۷ء

بمطبع رحیمی حیدرآباد دکن باہتمام سید حسین مالک مطبع چھاپ گردید

خورشید رقم

کتب مندرجہ فہرست ہذا مطبوعہ و قلمی ہمارے کتب خانہ سے بکفایت مل سکتی ہیں

نام کتاب	قیمت
اخبار و احادیث و فقہ و کلام مذہب امامیہ	
معطار الجوامع	۸ ہے
منہج الیقین	۴ ہے
صراۃ النجاۃ وغیرہ	عا
صراۃ النجاۃ خورد	۱۲/
انوار الابصار	عا
عقائد شیعہ	″
ابواب الجنان	عا۸/
تحفۃ العارفین	۱۰/
آداب التعلیم	۸/
ینبوع المعجزات	″
ریحان معراج	″
مثنوی نان حلوا	۴/
شرح ہفت بند کاشی	″
باغ ارم	عہ۸/
شمس المشرقین	۴/
تحفہ جعفری	۶/
مظہر الغرائب	۱۲
مظہر العجائب	″
سیر الائمہ	عا
حلیۃ الصالحین	عہ۸/
مشارق الانوار	۱۲/
روضۃ الاحکام	للعہ

نام کتاب	قیمت
مصائب	
دفتر غم	عہ۸/
روضۃ الشہداء	۱۰/
بوستان شہادت	عہ۴/
سلک مرصع	″
مجموعہ مرثیہ میر مونس	″
″ میر انیس	للعہ
زبدۃ المصائب	عا
ذائقہ ماتم	عا۱۲/
ریحان غم	عا۱۲/
خلاصۃ المصائب	″
رفیق الزائرین	″
داستان غم	عہ۸/
کنز المصائب	عہ۵
ریاض الشہادت ۳ جلد	عہ۱۵
مجالس الشیعہ	ع
ادعیہ امامیہ	
رسائل نخبہ	عہ/
زاد المعاد	عا
صحیفہ کاملہ	عا۸/
رسالہ استخارہ	۸/
تقطیع کوچک	
صحیفہ ثانیہ	عہ/

نام کتاب	قیمت
اخلاق و نصائح	
تحفہ نفیس	۶/
توقیعات کسریٰ	۸/
قوانین دستگیری در لغت	صہ/
شبنم شاداب در لغت	۴/
مخازن الامثال در لغت	۱۲/
قصص وغیرہ	
ضرب المجالس	عیا/
گلزار آصفی	صہ
صریفۃ العالم مقالہ ۱	للعہ/
″ مقالہ دوم	للعہ/
تزک آصفیہ	للعہ/
تحفۃ العالم	للعہ/
کتب دواوین و مثنویات وغیرہ	
دیوان امانت	عہ۴/
گلزار خلیل	عہ۴/
یادگار صغیر	عہ
ریاض لطافت	عیا/
دیوان ضامن	۴/
دیوان مظہر جانجاناں	۸/
دیوان عابد	عہ/
دیوان فیض	عا
دیوان اشک طبطبائی	عا

نام کتاب	قیمت
نجوم و رمل	
آفتاب رمل	عہ۸/
گلشن شہرت حصہ ۱	عہ۱۲/
ایضاً حصہ ۲	عہ۱۲/
ایضاً حصہ ۳	عہ۱۲/
دانش نامہ جہان	عہ/
سرچشمہ رحمت در تصوف	ع۴/
مونس ذاکرین	سے/
حدائق البلاغہ در عروض	۸/
گنجینہ تواریخ	عہ
طب	
انوار الحواشی	صہ/
موضح الکانون	عہ۸/
اقصرائی اردو	للعہ/
قرابادین ذکائی	ع
مجربات شہریاری	۱۲/
مناظرہ	
نور الکریمتین	عہ۸/
تحفۃ الاشعریہ	سے
مفید العوام	۱۰/
رسالہ آیہ تطہیر	۸/
تنبیہ المنکرین	۶/
معیار الہدا	عہ۴/
عمدۃ الانشا	۱۰/

سید رستم علی تاجر کتب و مالک مطبع عباسی حیدرآباد دکن کوچہ کڑوا صاحب

تقریظ مجتہد العصر والزمان حاوی علوم معقول ومنقول کاشف معضلات فروع اصول قبلہ وکعبہ جناب مولانا مولوی سید مصطفی صاحب المعروف بجناب میر آغا صاحب دام اللہ ظلالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین موقنین مقتفین آثار ائمہ طاہرین
پر مخفی نرہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام جسمین
اصل کتاب شرائع الاسلام کا جو مذہب اثنا عشری کی
درسی ومشہور ومستند کتاب اور نافع افاضل وطلاب ہی
زبان اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکے عبارات
مشکلہ ومطالب معضلہ کا حل بعنوان شائستہ ومرغوب
کیا گیا ہی اور اوسکے حواشی پر مسائل جدیدہ کی ساتھ
متانت کے تسہیل کی گئی ہی حضرات مومنین کے لیے عموماً
اور طلبہ علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید اور نافع ہی
بنا علیہ جملہ مومنین اخیار کو لائق وسزاوار ہی کہ اس کتاب کو
بہر نوع خرید فرمائین اور اوس سے نفع اوٹھائین

حررہ السید مصطفی المدعو بمیر آغا عفی عنہ

تقریظ مجتہد العصر والزمان حاوی علوم معقول ومنقول کاشف معضلات فروع واصول قبلہ وکعبہ جناب مولوی محمد حسین صاحب المعروف بجناب سید علن صاحب دام اللہ ظلالکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین موقنین ومقتفین آثار ائمہ طاہرین پر
مخفی نرہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام جسمین
اصل کتاب شرائع الاسلام کا جو مذہب اثنا عشری کی درسی
اور مشہور ومستند کتاب اور نافع افاضل وطلاب ہی بزبان
اردو مین بامحاورہ ترجمہ اور اوسکے غوامض مشکلہ وعبارات
دقیقہ کا حل بعنوان شائستہ ومرغوب کیا گیا ہی اور اوسکے
حواشی پر معضلات مسائل کی بادلہ ساطعہ وبراہین قاطعہ نہایت
متانت کے ساتھ تسہیل کی گئی ہی حضرات مومنین کے لیے عموماً اور
طلاب علوم دینیہ کے لیے خصوصاً بہت ہی مفید اور نافع ہی بنا علیہ
جملہ مومنین اخیار کو لائق وسزاوار ہی کہ اس کتاب کو خرید فرمائین
اور اوس سے نفع اوٹھائین

لا الہ الا اللہ ... محمد حسین النقوی

صورت تقریظ سرکار شریعتمدار حجۃ الاسلام بہجۃ الایام نائب ائمہ کرام علیہم الصلوۃ والسلام قبلہ و کعبہ مجتہد العصر و الزمان جناب آقا سید محمد باقر صاحب دام ظلہ العالی ما دامت الایام و اللیالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین مخلصین متتبعین آثار ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم اجمعین پر مخفی نہ رہے کہ کتاب مستطاب روائع الاحکام ترجمہ معاملات شرائع الاسلام جو مذہب شیعہ اثنا عشریہ کی درسی و مشہور و مستند کتاب ہی اور مرجع فضلاء و علماء اطیاب ہی بعض مواضع متفرقہ سے بنظر قاصر فاتر حقیر سے گذرے ماشاء اللہ ترجمہ نہایت شائستہ و خوب و حل عبارات مشکلہ و مواضع دقیقہ معضلہ کا بنہج مطلوب و عنوان مرغوب کیا گیا ہی حضرات مومنین کے لیے

عموماً اور طلبہ علم دین کے لیے خصوصاً بہت نافع و مفید ہی البتہ

جمیع حضرات مومنین کو سزاوار و مناسب ہی کہ

بشوق و رغبت تمام اسے خرید فرمائیں

اور اسکے فوائد سے منتفع

ہوں فقط

صورة ما فصلته انامل الحبر العلامة والنحرير الفهامة کشاف معضلات التحقیق بموجز بیانه ومورد غوامض التدقیق بمختصر تبیانه فخر المدرسین ومنتجع الناقدین قدوة المصطفین مولانا ومقتدانا جناب المولوی السید ظهور الحسین دامت برکاته وتمت افاداته

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قلوب زاکیہ مومنین وقرائح صافیہ ارباب علم ویقین پر واضح ہو کہ مجلد ثانی کتاب مستطاب مدائع الاحکام جسمین فضائل مآب کمالات اکتساب عمدة الاخیار الاطیاب وصفوة الالبا والانجاب الاخ السدید والولی الرشید البدر الوضی والقمر المضی الخلیل الواثق والصدیق الموفق کریم المحاتد والمعارق المولوی السید محمد صادق ابقاہ اللہ ما ذر شارق وومض بارق ابن العالم العامل والفاضل الکامل البحر الزاخر والنجم الزاہر غرة جبهة المفاخر المولوی السید محمد باقر دامت معالیہ وبورکت ایامه ولیالیہ نے اصل کتاب شرائع الاسلام (جو مذہب اثنا عشری کی درسی ومشہور اور مستند کتاب اور معتمد علیہ مین جمہور اولی الالباب ہی) کے معاملات کا بامحاورہ ترجمہ اور اوسکے غوامض مشکلہ اور عبائر دقیقہ کا حل باسلوب شائستہ وعنوان بائستہ کیا ہی من اولہ الی آخرہ نظر قاصر سے گذری اور احقر العباد نے مزید اطمینان کے لیے اوسکو اصل کتاب سے حرف بحرف مطابق کیا درحقیقت مترجم ممدوح نے اصل کتاب کے مقامات عویصہ کو بہت ہی خوبی اور لطف کے ساتھ سہل وآسان کیا ہی اور فوائد نافعہ اور نکات رائعہ اوسپر زائد کیے ہین جنکا حال اصل کتاب سے مقابلہ کرنے کے بعد معلوم ہو سکتا ہی اور اوسکو نہایت ضروری اور مفید حواشی کے ساتھ (جو مسالک الافہام وجواہر الکلام وشرح لمعہ وغیرہ شروح وحواشی سے ماخوذ ہین) بغایت تنقیح وتوضیح محشی کیا ہی فی الواقع زبان اردو مین ایسی جامع ومفید کتاب جسمین ابواب فقہ اس شرح وبسط کے ساتھ موجود ہون دیکھنے مین نہین آئی کتاب مومنین کو عموماً اور طلبہ علوم دینیہ کو خصوصاً نہایت ہی مفید اور نافع ہی بناءً علیہ جملہ مومنین اخیار اور متتبعان آثار ائمہ اطہار سلام اللہ علیہم مادام اللیل والنہار کو لائق وسزاوار ہی کہ اس کتاب نایاب کو خرید فرمائین اور اوسکے فوائد ومطالب سے نفع اوٹھائین فقط

نمقہ المذنب
سید ظہور الحسین عفی عنہ

۱۳۰۹ھ
سید ظہور الحسین الباہو

فہرست کتب روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين
روائع الاحکام
ترجمہ
شرائع الاسلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ کفاء افضالہ والصلوٰۃ علی محمد وآلہ اما بعد پس خادم الطلبہ سید محمد صادق ابن سید محمد باقر الکشمیری الرضوی عفی عنہما خدمت ارباب فضل وکمال مین عرض کرتا ہی کہ احقر العباد نے حسب فرمائش عالی مرتبت سامی منزلت جناب میر رستم علی صاحب دام مجدہ العالی اصل کتاب مستطاب شرائع الاسلام کا زبان اُردو مین بامحاورہ ترجمہ کیا اوسکی عبارات دقیقہ ومطالب مشکلہ کا حل کیا اور نام اوسکا روائع الاحکام رکھا اور اوسکو نہایت ضروری اور مفید حواشی کے ساتھ محشی کیا اور جو الفاظ کتاب از قبیل اصطلاح یا متعلق بفن یا حسن عبارت مین داخل تھے اونکو بجالہا باقی رکھا اور اونکا مطلب عام فہم عبارت مین مابین خطوط وحدانی بیان کیا اور اوسکو جناب مستطاب افضل الفضلا اکمل الکملا قدوۃ العلماء الکرام راس الفقہاء العظام العالم العلامہ الفہیم الفہامہ اورع المتورعین افقہ المتفقہین نخبۃ المصطفین سیدنا ومولنا واُستاذنا المولوی السید ظہور الحسین لازالت شموس افاداتہ طالعہ وانوار ہدایاتہ لامعہ کیخدمت بابرکت مین وقتاً فوقتاً پیش کرتا رہا اور جناب ممدوح نے از ابتدا تا انتہا ملاحظہ فرمایا اور اکثر مقامات کو اپنے قلم فیض شیم سے درست بھی فرمایا واخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ وآلہ اجمعین

کتاب التجارۃ

یہ کتاب مسائل تجارت اور طرق اکتساب کے بیان مین ہی اور چند فصلون پر مشتمل ہی

فصل اوّل

جن چیزون سے معیشت کیواسطے اکتساب کیا جاتا ہی اونکے بیان مین اور اوسکی تین قسمین ہین

اوّل کسب حرام اسکی چند قسمین ہین **قسم اوّل** جن چیزون کی خرید و

فروخت حرام ہی مثل شراب و رنبید (ایک قسم کی شراب ہی جو خرما و کشمش اور گندم وجو وغیرہ سے بنائی جاتی ہی) اور فقاع (ایک قسم کی شراب ہی کہ جو کے پانی سے بنائی جاتی ہی) مسکر نہین ہی کے او سیطرح جو شی کہ مسکر (نشہ والی چیز) مائع بالاصالۃ (اصل مین بہنے والی چیز) یا متنجس رقیق ہو (وہ شی جسنے نجاست سے ملاقات کی ہو) سوائے روغن نجس کے کہ اوسکی بیع وشرا زیر آسمان چراغ جلانیکے واسطے جائز ہی اور خرید و فروخت میتہ (حیوانات مردہ کے وہ اجزا جن مین حیات حلول کرتی ہی) وخون وبول وبراز حیوان غیر ماکول اللحم ہی اور بعض فقہا کے نزدیک مطلق پیشاب کی خرید و فروخت حرام ہی ماکول اللحم کا ہو یا غیر ماکول اللحم کا مگر بول شتر کہ اوسکی خرید و فروخت بخصوصہ جائز ہی لیکن قول اول اشبہ ہی اور اسیطرح سور اور اوسکے اجزا اور کتے کی کھال اور اوسکے اجزا کی خرید و فروخت حرام ہی قسم دوم وہ اشیا ہین جنسے اکتساب کرنا اونکی غایت ومقصود کے ناجائز ہونے کیوجہ سے حرام ہی جیسے آلات لہو ولعب (ستار وطنبور وغیرہ) اور وہ ہیاکل عبادت جو از راہ بدعت ایجاد ہوئے ہین (صنم وصلیب وغیرہ) اور آلات قمار (نرد وشطرنج وغیرہ) اور وہ چیزین جو فعل حرام پر باعث مساعدت ہوتی ہین جیسے سلاح وغیرہ کا اعدا دین کے ہاتھ فروخت کرنا یا فعل حرام کے لیے مکانات اور کشتیون کو باجارہ دینا یا شراب بنانے کے لیے انگور کا فروخت کرنا یا بُت بنانیکے لیے لکڑی کا بیچنا اور اشیاء مذکورہ کا اوس شخص کے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہی جو بُت یا شراب بناتا ہو قسم سوم خرید و فروخت کرنا اون چیزون کا جنسے انتفاع نہووے مانند مسوخات کے خواہ بری ہون جیسے بندر و ریچھ اور فیل مین تردد ہی لیکن اشبہ جواز بیع ہی کیونکہ انتفاع اوسکے استخوان سے ممکن ہی یا بحری جیسے مارماہی اسیطرح غیر مسوخات مین جو چیزین خالی از نفع ہین اونکی بھی بیع وشرا جائز نہین ہی جیسے مینڈکا و کچھوا اور طافی (وہ حلال مچھلی جو پانی مین مرجائے) اور سوائے بلی کے کل درندے اور حیوانات شکاری پرند ہون جیسے باز وشکرہ وغیرہ یا درندے جیسے چیتا وغیرہ اور بعض علما کے نزدیک درندون کے کل قسمون کی خرید و فروخت جائز ہی سلیے کہ اونکی کھال و بال وغیرہ سے نفع حاصل ہو سکتا ہی اور یہی قول اشبہ اور موافق اصول و

کتاب التجارة

كتاب التجارة

قواعد ہی قسم چہارم اون اعمال کے بیان مین جو فی نفسہ حرام ہین جیسے تصاویر مجسمہ کا بنانا اور غنا کرنا
اور ظالمین کی افعال محرمہ مین اعانت کرنا اور عورتون کا میت پر نوحہ کے ساتھ وہ اوصاف بیان کرنا
جو اوسمین تھے اور کتب ضلال کی حفاظت کرنا اور اونکو بغیر ارادہ نقض تحریر کرنا اور مومنین کی ہجو کرنا
اور علم سحر اور کہانت اور قیافہ اور شعبدہ کا سیکھنا اور سکھانا اور قمار بازی کرنا اور اشیاء کا اسطرح مغشوش
کرنا کہ غش ظاہر نہو جیسے پانی کا دودھ مین ملا دینا اور مشاطہ کا دھوکا دینا اور اسیطرح مردون کا اون اشیاء
سے زینت کرنا جو اونپر حرام ہین اور عورتون سے مخصوص ہین قسم پنجم انسان پر اون امور سے اکتساب
کرنا بھی حرام ہی جنکا بجا لانا اوسپر واجب ہووے جیسے اموات کو غسل و کفن دینا یا اونکو دفن کرنا اور اسیطرح
ابھی بعض دیگر امور سے بھی اکتساب حرام ہوتا ہی جنکا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ اونکے محل و موقع پر آئیگا مسئلہ
اذان کہنے کی اجرت لینا حرام ہی لکن بیت المال سے موذن کو قوت دینے مین کوئی مضائقہ نہین ہی
اور اسیطرح پیش نمازی کی اجرت لینا جائز نہین ہی اور علیٰ ہذا القیاس قاضی کو بھی حکم کا عوض لینا حرام ہی
جسکی تفصیل آئندہ مذکور ہوگی اور عقد نکاح مین اجرت لینے کا مضائقہ نہین ہی دوم کسب مکروہ جن
اشیائے سے کسب مکروہ ہی اونکی تین قسمین ہین قسم اول وہ اشیاء ہین جنسے اکتساب کرنا غالباً کسی
فعل حرام یا مکروہ کیطرف منجر ہوجاتا ہی مثل صرافی و کفن فروشی و طعام فروشی و بردہ فروشی اور
اسیطرح ذبح و نحر کا پیشہ بھی ہی قسم دوم وہ اشیاء ہین جو بوجہ صنعت مکروہ ہین جیسے کپڑا اننا اور
حجامت کرنا جبکہ اجرت لینا مشروط ہو اور اسیطرح حیوان نر کو مادہ پر چھوڑنے کی اجرت لینا اور اوسکو
اپنا پیشہ قرار دینا قسم سوم وہ اشیاء ہین جنسے شبہ طاری ہونے کیوجہ سے اکتساب مکروہ ہی جیسے
کسب اطفال خردسال یا اون لوگون کا کسب جو امور محرمہ سے اجتناب کرتے ہون اور علاوہ انکے اور
اشیا بھی مکروہ ہین جو انشاء اللہ تعالیٰ اپنے محل پر مذکور ہونگی سوم کسب مباح پس سوا اشیاء مذکورہ بالا کے باقی
اشیائے سے کسب کرنا مباح ہی اور اسمقام پر چند مسئلے ذکر کیے جاتے ہین پہلا مسئلہ سگ شکاری کے سوا کسی قسم کے

کتے کی خرید و فروخت جائز نہین ہی اور آیا سگ ماشیہ اور سگ زراعت اور سگ حائط کی خرید و فروخت جائز ہی یا نہین اسمین تردد ہی لیکن اشبہ عدم جواز ہی ہان سگہائے مذکورہ کو باجارہ دینا جائز ہی اور اگر زمین سے کسی کتے کو سوائے مالک کے کوئی شخص غیر مار ڈالے تو اوسپر دیت لازم ہوگی **دوسرا مسئلہ** رشوت لینا حاکم پر حرام ہی خواہ رشوت دہندہ کے موافق حکم کرے یا مخالف اور حکم بحق ہو یا نہو **تیسرا مسئلہ** جب کوئی شخص ایک آدمی کو کچھ مال کسی جماعت پر تقسیم کرنیکے لیے عطا کرے اور وہ آدمی بھی اوسی جماعت سے ہو پس اگر مالک نے اوسکے واسطے مال مین سے کوئی مقدار معین کر دی ہی تو اوتنی ہی مقدار کو لیسکتا ہی اور اگر معین نکی ہو تو اوسکو مال مذکور مین اوتنی مقدار کا لے لینا جائز ہوگا جو اوس جماعت مین سے ہر ایک کو ملی ہو اور اوس سے زائد لینا جائز نہوگا **چوتھا مسئلہ** بادشاہ عادل کی ولایت کا قبول کرنا جائز ہی اور کبھی واجب بھی ہو جاتا ہی اگر امام علیہ السلام بالخصوص اوس شخص کو معین فرماوین یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بغیر اوسکے ممکن نہو اور بادشاہ جابر کی ولایت کا اوسوقت قبول کرنا حرام ہی کہ جب کسی فعل حرام مین مبتلا ہونیکا خوف ہو اور اگر خوف نہو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر قدرت رکھتا ہو تو اس صورت مین قبول کرنا ولایت کا مستحب ہی اور اگر بادشاہ ظالم ولایت پر مجبور کرے تو دفع ضرر کے لیے قبول کرنا جائز ہی لیکن مکروہ ہی اگر ضرر قلیل کے دفع کے لیے قبول کی ہی اور اگر ضرر کثیر کے دفع کے لیے قبول کی ہی تو اس صورت مین کراہت بھی نہین ہی **پانچوان مسئلہ** جسوقت کہ حاکم ظالم ولایت پر مجبور کرے پس اس صورت مین ولایت کا قبول کرنا اور موافق اوسکی مرضی کے عمل کرنا جائز ہی بشرطیکہ اپنے نفس کو اس ہلاکت سے خلاصی دینے کی قدرت نہ رکھتا ہو مگر قتل نفس محترمہ مین موافق حاکم ظالم کے عمل کرنا جائز نہوگا کیونکہ قتل نفس مین تقیہ نہین ہی **چھٹا مسئلہ** عطایائے حاکم ظالم کا قبول کرنا حرام ہی اگر معلوم ہو کہ ان عطایا کو اوسنے بوجہ حرام اخذ کیا ہی اور اگر معلوم نہو تو حلال ہی اور اگر مال حرام لیگا حاکم ظالم اسکے پاس آجاوے تو اوس مال کو مالک تک پہونچانا واجب ہوگا

اور اگر مالک اوس [illegible] معلوم نہووے یا مالک تک پہونچانا اوس مال کا ممکن نہووے تو اوسکو مالک کیطرف سے تصدق
کرے اور اگر مالک [illegible] تک پہنچانا ممکن ہو تو اوس مال کا غیر مالک کو دینا جائز نہوگا ساتوان مسئلہ جو چیز
اوشکے [illegible] مقاسمہ یا جو مال یا سہم امام یا جو چوپایہ یا سہم زکوۃ لیتا ہے اوسکا خرید کرنا اور [illegible] ہبہ کا قبول کرنا
[illegible] مال کا مالک کو واپس دینا واجب نہین ہے مالک معلوم ہو یا نہو **فصل دوم** عقد بیع اور اوسکے
[illegible] کے بیان مین اسمین تین امر قابل ذکر ہین **امر اول** عقد بیع وہ لفظ ہے جسکے سبب سے ملکیت مال کی بعوض شی
معلوم [illegible] طرف ثانی منتقل ہو جاتی ہے اور نقل ملک مین تقابض طرفین بدون تلفظ صیغہ کافی نہین ہے اگرچہ
قرائن و علامات سے ارادہ بیع معلوم ہو خواہ وہ شی کم قیمت ہو یا بیش قیمت اور جو شخص صیغہ بیع کے تلفظ پر قدرت
نرکھتا ہو جیسے گونگا اوسکے لیے صحت بیع مین اشارہ کافی و قائم مقام تلفظ ہے اور یہ عقد بدون لفظ
عربیہ مین ہو سکتا ہے پس اگر بائع کہے اشتریا ابتع یا کہے ابتعت تو بیع صحیح نہوگی اگرچہ قبول متحقق ہو اور [illegible]
قبول مین بھی لفظ ماضی شرط ہے پس اگر مشتری کہے ابیعنی تو قبول متحقق نہوگا کیونکہ یہ عبارت استدعا و استعلام ہے
مین ظاہر ہو اور آیا ایجاب کا قبول پر مقدم ہونا شرط ہے یا نہین اسمین تردد ہے اشبہ یہ ہے کہ شرط نہین ہے اور اگر
[illegible] مال بعقد فاسد قبضہ کرلے تو اوسکا مالک نہوگا اور اگر وہ مال تلف ہو جاویگا تو مشتری اوسکا
ضامن ہوگا **امر دوم** شرائط بیع بعض شروط متعاقدین سے متعلق ہین اور وہ [illegible] عقل و اختیار ہین پس
نابالغ کی خرید و فروخت صحیح نہین ہے ہر چند کہ ولی کی اجازت سے واقع ہو اور اسیطرح اگر طفل دہ سالہ و عاقل
ہو اوسکی بیع و شرا بھی علی الاظہر صحیح نہین ہے اور اسیطرح بیع و شرا مجنون اور بیہوش [illegible] ایسے شخص
کی جو حالت نشہ مین ہو اور تمیز نرکھتا ہو اور مکرہ کی بھی صحیح نہین ہے اگر یہ اشخاص بعد زوال عذر بیع
راضی بھی ہو جاوین مگر مکرہ اگر بعد زوال جبر و اکراہ اوس بیع پر راضی ہو جاوے تو صحیح ہوگی بشرطیکہ
اوسکی عبارت قابل وثوق ہو اور غلام یا کنیز کا بغیر اجازت مالک بیع و شرا کرنا صحیح نہین ہے ہان اگر مالک اوسکو
اجازت دیوے تو صحیح ہے اور اگر کوئی شخص کسی مملوک سے کہے کہ تو اپنے نفس کو اپنے آقا سے میرے واسطے خرید کرلے

(بقیہ حاشیہ در صفحہ ۹ داخل ست)

او دادا کو جائز ہے کہ عقد بیع مین دونون طرف کے متولی ہون پس جائز ہے کہ اپنی بعض اولاد کیطرف سے بائع ہو اور
بعض کیطرف سے مشتری ہو یا اپنی طرف سے بائع ہو اور اولاد کیطرف سے مشتری یا اولاد کیطرف سے بائع ہو اور
اپنی طرف سے مشتری اور وکیل کا تصرف موکل کیطرف سے اوسوقت تک نافذ ہوگا جبتک کہ موکل زندہ اور جائز التصرف
رہے اور آیا وکیل عقد بیع مین دونون طرف کا متولی ہو سکتا ہے یا نہین بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ ہو سکتا ہے موکل کو
خبر کی ہو یا نہ کی ہو اور بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ مطلقاً نہین ہو سکتا ہے اور بعض نے فرمایا ہے کہ اگر موکل کو خبر کی ہے تو
ہو سکتا ہے ورنہ نہین اور یہی قول اشبہ ہے پس اگر خبر کرنے سے قبل اپنے لیے خرید لیوے تو موکل کی اجازت پر موقوف
رہیگا اور تصرف وصی قبل وفات موصی نافذ نہوگا اور اسکے دونون طرف متولی ہونے مین بھی اختلاف ہے جو
وکیل کے متولی ہونے مین مذکور ہوا اور بعض علمائے نے فرمایا ہے کہ جب وصی مالدار ہو تو اوسکو خود خرید لینا یا قرض دینا جائز
ہے اور حاکم شرع اور اوسکے امین کو فقط محجور علیہ پر ولایت حاصل ہوتی ہے خواہ صغر سنی کیوجہ سے محجور علیہ ہوا ہو خواہ سفاہت
یا مفلسی کی اور اسیطرح غائب پر حکومت کرنے کی ولایت بھی انھین دونون کو حاصل ہوگی اور منجملہ اون شرائط کے
کہ جو متعاقدین سے متعلق ہین یہ ہے کہ مشتری جب کسی غلام مسلم کو خرید کرنا چاہے تو خود بھی مسلم ہو اور بعض علمائے نے فرمایا ہے
کہ کافر بھی خرید کر سکتا ہے لیکن غلام مسلم کو کسی مسلم کے ہاتھ فروخت کرنیکے لیے اوسپر جبر کیا جائیگا اور پہلا قول اشبہ ہے
اور اگر کوئی کافر اپنے پدر مسلم کو خرید کر لے تو اوسکی صحت مین تردد ہے اور اشبہ جواز ہے اسلیے کہ آزاد ہونے کیوجہ سے تسلط اور
سبیل اوسپر باقی نرہیگی کیونکہ کافر جب پدر مسلم کو خرید کریگا پدر معاً آزاد ہو جائیگا اور منجملہ شرائط بیع کے وہ شرائط
ہین جو مال مبیع سے متعلق ہین چنانچہ بعض شرائط باب اول مین مذکور ہو چکے ہین اور یہان چند شرطین بیان
کیجاتی ہین **اول** مبیع کا مملوک ہونا صحت بیع مین شرط ہے پس حُر کی خرید و فروخت صحیح نہین ہے اور اسیطرح
اون اشیاء کی خرید و فروخت بھی جائز نہین ہے جو خالی از نفع ہین جیسے چھچھوندر اور کیڑے اور بچھو
اور انسان کے وہ فضلات اور رطوبات جو اوس سے جدا ہون مثل بال اور ناخن اور آب دہن وغیرہ کے لیکن
عورت کے دودھ کی خرید و فروخت جائز ہے اسلیے کہ وہ طاہر ہے اور نفع اوسکا ظاہر ہے اور اون اشیا کی خرید و

علی الاجازة والوصی لا یمضی تصرفه الا بعد الوفاة والتردد فی تولیه طرفی العقد کالوکیل وقیل یجوز ان یقوّم علی نفسه وان یقترض اذا کان ملیا وانما یلی الحاکم وامینه فلا یلیان الا علی المحجور علیه لصغر او سفه او فلس او الحکم علی غائب وان یکون المشتری مسلما اذا ابتاع مسلما وقیل یجوز

کتاب التجارة

ولو کان کافرا ویجبر علی بیعه من مسلم ولو ابتاع اباه المسلم هل یصح فیه تردد والاشبه الجواز لانتفاء السبیل بالعتق ومنها ما یتعلق بالمبیع وقد ذکرنا بعضها فی الباب الاول ونذکر هنا شروطا الاول ان یکون مملوکا فلا یصح بیع الحر ومالا منفعة فیه کالخنافس والعقارب والدیدان والفضلات المنفصلة عن الانسان کشعره وظفره ورطوباته عدا اللبن ولما

فروخت جائز نہین ہے جنمین سب مسلمان شریک ہین جیسے گھاس اور پانی اور مچھلی اور حوش اور جو زمین کہ قہراً اخذ
کی گئی ہو اور بعض علمانے اوسکی بیع کو بہ تبعیت اثار (درخت میوہ) جائز کیا ہے اور خانہ ہائے مکہ معظمہ کی خرید و
فروخت مین تردد ہے اور زیادہ تر روایات مین ممانعت وارد ہوئی ہے کنوئین اور نہر کے پانی کا وہ شخص مالک ہے جسنے پانی نکالا ہے
یا اوسکو کھودا ہے اور اسی طرح جسکی زمین مین کوئی کان غیر برآمد ہوئی ہو وہ اوسی کی ملک شمار کیجائیگی شرط دوم
مبیع کا طلق و غیر محبوس ہونا پس شی وقف شدہ کی خرید و فروخت صحیح نہین ہے ہان اگر اوسکا باقی رکھنا تعلق
موقوف علیہم (جن پر وقف کی گئی ہو) کے اختلاف و نزاع سے اوسکی خرابی کا سبب ہو اور اوسکی فروخت کرنی
بہ نسبت باقی رکھنے کے نفع زاید ہو تو علی الاظہر جائز ہے اور اسیطرح ام الولد کا فروخت کرنا بھی اوسوقت تک جائز
نہین ہے جبتک اوسکا لڑکا زندہ ہے اور اگر کوئی شخص ایک کنیز خرید کرے اور قبل قیمت دینے کے اوس سے
مباشرت کرے اور فرزند پیدا ہوا اور بعد اسکے بائع اوس کنیز کی قیمت مشتری سے طلب کرے اور اوسکو قیمت
دینے پر قدرت نہو وے تو اوسکی قیمت ادا کرنے کے لیے اوسکا فروخت کرنا جائز ہے اور آیا اوسوقت بھی
اوسکے فروخت کرنے مین اوسکے مالک کی وفات شرط ہے یا نہین اسمین تردد ہے اور اسی طرح وثیقہ رہن کا
قبل ادائے زر رہن فروخت کرنا بھی جائز نہین ہے ہان باجازت مرتہن جائز ہے اور غلام کی جنایت
(کسی کا ہاتھ قطع کرے یا کسی کو قتل کر ڈالے) اوسکی فروخت کرنے یا آزاد کرنے کی مانع نہین ہے پس آقا کو اوسکا فروخت
کرنا یا آزاد کر دینا جائز ہے عمداً جنایت کی ہو یا خطاءً ولکن درصورت عمد جواز بیع مین تردد ہے
شرط سوم مبیع کا مقدور رہنا یعنی بائع مشتری کو اوسپر قبضہ دیسکتا ہو پس تنہا غلام گریختہ کا فروخت کرنا
صحیح نہین ہے ہان اوسکو دوسرے مال کے ساتھ جسکا فروخت کرنا صحیح ہو شریک کرکے فروخت کرنا جائز ہے
اور اس صورت مین اگر مشتری کو غلام گریختہ پر قبضہ حاصل نہوگا تو تمام قیمت فقط ضمیمہ کے مقابل سمجھی
جاویگی اور مشتری کو اوسکی قیمت کا مطالبہ بائع سے جائز نہوگا اور جسکی عادت واپس آنے اور عود کرنے
پر جاری ہو اوسکا بیع کرنا صحیح ہے جیسے حالت پرواز مین کبوتر کا فروخت کرنا اور اسیطرح وہ مچھلیان ہین جو ملوک کے

كتاب التجارة

كتاب التجارة

معلوم ہون اور ایک بعض مین مجہول ہون اور اوس چیز کے فروخت کرنے مین تردد ہے جسکو وقت تسلیم کرنا دشوار ہو اور قول بالجواز بدینوجہ مشتری کو خیار فسخ حاصل ہیگا تو ہی ہو شرط چہارم قیمت کی مقدار اور جنس اور وصف کا معلوم ہونا پس اگر کسی مال کو بلا تعیین قیمت فروخت کرے اور اوسکو اپنے یا مشتری کے اختیار پر موقوف رکھے تو بیع فاسد ہوگی اور اگر اس طریقہ سی مشتری کسی مال کو خرید لیوے اور بعد اوسکے مال تلف ہو جاوے تو مشتری اوسکی اوس قیمت کا ضامن ہوگا جو قبضہ کرنے کے وقت تھی اور بعض علما کے نزدیک بایع کو وہ قیمت دیجائیگی جو روز قبضہ سے تا روز تلف اعلی اور زاید ہوگی اور اگر کسی طرح کا عیب اوس مال مین پیدا ہو جسکو بطریق مذکور فروخت کیا ہی تو بایع اوسکی ارش (وہ مقدار جو صحیح و معیب مین مابہ التفاوت ہے) مشتری سی لے سکتا ہے اور اگر مشتری اوس مال مین ایسا کام کرے کہ جسکی وجہ سی قیمت اوسکی زیادہ ہو جاوے تو وہ زیادتی مشتری کا حق ہوگا اگرچہ وہ زیادتی عین مال مین نہو بلکہ وصف مین ہو شرط پنجم مقدار مبیع کا معلوم ہونا پس مکیل (وہ شی جو پیمانہ سے فروخت کی جاتی ہی) اور موزون (وہ چیز جو وزن سی فروخت کی جاتی ہی) اور معدود (وہ شی جو شمار کرکے فروخت کی جاتی ہی) کو بطریق تخمین فروخت کرنا جائز نہین ہے اگرچہ اوسکا مشاہدہ کر چکا ہو جیسی غلہ کی ڈھیری اور اسیطرح اشیاء مذکورہ کا اوس پیمانہ سے فروخت کرنا بھی جائز نہین ہے جسکی مقدار معلوم نہو اور شے معلوم کے حصہ مشاع (غیر ممتاز جیسے نصف و ربع و ثلث وغیرہ) کا خرید کرنا جائز ہی خواہ اجزا اوس مال کے مساوی ہون جیسے گندم و جو وغیرہ یا متفاوت ہون جیسے جواہر حیوانات وغیرہ لیکن جبکہ شے معلوم کے اجزا مساوی نہون تو اوسکے جزء معین کا خرید کرنا جائز نہین ہے جیسے کپڑے مین ایک گز اور زمین مین سے ایک جریب اور دو یا زیادہ غلامون مین سے ایک غلام یا گلہ گوسفند مین سے ایک گوسفند اور اسیطرح اگر گلہ گوسفند کو فروخت کرے اور اوسمین سے ایک یا چند گوسفند کو جسکی تعیین اشارہ سی نکی ہو مستثنے کرلے تو بھی جائز نہوگا لیکن اگر اوس شی معلوم کے اجزا متساوی ہون تو اوسکے جزء معین کو خرید کرنا جائز ہی جیسے ایک قفیز گندم

كتاب التجارة

ایک کر مین ہے اور اسیطرح ایک قدر معین کا مال متساوی الاجزا مین سے خرید کرنا بھی جائز ہے ہرچند کہ مقدار تمام مال کی معلوم
نہو مثل اسکی کہ ایک مکوک (پندرہ رطل) گندم کو اوس ڈھیر مین سے خرید کرے جسکی مقدار معلوم نہو اور جب کسی معدود
کا شمار دشوار ہو تو جائز ہے کہ اول اوسقدر شے کو شمار کر لین جس سے ایک پیمانہ بھر جاوے اور بعد اوسکے اسی پیمانہ
کا حساب کیا جاوے اور کپڑے اور زمین کو بدون پیمائش محض مشاہدہ سے فروخت کرنا بھی جائز ہے اگرچہ پیمائش کرکے
فروخت کرنا احوط ہے اسلیے کہ موافق مقدار پارچہ عرض مین تفاوت ہوا کرتا ہے اور مشاہدہ سے مقدار اوسکی معلوم
نہین ہوتی اور مشتری کو مبیع کا مشاہدہ کر لینا صحت بیع مین کافی ہے اور ذکر صفت کی ضرورت نہین ہے اگرچہ وقت
بیع غائب بھی ہو لیکن اگر اوسکی مشاہدہ کو اتنی مدت گذر جاوے کہ جسمین عادۃً متغیر ہوجاتی ہے تو بیع باطل ہو جاویگی اور
اگر اوسکی متغیر ہونے کا فقط احتمال ہو تو بھی پہلے ہی مشاہدہ کی بنا پر اوسکا خرید کرنا جائز ہوگا پس اگر بعد مین تغیر ثابت
ہو تو مشتری کو اوس عقد کے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر بائع و مشتری اوسکے متغیر ہونے مین اختلاف کرین تو مشتری
کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا اگرچہ خالی از تردد و اشکال نہین ہے اور اگر مبیع ایسی ہے کہ اوسکا مزہ یا بو مقصود ہو تو وقت
بیع و شرا اوسکا سونگھنے یا چکھنے سے امتحان کرنا ضرور ہوگا اور بدون امتحان بعض صفت بیان کرکے فروخت کرنا
بھی جائز ہے جسطرح کہ نابینا دیکھنے کی چیزون کو خرید کرتا ہے اور آیا ان اشیا کو بدون امتحان و وصف محض مشاہدہ پر
فروخت کرنا (اس بنا پر کہ اصل ہر شے مین صحت ہے تا وقتیکہ اوسکا معیوب ہونا ثابت نہو) جائز ہے یا نہین اسمین
تردد ہے اولیٰ جواز ہے پس اگر خرید کرنے کے بعد اوس مال مین کوئی عیب ظاہر ہوگا تو مشتری کو اوسکے
واپس کرنے یا ارش لینے کا اختیار رہوگا اور اگر مشتری نے اوس مال مین تصرف کر لیا ہوگا تو اوسکا واپس
کرنا جائز نہوگا اور بائع پر ارش کا دینا لازم ہوگا خواہ مشتری نابینا ہو یا بصیر اور اسیطرح جن
اشیا کا امتحان اونکی فساد کی طرف منجر ہوتا ہے جیسے خربوزہ و بادام و تخم مرغ وغیرہ انکی خرید و
فروخت بغیر امتحان کے جائز ہے پس اگر تراشنے یا توڑنے کے بعد اونکا معیوب ہونا ظاہر ہو تو مشتری
کو بائع سے قدر تفاوت کا (عیب کی وجہ سے جو کمی قیمت مین ہو) مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اوسکا واپس کرنا

جائز ہوگا اور اگر اوس مال شکستہ کی کوئی قیمت نہیں تو مشتری کو بائع سے تمام قیمت کا مطالبہ صحیح ہوگا و پستیان
کی اون مچھلیون کا فروخت کرنا جو شاہد و مشہود ہون جائز نہیں ہے اگرچہ وہ مچھلیان مملوک بھی ہون اسلیے
کہ اس صورت مین مال مبیع مجہول رہتا ہے ہر چند کہ اون مچھلیون کے ساتھ نے وغیرہ کو بھی شریک کردیا ہو اور
یہی قول صحیح ہے اور اسی طرح اوس دودھ کا فروخت کرنا بھی صحیح نہیں ہے جو چوپایہ کے تھنون مین ہو
اگرچہ اوسکے ساتھ دوہا ہوا دودھ یا اور کوئی چیز بھی شریک کردی جاوے اور اسی طرح چوپایون کے جسم پر اونکی
کھال یا بال یا اون وغیرہ کا بیچنا بھی صحیح نہیں ہے اگرچہ اوسکے ساتھ دوسری شے بھی شریک کردیجائے اسلیے
سوائے کھال کے یہ سب چیزین موزون ہین اور محض تخمین سے انکی بیع و شرا صحیح نہین ہے اور اسیطرح اون بچون کا
فروخت کرنا بھی صحیح نہین ہے جو چوپایون کے شکم مین ہون اور اسیطرح اوس چیز کا جو نر کو مادہ پر چھوڑنے
سے حاصل ہو قبل پیدائش فروخت کرنا جائز نہین ہے اور اس مقام پر دو مسئلہ ہین پہلا مسئلہ مشک طاہر ہے
اور اوسکا نافہ ہی مین فروخت کرنا جائز ہے اگرچہ اوسکا امتحان نہ کیا ہو لیکن بعد امتحان خریدنا اچھا ہے —
دوسرا مسئلہ کسی چیز کا اوسکے ظرف مین اسطرح خریدنا جائز ہے کہ ظرف کے مقابل قیمت مین سے ایک مقدار معین چھوڑ دیجائے
اگرچہ محتمل زیادتی و نقصان ہو اوس مقدار مال کا بدون تراضی طرفین بمقابلہ ظرف چھوڑ دینا جائز نہین ہے جسکے زائد ہونے کا
یقین ہو اور مال کا مع ظرف خرید کرنا بھی جائز ہے اگرچہ ہر ایک کے وزن کی مقدار معلوم نہو بلکہ فقط مجموع کی
مقدار کا معلوم ہونا کافی ہے امر سوم آداب عقد بیع کے بیان مین وہ کئی امر ہین منجملہ اونکے پانچ امر مستحب ہین
پہلا امر بائع کو مسائل تجارت کا جاننا (خواہ باجتہاد ہو یا بہ تقلید) تاکہ عقد صحیح و فاسد مین تمیز
ہوجاوے دوسرا امر سب خریدارون کے ساتھ بانصاف پیش آنا اور تفرقہ نہ کرنا تیسرا امر اگر مشتری مال کو
واپس کرے اوسکو واپس کرلینا چوتھا امر بیع و شرا کے وقت شہادتین و تکبیر کہنا پانچوان امر ہر گاہ کوئی چیز
خریدکرے اپنے حق سے باعتبار وزن یا پیمانہ کے کمتر لینا اور اگر فروخت کرے تو مشتری کو اوسکے حق سے
زاید دینا اور چند امر مکروہ ہین پہلا امر اپنے مال کی تعریف اور دوسرے کے مال کی مذمت کرنا دوسرا امر

كتاب التجارة

بیع و شرا مین سچی قسم کہانا اور جہوٹی قسم کہانا حرام ہی تیسرا امر ایسی قسم پر مال کا فروخت کرنا جہان اوسکا
عیب معلوم نہو چوتہا امر مومن سے بلا ضرورت نفع لینا پانچوان امر جس سے بیع مین وعدۂ احسان کر چکا ہو اوس سے
نفع لینا چہٹا امر طلوع صبح سے تا طلوع آفتاب بیع و شرا مین اشتغال کرنا ساتوان امر بازار مین سب سے
پہلے جانا آٹہوان امر دنی لوگون (وہ جماعت جو قبیلہ کے سستی یا کہنے کی پروا نہ کرتی ہو یا احسان سے
خوش اور اسارت سے ناخوش نہو یا ذرا ذرا سی چیز پر حساب و کتاب کرتی ہو) سے معاملہ کرنا نوان امر
اون لوگون سے معاملہ کرنا جنکے جسمون مین نقصان ہو (جذامی وغیرہ) دسوان امر اکراد (منجملہ قبائل جن ایک
قبیلہ ہی جو جانب بطرف ہو جانے کی وجہ سے داخل انسان ہو گیا ہی) سے معاملہ کرنا گیارہوان امر جو شخص کیل یا
وزن کو اچہی طرح نہ جانتا ہو اوسکا کیل یا وزن کرنا بارہوان امر بعد عقد قیمت مین تخفیف کرانا
تیرہوان امر مشتری کو وقت ندا دلال قیمت کا زائد کرنا ہان دلال کے خاموش ہونے کے بعد قیمت کے زائد کرنے مین
کوئی مضائقہ نہین ہی چودہوان امر برادر مومن کے سودے مین داخل ہونا علی الاظہر (یعنی جس چیز کو برادر مومن خرید
کرتا ہو اوسکو قیمت زائد یا کم کرکے خود خرید لینا) پندرہوان امر شخص حاضر (شہری) کا غریب (وہ مسافر
جو مال کی قیمت نرخ بازار کے موافق نہ جانتا ہو) کی طرف سے وکیل ہونا اور بعض علماء کے نزدیک حرام ہی لیکن قول
اول اشبہ ہی اور اس مقام پر دو مسئلہ ملحق ہین پہلا مسئلہ تاجرون کا تا چہار فرسخ استقبال کرنا مکروہ ہی بشرطیکہ
مسافت مذکور تک خرید کرنے کی غرض سے جاوین اگر اتفاقاً اس مسافت تک چلا جاوے تو تجار سے معاملہ کرنا مکروہ
نہوگا اور اس صورت مین بائع کو فسخ معاملہ کا اختیار حاصل نہوگا ہان اگر غبن فاحش (ایسا نقصان جسکا
تحمل تجار نہ کر سکین) ظاہر ہووے تو اختیار فسخ حاصل ہوگا اور یہ اختیار فوری ہی بشرطیکہ فسخ پر قدرت ہو ورنہ بعد
حصول قدرت فوری ہوگا اور بعض فقہا کے نزدیک یہ حق بدون اسقاط ساقط نہوگا اور یہی اشبہ ہی اور نجش
(مشتری کے دہوکا دینے اور پہانسنے کی غرض سے قیمت متاع کا اوس شخص کے لیے زائد کرنا جو خریدار نہو اور بائع نے
اوسکو اپنے موافق کرلیا ہو) کا بہی یہی حکم ہی دوسرا مسئلہ احتکار (غلہ کا گرانی کے وقت فروخت کرنے

کتاب التجارة

کے لیے جمع کرنا) مکروہ ہے اور بعض علماء کے نزدیک حرام ہے لیکن قول اول اشبہ ہے اور احتکار فقط گیہوں اور جو اور خرما
اور کشمش اور روغن میں ثابت ہوتا ہے اور بعض فقہا کے نزدیک نمک میں بھی احتکار ثابت ہے اور غلہ کی قیمت
کے زاید نہونے کی اوس صورت میں حبس کرنا جب کوئی دوسرا شخص فروخت کرنیوالا نہو حرام ہے اور بعض فقہا نے
گرانی میں تین روز اور ارزانی میں چالیس روز حبس کرنا شرط کیا ہے اور ایسا شخص غلہ کے فروخت کرنے پر
مجبور کیا جاویگا لیکن قیمت کے مشخص کرنیکا اوسکو خود اختیار رہیگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حاکم
شرع اوسکی قیمت بھی مشخص کریگا اور قول اول اظہر ہے

فصل سوم خیار فسخ کے بیان میں اوسمیں دو مطلب ہیں

مطلب اول اقسام خیار کی بیان میں اور وہ پانچ ہیں

اول خیار مجلس ہے یعنی ایجاب و قبول کے بعد
بیع منعقد ہو جاتی ہے لیکن بائع و مشتری کو اوسوقت تک فسخ کرنیکا اختیار رہتا ہے جبتک کہ مجلس عقد میں موجود ہین
اور اگر بائع و مشتری کے درمیان کوئی شے حائل کر دیجاوے جیسے پردہ (الدینا) تو خیار فسخ باطل نہو اور اسیطرح اگر
بائع و مشتری مجلس عقد سے بجبر و اکراہ اوٹھا دیئے جائیں اور وہ متفرق ہو جائیں اور فسخ بیع پر قادر نہون
تب بھی خیار فسخ اونکو حاصل رہتا ہے پس وقت اجتماع بیع کو فسخ کر سکتے ہین اور یہ حق خیار
اوس صورت میں ساقط ہو جاتا ہے جبکہ بوقت عقد اوسکا سقوط شرط کر لیا جاوے اور اسیطرح اگر بائع
و مشتری جدا ہو جاوین تب بھی ساقط ہو جاتا ہے اگرچہ ایک ہی قدم کی جدائی ہو اور اسیطرح اگر بائع
و مشتری دونون یا ان میں سے ایک شخص دوسرے کی رضا سے عقد کو لازم کر لے تو بھی ساقط ہو جائیگا اور
اگر ان دونون میں ایک شخص عقد کو لازم کر لے تو فقط دوسرے کو خیار فسخ حاصل رہیگا اور اگر ان دونون میں
سے ایک شخص دوسرے کو کہے کہ تو اپنی طرف سے بیع کو لازم کر لے اور وہ خاموش رہے تو تنہا خاموشی سے عقد بیع
لازم نہوگا اور دونون کو خیار فسخ حاصل رہیگا اور بعض فقہا کے نزدیک اسی کلام کی وجہ سے فقط اوس
شخص کا حق خیار ساقط ہو جاویگا جسنے یہ درخواست کی تھی اور بیع لازم ہو جائیگی لیکن قول اول
اشبہ ہے اور اگر ایک ہی شخص بائع و مشتری دونون کی طرف سے عقد بیع واقع کرے مثلا باپ یا دادا

الفصل الثالث فی الخیار

ایک صغیر کے مال کو دوسرے صغیر کے ہاتھ فروخت کرے اور بولایت دونون کیطرف سے ایجاب و قبول واقع کرے تو اوسکو خیار فسخ حاصل رہیگا اگر سقوط خیار کو شرط نہ کیا ہو یا وقت بیع حق خیار ساقط نہ کیا ہو یا بعد عقد دونون کی طرف سے بیع کو لازم نہ کیا ہو بنا بر ایک قول کے جسجگہ کہ عقد بیع واقع کیا ہے اوس سے مفارقت نکی ہو ورنہ خیار فسخ حاصل نہوگا دوم خیار حیوان ہے پس ہر حیوان مین (کنیز ہو یا اور کوئی حیوان) مشتری کو تین روز تک فسخ عقد کا اختیار رہتا ہے اور علی الاظہر بایع کو خیار حاصل نہین ہوتا اور اگر عقد مین سقوط خیار شرط ہو جاوے یا بعد عقد بیع لازم کرلی جاے یا مشتری اوس حیوان مین کوئی تصرف کرے (مثلاً کنیز سے وطی کرلے) خواہ وہ تصرف لازم ہو جیسے اوس حیوان کو بشرط اسقاط خیار فروخت کردینا یا جائز ہو جیسے اوسکا ہبہ کردینا اور قبضہ نہ دینا یا اوسکے ساتھ وصیت کردینا کہ یہ حیوان میرے بعد فلان شخص کو دیدیا جاے تو ان صورتون مین خیار ساقط ہو جائیگا سوم خیار شرط ہے پس جو مدت کہ متعاقدین یا احد ہما شرط کرلیوین وفا اوس پر لازم ہوگی لیکن اوس مدت کا معین و منضبط ہونا لازم ہے تاکہ احتمال زیادتی و نقصان نرہے پس ایسی مدت کا مقرر کرنا جسمین احتمال زیادتی و نقصان ہو (جیسے حاجی کے سفر سے واپس آنیکے تک کی مدت) صحیح نہوگا اور بیع باطل ہوگی اور بایع و مشتری مین سے ہر ایک کو اپنے یا کسی اجنبی کے واسطے خیار فسخ کا شرط کردینا بھی جائز ہے اور اسیطرح بشرکت اجنبی خیار فسخ کا شرط کرنا اور اسیطرح اشتراط موامرۃ (بایع و مشتری منون یا انمین سے ایک کا خیار فسخ کو کسی اجنبی کے حکم پر مشروط کردینا) بھی جائز ہے اور اسیطرح اگر شرط کرلیجائے کہ فلان مدت تک بایع کو قیمت کی واپس کرنے اور مبیع کے واپس لینے کا اختیار ہے تو بھی جائز ہوگا اور اوس مدت کے گذر جانے کے بعد عقد لازم ہو جائیگا چہارم خیار غبن ہے پس جو شخص کہ کسی مال کو خرید کرے اور اہل خبرہ سے نہو (اوس مال کی قیمت مروجہ کو نجانتا ہو) بعدہ اوسمین ایسا غبن ظاہر ہو جسمین عادۃً مسامحہ جاری نہو تو مشتری کو وقت ظہور اوس عقد کے فسخ کرنیکا اختیار حاصل ہوتا ہے اور قبل ظہور غبن اگر مشتری نے اوسمین تصرف کرلیا ہو تو بھی یہ اختیار ساقط نہوگا تا وقتیکہ مشتری اوس مال کو اپنی ملک سے خارج کرے یا اوسمین کوئی ایسا مانع حادث نہو جاوے جسکی وجہ سے واپس نکر سکتا ہو (مثلاً کنیز کے

لڑکا پیدا ہو جائے یا اوسکو آزاد کر دے) کہ اس صورت میں حق خیار ساقط ہو جاویگا لکن مشتری کو عیب کی وجہ سے ارش لینے کا
اختیار ثابت نہیں ہے پانچم خیار تاخیر ہے پس جبکہ عقد بیع واقع ہوا اور قیمت و مبیع پر قبضہ حاصل نہو اور آپس مین
تاجیل مدت معینہ تک تاخیر اشتراط ہوئی ہو تو یہ عقد تین روز تک لازم رہیگا پس اگر اس اثنا مین مشتری قیمت
مبیع بائع کو دیدیوے تو عقد لازم ہو جائیگا اور مبیع لینے کا مستحق ہوگا ورنہ بائع کو اختیار ہے چاہے مبیع کو اور کسی کے ہاتھ
فروخت کر دے خواہ اپنے پاس رہنے دے اور مشتری کو اوسکے پانیکا استحقاق باقی رہیگا اور اگر وہ مبیع تلف
ہو جاوے تو یہ نقصان بائع کے مال کا ہوگا خواہ تین روز کے اندر تلف ہو خواہ بعد مدت یہی قول اشبہ اور موافق
اصول و قواعد ہے اور اگر مشتری ایسی شئ کو خرید کرے جو ایک ہی روز مین فاسد ہو جاتی ہو پس اگر قبل شب قیمت لاکر
بائع کے حوالہ کر دے تو مبیع کے پانیکا مستحق ہوگا ورنہ بیع باطل ہو جائیگی اور خیار عیب کا ذکر انشاء اللہ تعالے اسکے باب مین
آئیگا **مطلب دوم** احکام خیار کے بیان مین اور یہ چند مسئلون پر مشتمل ہے پہلا مسئلہ خیار مجلس سوائے بیع کے
اور کسی عقد میں ثابت نہیں ہوتا اور خیار شرط سوائے نکاح اور وقف کے ہر عقد مین ثابت ہوتا ہے اور اسیطرح ابراء
اور طلاق و عتق مین بھی خیار شرط ثابت نہیں ہوتا لکن خصوص عتق مین بنا بر ایک روایت شاذہ کے
ثابت ہوتا ہے دوسرا مسئلہ مبیع مین تصرف کرنے سے مثل خیار حیوان کے خیار شرط بھی ساقط ہو جاتا ہے اور اگر بائع و
مشتری دونون کو حق خیار حاصل ہو اور انمین سے ایک شخص مبیع مین تصرف کر لے تو فقط اوسی کا خیار ساقط
ہو جائیگا اور اگر ان دونون مین سے ایک شخص تصرف کرنے کی اجازت دیوے اور دوسرا تصرف کرے تو دونون کا
حق خیار ساقط ہو جائیگا تیسرا مسئلہ اگر وہ شخص مر جائے جسکو حق خیار حاصل تھا تو یہ حق اوسکے وارث کی طرف
منتقل ہو جائیگا اور یہ حکم ہر خیار مین جاری ہے اور اگر صاحب خیار مجنون ہو جائے تو اوسکا ولی اوسکا قائم مقام ہوگا
اور بحال عذر تصرف ولی مفوض ہوگا اور اگر صاحب خیار مملوک ماذون (اجازت یافتہ) ہو اور اوسکے مرنے کے
بعد حق خیار آقا کو ثابت ہوگا چوتھا مسئلہ مبیع محض عقد سے ملک مشتری مین داخل ہو جاتی ہے اور بعض علماء
نے فرمایا ہے کہ عقد و انقضائے مدت خیار دونون سے منتقل ہوتی ہے لکن قول اول اظہر ہے پس اگر مبیع مین بعد عقد او

على الاشبه وان اشترى ما يفسد من يومه فان جاء بالثمن قبل الليل والا فلا بيع له وخيار العيب يأتي في بابه ان شاء الله تعالى

فاما احكامه فيشتمل على مسائل الاولى خيار المجلس لا يثبت في شيء من العقود

كتاب التجارة

قبل انقضاء مدت خیار کوئی نماء زیادتی مثل شیر وحمل وثمر وغیرہ حادث ہوگی تو مال مشتری کا ہوگا اور اگر مشتری عقد بیع
فسخ کردے تو بائع پوری قیمت کا مطالبہ کریگا اور بائع کو مشتری سے نماء کا مطالبہ صحیح ہوگا پانچوان مسئلہ اگر مبیع
قبل قبضۂ مشتری تلف ہو جائے تو یہ نقصان مال بائع کا ہوگا اور اگر بعد قبضہ و انقضاء مدت خیار تلف ہو جائے تو یہ
نقصان مال مشتری کا ہوگا اور اگر بعد تصرف یا زمان خیار مین تلف ہو جائے اور خیار فسخ بائع کو حاصل ہو تو مال مشتری تلف ہوگا
اور اگر خیار فسخ مشتری کو حاصل ہو تو مال بائع تلف ہوگا اور یہان پر دو فرع ہین اول خیار شرط وقت تفرق سے ثابت
ہوتا ہے اور بعض علماء کی نزدیک وقت عقد سے ثابت ہوتا ہے اور یہی قول اشبہ اور قواعد کی موافق ہے دوم جبکہ مشتری
دو چیزین خرید کرے اور دونون مین سے ایک شے معین مین خیار کو شرط کرے تو صحیح ہوگا اور اگر ابہام کریگا (معین نکریگا)
تو باطل ہوگا اور اسی مقام سے خیار رویت بھی ملحق ہے اور خیار رویت اعیان شخصیہ کے بدون مشاہدہ فروخت کرنے
کو کہتے ہین پس اس طرح کی بیع مین دو امر کا ہونا ضرور ہے اول ذکر جنس و جنس سے فقہا کے نزدیک وہ لفظ مراد ہے جو حقیقت
نوعیہ پر دلالت کرے جسکو اہل معقول کی اصطلاح مین نوع کہتے ہین جیسے گندم و برنج و ابریشم وغیرہ دوم
ذکر وصف اور اس سے وہ لفظ مراد ہے جس سے افراد جنس مین تمیز حاصل ہو جائے جیسے گندم کا جو وغیرہ کی آمیزش
سے خالی ہونا یا اسکا موٹا اور باریک ہونا اور ہر ایسے وصف کا ذکر کرنا واجب ہے جسکے ذکر نہونے سے مبیع مین جہالت متحقق
ہو جائے اور اگر جنس اور وصف دونون یا انمین سے ایک مذکور نہوگا تو عقد باطل ہو جائیگا اور جب وصف و جنس دونون مذکور
ہونگی تو عقد صحیح ہوگا خواہ اوس مال کو بائع نے دیکھا ہو اور مشتری نے نہ دیکھا ہو یا مشتری نے دیکھا ہو اور بائع
نے نہ دیکھا ہو یا ان دونون نے نہ دیکھا ہو بلکہ کسی تیسرے شخص نے اوسکے اوصاف ان دونون سے بیان کر دیے ہون
پس اگر مال مبیع مین وہ اوصاف موجود ہونگے تو بیع لازم ہو جائیگی والا مشتری کو بیع کے فسخ و التزام مین
اختیار حاصل ہوگا اور اگر مال مبیع کو فقط مشتری نے دیکھا ہو اور بائع نے نہ دیکھا ہو تو فقط بائع کو اختیار
حاصل ہوگا اور اگر ان دونون مین سے کسی نے مال مبیع کو نہ دیکھا ہوگا تو دونون کو اختیار رہیگا اور اگر کوئی
ایسی زمین یا متاع خرید کرے جسکے بعض کو دیکھ چکا ہو اور بعض باقی کے اوصاف مذکور ہوئے ہون بعد اوسکا ناقص ہونا معلوم

کتاب التجارة

الخيار لكل واحد منهما ولو اشترى ضيعة

تو مشتری کو کل مین فسخ عقد کا اختیار حاصل ہوگا **چوتھی فصل** احکام عقود کے بیان مین اس مین آٹھ امر قابل ذکر ہین پہلا امر
نقد (قیمت معجل کے ساتھ فروخت کرنا) و نسیہ (قیمت موجلہ کے ساتھ فروخت کرنا) کے بیان مین جو شخص
کسی شی کو بدون کسی قید کے خرید کرے یا عدم مدت شرط ہو جاے تو قیمت معجل ہوگی ہان اگر بایع سے ادا قیمت کیلیے کوئی مدت
شرط ہو جائے تو شرط صحیح ہوگی اور قیمت موجل ہوگی اور جو مدت کہ قیمت یا مبیع یا ان دونون کیلیے مقرر کیجائے اوسکا اسطرح
معین ہونا ضرور ہے کہ احتمال زیادتی و نقصان اوسمین باقی نرہے پس اگر مدت کی شرط ہو جاوے اور کوئی مدت معین نہو
یا معین ہو لیکن مجہول ہو جیسے حجاج کے سفر سے واپس آنے کی تمام تو بیع باطل ہوگی اور اگر قیمت کے ساتھ نقداً
اور زائد کے ساتھ نسیۃً بیع واقع ہو (مثلاً بائع کہے کہ مین نے یہ کتاب تیرے ہاتھ نقداً ایک روپیہ کے ساتھ اور
دو ماہ تک دو روپیہ کے ساتھ فروخت کی) تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ عقد باطل ہوگا اور ایک روایت مین
وارد ہوا ہے کہ اس صورت مین بائع کو کم قیمت پانیکا زائد مدت مین استحقاق ہوگا (مثلاً دو مہینے کے بعد ایک
روپیہ پائیگا) اور اگر ایک مدت مین کم قیمت اور اوس سے زاید مدت مین زاید قیمت کے ساتھ بیع واقع ہو تو عقد
باطل ہوگا اور جبکہ قیمت کی تاخیر ایک مدت تک شرط کیجاوے بعد بائع اوس مال کو مشتری سے قبل انقضاء مدت
خرید کرے تو جائز ہے خواہ زیادتی کے ساتھ خرید کرے یا کمی کے حالاً خرید کرے یا موجلاً بشرطیکہ اسکو متن عقد مین
شرط نکر لیا ہووے اور اگر بعد انقضائے مدت بدون کمی و زیادتی خرید کرے تو بھی جائز ہوگا اور اسیطرح اگر
اوسکی قیمت کے غیر جنس کے ساتھ بزیادتی یا بکمی خرید کرے تو بھی جائز ہوگا خواہ حالاً خرید کرے یا موجلاً اور اگر
اوسکی قیمت کے ہمجنس کے ساتھ بزیادتی یا بکمی خرید کرے تو اسمین دو قسم کی روایتین ہین اشبہ ان دونون مین
جواز بیع ہے اور جبکہ کوئی چیز موجلاً خرید کیجاوے تو مشتری کو قبل انقضائے مدت قیمت کا دینا واجب نہوگا
اگرچہ بائع مطالبہ بھی کرے اور اگر مشتری تبرعاً قبل انقضائے مدت قیمت دینا چاہے تو بائع پر اوسکا
لینا واجب نہوگا اور اگر بعد انقضائے مدت مشتری قیمت دے تو بائع پر اوسکا لینا واجب ہوگا پس اگر
بائع اوسکے لینے سے انکار کرے بعدہٗ وہ قیمت بدون تفریط و تصرف مشتری تلف ہو جاوے تو یہ نقصان علی الاظہر

بائع کا ہوگا اور یہی کلام طرف بائع مین بھی جاری ہو جب اونے کسی شی کی بیع سلم کی ہو اور اسیطرح جو شخص کسیکے ذمہ کسی حق رکھتا ہو اور وہ اوسکا اقرار کرتا ہو اور صاحب حق اوسکے لینے سے انکار کرے تو اس صورت مین اگر وہ مال تلف ہو جائیگا تو صاحب حق کا مال تمام کیا جائیگا جسپر اوسکا لینا واجب تھا اور نہین لیا اور متاع کا حالًا یا موجلًا اوسکی قیمت سے زاید کیساتھہ فروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ مشتری اوسکی قیمت کو جانتا ہو ورنہ اوسکو خیار غبن حاصل ہوگا اور قیمت مبیع یا اور حقوق مالیہ کا زیادتی کے ساتھہ موخر کرنا جائز نہین ہے ہان اونکا معجل کرنا بنقصان قیمت جائز ہی اور جبکہ کوئی شی بقیمت موجلہ خرید کرے اور اوسکو مرابحۃً فروخت کرنا چاہے تو مدت کا ذکر کرنا بھی واجب ہے پس اگر وہ بدون ذکر مدت اوسکو فروخت کریگا تو مشتری کو اوسکو واپس کر دینے یا اوسی قیمت کے ساتھہ باقی رکھنے کا اختیار ہوگا جسپر عقد واقع ہوا ہی اور ایک روایت مین منقول ہی کہ اس صورت مین مشتری کو اوتنی مدت اوس قیمت کے لیے دیجاویگی جو بائع کو حاصل تھی ❊ دوسرا امر ان چیزونکے بیان مین جو مبیع مین داخل ہوتی ہین اور ضابطہ اوسمین یہ ہی کہ جس جس شی کو مفہوم لفظ باعتبار لغت یا عرف کے شامل ہوگا وہی داخل مبیع ہوگی پس باغ کی بیع مین شجر اور بنائین داخل ہونگی اور اسیطرح بیع دار (گھر) مین زمین اور بنائین اور طبقہ اعلی اور اسفل داخل ہو لیکن اگر طبقہ اعلی مکان مستقل ہو جیسا دستور ہی ان گھر نکا علیحدہ شمار کیاجاتا ہو مثل اسکے کہ کوئی مسکن علیحدہ علیحدہ ہو تو داخل نہوگا اور اسیطرح دروازہ اور قفل اور جو چیزین لگی ہون بیع دار مین داخل ہین اگرچہ اونکا نام علیحدہ نہ لیا گیا ہو اور اسیطرح وہ لکڑیان جو داخل بنا ہون اور وہ چیزین جو ایسی ہین ثابت کی گئی ہون یا وہ سیڑھی جو زینہ کی جگہہ بنا مین قائم کی گئی ہو داخل ہوگی اور آیا کنجیان نصب کردہ قفلون کی داخل ہونگی یا نہین اسمین تردد ہی اشبہ یہ ہی کہ داخل ہونگی وہ سنگ آسیا جو گھر مین نصوب ہو بدون شرط داخل نہوگا اور اگر گھر مین خرما وغیرہ کا درخت ہو تو داخل بیع نہوگا پس اگر بائع کہے کہ اس گھر کو مین نے مع اوسکے جملہ حقوق کے فروخت کیا تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ درخت خرما وغیرہ بھی داخل ہو جائیگا اور یہ قول میرے نزدیک کچھہ نہین ہی ہان اگر بائع یہ کہے کہ گھر کو مین نے مع اون اشیا کے فروخت کیا جو اوسکی دیوار کے اندر ہین یعنی دیوار محیط ہی یا مثل اسکے تو داخل ہو جاویگا اور جبکہ کوئی درخت مستثنی کرلیا جاے تو تابع کا وہ درخت کے بانٹ جاتا وجتنی زمین کہ اوسکی شاخین اور جڑین ہون اوسمین تصرف کرنا

كتاب التجارة

فیہا ذرع سوا ہکانت لہ اصول

جائز ہوگا اور اگر کسی زمین کو فروخت کرے اور اوسمین درخت خرما یا کوئی اور درخت ہو تب بھی یہی حکم ہوگا یعنی درخت اوس
مبیع نہوگا اور اسی طرح اگر اوس زمین پر زراعت ہو خواہ ایسی زراعت ہو جسکی اصول پر کئی دفعہ پھل آتا ہو یا
ایک ہی دفعہ تو بھی داخل مبیع کی نہوگی لکن اوسکا زمین مین تا وقت درو باقی رکھنا لازم ہوگا اور اگر نخل مؤبر
(وہ مادہ درخت خرما ہی جسکی شگوفہ مین شق کرنے کے بعد نر کا شگوفہ ڈالا جائے) فروخت کیا جاوے تو ثمر بائع
کا مال ہوگا اسلئے کہ اسم نخل مین اوسکا ثمر داخل نہین ہی علاوہ برین جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے من
باع نخلا مؤبرا فثمرته للبائع (جو شخص کسی درخت خرما کو فروخت کریگا تو ثمرہ اوسکا مال بائع ہوگا
ہان اگر مشتری ثمر کی شرط کر لیگا تو اوسی کا مال ہوگا اور جبکہ مشتری شرط نہ کرے تو اوسپر ثمر کا اوس زمانہ تک باقی
رکھنا واجب ہوگا جو عادۃً اوسکے توڑنے کیواسطے معین ہی اور اسیطرح اگر کسی درخت کا ثمر خرید کیا جاوے تو مشتری
کو ثمر کا درخت مین اوس مدت تک باقی رکھنا جائز ہی جو اوسکی توڑنے کیواسطے عادۃً معین ہی اور اگر
نخل غیر مؤبر فروخت کیا جاوے تو بنا بر فتاوے علماء اوسکا ثمر مال مشتری ہوگا اور اگر درخت خرما
سوائے بیع کے اور کسی وجہ سے منتقل ہو تو ثمرہ ناقل کا مال ہوگا مؤبر ہو یا نہو خواہ بعقد معاوضہ منتقل
ہوا ہو جیسے اجارہ اور نکاح یا بغیر معاوضہ جیسے ہبہ و ابراء وغیرہ اور درخت خرما کے مؤبر ہونے مین
بائع وغیرہ کا تابیر کرنا شرط نہین ہی پس اگر اوسکے شگوفے از خود شق ہو جاوین اور ہوا سے مؤبر ہو جاوے
تو بھی کافی ہوگا اور تابیر کا اعتبار فقط مادہ درخت خرما مین ہے اور درخت خرما کے نر یا علاوہ اسکے
اور کسی درخت مین معتبر نہین ہی تا کہ موضع اتفاق پر اقتصار رہے پس اگر کسی درخت کی بیع کی جاوے تو ثمرہ
اوسکا ہر حال مین بائع کا مال ہوگا اور بائع کو ثمر کے باقی رکھنے کا اوسوقت تک اختیار ہوگا کہ جو وقت
عادۃً اوسکے توڑنے کے لیے معین ہی اور مشتری کو اوسکے زائل کرنے کا اختیار نہوگا بشرطیکہ ثمر ظاہر
ہو چکا ہو خواہ اپنے غلاف مین ہو جیسے روئی اور اخروٹ وغیرہ یا غلاف مین نہو ہان اگر مشتری
اوسکی زائل کرنے کی شرط کر لیگا تو ضمنا ہو جاویگا اور اسیطرح اگر درخت کی بیع سے اوسکے پھول کا توڑنا مقصود ہو

کتاب التجارة

تو وہ بھی بائع کا مال ہوگا خواہ کلیان شگفتہ ہوئی ہون یا نہوئی ہون اور اس مقام مین چند فرعین
ذکر کی جاتی ہین فرع اوّل جب کہ درخت مؤبّر وغیر مؤبّر دونون فروخت کیے جاوین تو مؤبّر کا ثمر بائع
کا مال ہوگا اور غیر مؤبّر کا ثمر مشتری کا مال ہوگا اور اسی طرح اگر مؤبّر ایک کے ہاتھ اور غیر مؤبّر دوسرے کے
ہاتھ فروخت کیا جاوے فرع دوم ثمر کو درخت پر باقی رکھنے مین اہل عرف کی طرف رجوع کیجاویگی پس جو
ثمر خشک ہونے کے بعد توڑا جاتا ہوگا اوسمین خشک ہونے تک انتظار کیا جاویگا اور جو میوہ تر توڑے
جاتے ہین اونمین اونکی عادت معیّن تک انتظار کیا جاویگا فرع سوم درخت یا اوسکے پھل کا سینچنا جائز
ہی پس اگر بائع و مشتری مین سے ایک شخص منع کریگا تو مجبور کیا جاویگا اور اگر سینچنا ان دونون مین سے
ایک کے مال کو مضر ہو تو مشتری کی مصلحت کو ترجیح دیجاویگی لیکن مشتری کو قدر حاجت پر قیصار کرنا واجب
ہوگا اور زیادتی جائز نہوگی اور اگر قدر حاجت مین درمیان بائع و مشتری کے اختلاف ہو تو اہل خبرت
کی طرف رجوع کیجاویگی فرع چہارم زمین کی بیع مین کھان اور وہ پتھر جو زمین سے پیدا ہوتا ہے
داخل ہی اسلیے کہ یہ چیزین اجزائے ارض مین داخل ہین اور اس مین تردد ہی تیسرا امر تسلیم قیمت
مبیع کے بیان مین جبکہ عقد مین تاخیر شرط نہو تو بائع کو مبیع کا اور مشتری کو قیمت کا بدون
تاخیر حوالہ کرنا لازم ہی پس اگر بائع و مشتری دونون انکار کرینگے تو مجبور کیے جاوینگے اور اگر انمین سے
ایک انکار کریگا تو فقط وہی مجبور کیا جاویگا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ جب دونون انکار کرینگے
تو اوّل بائع تسلیم مبیع پر مجبور کیا جاویگا بعد ازان مشتری تسلیم قیمت پر مجبور کیا جائیگا اور قول
اوّل اشبہ ہی خواہ قیمت دین ہو یا عین ہو اور اگر فقط بائع تاخیر تسلیم کو ایک مدت معینہ تک شرط کرے
جائز ہوگا جسطرح کہ مشتری کو تاخیر قیمت کی شرط کرنا جائز ہے اور اسی طرح اگر بائع گھر کے سہنے اور
چوپایے پر سوار ہونے کی مدت معینہ کے واسطے شرط کرے تب بھی جائز ہوگا اور قبضہ دلانے سے مبیع کا تخلیہ
(مشتری کے قبضہ کرنے سے جو چیز مانع ہو اوسکا دور کرنا) مراد ہے خواہ مبیع غیر منقول ہو جیسے زمین اور مکان وغیرہ

خواہ منقول ہو جیسے کپڑا اور موتی اور چوپایہ وغیرہ اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ اشیاء منقولہ مین قبضہ دلانا ہاتھ
مین دینے یا کیل کرکے پیمانہ مین سے لیکر دکھانے یا حیوان وغیرہ مین اوسکی نقل کرنے سے ثابت ہوتا ہے اور قول اول اشبہ ہے
اور اگر مبیع کسی آفت آسمانی سے قبل تسلیم مشتری تلف ہو جاوے تو مال بائع سے محسوب ہوگا اور اسی طرح اگر اوسکی
قیمت کسی عیب کی وجہ سے کم ہو جاوے تو مشتری کو اوسکے واپس کرنے کا اختیار ہوگا اور ارش لینے مین تردد ہے
اور اس باب مین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ مبیع مین بعد عقد اور قبل تسلیم کوئی زیادتی حاصل ہو مثلاً
حیوان کے بچہ پیدا ہو یا درخت مین پھل آجاوے یا غلام کو لقطہ کا مال ملجاوے تو زیادتی بھی مشتری کا مال ہوگا اسلیے
کہ یہ زیادتی اوسکی ملک کی تابع ہے پس اگر اصل مال تلف ہو جاوے گا تو قیمت مشتری سے ساقط ہو جاویگی لیکن
زیادتی مشتری ہی کا مال ہوگا اور اگر زیادتی بے تفریط کے تلف ہو جاوے تو بائع اوسکا ضامن نہوگا دوسرا مسئلہ
جبکہ مبیع بائع کے پاس اور کسی مال مین اسطرح مخلوط ہو جاوے کہ تمیز باقی نہ رہے پس اگر بائع تمام مال مشتری کے حوالہ کرے
تو جائز ہوگا اور اگر وہ تمام مال کے دینے سے انکار کرے تو بعض علمائے فرمایا ہے کہ بیع باطل ہو جاویگی اسلیے کہ مبیع کا
مشتری کو تسلیم کرنا دشوار ہے اور مختار یہ ہے کہ مشتری کو عقد کے فسخ کرنے اور بائع کے ساتھ شریک رہنے مین
اختیار حاصل ہوگا جسطرح کہ بعد قبضہ لینے کے مخلوط ہو جانے مین شریک تھا تیسرا مسئلہ اگر چند چیزون مین سے فروخت
کرنے کے بعد بعض تلف ہو جاوین پس اگر تنہا تلف شدہ مال کے لیے عادةً کوئی حصہ قیمت کا نہو تو مشتری کو
فسخ عقد اور شے موجودہ کو اوسکے حصہ قیمت کے ساتھ خرید کرنے مین اختیار حاصل ہوگا مثلاً دو غلام یا اوس
درخت خرما کی بیع کیجاوے جو باردار اور غیر مؤبر ہو اور اگر تنہا تلف شدہ مال کے لیے کوئی حصہ قیمت کا
ہو تو مشتری کو اوسکے واپس کرنے یا تمام قیمت کے ساتھ لینے مین اختیار ہوگا مثلاً کوئی غلام فروخت کیا جاوے
اور اوسکا ہاتھ قطع ہو جاوے چوتھا مسئلہ بائع کو مبیع کا خالی کرکے مشتری کے حوالہ کرنا واجب ہے
پس اگر مبیع مین کوئی متاع ہو تو اوسکا نکالنا اور اگر درو شدہ زراعت ہو تو اوسکا اوٹھانا
بائع پر واجب ہوگا اور اگر زراعت کی ایسی جڑین یا شاخین ہون جو جدید زراعت کو مضر ہون جیسے

روئی وغیرہ) یا زمین مین کوئی پتھر مدفون ہو یا علاوہ اسکی اور کوئی ایسی شی ہو جو مشتری کو انتفاع سے مانع ہو تو بھی
بائع پر اوسکا دور کرنا اور زمین کا ہموار کرکے مشتری کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور اسیطرح اگر زمین مین کوئی
چوپایہ یا ایسی شی ہو جسکا نکلنا بدون تغیر بنا وغیرہ دشوار ہو تو بائع پر اوسکا نکالنا اور جو بنا وغیرہ منہدم
ہو جاوی اوسکی اصلاح کرنا واجب ہے پانچوان مسئلہ اگر بعد عقد کوئی شخص مبیع کو بائع کے پاس سے غصب کر لیوے
اور بائع کو اوسکا غاصب سے ایسے قلیل زمانہ مین واپس لینا ممکن ہو جس مین مشتری کا باعتبار عادت
کوئی نقصان نہوتا ہو تو مشتری کو عقد کے فسخ کرنے کا اختیار نہوگا والا اختیار ہوگا اور علی الاظہر بائع پر مدت
غصب کی اجرت لازم نہوگی بلکہ اوسکی ضمانت غاصب سے متعلق ہوگی لکن اگر بائع مشتری کو تسلیم مبیع سے
مانع ہوا اور پھر کچھ مدت کے بعد اوسکے حوالے کرے تو اس مدت کی اجرت بائع پر لازم ہوگی اور اس مقام سے
اوس چیز کی خرید و فروخت بھی ملحق کیجاتی ہے جسپر قبضہ نہوا اس مین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ جو متاع کیل
یا موزون کہ خرید کیجائے اوسکا قبل قبضہ فروخت کرنا مکروہ ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اگر مال مبیع
طعام (گندم) ہوگا تو بیع جائز نہوگی اور قول اول اشبہ ہے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ حرمت
عقد اس صورت مین اوس شخص کے ساتھ مخصوص ہوگی جو نفع کے ساتھ فروخت کرے اور بیع تولیت
حرام نہین ہے اور اگر یہ متاع بائع کے پاس علاوہ بیع کے اور کسی وجہ سے مثل میراث یا مہر و خلع وغیرہ کے منتقل
ہوئی ہو تو اوسکی بیع قبل قبضہ پانے کے بھی جائز ہے دوسرا مسئلہ اگر مشتری کا غلہ بیع سلم کی بابت
کسی دوسرے شخص کے پاس ہو اور مشتری کے ذمہ پر بھی اوسیقدر غلہ کسی اور شخص کا ہو اور مشتری اپنے
قرضخواہ کو یہ حکم کرے کہ اپنے مال کے عوض دوسرے شخص سے وہ غلہ لے لیوے جو اوسکے ذمہ پر مشتری کا ہے پس بنا بر
ہمارے مختار کے یہ معاملہ مکروہ ہوگا اور بنا بر بعض علما کے (جو قائل بہ تحریم ہین) ناجائز ہوگا اسلیے کہ مشتری
کے اس قرضخواہ کا اوس مال پر قبضہ ہوگا جسپر ابھی اوسنے خود قبضہ نہین پایا اور اسی طرح اگر مشتری کچھ مال
اپنے قرضخواہ کے حوالہ کرکے کہے کہ اس مال کے ساتھ غلہ خرید کرو اور اس غلہ پر میری طرف سے قبضہ کر لے اسکے بعد اوسکو

اپنے مال کے عوض لے لو تو اس صورت مین مشتری کی طرف سے خریدکرنا صحیح ہوگا اور اوسکا خود قبضہ کرنا درست نہوگا اسلیے کہ ایک ہی شخص کو دونوں طرف سے قبضہ کرنا جائز نہین ہے اور اوسمین تردد ہے اور اگر مشتری اپنے قرضخواہ کو کچھ درہم دیکر کہے کہ اسکے ساتھ اپنے لیے غلہ خرید کر لو تو نہ یہ خرید کرنا صحیح ہوگا اور نہ غلہ پر قبضہ کرنے سے اوسکی ملک ہو جائیگا تیسرا مسئلہ اگر کسی شخص کا کسی دوسرے کے ذمہ کچھ قرض ہو اور شخص مقروض کا بھی کسی دوسرے شخص پر کچھ قرضہ ہو اور یہ شخص مقروض قرضخواہ کا اپنے مدیون پر حوالہ کرے یا خود حوالہ کرنے والا مقروض نہو اور اپنے مدیون پر حوالہ کر دے تو قطعاً صحیح ہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ مشتری مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد اوسکی نقصان کا مدعی ہو اور مشتری اوسکے ناپنے یا وزن کرنے کے وقت حاضر نہو اور بائع کے پاس بینہ بھی نہو تو مشتری کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور اگر حاضر تھا تو بائع کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا اور بینہ کا قائم کرنا مشتری پر لازم ہوگا پانچوان مسئلہ جبکہ طعام کی بیع سلف عراق مین واقع ہو بعد مشتری اوس بائع سے مدینہ مین اوس طعام کا مطالبہ کرے تو بائع پر دفع کرنا واجب نہوگا اور اگر اوس مال کی قیمت کا مطالبہ کرے تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ قیمت کا بھی دینا جائز نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین بائع کا قیمت دینا مشتری کے اوس مال کی بیع کو مستلزم ہے جسپر ابھی اوسنے قبضہ نہین کیا اور بنابر ہماری مختار کے مکروہ ہوگا اور اگر یہ مال جو دوسرے کے ذمہ ہے قرض ہو تو اوسکی قیمت کا بہ نرخ عراق لینا جائز ہوگا اور اگر کسی کا غلہ کسی نے بطریق غصب لیا ہو تو غاصب پر دفع مثل واجب ہوگا اور دفع قیمت بنرخ عراق جائز ہوگا اور اشبہ یہ ہے کہ غاصب سے ہر جگہ مثل کا مطالبہ جائز ہے اور اگر مثل مفقود ہو تو قیمت کا مطالبہ جائز ہے چھٹا مسئلہ اگر عین مال کو عین مال کے ساتھ خرید کرے اور ایک شخص قبضہ کرنے کے بعد اپنے مال کو فروخت کرے اور دوسرا مال اوسکے بائع کے پاس تلف ہو جاوے تو پہلی بیع باطل ہوگی اور جو مال کہ فروخت کیا گیا ہے اوسکا بائع ثانی پر اوسکی قیمت دینی واجب ہوگی چوتھا امر اختلاف بائع و مشتری کے بیان مین جبکہ بائع و مشتری کسی نقد کو معین کر دین تو اوسی پر عمل کرنا واجب ہوگا

اور اگر معینہ شئ ذکر کرین تو نقد بلد پر محمول ہوگا بشرطیکہ متعدد نہوں الا نقد غالب معین ہوگا اور اگر مساوی ہون تو بیع باطل ہوگی اور یہی حکم وزن کا بھی ہے پس اگر وزن مین اختلاف ہو تو اسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ بائع و مشتری مقدار قیمت مین اختلاف کرین اور مبیع باقی ہو تو بائع کا قول اوسکی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور اگر مبیع تلف ہوگئی ہو تو مشتری کا قول مع قسم مقبول ہوگا دوسرا مسئلہ اگر بائع و مشتری قیمت کے موخر اور معجل ہونے مین یا مقدار مدت مین اختلاف کرین تو بائع کا قول مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا اور اسیطرح اگر مال مبیع کے بشرط رہن یا بشرط ضمان بیع ہونے مین اختلاف ہو تب بھی بائع کا قول معتبر ہوگا اور اثبات اسکا بذمہ مشتری لازم ہوگا تیسرا مسئلہ اگر بائع و مشتری مبیع مین اختلاف کرین اور بائع کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ ایک کپڑا فروخت کیا ہے اور مشتری کہے کہ تو نے دو کپڑے میرے ہاتھ فروخت کیے ہین تو بائع کا قول معتبر ہوگا اور اگر بائع کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ یہ کپڑا فروخت کیا ہے اور مشتری کسی دوسرے کپڑے کی فروخت کا مدعی ہو تو اس صورت مین ہر ایک سے دوسرے کے قول کی نفی پر قسم لیجاویگی اور دونون کا دعوی باطل ہوگا اور اگر بائع اور مشتری کے وارثون مین اختلاف ہو تو مبیع مین ورثہ بائع کا اور قیمت مین ورثہ مشتری کا قول مقبول ہوگا چوتھا مسئلہ بائع کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ غلام کو فروخت کیا ہے اور مشتری کہے کہ تو نے حر کو فروخت کیا ہے یا بائع کہے کہ مین نے سرکہ فروخت کیا ہے اور مشتری کہے کہ تو نے شراب فروخت کی ہے یا بائع کہے کہ مین نے قبل تفرق عقد کو فسخ کر دیا ہے اور مشتری اس سے انکار کرے تو ان سب صورتون مین اوس شخص کا قول مع قسم مقبول ہوگا جو صحت عقد کا مدعی ہوگا اور دوسرے پر بینہ کا قائم کرنا لازم ہوگا پانچوان امر شروط کے بیان مین اور ضابطہ شرط صحیح کا یہ ہے کہ جو شرط جہالت مبیع یا قیمت کو مستلزم نہو اور مخالف کتاب و سنت نہو اوسی کا شرط کرنا جائز ہوگا اور بائع سے مشتری کو ایسی شرط کرنا صحیح ہے جو شرعاً جائز ہو اور اوسکو بجا لانے پر قادر ہو جیسے کپڑے کی دھونے یا سینے کی شرط کرنا اور جسکے بجا لانے پر بائع قادر نہو اوسکی

کتاب التجارة

شرط کرنا جائز نہین ہو جیسے زراعت مین بالی پیدا کردینی یا رطب کے تمر کردینے کی شرط کرنا لیکن اوسکے باقی رکھنے کی شرط کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہی اور مملوک کو آزاد کرنے یا تدبیر کرنے یا کتابت کرنے کی شرط کے ساتھ خرید کرنا جائز ہی اور اگر بائع سے شرط کیجاوے کہ مشتری کو خسارہ نہو یا مشتری سے شرط کیجاوے کہ بعد خرید نے کے کنیز کو آزاد نکرے یا اوس سے وطی کرے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ بیع صحیح ہوگی اور شرط باطل اور اگر بیع مین کسی انسان کا بعض یا کل قیمت کی نسبت ضامن ہونا شرط کیا جاوے تو بیع اور شرط دونون صحیح ہونگی تفریع جبکہ مشتری سے بیع مملوک مین اوسکی آزاد کرنے کی شرط کیجاوے اور بعد عقد مشتری اوسکو آزاد کردے تو بیع لازم ہوگی اور اگر انکار کرے تو بائع کو فسخ عقد کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر قبل آزاد ہونے کے مملوک مرجائے تب بھی بائع کو اختیار فسخ حاصل ہوگا

چھٹا امر احکام عقود کے بعض لواحق کے بیان مین

غلہ کی ڈھیری کی بیع بدون معرفت وزن یا کیل صحیح نہین ہی پس اگر اوسکو یا اوسمین سے جزو مشاع کو باوجود ڈھیری کی جہالت مقدار کے فروخت کریگا تو جائز نہوگا اوسیطرح اگر بائع کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اس ڈھیری مین سے ہر قفیز کو ایک درہم کے ساتھ فروخت کیا یا یہ کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اس ڈھیری کو اسطرح فروخت کیا کہ ہر قفیز کی قیمت ایک درہم ہو تو ان دونون صورتون مین بھی بیع باطل ہوگی اور اگر کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اس ڈھیری مین سے ایک یا دو قفیز کو فروخت کیا تو بیع صحیح ہوگی اور جن چیزون کہ مشاہدہ کافی ہوتا ہی اوسکی بیع جائز ہے مثلاً بائع کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اس زمین کو یا اس تختہ کو یا اسمین سے فلان جزو مشاع کو فروخت کیا اور اگر کہو کہ مین نے اس زمین کو فی گز ایک درہم کے حساب سے تیرے ہاتھ فروخت کیا پس اگر اوسکے گزون کی مقدار معلوم ہوگی تو بیع صحیح ہوگی ورنہ باطل اور اگر کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اس زمین مین سے دس گز زمین فروخت کی اور مقام کو معین کردیا تو بیع جائز ہے اور اگر مقام معین نکرے تو باطل ہے اسلیے کہ اس صورت مین مبیع مجہول ہی اور اوسکے اجزا مین تفاوت ہوتا ہی بخلاف غلہ کی ڈھیری کے

اور اگر بائع ایک قطعہ زمین اسطرح فروخت کرے کہ اوسکی مقدار جریبون مین معین کردے اور پھر وہ زمین مقدار معین سے کم ثابت ہو تو مشتری کو بیع کے فسخ کرنے اور اوس زمین کو بحصہ قیمت لینے مین اختیار ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ مشتری کو بیع کے فسخ کرنے اور زمین کو پوری قیمت کے ساتھ لینے مین اختیار ہوگا اور یہی اصح مذہب ہے اور اگر وہ زمین زیادہ معلوم ہو تو بائع کو بیع کے فسخ کرنے اور اوسی قیمت کے ساتھ اجازت دینے مین اختیار ہوگا اور اسطرح جس شی کے اجزا مساوی ہونگے اوسکا بھی یہی حکم ہوگا اور اگر وہ شی کم نکلے جسکے اجزا مساوی ہین تو مشتری کو اوسکے واپس کرنے اور بحصہ قیمت لینے کا اختیار حاصل ہوگا و اگر دو مختلف چیزون کو ایک عقد مین ایک قیمت کے ساتھ جمع کرے (مثلاً ایک شی کی بیع اور ایک کی سلف یا ایک کا اجارہ و دوسری چیز کی بیع یا ایک کا نکاح اور دوسری چیز کا اجارہ) تو عوض کی قیمت بیع و اجارہ مثل اور مہر مثل پر تقسیم کی جاویگی و اسی طرح روغن کی بیع مع ظرف جائز ہے بشرطیکہ مجموع کی مقدار معلوم ہو اور اگر بائع کہے کہ یہ روغن مع ظرف تیرے ہاتھ فروخت کیا اور فی رطل ایک درہم قیمت معین کی تو جائز ہوگا

پانچوین فصل احکام عیوب کے بیان مین جو شخص کسی شی کو بدون شرط یا بشرط صحت خرید کرے تو بائع کو ایسی مبیع مشتری کے حوالے کرنی واجب ہوگی جو عیوب سے پاک ہو پس اگر مبیع مین کوئی ایسا عیب ظاہر ہو جو قبل عقد موجود تھا تو مشتری کو عقد کے فسخ کرنے اور ارش کے لینے مین اختیار رہیگا اور اگر مبیع کو بائع نے عیوب سے برائت کرکے فروخت کیا ہو یا مشتری قبل عقد عیب پر مطلع ہو یا بعد عقد خیار عیب کو ساقط کرچکا ہو تو ان سب صورتون مین مشتری کو مبیع کے واپس کرنے اور ارش لینے مین اختیار نہوگا اور اسیطرح اگر مشتری نے مبیع مین کوئی تصرف کرلیا ہو مثل غلام کے آزاد کرنے یا کپڑے کے قطع کرنے کے تو بھی واپس کرنے کا اختیار ساقط ہوجاویگا اور ارش لینے کا اختیار ثابت رہیگا خواہ یہ تصرف قبل علم بالعیب ہو یا بعد علم اور اسی طرح اگر مبیع مین علاوہ عیب سابق کے کوئی عیب بعد قبضہ پانے کے حادث ہو جاوے تب بھی واپس کرنے کا اختیار نہوگا اور ارش لینے کا اختیار رہیگا اور اگر یہ عیب قبل قبضہ پانے کے حادث ہو تو واپس کرنے سے مانع نہوگا اور جبکہ

ولو نقص ما يتساوى اجزاؤه ثبت الخيار للمشتري بين الرد واخذه بحصته من الثمن ويجوز الجمع بين شيئين مختلفين في عقد واحد بثمن واحد كبيع وسلف او اجارة وبيع او نكاح واجارة ويقسط العوض على قيمة المبيع واجارة المثل ومهر المثل وكذا يجوز بيع السمن بظروفه ولو قال بعتك هذا السمن بظروفه كل رطل بدرهم كان جائزا

كتاب التجارة

الفصل الخامس في احكام العيوب من اشترى مطلقا او بشرط الصحة اقتضى سلامة المبيع من العيوب فان ظهر فيه عيب سابق على العقد فالمشتري خاصة بالخيار بين فسخ العقد واخذ الارش ويسقط الرد بالتبري من العيوب قبل العقد وبالعلم بالعيب قبل العقد وباسقاطه بعد العقد وكذا

کسی معیوب شی کے فروخت کرنے کا ارادہ کرے تو اولے یہ ہے کہ عیب سے مشتری کو مطلع کردے یا ہر عیب سے تفصیلاً برائت کرے اور اگر اجمالاً برائت کر کے فروخت کرے تب بھی جائز ہوگا اور اگر دو چیزون کو ایک ہی عقد مین خرید کرے بعدہ ایک کا معیوب ہونا معلوم ہو تو مشتری کو تنہا معیوب کا واپس کرنا جائز ہوگا ہان وسکو دونون چیزون کا واپس کرنا یا ارش لینا جائز ہوگا اور اسی طرح اگر دو شخص ایک شی کو بشرکت خرید کرین تو اس صورت مین بھی ان دونون کو اوس شی کے واپس کرنے یا ارش لیکر باقی رکھنے مین اختیار ہوگا اور انمین سے ایک کو فقط اپنے حصہ کا واپس کرنا جائز ہوگا اور جبکہ مشتری کنیز سے وطی کرے بعدہ اوسکا معیوب ہونا معلوم ہو تو اوسکے واپس کرنے کا اختیار نہوگا اور ارش لینے کا اختیار ہوگا لیکن یہ عیب اگر حمل ہوگا تو اوسکو واپس کرنا جائز ہوگا اور اوسکے ساتھ اوسکی قیمت کا بیسوان حصہ بھی بعوض وطی بائع کو دیگا اور کنیز کا واپس کرنا باوجود وطی کے سوا حمل کے اور کسی عیب کی وجہ سے صحیح نہین ہے

اقسام عیوب کا بیان

پس ضابطہ یہ ہے کہ جو زیادتی یا نقصان بہ نسبت اصل خلقت کے متحقق ہو وہی داخل عیب ہے پس زیادتی جیسے ایک انگلی کا زاید ہونا اور نقصان جیسے کسی عضو کا نہونا اور نقصان صفات جیسے مزاج کا اپنے مجرائے طبعی سے خارج ہونا خواہ مستمر ہو جیسے دائم المرض ہونا یا عارضی ہو جیسے حمائے یومی وغیرہ اور جو چیز کہ شرعاً جائز ہو اور مشتری نے بائع سے اوسکی شرط کر لی ہو اوسپر وفا لازم ہوگی اور بدون اوسکے مشتری کو اختیار فسخ حاصل ہوگا اگرچہ اوس شرط کا مفقود ہونا داخل عیب نہو جیسے کنیز مین گھونگر والے بالون کی شرط کرنا یا اوسکے دانتون کے باریک ہونے کی شرط کرنا اور ابروؤن کے باریک اور دراز ہونے کی شرط کرنا اور اسمین چند مسئلہ ہین

پہلا مسئلہ تصریہ یعنی بکری وغیرہ کے تھنون کا دو یا کئی روز باندھکر نہ دوہنا تاکہ تھنون مین دودھ زاید مجتمع ہو جاوے اور مشتری کے دھوکے کا باعث ہو داخل تدلیس ہے اسکی وجہ سے مشتری کو واپس کرنیکا اختیار حاصل ہوتا ہے پس اگر اوسکو واپس کرے تو اوسکے ساتھ اوسکا دودھ بھی واپس کریگا اگر

موجود ہو والا اوسکا مثل واپس کریگا اور اگر مثل بھی نہو تو اوسکی قیمت بائع کو دیگا اور بعض علمانے فرمایا ہو کہ اگر مشتری کو اوسکا حال معلوم نہو اور تین دن امتحان کرنے کے بعد تصریہ معلوم ہو تو دودھ کے عوض تین مد گندم بائع کے حوالہ کریگا اور تصریہ بکری مین قطعاً ثابت ہوتا ہو اور آیا اونٹنی اور گائے مین بھی ثابت ہوتا ہو یا نہین اسمین تردد ہو اور اگر کنیز مین تصریہ کیا جائے تو مشتری کو واپس کرنیکا اختیار نہو گا اگر عقد مین کنیز کے صاحب شیر ہونے کی شرط نہ کی گئی ہو والا اختیار فسخ حاصل ہو گا اور اسیطرح اگر بائع مادہ خر (گدہی) کا تصریہ کرے تب بھی مشتری کو اختیار فسخ نہو گا اور اگر بکری کا تصریہ بجانب اللہ دور ہو جاوے اور اوسی قدر دودھ تین دن گذرنے کے قبل اوسکی عادت قرار پا جاوے تو اختیار ساقط ہو جاویگا اور اگر بعد اسکے دودھ پھر کم ہو جاوے تو اختیار فسخ ساقط نہو گا دوسرا مسئلہ ثیوبت (باکرہ نہونا) داخل عیب نہین ہو ہان اگر مشتری کسی کنیز کو بشرط بکارت خرید کرے اور مشتری کے پاس آنے کے وقت اوسکا ثیبہ (غیر باکرہ) ہونا ثابت ہو جاوے تو اوسکو واپس کرنا جائز ہو گا اور اگر یہ معلوم نہو تو جائز نہو گا اسلیے کہ زوال بکارت کبھی چلنے پھرنے اور کودنے اوچھلنے سے بھی ہو جاتا ہو تیسرا مسئلہ اگر غلام کو مشتری کے پاس آکر بھاگ جانے کی عادت پیدا ہو جاوے تو اسکی وجہ سے مشتری کو واپس کرنے کا اختیار نہو گا لیکن اگر بائع کے پاس سے بھاگ گیا ہو گا تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار ہو گا چوتھا مسئلہ جبکہ مشتری کسی کنیز کو خرید کرے اور اوسکو باوجود سن حیض ہونے کے چھ مہینہ تک خون حیض نہ آوے تو یہ داخل عیب ہو گا اسلیے کہ یہ بدون عارضہ غیر طبعیہ نہین ہو سکتا پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص روغن زیتون یا کتان خرید کرے اور اوسمین کیٹ موجود ہو پس اگر معمول سے زیادہ ہو تو مشتری کو اوسکے واپس کرنے یا ارش (تاوان) لینے کا اختیار ہو گا اور اسیطرح اگر معمول سے زیادہ ہو اور مشتری کو اوسکا قبل سے علم ہو چھٹا مسئلہ چہرہ کا سرخ کرنا یا اوسکے بالون مین اور بال شریک کرنا داخل تدلیس ہو اور مشتری کو اس صورت مین واپس کرنے کا اختیار حاصل ہو گا

کتاب التجارۃ

لیکن ارش لینے کا اختیار نہوگا اسلیے کہ یہ عیب نہین ہے اور بعض فقہا نے فرمایا ہے کہ واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور پہلا قول اشبہ اور موافق اصول و قواعد ہے اور اس فصل کے لواحق مین چند مسائل مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ بائع مشتری سے کہے کہ مین نے اس شی کو تیرے ہاتھ عیوب سے برائت کرکے فروخت کیا ہے اور مشتری انکار کرتا ہو اور بائع کے پاس بینہ نہو تو مشتری کا قول مع قسم کے مقبول ہوگا **دوسرا مسئلہ** جب مشتری کہے کہ یہ عیب بائع کے پاس موجود تھا اسلیے مجھکو واپس کرنے کا اختیار ہے اور بائع اس سے انکار کرتا ہو اور مشتری کے پاس کوئی بینہ اور شاہد حال جو اوسکے دعوی کو ثابت کرے نہو تو بائع کا قول مع قسم کے معتبر ہوگا **تیسرا مسئلہ** مقدار ارش دریافت کرنے کی صورت یہ ہے کہ مال مبیع کی حالت صحت و حالت عیب کی قیمت سو تشخیص ہونیکے بعد ان دونون قیمتون مین نسبت لگائی جاویگی اور اوسی نسبت سے قیمت واپس لیجاویگی مثلاً اگر مشتری نے مبیع کو پچاس روپیہ مین خرید کیا ہو اور مبیع کی حالت صحت مین سو اور حالت عیب مین پچاس روپیہ قیمت قرار پائے تو مشتری [illegible] روپیہ واپس لیگا اور اگر قیمت کے تشخیص کرنے مین اہل خبرت مختلف ہون تو اوسط پر عمل [illegible] **چوتھا مسئلہ** جبکہ مشتری عیب پر مطلع ہو اور باوجود اسکے واپس کرنے مین تاخیر کرے تو واپس کرنے کا اختیار باقی رہیگا اگرچہ زیادہ مدت گذر جائے ہان اگر اپنے اختیار کے ساقط کرنے کی تصریح کردی تو باطل ہو جاویگا اور مشتری کو عیب کے سبب سے اصل عقد کے فسخ کردینے کا بھی اختیار ہے خواہ بائع حاضر ہو یا غائب **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی عیب عقد ہونیکے بعد اور قبضہ پانے کے قبل حادث ہو تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار رہیگا اور اختیار ارش مین تردد ہے اور اگر بعض مبیع پر قبضہ حاصل ہونے کے بعد باقی مین کوئی عیب حادث ہو تو غیر مقبوض مین یہی حکم ہوگا اور جو عیب حیوان مین بعد قبضہ پانے اور قبل مدت خیار گذرنے کے حادث ہو تو تین دن کے اندر مشتری کو واپس [illegible] اختیار ہے اسلیے کہ یہ اختیار عیب کی وجہ سے نہین ہے بلکہ تین دن تک خصوص حیوان مین واپس کرنیکا اختیار [illegible] ہے **چھٹا مسئلہ** ابو ہمام نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ مملوک کو سال بھر تک [illegible] کی وجہ سے مشتری واپس کرسکتا ہے جو اس اثنا مین پیدا ہون مثل جنون اور جذام اور برص کے

كتاب التجارة

وفی روایة علی بن اسباط عنه علیه السلام ان احداث السنة الجنون والجذام والبرص والقرن فمن اشتراه فحدث فیه هذه الاحداث ما بینه وبین السنة رده ومثله عن محمد بن علی علیه السلام

وهذا الحكم انما یثبت مع عدم احداث تصرف فیه او حدوث تغییر فی عینه او صفته فیثبت الارش ویسقط الرد

اور روایت علی بن اسباط مین اونھین حضرت سے منقول ہی کہ امراض سال جنون و برص جذام و قرن ہین
پس ان مراض مین سی جو مرض وقت بیع سی آخر سال تک حادث ہوگا اوسکی وجہ سی مشتری کو مملوک کے واپس
کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اگرچہ اوس سال مین واپس نہ کرے اور مثل اسیکے محمد ابن علی نے بھی اونھین حضرت سے
روایت کی ہی فرع یہ حکم اوس صورت مین ثابت ہوگا کہ جب مشتری نے مبیع مین ایسا تصرف نہ کیا ہو
جس سے خود مبیع یا اوسکی صفت مین تغیر ہوجاوے والا ارش ثابت ہوگی اور واپس دینیکا اختیار نرہیگا

چھٹی فصل مرابحہ اور تولیت اور مواضعہ کے بیان مین اسمین تین مطلب ہین

مطلب اول بیع بالمرابحہ (وہ بیع جسمین بائع نے راس المال کی خبر دینے کے ساتھ کچھ نفع بھی شرط
کرلیا ہو) کے بیان مین اسکے متعلق دو امر ہین پہلا امر صیغہ عبارت ہی پس بائع کو چاہیے کہ اول اس مال کی
خبر دے اور پھر کہے بِعْتُكَ بِرِبْحِ كَذَا (مین نے اس مال کو تیرے ہاتھ اتنے نفع پر بیچا) یا جو عبارت مثل اسکے
مودی مطلوب ہو اور وقت بیع بائع و مشتری کو راس المال اور قدر ربح کا معلوم ہونا ضروری ہی اور
اگر صرف اور وزن وغیرہ مین اختلاف ہو تو اوسکی تعیین بھی ضروری ہی اور جبکہ مبیع مین بائع وغیرہ نے تغیر
و تصرف نکیا ہو تو قیمت کے بیان کرنے مین یہ عبارت کہے کہ اِشْتَرَيْتُ بِكَذَا (مین نے مبیع کو فلان
قیمت کو خرید کیا ہی) یا رَاسُ مَالِي كَذَا (میرا راس المال سقدر ہی) یا تَقَوَّمَ عَلَيَّ بِكَذَا (یہ مال مجکو فلان
قیمت مین پڑا ہی) یا هُوَ عَلَيَّ بِكَذَا (یہ مال مجکو اتنے روپیہ مین حاصل ہوا ہی) اور اگر بائع نے مبیع مین کچھ عمل
ایسا کیا ہو کہ جس سی قیمت کی زیادتی متصور ہو تو یہ کہے گا رَاسُ مَالِي كَذَا وَعَمِلْتُ فِيهِ بِكَذَا
(میرا راس المال مثلاً آٹھ روپیہ کا ہی اور مقابل مین میرے عمل کے دو روپیہ کا اضافہ ہوا ہے)
اور اگر غیر بائع نے باجرت کوئی عمل کیا ہو تو تَقَوَّمَ عَلَيَّ بِكَذَا (یہ مال مجکو دس روپیہ مین پڑا ہی)
یا هُوَ عَلَيَّ بِكَذَا (یہ مال مجکو دس روپیہ مین پڑا ہی) وغیرہ کہیگا اور اگر زید نے مال مبیع مثلاً
دس روپیہ کو خرید کیا ہو اور بعد کو عیب ظاہر ہونے کی وجہ سے دو روپیہ ارش کے بائع سے

الفصل السادس فی المرابحة والمواضعة والتولیة وفیه مطالب الاول فی المرابحة وهی البیع بما یعلم

(کتاب التجارة)

واپس لیے ہوں تو قیمت بیان کرنے کے وقت ارش کی مقدار ساقط ہو جاویگی اور فقط باقی آٹھ روپیہ
کا ذکر ہوگا یعنی وقت بیع کہیگا کہ رأس مالی فیہ کذا (اس مین اس مال ہیرا آٹھ روپیہ کا ہی) اور اگر
کوئی غلام کسی پر جنایت کرے اور آقا مجنی علیہ (جسپر جنایت کی گئی ہو) کو کچھ مال دیکر غلام کو چھڑا وے
تو اوس مال کا قیمت غلام مین شریک کرنا جائز ہنوگا اور اسی طرح اگر غلام پر جنایت ہوئی ہو اور
آقا نے جانی (جنایت کرنے والا) سے ارش جنایت لی ہو تو اوسکو قیمت سے وضع (منہا) نہ کریگا لکن اگر
اس جنایت کی وجہ سے اوسکی قیمت کم ہو جاویگی تو نقصان کا بیان کرنا بھی واجب ہوگا اور اسیطرح
اگر کوئی فائدہ اوس سے حاصل ہوا ہو جیسے درخت سے پھل یا چوپایہ سے بچہ اور نفع کو مال
کی طرف منسوب کرکے فروخت کرنا مکروہ ہے دوسرا امر حکم کے بیان مین اسمین چند مسئلے ہین
پہلا مسئلہ جو شخص کسی کے ہاتھ کوئی متاع فروخت کرے تو اوسی متاع کو مشتری سے خرید کر سکتا ہے
زیادتی کے ساتھ خرید کرے یا نقصان کے ساتھ نقد ہو یا قرض بشرطیکہ مشتری کو اوس متاع پر
قبضہ دیچکا ہو اور قبل قبضہ دینے کے خرید کرنا علی الاظہر مکروہ ہے جبکہ وہ متاع مکیل یا موزون
ہو اور اگر بائع نے مشتری سے شرط کرلی ہو کہ اس متاع کو تیرے ہاتھ اس شرط کے ساتھ فروخت
کرتا ہون کہ اسکو پھر میرے ہاتھ تو فروخت کرے تو یہ بیع جائز ہنوگی اور اگر یہ شرط لفظون مین
مذکور ہنوئی ہو تو بیع مکروہ ہوگی اگرچہ ان دونون کی نیت یہی ہو جب یہ معلوم ہوچکا پس اگر
کوئی شخص اپنے غلام کے ہاتھ کوئی متاع فروخت کرے پھر اوسی متاع کو زیادتی کے ساتھ اوس سے
خرید کرے تو دوسری قیمت کو بیان کرنا جائز ہے اگر غلام سے قبل عقد اپنے ہاتھ فروخت کرنے کی
شرط نہ کی ہو ورنہ جائز ہنوگا اسلیے کہ یہ اصل خیانت و فریب ہے دوسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی چیز کو مرابحہ
(نفع کے ساتھ) فروخت کرے بعد کو راس المال کا کم ہونا معلوم ہو تو مشتری کو اوس بیع کو اپس
کرنیکا اختیار ہوگا جسپر عقد واقع ہوا ہی اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ مشتری کو مبیع واپس کرنے

یا باسقاط زیادت باقی قیمت مین لینے کا اختیار ہوگا اور اگر بائع کہے کہ مین نے اس متاع کو اوس
قیمت سے زائد مین خرید کیا ہی جسکو مین نے غلطی وغیرہ سے بیان کر چکا ہون تو مقبول نہوگا اگرچہ
بینہ بھی قائم کرے اسلیے کہ یہ قول اوسکے پہلے قول کے مخالف ہے اور مشتری سے قسم لینا واجب نہوگا
ہان اگر بائع مشتری کے علم کا دعوی کرے اور کہے کہ مشتری بھی میرے راس المال سے زیادہ کا
علم رکھتا ہی تو مشتری اپنے علم کی نفی پر حلف کریگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ بائع بعض قیمت ساقط
کردے تو مشتری کو اصل قیمت کا بیان کرنا جائز ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اگر بعض قیمت کا
اسقاط قبل لزوم عقد (قبل انقضائے مدت خیار) ہو تو فقط مابقی قیمت کو بیان کریگا اور اگر بعد
لزوم عقد ہو تو اصل قیمت کا بیان کرنا جائز ہوگا اور اسقاط بعض قیمت کا ہبہ جدید تصور
کیا جائیگا **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص چند متاعون کو ایک قیمت کے ساتھ خرید کرے تو اونمین سے
بعض کو نفع کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہوگا یکسان ہون یا مختلف قسم کی خواہ سب کی قیمت
جدا جدا معین کرکے اوسکو ہر متاع پر بالسویہ تقسیم کر دیا ہو اور اونمین سے عمدہ متاع کو فروخت کرنا
چاہتا ہو یا معین نہ کی ہو ہان مشتری کو خبر کرنے کے بعد فروخت کر سکتا ہے اور اسیطرح اگر
چوپایہ باردار (جسکے پیٹ مین بچہ ہو) خرید کرے اور بچہ پیدا ہونے کے بعد اوس چوپائے کو تنہا
فروخت کرنے کا ارادہ کرے تو یہ بھی جائز نہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی شخص متاع کی قیمت معین
کرکے دلال کے حوالہ کرے خواہ اصل قیمت پر نفع زیادہ کرے یا نہ کرے اور دلال پر اوسکے خریدنے
کو لازم نہ کیا ہو تو دلال کو اوسکا مرابحۃ فروخت کرنا جائز نہوگا مگر صورت حال بیان کرنے
کے بعد بیع کر سکتا ہے اور اگر دلال زیادتی کے ساتھ فروخت کرے تو وہ تاجر کا مال ہوگا
اور اوسکا دلال کو دینا واجب نہوگا بلکہ دلال کو اجرت المثل ملیگی خواہ تاجر نے خود اوسکو بلایا
ہو یا دلال اوسکے پاس خود آیا ہو **مطلب دوم** بیع تولیت راس المال کو بدون زیادتی فروخت کرنا

پس بائع کہیگا وَلَّیْتُکَ مین نے تیرے ہاتھ اِس مال کو بلا زیادتی فروخت کیا) یا بِعْتُکَ یا مثل اسکے جو الفاظ نقل پر دلالت کرتے ہون **مطلب سوم** بیع بالمواضعہ (مال کو اصل قیمت سے کم کر کے فروخت کرنا) یہ مفاعلت کے وزن پر وضع سے مشتق ہے جسکے معنی کم کرنے کے ہین پس جبکہ بِعْتُکَ بِمِائَةٍ وَوَضِیْعَةِ دِرْہَمٍ مِنْ کُلِّ عَشَرَةٍ (مین نے تیرے ہاتھ سو روپیہ پر ہر دہائی سے ایک درہم کم کر کے فروخت کیا) کہیگا تو قیمت نوّے روپیہ ہوگی اور اسی طرح اگر مُوَاضَعَتِہٖ الْعَشَرَۃَ اور اگر مِنْ کُلِّ اَحَدَ عَشَرَ کہیگا تو زر قیمت نوّے درہم اور ایک درہم کے گیارہ جزؤن سے دس جزء قرار پائینگے

ساتوین فصل

ربا اور سُود کے بیان مین سود دو چیزون مین متحقق ہوتا ہے اول بیع دوم قرض پس بیع مین دو صفون کے ساتھ سُود متحقق ہوتا ہے اوّل جنسیت دوم کیل (پیمانہ) یا وزن اور قرض مین نفع شرط کرنے سے حاصل ہوتا ہے جسکا بیان اوسکے مقام پر آویگا اور اوّل کا بیان چند امور پر موقوف ہے پہلا امر بیان جنس مین اور ضابطہ اوسکا یہ ہے کہ جن دو شیئون کو کوئی لفظ خاص شامل ہو وہ ایک جنس کہلاتی ہین جیسے گندم کو گندم کے ساتھ اور چانول کو چانول کے ساتھ فروخت کرنا پس ہمجنس کی خرید و فروخت اوسکے مثل کے ساتھ نقداً اور مساوی وزن کے ساتھ جائز ہے اور زیادتی کے ساتھ جائز نہین ہے اور اسطرح ایک کی دوسرے کے ساتھ علی الاظہر بیع سلف (وہ بیع جس مین قیمت موجود ہو اور مبیع ذمہ پر ہو جسکا ذکر تفصیلاً آئیگا) بھی جائز نہین ہے اور قبل جدا ہونے کے طرفین کا قبضہ شرط نہین ہے لیکن سونے اور چاندی کی بیع و شرا مین شرط ہے اور اگر دو جنسین مختلف ہون تو برابر خواہ زیادتی سے کے ساتھ نقداً خرید و فروخت کرنا جائز ہے اور قرض مین تردد ہے اور عدم جواز احوط ہے اور گندم و جو علی الاظہر باب سُود مین جنس واحد ہین اسلیے کہ اسم طعام ان دونون کو شامل ہے اور اسی طرح میوۂ درخت خرما کا بھی ایک ہی جنس ہے ہر چند کہ مختلف قسم کے ہون (بعض جیّد ہون اور بعض ردی ہون

اسی طرح انگور بھی جنس واحد ہی اور جو چیز کہ ایک جنس سے بنائی جاوے اوسکو اوسکی جنس کے ساتھ زیادتی
خرید و فروخت کرنا حرام ہی (جیسے آرد گندم کو گندم کے ساتھ اور جو کے ستو کو جو کے ساتھ اور
شیرۂ خرما کو خرمہ کے ساتھ بہ زیادتی فروخت کرنا) اور اسیطرح جو چیز کہ انگور سے بنائی جاوے
اوسکو انگور کے ساتھ بزیادتی فروخت کرنا حرام ہی اور جو چیز کہ دو جنسون سے بنائی جاوے اوسکو اون
دونون جنسون کے ساتھ یا اونمین سے ایک کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی ہمجنس سے
اسکی مقدار زیادہ ہو تاکہ وہ زیادتی دوسری جنس کا عوض قرار پاوے مثلاً ایک من آرد گندم
اور ایک من آرد برنج کو ڈیڑھ من آرد برنج کے ساتھ فروخت کرے تاکہ آرد برنج کا آدھا من ایک
من آرد گندم کے مقابل ہو جاوے اور گوشت اسمائے حیوان کا تابع ہی پس گائے اور بھینس کا گوشت
ایک جنس ہی اسلیے کہ ان دونون کو لفظ بقر شامل ہی اور اسیطرح بھیڑ اور بکری کا گوشت بھی
ایک ہی جنس ہی اسلیے کہ یہ دونون غنم مین داخل ہین اور عربی اور خراسانی اونٹ بھی ایک ہی جنس ہین
اور اسیطرح کبوتر بھی ایک جنس ہی لکن میرے نزدیک کبوتر مین جس قسم کا نام علیحدہ ہی اوسکو تنہا
ایک جنس قرار دینا قوت زیادہ رکھتا ہی جیسے فجاتی (فاختہ) اور ورشان (کبوتر سفید اور
قمری) اور بعض نے کہا ہے کہ یہ وہ پرند ہی جو فاختہ اور کبوتر سے پیدا ہوتا ہے اور بعض نے
کہا ہی کہ کبوتر سفید اور قمری کبود اور ایک قسم کے سُرخ پرند کو کہتے ہین) اور اسیطرح مچھلیان
بھی ایک ہی جنس ہین اور انمین بھی جس قسم کے لیے نام علیحدہ ہی اوسکا ایک جنس قرار دینا خالی از
قوت نہین ہے اور ہر جنس کا وحشی جانور اوسی جنس کے اہلی (پلا ہوا) جانور کے مخالف ہے
(جیسے گاو کوہی اور گاو اہلی) پس اگر گاو اہلی کا ایک من گوشت گاو کوہی کے دو من گوشت
کے ساتھ فروخت کیا جاوے تو سود نہوگا اور دُودھ مختلف اور ہمجنس ہونے مین گوشت کا
تابع ہی (پس بھیڑ و بکری کا دُودھ ایک جنس شمار کیا جاویگا) اور دُودھ کا اون اشیا کے ساتھ

کتاب التجارة

کتاب التجارة

جو اوس سے بنتی اور نکلتی ہین بہ زیادتی خرید و فروخت کرنا جائز نہین ہے (جیسے گائے کے مسکہ کا
شیر تازہ یا دہی یا پنیر مایہ کے ساتھ فروخت کرنا) اور روغن اوس چیز کا تابع ہے جس سے وہ نکالا
جاتا ہے پس روغنہائے مختلف ایک جنس ہے اور اسیطرح اوس شے کا بھی تابع ہے جسکی طرف مضاف ہو جیسے روغن بنفشہ اور
روغن نیلوفر اور روغن کتان جنس آخر ہے اور سرکہ جس چیز سے بنتا ہے اوسکا تابع ہے پس سرکہ انگور سرکہ شیرۂ خرما کے مخالف
ہے اور ان دونون مین نقدًا زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت جائز ہے اور قرض مین تردد ہے
دوسرا امر کیل اور وزن کے بیان مین پس غیر کیلی یا موزون مین سود نہین ہوتا ہے اور ان دونون
مین در صورت مساوات حرمت زائل ہو جاتی ہے پس غیر کیلی اور غیر موزون کو زیادتی کے ساتھ
فروخت کرنا جائز ہوگا اگرچہ معدود ہو جیسے ایک کپڑے کا دو یا زیادہ کپڑون کے ساتھ اور
ایک بیضہ کا دو یا زائد بیضیون کے ساتھ نقدًا فروخت کرنا اور قرض مین تردد ہے احوط منع ہے
اور پانی کی خرید و فروخت مین سود نہین ہے اسلیے کہ اسکی بیع مین کیل یا وزن مشروط نہین ہے
لکن جو مٹی وزن کے ساتھ فروخت کیجاتی ہے (جیسے گل ارمنی) اوسمین علی الاشبہ سود ثابت ہوتا
ہے اور مکیل اور موزون ہونے مین عادت شرع کا اعتبار ہے پس جس چیز کا کہ عہد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم مین مکیل یا موزون ہونا ثابت ہوگا اوسی پر بنا کی جاویگی اور اوس مین سود
ثابت ہوگا اور جس چیز کا حال مجہول ہوگا اوس مین عادت بلد کا اعتبار
ہوگا اور اگر عادت بلاد مختلف ہو تو ہر بلد کے لیے اوسی کی عادت کی بنا پر حکم کیا جاویگا
پس اگر ایک ہی شے بعض بلاد مین موزون اور بعض مین معدود ہو تو اول مین بہ زیادتی خرید و فروخت
کرنا ناجائز اور دوم مین جائز ہوگا اور بعض فقہا نے فرمایا ہے کہ جانب کیل و وزن جانب
عدد پر غالب رکھی جاویگی پس جانب عدد پر بھی صورت زیادتی مین حرمت کا حکم کیا جاویگا اور
مساوات مین خرید کرنیکے وقت کی رعایت کیجاویگی پس اگر تر گوشت کو خشک گوشت کے ساتھ

بدون زیادتی وکمی فروخت کرین تو جائز ہوگا اور اسیطرح خرمائے نیم خام کو پختہ کے ساتھ فروخت
کرنا اور اسیطرح گندم ترکو گندم خشک کے ساتھ فروخت کرنا اسلیے کہ خرید کرنیکے وقت مماثلت
متحقق ہی اور بعض علمانے اسکو منع کیا ہی اسلیے کہ خشک ہونے کے وقت نقصان متحقق ہوتا ہے
یا تر چیز مین اجزاء مائیہ شریک ہوتے ہین جنکی مقدار معلوم نہین ہوتی اور رطب (خرمائے پختہ و
نرم جو خشک نہو) کو تمر (خرمائے خشک و سخت جسمین نرمی نہو) کے ساتھ فروخت کرنے مین تردد ہے
اظہر یہ ہی کہ یہ صورت بالخصوص حرام ہی مستند اسکا ایک روایت مشہور ہے اور یہان پر
چند فروع ہین **اوّل** جب قیمت و مبیع ایک ہی جنس کے حکم مین ہون اور ایک کیلی اور دوسری وزنی
ہو مثل گندم و آرد گندم کے پس ایک کو دوسرے کے ساتھ وزن سے فروخت کرنا جائز ہے
اور کیل مین تردد ہی اور احوط یہ ہی کہ دونون کو وزن مین برابر کرلین **دوم** انگور کو منقی کے
ساتھ فروخت کرنا جائز ہی اور بعض فقہانے فرمایا ہی کہ جائز نہین ہی اسلیے کہ جو علت ممانعت کی
رطب کو تمر کے ساتھ فروخت کرنے مین ہے وہ یہان بھی موجود ہے اور قول اول اشبہ ہے اور اسیطرح ہر ثمر کے تر
اور خشک کی بیع مین کلام ہی **سوم** بعض آرد کو بعض کے ساتھ مساوی فروخت کرنا جائز ہے اور اسیطرح روٹی کو روٹی کے ساتھ
اور سرکہ کو سرکہ کے ساتھ اگرچہ ہر ایک مین مقدار رطوبت معلوم نہو اسلیے کہ قیمت و مبیع کو ایک نام
شامل ہی پس زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت جائز نہوگی **تتمہ** اس مین چند مسائل مذکور ہوتے ہین
پہلا مسئلہ باپ اور بیٹے مین سود نہین ہی پس ہر ایک دوسرے سے زیادہ لے سکتا ہی اور اسیطرح
آقا اور مملوک اور شوہر و زوجہ اور مسلمان اور کافر حربی مین بھی سود نہین ہی اور مسلمان اور
کافر ذمی مین علی الاشہر سود ثابت ہوتا ہی **دوسرا مسئلہ** گوشت کا ہمجنس جانور کے ساتھ فروخت
کرنا جائز نہین ہے جیسے بھیڑ و بکری کے گوشت کا بکری کے ساتھ فروخت کرنا اور غیر جنس کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہی
جیسے گائے کے گوشت کا بکری کے ساتھ فروخت کرنا لیکن گوشت کا حاضر و موجود ہونا شرط ہی **تیسرا مسئلہ** ہو مرغی کو جو کہ مر

بیٹ مین انڈا ہو ایسی مرغی کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہی کہ جو انڈے سے خالی ہو اور اسیطرح جس
بکری کے تھن مین دودھ ہو اوسکو ایسی ہی بکری کے ساتھ یا اوس بکری کے ساتھ جسکا تھن دودھ
سے خالی ہو فروخت کرنا جائز ہی اور اسیطرح بکری کو دودھ کے ساتھ بھی فروخت کرنا جائز ہی اگرچہ
وہ دودھ اوسی کے ہمجنس کا ہو **چوتھا مسئلہ** قسمت مال داخل بیع نہین ہی لیکن ایک حق کو دوسرے
سے تمیز دینا ہی پس جن چیزون مین کہ سود ثابت ہوتا ہے قسمت اونمین بھی صحیح ہوگی اگرچہ ایسا شریک
بھی لے لیوے اور قسمت مال کیلًا اور تخمینًا دونون طرح جائز ہی اور اگر پھلے درخت پر ہون اور
اونمین شرکت ہو اور ایک شریک پھل لے لیوے تو جائز ہوگا اگرچہ خشک ہونے کے بعد کم رہجاوے
پانچوان مسئلہ ایک مکوک گندم کو ایک مکوک گندم کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہی اگرچہ ایک مین
تھوڑے سے ہی گرہ اور ریتی ہووے اور اسیطرح اگر ایک مین کسیقدر مٹی مخلوط ہو اسلیے کہ عادةً اتنا خلط ہوا
کرتا ہے **چھٹا مسئلہ** ایک درہم و دینار کا دو دینار و درہم کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہی اور ہر ایک
اپنے غیر جنس کا مقابل سمجھا جاویگا اور اسیطرح اگر دینار و درہم کی جگہ کوئی دوسری متاع ہو مثلاً
ایک من گیہون اور ایک من چانول کو دو من چانول اور دو من گیہون کے ساتھ فروخت کرنا
اور اسیطرح ایک مد خرمہ اور ایک درہم کو دو یا کئی درہم اور دو یا کئی مد خرمہ کے ساتھ فروخت
کرنا بھی جائز ہی اور کبھی سود سے اسطرح بھی رہائی حاصل ہوسکتی ہی کہ بائع اور مشتری مین سے ایک شخص اپنی
متاع کو دوسرے کے ہاتھ دوسری جنس کے ساتھ فروخت کرے پھر دوسری متاع کو قیمت کے ساتھ خرید
کر لیوے اور اس صورت مین دونون جنسون کے مساوی ہونے کا اعتبار ساقط ہوگا اور اسیطرح
اگر ایک شخص اپنی متاع دوسرے کو ہبہ کرے پھر دوسرا اپنی متاع اول کو ہبہ کرے اور اسیطرح
اگر ایک شخص اپنا مال دوسرے کو قرض دے پھر دوسرا اپنا مال اول کو قرض دے اور بعدہ ہر ایک
شخص اپنی زیادتی سے برائت ذمہ حاصل کر لیوے اور اسیطرح اگر بائع و مشتری ایک جنس کی اوسی جنس

کتاب التجارة

کے ساتھ بطور مساوات خرید و فروخت کرین اور پھر زیادتی ہبہ کر دیجاوے لیکن ان تمام صورتون مین شرط صحیح
کے جواز ہوکا پس اگر اثنائے عقد مین یہ شرطین مذکور ہونگی تو معاملہ صحیح نہوگا تیسرا امر صرف ہے
جسکے معنی طلا و نقرہ کو باہم خرید و فروخت کرنے کے ہین پس طلا و نقرہ کی بیع و شرا مین علاوہ احکام
اون اشیاء کے جنمین سود ثابت ہوتا ہی تقابض فی المجلس (جس مقام پر کہ خرید و فروخت واقع
ہوئی ہی بائع و مشتری کا قیمت و مبیع پر قبضہ ہوجانا) بھی شرط ہی پس اگر قبل قبضہ پانے کے بائع و مشتری
جدا ہوجاوین تو علی الاشہر صرف باطل ہوگا اور اگر بعض پر قبضہ ہوجاویگا تو جتنے پر قبضہ ہوا ہی
اوتنے ہی مین صرف صحیح ہوگا اور اگر دونون مجلس سے علیحدہ ہوجاوین اور ایک دوسرے سے جدا نہو تو صرف
باطل نہوگا اور اگر ان دونون مین سے ایک شخص اپنی طرف سے قبضہ کرنے مین کسیکو وکیل کردے اور
وکیل قبل مفارقت بائع و مشتری قبضہ کرلے تو صحیح والا باطل ہوگا اور اگر بائع و مشتری مین سے
ایک شخص دوسرے سے کچھ درہم خرید کرے اور قبل قبضہ اونھین درہمون کے ساتھ اوسی شخص سے کچھ دینار
خرید کرے تو دوسری خرید و فروخت صحیح نہوگی پس اگر درہمون پر قبل قبضہ پانے کے بائع و مشتری
جدا ہوجاوین تو دونون عقد باطل ہوجاوینگی اور اگر کسی شخص کے دوسرے شخص کے پاس کچھ درہم
ہون اور اونکے ساتھ کچھ دینار خرید کرے تو بدون قبضہ بھی صرف صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر اوس
شخص کے دینار ہون اور اونکے ساتھ درہم خرید کرے تب بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ درہم و دینار
ایک ہی شخص کے ہین اور جنس واحد مین زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت جائز نہین ہی اگرچہ
قبضہ ہوجاوے اور دو جنسون مین جائز ہی اور ہمجنس ہونمین زرگری شدہ اور شکستہ
دونون مساوی ہین اور اسیطرح جوہر جید و ردی بھی ایک ہی جنس ہین اور جبکہ چاندی مین غش ہو
اور مقدار اوسکی معلوم نہو تو اوس چاندی کو چاندی کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہوگا لیکن
سونے یا اور کسی جنس کے ساتھ فروخت کرنا صحیح ہوگا اور یہی حال اوس سونے کا بھی ہی جسمین غش ہو

اور مقدار غش معلوم نہو اور اگر غش کی مقدار معلوم ہو تو ہم جنس کے ساتھ بدون زیادتی و کمی خرید و فروخت جائز ہے بشرطیکہ غش کے مقابل کچھ زیادتی قرار دیجاوے تا کہ سود لازم نہ آوے اور چاندی کی کان کی مٹی کو چاندی کے ساتھ فروخت کرنا احتیاطاً جائز نہین ہے ہان اوسکو سونے کے ساتھ فروخت کر سکتے ہین اور سونے کی کان کی مٹی کا بھی یہی حکم ہے اور اگر دونون کانون کی مٹی کو سونے اور چاندی کے ساتھ فروخت کرین تو جائز ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین چاندی سونے کے مقابل اور سونا چاندی کے مقابل سمجھا جاویگا اور اسیطرح قلعی کو چاندی کے ساتھ اور پیتل کو سونے کے ساتھ فروخت کرنا بھی جائز ہے اگرچہ قلعی مین تھوڑی چاندی اور پیتل مین تھوڑا سونا بھی مخلوط ہے اسلیے کہ یہ چیز ضعیف و غیر مقصود ہوتا ہے اور چیز غالب اور اصل مقصود فقط قلعی و پیتل ہے اور جن درہمون مین کہ غش ہے اور مقدار اوسکی معلوم نہو اونسے معاملہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ درہم رائج ہون اور اونکا حال معلوم ہو ورنہ بدون اظہار حال جائز نہوگا اور یہان دس مسئلے ہین

پہلا مسئلہ درہم و دینار عقد مین معین کرنے سے معین ہو جاتے ہین پس اگر درہم یا دینار معین سے کوئی چیز خرید کیجاوے تو جس درہم و دینار پر کہ بیع واقع ہوئی ہے اوسی کا دینا واجب ہوگا اور اوسی کے عوض اور درہم و دینار کا دینا کافی نہوگا اگرچہ اوصاف مساوی ہون

دوسرا مسئلہ جبکہ دراہم معینہ کو دراہم معینہ کے ساتھ خرید کرین اور بعد کو معلوم ہو کہ مشتری کے پاس جو درہم آئے ہین وہ دراہم معینہ کے علاوہ اور جنس کے ہین (مثلاً قلعی وغیرہ کے ہین) تو بیع باطل ہوگی اور اسی طرح اگر کتان معین پر بیع واقع ہو اور بعد مین اوسکا پشم ہونا ظاہر ہو تو اس صورت مین بھی بیع باطل ہوگی اور اگر بعض مبیع غیر جنس ہو تو اوسی مین بیع باطل ہوگی اور مشتری کو کل کا واپس کرنا بھی جائز ہے اسلیے کہ اس صورت مین بعض مبیع باقی رہجاتا ہے جسکا خرید کرنا کبھی خلاف مقصود ہوتا ہے اور مشتری کو حصہ ثمن کے مقابل فقط جید کا لے لینا بھی جائز

لکن مشتری کو غیر جنس کے بدل لینے کا اختیار نہین ہی اسلیے کہ اوسکو عقد شامل نہ تھا اور اگر جنس
ایک ہی ہو لکن کوئی عیب ہے جیسے جوہر کا خشن کھر کھرا ہونا یا سکہ کا مضطرب ہونا تو مشتری کو
کُل کے واپس کرنے یا کُل کے روکنے کا اختیار ہوگا اور تنہا معیوب کے واپس کرنے کا اختیار
نہوگا اور اسی طرح اوسکے بدل لینے کا بھی اختیار نہوگا کیونکہ اوسکو عقد بیع شامل نہ تھا
تیسرا مسئلہ جبکہ کچھ درہم درہمون کے ساتھ خرید کیے جاوین لکن وہ درہم معین نہون بلکہ
ذمہ پر ہون اور بائع جو درہم مشتری کو لا کر دیوے اونکا غیر جنس ہونا قبل افتراق معلوم
ہو تو مشتری کو بائع سے بدل کا مطالبہ جائز ہوگا اور اگر بعد تفرق ظاہر ہو تو صرف باطل
ہوگا اسلیے کہ طلا و نقرہ کی بیع مین تقابض طرفین قبل تفرق شرط ہی اور اگر بعد تفرق بعض کا
غیر جنس ہونا معلوم ہو تو اوسی کی بیع باطل ہوگی اور باقی کی صحیح اور اگر وہ درہم جو مشتری
کو بائع نے دئیے ہین بوجہ عیب جنسیّت سے خارج نہون تو مشتری کو اونکے واپس کرنے اور بمقابلہ
جملہ ثمن رکھنے مین اختیار ہی اور ارش لینے کا اختیار نہین ہی اور اوسکو بدل کا بھی مطالبہ قبل تفرق
جائز ہی اور بعد تفرق کے تردّد ہی **چوتھا مسئلہ** اگر مشتری ایک دینار کو ایک دینار کے ساتھ
خرید کرے اور دونون ذمہ پر ہون (یعنے معین نہون) اور مشتری بائع کو ایسا دینار دے
جس مین کچھ زیادتی ہو تو یہ زیادتی بائع کے پاس امانت رہیگی خواہ یہ زیادتی غلطی سے
دی ہو یا تعمد کیا ہو اور مشتری اس دینار مین بحصہ مشاع شریک رہیگا **پانچوان مسئلہ**
ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ درہم کو درہم کے ساتھ خرید کرنا بشرط صیاغت (زرگری
کرنا) انگشتری جائز ہے اور آیا سوائے انگشتری کے اور کسی چیز کی شرط کے ساتھ بھی بیع صحیح
ہوگی یا نہین اشبہ عدم صحت ہے **چھٹا مسئلہ** جو ظروف کہ سونے اور چاندی سے بنائے
جاوین (اونمین سونا اور چاندی دونون مخلوط ہون) پس اگر ہر ایک کی مقدار معلوم ہو تو ہر ایک کی

بیع اوسکی جنس کے ساتھ بدون زیادتی جائز ہے اور غیر جنس کے ساتھ بزیادتی بھی جائز ہے اور اگر مقدار معلوم نہوا اور دونون کا علحدہ کرنا ممکن ہو تو اونکا تنہا سونے یا چاندی کے ساتھ بیع کرنا جائز نہوگا ہان دونون کے ساتھ یا انکے سوا اور کسی چیز کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے اور اگر دونون کا علحدہ کرنا ممکن نہو اور اون دونون مین سے ایک غالب ہو تو اوس ظرف کا کم مقدار کے ساتھ فروخت کرنا صحیح ہوگا بشرطیکہ قیمت کے ساتھ کچھ زیادتی دوسری جنس کے مقابل کر دیجاوے اور اگر تقریبًا دونون مساوی ہون تو دونون کے ساتھ فروخت کرنا صحیح ہے ساتوان مسئلہ حلیہ شمشیر و مرکب کو جنس حلیہ کے ساتھ فروخت کرنا صحیح ہے اگر مقدار حلیہ معلوم ہو بشرطیکہ قیمت مین کچھ زیادتی مقدار حلیہ سے بمقابل شمشیر وغیرہ قرار دیجاوے یا زیادتی ہبہ کر دیجاوے جبکہ متن عقد مین شرط نہ کی گئی ہو اور حلیہ کو غیر جنس کے ساتھ مطلقًا فروخت کرنا صحیح ہے قیمت زاید ہو یا نہو اور اگر مقدار حلیہ معلوم نہو اور بدون ضرر اوسکا شمشیر وغیرہ سے علحدہ کرنا ممکن نہو تو اوسکو غیر جنس حلیہ کے ساتھ فروخت کرنا صحیح ہوگا اور اگر جنس حلیہ کے ساتھ فروخت کرنا چاہین تو بعض علمائنے فرمایا ہے کہ درہم و دینار قیمت کے ساتھ کچھ متاع بھی شریک کر دیجاوے اور اس صورت مین شمشیر وغیرہ کو اسطرح فروخت کرنا جائز ہوگا کہ اوسکی قیمت مین کچھ زیادتی حلیہ سے تقریبًا مقرر کیجاوے تاکہ حلیہ کے علحدہ کرنے کے ضرر سے تحفظ ہو جاوے آٹھوان مسئلہ اگر کسی کپڑے کو اون بیس درہمون کے ساتھ فروخت کرین جنکا بدل ایک دینار ہو تو صحیح نہوگا اسلیے کہ قیمت مجہول ہو جاتی ہے کیونکہ مقدار درہم و دینار مختلف ہوتی ہے نوان مسئلہ اگر سو درہم کو ایک درہم کم ایک دینار کے ساتھ فروخت کرے تو بیع صحیح نہوگی اسلیے کہ قیمت کی مقدار مجہول رہتی ہے اور مقدار دینار مین غالبًا تفاوت ہوتا ہے اور اسیطرح درہم مین پس ایک درہم کم ایک دینار کی

مقدار بدرجہ اولی مجہول ہوگی ورسیطرح اگرایک درہم کم ایک دینار کو اوس چیز کی قیمت قرار دین
جس مین سعد ثابت نہین ہوتا تب بھی بیع صحیح نہوگی اور اگر مقدار درہم کو مقدار دینار سے
مقرر کرلین تو خرید و فروخت صحیح ہوگی کیونکہ جہالت مرتفع ہوجاتی ہی **دسوان مسئلہ**
اگر پانچ درہم کو نصف دینار کے ساتھ فروخت کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مشتری کو
اختیار ہی کہ ایک دینار کے دو مساوی حصّہ کرکے ایک حصّہ بائع کے حوالہ کرے اور نصف دینار
صحیح کا دینا مشتری پر لازم نہین ہی ہان اگر مشتری نے نصف دینار سے باعتبار عرف و
عادت کے نصف مثقال نصف دینار صحیح سکہ دار) مراد لیا ہو تو نصف دینار صحیح کا
دینا واجب ہوگا اور یہی حکم غیر صرف مین بھی جاری ہی (مثلاً کوئی کپڑا نصف دینار کو فروخت
کیا جاوے) اور سونار کی دوکان کی خاک (نیارا) کو سونے اور چاندی کے ساتھ فروخت کرنا
صحیح ہی اور اسیطرح سوائے سونے اور چاندی کے اور متاع کے ساتھ بھی صحیح ہی مگر فروخت کرنے
کے بعد سونار کو اوس خاک کی قیمت کا اصل مالکون کی طرف سے تصدّق کرنا واجب ہی
اسوجہ سے کہ غالباً اوسکے مالک معلوم اور ممتاز نہین ہوتے ہین **آٹھوین فصل خرید و**
فروخت اثمار (جمع ثمر بمعنے بار) **کے بیان مین** اسمین کئی مطلب
ہین **اوّل نخل** (درخت خرما) کے بیان مین پس اوسکے ایک سال کے ثمر کی خرید و فروخت قبل
ظہور اجماعاً جائز نہین ہی اور آیا دو سال یا زاید کے اثمار کی قبل ظہور خرید و فروخت کرنا
جائز ہی یا نہین اسمین تردّد ہی اور روایت مین جواز بیع منقول ہی اور بعد ظہور اور بدوّ
صلاح خرید و فروخت مطلقاً جائز ہے ایکسال کے لیے ہو یا زیادہ کے لیے بشرط قطع
ہو یا نہو (پھل توڑ کر دینے کی شرط ہو یا نہو) بالضمیمہ بیع ہو یا بدون ضمیمہ اور بعد ظہور
اور قبل بدوّ صلاح فروخت کرنا جائز نہین ہی مگر جب کوئی ایسا ضمیمہ شریک کیا جاوے

قبل بدو صلاحها عاما الا ان یضم +

کہ جسکی بیع تنہا جائز ہے یا بشرط قطع فروخت کیا جاوے یا دو سال یا زیادہ کے لیے فروخت
کیا جاوے اور اگر بدون ان تینون شرطون کے فروخت کیا جاوے تو اکثر علماء نے
فرمایا ہی کہ صحیح نہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ صحیح ہی لکن مکروہ ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ
سلامت ثمر کی مراعات کیجاویگی (یعنے اگر یہ ثمر آفات سے محفوظ رہیگا تو بیع صحیح و الا
فاسد ہوگی) لکن قول اول اظہر ہے اور اگر ثمر کو مع اوسکے اصول کے فروخت کرے تو
مطلقاً جائز ہوگا خواہ بدو صلاح ہوا ہو یا نہوا ہو اور شرط قطع کی ہو یا نہ کی ہو اور
بالضمیمہ فروخت ہو یا نہو بلکہ اصول بمنزلہ ضمیمہ سمجھے جاوینگے اور ثمر نخل مین بدو صلاح
سے یہ مراد ہے کہ اوسکا پھل زرد یا سرخ ہو جاوے یا اسقدر زمانہ اوسپر گذر جاوے
جسمین عادۃً آفت سے محفوظ سمجھا جاتا ہے جسکی تشخیص اہل خبرت کی طرف رجوع کرنے سے ہوتی
ہی اور جبکہ باغ مین فقط بعض ثمر اس حد پر پہونچ جاوین تو اوسکے کل ثمر کی بیع جائز ہوگی
اور اگر ایک باغ کا ثمر حد صلاح پر پہونچے تو دوسرے باغ کے ثمر کی بیع جائز نہوگی اگرچہ پہلے
باغ کا ضمیمہ بھی قرار دیا جاوے اور اسمین تردد ہی دوم باقی درختون کے بیان مین پس
اونکے ثمر کا قبل بدو صلاح فروخت کرنا جائز نہین ہی اور حد اوسکی یہ ہی کہ دانہ بستہ ہو جاوے
اور علاوہ اسکے کوئی زیادتی مثل رنگ یا صفائے رنگ وغیرہ کے صحت بیع مین علی الاشبہ
شرط نہین ہے اور آیا دو سال یا زیادہ کے لیے قبل ظہور ثمر بیع کرنا جائز ہے یا نہین بعض علماء
نے فرمایا ہی کہ جائز ہی اور اولے عدم جواز ہے اسلیے کہ جہالت متحقق رہتی ہی اور اسیطرح قبل
انعقاد ضمیمہ کے ساتھ فروخت کرنا بھی جائز نہین ہی اور بعد انعقاد جائز ہی تنہا ہو یا اصول
کے ساتھ خواہ ظاہر ہو جیسے سیب اور زرد آلو اور انگور یا پوست مین ہو خواہ ایسا پوست
ہو کہ جسکی اوسکے درخت مین رہنے اور پختہ ہونے مین حاجت ہو جیسے اخروٹ و بادام

پوست دوم مین یا ایسے پوست مین ہو کہ جبکی اوسکو حاجت نہو جیسے اخروٹ کا پوست بالائی اور باقلائے سبز اور مسور اور اسیطرح سنبل (بالی) خواہ ظاہر ہو جیسے جو یا پوشیدہ ہو جیسے گندم تنہا فروخت کیا جاوے یا مع اصول قائم ہو یا دروشدہ سوم ترکاری وغیرہ کے بیان مین پس اونکی بیع قبل ظہور جائز نہین ہی اور بعد انعقاد ایک لقطہ یا دو لقطہ (ایک یا زیادہ دفعہ توڑنا یا چننا) یا زیادہ کرکے خرید و فروخت جائز ہی اور اسیطرح وہ چیزین جو قطع کے بعد پھر بار آور ہوتی ہین جیسے رطبہ اور اسیطرح بقول کی خرید و فروخت ایک یا زیادہ دفعہ کاٹنے پر جائز ہی اور اسیطرح جو چیزین سوتی جاتی ہین جیسے مینہدی اور توت کے پتے انکا تنہا اور مع اصل دونون طرح فروخت کرنا جائز ہے اور اگر تنہا اصول کو بعد انعقاد ثمر فروخت کرین تو اس بیع مین ثمر داخل نہوگا لیکن اگر شرط کرلیجاوے تو ثمر بھی داخل ہو جاویگا اور مشتری پر اوس ثمر کا اوسکے زمان بلوغ تک باقی رکھنا واجب ہوگا اور جو ثمر کہ خرید کرنے کے بعد پیدا ہوگا وہ مشتری کا مال ہوگا چہارم لواحق کے بیان مین اسمین چند مسئلہ ہین **پہلا مسئلہ** بائع کو چند معین درختون کے ثمر کا مستثنے کرلینا جائز ہے اور اسیطرح حصۂ مشاع (غیر ممتاز جیسے ثلث و ربع وغیرہ) یا چند معین رطلون کا مستثنے کرنا بھی جائز ہی اور اگر خرید کرنے کے بعد اوس ثمر مین نقصان حادث ہو تو یہ نقصان بائع و مشتری دونون سے حصہ رسد متعلق ہوگا

دوسرا مسئلہ جبکہ کسی ثمر کو بعد بدو صلاح فروخت کرے اور قبل قبض مشتری کسی آفت سماوی یا ارضی سے فاسد ہو جاوے تو نقصان بائع کے مال کا ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو بائع تلف کردے اور اگر بعض ثمر فاسد ہو جاوے تو مشتری کو بعض باقی کے لینے کا (جو سالم ہی) اختیار ہوگا لیکن جو ثمر کہ فاسد ہوگئے ہین اونکی قیمت واپس لیگا اور مشتری کو فسخ عقد کا بھی اختیار ہی اور اگر اوس ثمر کو کوئی شخص اجنبی تلف کردے تو مشتری کو بیع کے فسخ کرنے اور متلف (تلف کرنیوالا) سے تاوان لینے مین اختیار ہوگا اور اگر بعد قبض مشتری فاسد ہوجاوے تو علی الاشبہ مشتری کو بائع سے مطالبہ

بحصته من الثمن ولو اتلفه اجنبي كان المشتري بالخيار .

نقصان ہوگا اور اگر مشتری قبل قبضہ پانے کے ثمر کو تلف کر دے تو عقد مستقر ہو جاویگا
اور اتلاف بمنزلہ قبضہ شمار کیا جاویگا اور اسیطرح اگر کسی کنیز کو بعد خریدنے اور قبل قبضہ پانے کے
آزاد کر دے تیسرا مسئلہ جو ثمر کہ بالائے درخت ہو اوسکو زر نقد یا کسی اور متاع کے ساتھ
فروخت کرنا جائز ہے اور اوسکو اوسی درخت کے ثمر کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہین ہے
اور اسی کو بیع مزابنہ کہتے ہین اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ جو ثمر بالائے درخت خرما ہو اوسکو خرما
کے ساتھ فروخت کرنے کو مزابنہ کہتے ہین اگرچہ ثمر قیمت زمین ہی پر ہو اور یہی قول اظہر ہے اور آیا
اس قسم کی بیع سوائے خرمہ کے اور درختون مین بھی جائز ہے یا نہین بعض علمانے فرمایا کہ جائز نہین
ہے اسلیے کہ اسمین سُود لازم آنیکا خوف ہے اور پورے خوشہ کو اوسی خوشہ کے بعض دانون کے
ساتھ فروخت کرنا اجماعًا جائز نہین ہے اور اسیکو محاقلہ کہتے ہین اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ خوشہ
کو اوسکے ہم جنس دانون کے ساتھ فروخت کرنا محاقلہ ہے اگرچہ وہ دانے زمین پر رکھے ہوئے ہون
اور یہی قول اظہر ہے چوتھا مسئلہ اگر ایک درخت خرمہ کسیکے گھر یا باغ مین ہو تو اوسکے
ثمر کو بطریق تخمین دوسرے درخت کے خرمہ کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے اور اسی کو بیع عریّہ کہتے ہین
جسکی اباحت بیع مزابنہ سے بنصّ واجماع مستثنےٰ ہے اور عریّہ وہ درخت خرمہ ہے جو انسان
کے گھر مین ہو اور اہل لغت نے کہا ہے کہ انسان کے گھر مین ہو یا اوسکے باغ مین ہو اور یہی
قول خوب ہے اور آیا اوس درخت کے ثمر کو اوسی کے ثمر کے ساتھ فروخت کرنا جائز
ہے یا نہین اظہر عدم جواز ہے اور ایک درخت سے زاید کے ثمر کو اسطرح فروخت کرنا
جائز نہین ہے ہان اگر ہر گھر مین ایک درخت ہو تو جائز ہے اور اس بیع مین قبضہ طرفین
قبل تفرق شرط نہین ہے بلکہ تعجیل شرط ہے حتی کہ ایک دوسرے مین اسلاف (بیع سلف
کرنا جسکی شرح آیندہ کتاب مین مذکور ہوگی) جائز نہین اور رہی صورت مین خشک ہونے کے بعد

واعتقها قبل القبض الثالثة لا يجوز بيع الثمرة في اصولها بالاثمان والعروض ولا يجوز بتمر منها وهي المزابنة وقيل بل هي بيع الثمرة في النخل بتمر ولو كان على الارض وهو اظهر وهل يجوز ذلك في غير ثمرة النخل من شجر الفواكه قيل نعم لتحقق الربا وكذا لا يجوز بيع السنبل بحب منه اجماعا وهو المحاقلة وقيل بل هي بيع السنبل بحب من جنسه كيف كان ولو كان موضوعا على الارض وهو الاظهر الرابعة يجوز بيع العرايا بخرصها تمرا والعرية هي النخلة تكون في دار الانسان وقال اهل اللغة او في بستانه وهو حسن وهل يجوز بيعها بخرصها تمرا منها الاظهر لا ...

قیمت مبیع کا برابر ہونا لازم نہین ہی یعنے جو تخمین خشک ہونے کے بعد کی اب ہوئی ہی اوسکا بعد خشک ہونے کے مطابق ہونا ضرور نہین ہی اسلیے کہ ظاہر خبر عام ہی اور سوا درخت خرما کے اور کسی درخت مین عریہ کا حکم جاری نہوگا **فرع** اگر بائع کہے کہ بعتك هذه الصبرة من التمر او الغلة بهذه الصبرة من جنسها سواء بسواء (مین نے تیرے ہاتھ خرمہ یا غلہ کی اس ڈھیری کو اس ڈھیری کے ساتھ جو اوسی کی جنس سے ہی برابر برابر فروخت کیا) تو بیع صحیح نہوگی اگرچہ بعد امتحان دونون ڈھیریان مساوی ہی نکلین بشرطیکہ وقت عقد بائع و مشتری اون دونون کی مقدار کو نجانتے ہون والاصح ہوگی اور بعض علمائنے فرمایا ہی کہ یہ بیع جائز ہی اگرچہ وقت عقد مقدار اون دونون کی معلوم نہو پس اگر بعد امتحان دونون ڈھیریان مساوی ہونگی تو صحیح ہوگی والا باطل اور اگر دونون ڈھیریان دو جنس کی ہون تو بیع جائز ہی خواہ بعد امتحان مساوی نکلین یا کم و بیش بشرطیکہ صاحب زیادتی اوسکے دینے پر یا صاحب نقصان اپنی کمی پر راضی ہو جاوے والا باطل ہو جاویگی لکن اشبہ یہ ہی کہ اگر وقت عقد اون دونون کی مقدار معلوم نہو تو بیع صحیح نہوگی **پانچوان مسئلہ** زراعت کی بیع باین شرط جائز ہی کہ مشتری اوسکو خوشہ نکلنے اور پختہ ہونے سے قبل کاٹ لے پس اگر باوجود شرط اوسکو قطع نہ کرے تو بائع کو اوسکا قطع کرنا جائز ہی اور اگر قطع نہ کرے تو مشتری سے اجرت زمین لے سکتا ہے اور اسیطرح اگر کسی درخت خرمہ کو بشرط قطع خرید کرے تب بھی بائع کو اوسکے قطع کرنے یا باقی رکھنے اور اجرت زمین کے مطالبہ کرنے کا اختیار رہیگا۔ **چھٹا مسئلہ** جو ثمر کہ خرید کیا جاوے اوسکو زیادتی یا کمی کے ساتھ فروخت کرنا قبضہ پانے سے قبل اور بعد دونون طرح جائز ہے **ساتوان مسئلہ** جبکہ دو شخص درخت خرمہ یا اور کسی درخت مین شریک ہون تو انمین سے ایک کو دوسرے کے حصہ کا شئ معلوم کے

مقابل مین قبالہ کرنا جائز ہی آٹھوان مسئلہ جبکہ انسان کا کسی درخت خرما یا اور کسی درخت میوہ دار یا زراعت کے پاس سے مرور ہو تو اوسمین سے بدون افساد کھا لینا جائز ہے لیکن اوسمین سے اپنے ساتھ لانا جائز نہین ہی

نوین فصل حیوان کی خرید فروخت کے بیان مین

اسمین تین امر قابل ذکر ہین **امر اول** اوس حیوان کے بیان مین جسکا تملک (ملک مین لانا) صحیح ہی پس کفر اصلی کے سبب سے شخص محارب اور اوسکی ذریت کا ملک مین لانا جائز ہے اور جبکہ کسی کافر اصلی کو کوئی شخص مملوک کر لے تو اوسکی وہ اولاد جو مملوک ہونے کے بعد پیدا ہو شخص مذکور کی ملک ہوگی اگرچہ وہ اسلام بھی قبول کر لے تا وقتیکہ کوئی ایسا سبب حادث نہو کہ جسکی وجہ سے مملوک آزاد ہو جاتا ہے اور لقیط (وہ انسان ضائع ہی جسکا کوئی متکفل نہو اور اپنے جلب نفع اور دفع ضرر پر قدرت نرکھتا ہو) دار الحرب مملوک ہو سکتا ہی بشرطیکہ وہان کوئی ایسا مسلمان نہو جسکی طرف اوسکو منسوب کرنا ممکن ہو و الا محکوم بحریت ہوگا اور لقیط دار الاسلام مملوک نہین ہو سکتا بلکہ محکوم بحریت ہی اور اگر بعد بلوغ اپنے مملوک ہونیکا اقرار کری تو بعض علمائنے فرمایا ہے کہ مقبول نہوگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ مقبول ہوگا اور یہی قول اشبہ اور موافق قواعد و اصول ہی اور مرد سوائے گیارہ عزیز و اقربا کے ہر شخص کو مملوک کر سکتا ہی اور وہ عزیز یہ ہین مان اور باپ اور دادا اور نانا اور دادی اور نانی اگرچہ بعید ہون اور اولاد اور اولاد الاولاد مرد ہون یا عورتین اگرچہ پست تر ہون اور بہین اور پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی و بھانجی اور اگر یہ لوگ اقربا رضاعی ہون تو آیا وہ بھی مملوک ہو سکتے ہین یا نہین بعض علمائنے فرمایا ہے کہ ہو سکتے ہین اور بعض نے فرمایا ہے کہ نہین ہو سکتے اور علاوہ ان اقربا کے مرد کو اپنے باقی اہل قرابت کا مثل بھائی اور چچا اور ماموں اور اونکی اولاد کے مملوک کرنا مکروہ ہی اور عورت سوائے اپنے آبا و اجداد نسبی اور اولاد نسبی کے ہر عزیز کی مالک ہو سکتی ہی

اور رضاعی مین تردد ہی اور منع اشبہ ہی اور جبکہ زن وشوہر مین سی ایک دوسری کا مالک ہو جاوے
تو ملک مستقر ہو جاویگی اور زوجیت باطل اور اگر کوئی کافر کسی کافر کی ملک مین اسلام لاوے
تو وہ کسی مسلمان کے ہاتھ اوسکو بیچنے پر مجبور کیا جاویگا اور اوسکی قیمت پانیکا مستحق ہوگا اور جو
شخص مکلف اپنے مملوک ہونیکا اقرار کرے اور مشہور بحریت نہو تو اوسکے اقرار کے موافق اوسپر
مملوک ہونیکا حکم کیا جاویگا اور اگر بعد اسکے اپنے اقرار سے عدول کریگا تو قابل التفات نہوگا
اگرچہ مقرلہ (وہ شخص جسکے لیے اپنے مملوک ہونیکا اقرار کیا ہی) کافر ہی ہو اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی
غلام کو خرید کرے بعدہ وہ غلام اپنے حر ہونیکا دعوی کرے تو مقبول نہوگا لیکن اسکا دعوی
بینہ کے ساتھ مقبول ہوگا **امر دوم** احکام خرید و فروخت حیوان کے بیان مین جبکہ
حیوان مین بعد عقد اور قبل قبض کوئی عیب حادث ہو تو مشتری کو اوسکے واپس کرنے اور
رکھنے میں اختیار ہوگا اور آیا ارش بھی ثابت ہوگی یا نہین اسمین تردد ہی اور اگر بعد قبضہ کے
حیوان تلف ہو جاوے یا اوس مین کوئی عیب تین دن کے اندر حادث ہو جاوے تو یہ نقصان
مال بائع کا ہوگا بشرطیکہ مشتری کی طرف سے اوسمین کوئی عیب حادث نہوا ہو اور اگر سوائے مشتری کے
اور کسیوجہ سے عیب حادث ہوگا تو مشتری کو اصل خیار کی وجہ سے حیوان کے واپس کرنیکا اختیار
رہیگا اور یہ عیب واپس کرنیکا مانع نہوگا اور آیا بائع پر ارش کا دینا واجب ہوگا یا نہین اسمین
تردد ہی ظاہر یہ ہی کہ واجب نہوگا اور اگر بعد تین دن کے عیب حادث ہو تو مشتری کو عیب سابق
کیوجہ سے واپس کرنیکا اختیار نرہیگا اور جبکہ حیوان باردار (کنیز حاملہ یا گابھن گائے بھینس
وغیرہ) کو فروخت کرے تو بچہ علی الاظہر مال بائع ہوگا ہان اگر مشتری نے اوسکے حمل بیع ہونے
کی شرط کرلی ہو تو بچہ بھی اوسی کا مال ہوگا اور اگر مشتری اون دونون کو خرید کرے بعدہ قبل
قبضہ پانے کے حمل ساقط ہو جاوے تو مشتری وتنی قیمت بائع سے واپس لیگا جو مقابل حمل قرار پائیگی

كتاب التجارة

اور طریقہ اسکی تشخیص کا یہ ہے کہ کنیز کی حالت حمل اور غیر حمل مین قیمت مشخص کیجاوے ان دونون قیمتون
کا تفاوت جو حصہ قیمت حالت حمل کا قرار پاوے قیمت خرید کا وہی حصہ قیمت حمل ہوگا او مشتری
کو اوسی حصہ کی رجوع بائع سے صحیح ہوگی اور حیوان کے جزو مشاع (نصف وثلث وربع وغیرہ)
کا خرید کرنا بھی جائز ہے اور اگر کسی حیوان کو فروخت کرے اور اوسکے سر و کھال کو مستثنے
کرے تو بیع صحیح ہوگی اور بقدر اوس مستثنا کے بائع بھی اوس حیوان مین شریک رہیگا جیسا کہ روایت
سکونی مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور اسیطرح اگر ایک حیوان مین
دو یا زیادہ شریک ہون اور اونمین سے ایک شخص اپنے لیے اوس حیوان کے سر یا کھال
کو شرط کرے تو بہ نسبت اپنے مال کے یہ شخص بھی شریک ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے
سے کہے کہ تو کسی حیوان کو میری شرکت مین خرید کرلے تو صحیح ہے اور بیع ان دونون کے
لیے ثابت ہوگی اور ہر شخص پر نصف قیمت دینی لازم ہوگی اور اگر ان دونون مین سے
ایک دوسرے کو اپنی طرف سے قیمت دینے کی اجازت دے تو صحیح ہے اور اگر وہ حیوان تلف
ہوجاوے تو نقصان ان دونون کا ہوگا اور قیمت دہندہ کو اوسقدر قیمت کا مطالبہ دوسرے
سے جائز ہوگا جسقدر کہ اوسنے عوض دی ہے اور اگر کہے کہ تو ایک حیوان کو میری شرکت
مین بایں شرط خرید کر کہ نفع ہمارا ہو اور تیرا کوئی نقصان نہو تو اسمین تردد ہے
اور ایک روایت مین جواز منقول ہے اور جبکہ کسی کنیز کے خریدنے کا ارادہ کرے تو اوسکے
چہرہ اور محاسن پر نظر کرنا جائز ہے اور جو شخص کسی مملوک کو خرید کرے اوسکو اوسکا نام
بدل دینا مستحب ہے اور اسیطرح اوسکو کچھ شیرینی کھلانا اور اوسکی طرف سے کچھ تصدق
کرنا بھی مستحب ہے اور جو عورت زنا زادی ہو اوس سے وطی کرنا علی الاظہر مکروہ ہے بلکہ نکاح یا عقد
اور اسیطرح مملوک کو اپنی قیمت کا ترازو مین دیکھنا بھی مکروہ ہے امر سوم لواحق کے بیان مین

اسمین چند مسئلہ ہین پہلا مسئلہ غلام کسی چیز کا مالک نہین ہوسکتا اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ فاضل ضریبہ (وہ مال جو غلام کے پاس ہر روز کی قسط اپنے آقا کو دینے کے بعد بچ رہے) کا مالک ہوسکتا ہی اور یہی روایت مین وارد ہوا ہی اور بقولے ارش جنایت کا بھی مالک ہوسکتا ہے اور اگر اسکو قائل ہون کہ مطلقاً مالک ہوسکتا ہی لکن عبودیت کی وجہ سے بدون اجازت آقا تصرف سے ممنوع ہی تو خوب ہوگا دوسرا مسئلہ جو شخص کسی غلام کو خرید کرے اور اوسکے پاس کچھ مال ہو تو یہ مال بائع کا ہوگا اگر مشتری نے شرط نہ کرلی ہو والا مشتری کا ہوگا اور بعض علمائنے فرمایا ہی کہ اگر بائع کو اوس مال کا علم نہو تو مال اوسی کا ہی اور اگر علم ہو تو مشتری کا ہی اور قول اول اشہر ہے اور اگر مملوک مشتری سے کہے کہ تو مجکو خرید کرلے مین اسقدر مال دونگا تو اوسپر مال کا دینا واجب ہوگا اگر پہلے اوسکو خرید بھی کرلیوے اور بعض علمائنے فرمایا ہے کہ اگر مملوک کے پاس اس گفتگو کے وقت مال ہوگا تو لازم ہوگا والا فلا اور یہی منقول بھی ہی تیسرا مسئلہ جبکہ کسی غلام کو مع اوسکے مال کے خریدے پس اگر قیمت اوس مال کی ہمجنس نہو تو یہ بیع مطلقاً جائز ہوگی اور اسیطرح اگر ہمجنس ہو اور ربوی (وہ چیز جس مین سود ثابت ہوتا ہی مثلاً مکیل یا موزون ہونا) نہو تب بھی بیع مطلقاً جائز ہوگی اور اگر ربوی اور ہمجنس ہو تو قیمت مین اوسکے مال سے اوسقدر زیادتی کا ہونا ضرور ہوگا جو مقابل مملوک ہوسکے چوتھا مسئلہ مالک پر اپنی کنیز کا قبل اوسکے فروخت کرنے کے استبراء کرنا واجب ہی بشرطیکہ اوس سے وطی کی ہو اور مدت استبراء ایک حیض ہی اور اگر اوس کنیز کو باوجود سن حیض کے خون حیض نہ آتا ہو تو مدت استبراء پینتالیس دن ہوگی اور اسیطرح مشتری پر بھی استبراء کنیز واجب ہے جب کہ حال اوسکا معلوم نہو اور اوس صورت مین وجوب استبراء ساقط ہوجاتا ہے جب بائع اوسکو خبر دے کہ مین اسکا استبراء کرچکا ہون بشرطیکہ ثقہ ہو اور اسیطرح اوس صورت

کتاب التجارة

استبراؤها اذا اخبر الثقة انه استبرها

مین بھی وجوب استبرا ساقط ہوجاتا ہی جبکہ یہ کنیز کسی عورت کی مملوک ہو یا سن حیض مین نہو (صغیرہ یا یائسہ ہو) یا حاملہ ہو یا حائض ہو لیکن اس صورت مین بقدر زمان حیض انتظار واجب ہوگا ہان حاملہ الیسی زن کو قبل وطی کرنا قبل چار مہینہ دس روز گذرنیکے جائز نہین ہی اور بعد اسکے مکروہ ہے اور اگر وطی کرے تو عزل (قطرات منی کا خارج از فرج گرانا) کرنا مستحب ہے اور اگر عزل نہ کرے تو اسکو اوس کنیز کے بچہ کا فروخت کرنا مکروہ ہی اور نیز اوس بچہ کیواسطے اپنی میراث مین کسی قدر مال کا نکال رکھنا مستحب ہے **پانچوان مسئلہ** اطفال کو اونکی ماؤن سے قبل استغنا جدا کرنا حرام ہی اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ مکروہ ہے اور یہی اظہر ہے اور استغنا سات برس کے بعد حاصل ہو جاتی ہی اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ فقط رضاع مستغنی ہونا کافی ہی اور قول اول اظہر ہے **چھٹا مسئلہ** اگر کسی شخص سے کنیز حاملہ ہو جاوے بعدہ اوس کنیز کا مالک غیر ظاہر ہو تو مالک اوس کنیز کا انتزاع کریگا اور واطی پر اوس کنیز کی قیمت کا دسوان حصہ اگر باکرہ تھی اور بیسوان حصہ اگر ثیبہ تھی مالک کو دینا واجب ہوگا اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ اوس کنیز کا مہر المثل واجب ہوگا اور قول اول مروی ہی اور بچہ آزاد ہوگا اور اوسکے باپ پر وہ قیمت دینی واجب ہوگی جو اوسکے زندہ پیدا ہونے کے وقت ہوگی اور مشتری اس قیمت کا مطالبہ بائع سے کریگا اور آیا جو مال کہ مشتری نے مہر اجرت مین مالک کو دیا ہے اوسکا مطالبہ بائع سے صحیح ہوگا یا نہین بعض علمائے فرمایا ہے کہ صحیح ہوگا اسلیے کہ بائع نے اسکو بدون عوض مباح کیا تھا اور بعض نے فرمایا ہے کہ صحیح نہوگا اسواسطے کہ اسکو اوسکی مقابل عوض حاصل ہوچکا ہی **ساتوان مسئلہ** جو اشیا کہ دار الحرب سے بدون اذن امام اخذ کی جاوین اوسکا تملک مومنین (شیعہ اثنا عشری) کو حال غیبت مین جائز ہی اور اسیطرح وطی کنیز بھی جائز ہی اور اس حکم مین سب کنیزین داخل ہین خواہ اونکو مسلمان نے اسیر کیا ہو

یا اور کسی نے اگرچہ ان اشیاء مین امام کا بھی حق ہو یا کل حق امام ہو **آٹھوان مسئلہ**
زید نے بکر کو جو عمرو کا غلام ماذون (اجازت یافتہ) تھا کچھ مال اسلیے دیا کہ وہ اوس مال مین سے
بعض کا ایک بردہ خرید کر آزاد کرے اور باقی مال مین اوسکے طرف سے حج کرے پس بکر نے اپنے باپ خالد کو
اوسکے آقا حامد سے خرید کر آزاد کیا اور بقیۂ مال اوسکے حوالہ کیا پھر خالد نے زید کے مرنے کے بعد
اوسکی طرف سے حج کیا بعدہ عمرو اور محمود (وارث زید) اور حامد مین اختلاف ہوا اور ہر شخص نے
یہ دعوی کیا کہ بکر نے اپنے باپ کو میرے مال سے خرید کیا ہے تو اس صورت مین بعض علما نے فرمایا ہے
کہ خالد بر مثل سابق حامد ہی کے مملوک ہونے کا حکم کیا جاویگا بعدہ جو شخص اپنے دعوے پر بینہ
قائم کریگا خالد اوسی کا مملوک ہوجاویگا جیسا کہ روایت ابن اشیم مین وارد ہوا ہے
اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ جبتک محمود یا حامد بینہ قائم نہ کریگا اوسوقت تک خالد پر عمرو کے مملوک
ہونیکا حکم کیا جاویگا اور یہی قول اشبہ ہے **نوان مسئلہ** جب کوئی شخص کسی شخص سے کوئی غلام خرید
کرے اور وہ غلام وقت بیع حاضر نہو بلکہ ذمہ پر ہو اور بائع دو غلام مشتری کے حوالہ کرے اور
ایک کے لے لینے کا اختیار دے اور قبل اختیار مشتری ایک غلام بھاگ جاوے تو بعض علمائے فرمایا ہے
کہ غلام گریختہ دونون کا مال شمار کیا جائیگا اور مشتری کو بائع سے نصف قیمت واپس کرنیکا اختیار
ہوگا پس اگر غلام گریختہ مشتری کے ہاتھ آجاوے تو دونون مین سے ایک غلام کو اختیار کریگا
ورنہ غلام موجود مین دونون شریک ہونگے اور یہ قول اس بنا پر مبنی ہے کہ مشتری کا حق
انھین دو غلامون مین منحصر ہے اور اگر اس امر کے قائل ہون کہ مشتری غلام گریختہ کی قیمت کا
ضامن ہے لکن اوسکو اختیار ہے کہ بائع سے اور غلام کا مطالبہ کرے جو بائع کے ذمہ پر ثابت
ہے تو خوب ہوگا اور اگر دو غلامون مین سے ایک کو خرید کرے تو عقد صحیح نہوگا اور
بعض علما صحت عقد کے قائل ہوے ہین اور یہ قول موہوم ہے **دسوان مسئلہ** جبکہ ایک کنیز مین

دو شریک ہون اور ایک اوس سے وطی کرے پس اگر وطی البتہ واقع ہوئی ہے تو حد ساقط ہوگی واسطے ثابت لکن اوس حد مین سے تقدر نصیب اطی ایک جزء ساقط ہوجاویگا او محض وطی کے سبب سے کنیز کی قیمت نہ لگائی جائیگی اور یہی مذہب صحیح تر ہے اور اگر حاملہ ہوجاوے تو باقی شرکا کے حصہ کی قیمت واطی سے دلوائی جاویگی اور بچہ آزاد ہوگا اور اوسکے باپ پر بچہ کی اوس قیمت مین سے جو زندہ پیدا ہونے کے وقت قرار پاوے باقی شرکا کے حصون کی قیمت دینی واجب ہوگی

گیارھوان مسئلہ جبکہ دو غلام ماذون ہون اور ہر ایک ان مین سے ہر ایک غلام دوسرے کو اوسکے آقا سے خرید کرلے تو جسکا عقد پہلے واقع ہوا وہ صحیح ہوگا اور دوسرا باطل اور اگر دونون عقد ایک ہی وقت مین واقع ہون تو دونون باطل ہونگے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ قرعہ ڈالا جاویگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہے کہ دونون کے رستون کی پیمائش کیجاویگی پس جسکا راستہ قریب ہوگا اوسیکا عقد صحیح سمجھا جاویگا لکن قول اول اظہر ہے

بارھوان جو شخص ایسی کنیز کو خرید کرے جو زمین صلح سے سرقہ کی گئی ہو تو مشتری کو اوسکا بائع کے حوالہ کرنا جائز ہوگا اور قیمت بائع سے واپس لیگا اور بائع مرجاوے تو اوسکے وارث سے لیگا اور اگر اوسکے کوئی وارث نہو تو کنیز سے اوسکی قیمت مین سعی کروائی جاویگی اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ یہ کنیز بمنزلہ لقطہ مال کے ہے اور اگر اسکے قائل ہون کہ وہ کنیز حاکم شرع کے سپرد کیجاوے اور وہ اوسکو مالکون کو واپس کرادے تو مشتبہ ہوگا

دسوین فصل سلف (اسی کو سلم بھی کہتے ہین) **کے بیان مین** اور اوسمین چند مقصد ہین

پہلا مقصد بیع سلم مال غیر معین (جو ذمہ پر ہو) کی مدت معلومہ تک مال حاضر یا اوس مال کے ساتھ جو حکم حاضر مین ہو خرید یا فروخت کرنے کو کہتے ہین اور یہ بیع بلفظ اسلمت یا اسلفت وغیرہ (جو لفظ ان دونون کے معنی کو مفید ہو) منعقد ہوتی ہے اور اسیطرح بلفظ بیع و شرا بھی منعقد ہوسکتی ہے اور اگر مال حاضر کی بیع بلفظ سلم

ہلتی ہی یا نہین اسمین اختلاف ہی اشبہ یہ ہی کہ ہوسکتی ہی اسلیے کہ اسمین بائع و مشتری کا قصد معتبر ہے پس اگر
مشتری کہے اَسْلَمْتُ اِلَیْکَ ھٰذَا الدِّیْنَارَ فِیْ ھٰذَا الْکِتَابِ (مینے تجکو یہ دینار اس کتاب کے
عوض مین سلم دیا) تو یہ بیع صحیح ہوجاویگی اور تمام متاع کا متاع مین سلف کرنا جائز ہی بشرطیکہ مختلف
جنس ہون اور اسیطرح متاع کا طلا و نقرہ مین اور طلا و نقرہ کا متاع مین سلف کرنا بھی جائز ہے
لیکن طلا و نقرہ کا طلا و نقرہ مین جائز نہین ہی اگرچہ مختلف ہون **دوسرا مقصد** شرائط سلف
کے بیان مین اور وہ چھ ہین **اول و دوم** ذکر جنس و وصف ہی اور اسمین ضابطہ یہ ہی کہ جن
اوصاف کی وجہ سے قیمت مختلف ہوجاتی ہو انکا ذکر کرنا لازم ہے اور وصف مین فقط
اوسی قدر پر اقتصار ہوسکتا ہی جسکو اسم موصوف شامل ہو اور استقصاء وصف مطلوب نہین
ہی اور جید و ردی کی شرط کرنا جائز ہے اور اجود (جس سے زیادہ جید نہو) کی شرط صحیح نہین ہے
اسلیے کہ اوسکا وجود متعذر ہے اور یہی حکم اردی (جس سے زیادہ ردی نہو) کی شرط
کا بھی ہی لیکن اگر اسمین شرط کو صحیح کہین تو خوب ہے اسلیے کہ اس صورت مین برات ذمہ ممکن ہی
(مثلاً اردی کی جگہ ردی حوالہ کرے) اور جو عبارت بیان وصف مین مذکور ہو اوسکا
بائع و مشتری کو معلوم ہونا اور اوسکے معنی لغوی کا ظاہر ہونا ضرور ہی تاکہ وقت اختلاف
اوسکی طرف رجوع کرنا ممکن ہو اور جبکہ کوئی شی وصف کے ساتھ منضبط ہوسکتی ہو تو اوسکی
بیع سلم صحیح ہوگی جیسے گوشت خام و بریان اور روٹی اور آیا جلد کی بیع سلم صحیح ہی یا نہین اسمین
تردد ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ بعد مشاہدہ جائز ہے اور اس قول مین بیع سلم سے خروج
لازم آتا ہے اور اسیطرح تیر تراشیدہ مین بھی جائز نہین ہی ہان اوسکی شاخون مین تیر
تراشنے سے قبل جائز ہے اور اسیطرح جواہر اور موتیون مین بھی صحیح نہین ہے اسلیے کہ انکا
ضبط دشوار ہی اور اونکی قیمتون مین اختلاف اوصاف کی وجہ سے تفاوت ہوجاتا ہے

کتاب الاجارۃ

اور اسیطرح زمینون مین بھی سلم جائز نہین ہی اور اسیطرح ترکاری ور میوه اور اون اشیاء مین جوزمین سے پیدا ہوتی ہین اور بیضہ اور اخروٹ اور بادام اور کل حیوان (انسان ہویا غیرانسان) اور دُودھ اور روغن اور چربی اور خوشبو اور لباس اور پینی کی شیا اور دوا (مرکب ہو یا بسیط) مین بھی بیع سلم جائز ہے بشرطیکہ دوا کے اُصول واجزار کی مقدار مشتبہ نہو اور اسیطرح دو مختلف جنسون مین بھی جائز ہے اور اوس بکری مین بھی بیع سلم جائز ہی جو دُودھ دینے والی ہو اور وقت تسلیم بکری کے تھنون مین دُودھ کا ہونا لازم نہین ہی بلکہ اوس بکری کا دنیا کافی ہوگا جسکی شان سے دودھ دینا ہو اور اسیطرح اوس بکری کی بھی بیع سلم جائز ہے جسکے ساتھ اوسکا بچہ ہو اور بعض علمارنے فرمایا ہی کہ یہ بیع صحیح نہوگی اسلیے کہ ایسی بکری وقت تسلیم کبھی موجود ہوتی ہی اور کبھی نہین ہوتی حالانکہ بیع سلم مین مبیع کا وقت تسلیم عام الوجود ہونا شرط ہی اور اسیطرح کنیز حاملہ کی بیع سلم مین بھی تردد ہی اسلیے کہ حمل کا حال مجہول ہوتا ہی اور آیا کرم ریشم کے تخم (ریشم کا کویا) مین بیع سلم صحیح ہی یا نہین اسمین تردد ہی **سوم** راس المال پر قبل تفرقہ قبضہ پانا صحت عقد مین شرط ہی پس اگر قبل قبضہ پانے کے بائع ومشتری مین تفرق ہوجا ویگا تو عقد باطل ہوگا اور اگر بعض قیمت پر قبضہ ہوجاوے تو فقط اوسی مین بیع صحیح ہوگی اور باقی مین باطل اور اگر زرقیمت اوس مال سے معین ہو جو بائع کے ذمہ مشتری کا ہے تو بعض علمار نے فرمایا ہے کہ یہ عقد باطل ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین قیمت ومبیع دونون دین ہین جو صحیح نہین ہی اور بعض علمائنے فرمایا ہی کہ مکروہ ہی اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ جو مال ذمہ پر ثابت ہی وہ بمنزلہ مقبوض ہی **چہارم** مقدار مبیع کا کیل یا وزن عام کے ساتھ معین ہونا شرط ہی پس اگر کسی ایسے پتھر یا پیمانہ پر اعتماد کیا جاوے جسکی مقدار مجہول ہو تو عقد صحیح نہوگا اگرچہ مشاہدہ سے متعین بھی ہو اور کپڑے وغیرہ (ہروہ چیز جو گز سے ناپی جاتی ہو) مین بیع سلم گز کے

حساب سے جائز ہی اور آیا شئ معدود مین بحساب عدد بیع سلم جائز ہے یا نہین اسمین تردد ہی
لکن عدم جواز بے وجہ نہین ہی اور رنے کی بیع سلم دستہ کے حساب و رلکڑی کے پشتارہ (گٹھہ) کے حساب اور
ترکاری وغیرہ کی توڑنے اور درو کرنے کے حساب و رپانی کی مشک کے حساب سے جائز نہین ہے
اور اسیطرح مقدار راس المال کا کیل عام یا وزن کے ساتھ معیّن ہونا بھی ضرور ہی اور محض مشاہدہ
پر اقتصار جائز نہین ہی اور اسیطرح اگر راس المال مجہول ہو تو اوسکا دفع بھی کافی نہین ہی جیسے
درہمون مین سی ایک مشت درہم کا مقرر کرنا یا گندم مین سے ایک پیمانہ مجہول معین کرنا پنجم
مدت کا معین کرنا پس اگر کوئی مدت مجہولہ مذکور ہو تو عقد باطل ہوگا مثلاً بائع کہے کہ تم جب
چاہو گے مال مبیع تمہارے حوالہ کیا جاویگا یا ایسی مدت مقرر ہو جس مین زیادتی و نقصان کا
احتمال ہو جیسے حاجی کے سفر سے واپس آنے کی مدت اور اگر بدون شرط مدت بلفظ سلم خرید کرے
تو بعض علمائے نزدیک یہ عقد باطل ہوگا اور بعض کے نزدیک صحیح اور یہی منقول بھی ہی لکن مبیع کا
وقت عقد عام الوجود ہونا شرط ہی ششم مال مسلم فیہ (جس مال مین سلم ہوئی ہی) کا ختم مدت کے وقت
بحسب عادت غالب الوجود ہونا شرط ہی اگرچہ وقت عقد معدوم ہو اور مدت معینہ کا متعاقدین
کو معلوم ہونا ضرور ہی اور جبکہ بائع مدت معینہ جمادی یا ربیع تک مقرر کرے تو اقرب (جمادی الاولی
اور ربیع الاول) ہی پر محمول کیا جاویگا اور اسیطرح اگر تا پنجشنبہ یا جمعہ مقرر کرے تو بھی اقرب پر محمول ہو گا
اور اگر مدت انقضاء ایک مہینہ تک مقرر ہوا اور اوسکی تعیین نہوئی ہو پس اگر اول ماہ مین عقد
ہوا ہی تو شہر ہلالی پر محمول ہوگا تیس دن کا ہو یا انتیس دن کا اور اگر اثنائے ماہ مین ہوا ہی تو
تیس دن مراد لیے جاوینگے اور اگر کہے کہ وقت دہ فلان مہینہ تک قرار دیا گیا ہے تو اس صورت مین
اوس مہینہ کی چاندرات کے پہلے جزو مین اختتام مدت سمجھا جاویگا اسلیے کہ اس عبارت سے عرفاً یہی مفہوم
ہوتا ہے اور اگر کہے کہ تا دو ماہ ادا کرونگا پس اگر اول ماہ مین عقد واقع ہوا ہی تو دو ماہ ہلالی

مراد لیے جاوینگے اور اگر اثنائے ماہ مین واقع ہوا ہی تو تیسرے مہینہ کے اوتنے ہی دن محسوب ہونگے جتنے دن عقد کے مہینہ کے منقضی ہو چکے ہونگے اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ پورے تیس دن کا اعتبار کیا جاویگا اور یہی قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہی اور اگر تا یوم پنجشنبہ وقت ادا مقرر ہو تو اوسکا پہلا جزو وقت ادا سمجھا جاویگا اور علی الاشبہ مقام تسلیم کا مذکور رہونا شرط نہین ہی اگرچہ اوسکی بار برداری مین صرف زاید ہو

تیسرا مقصد احکام سلف کے بیان مین اسمین چند مسئلہ ہین **پہلا مسئلہ** جب کسی شئی مین سلف واقع ہو تو قبل انقضائے مدت اوسکا فروخت کرنا جائز نہین ہی اور بعد انقضا جائز ہی اگرچہ اوسپر قبضہ نہوا ہو خواہ بائع کے ہاتھ فروخت کرے یا اور کسی کے ہاتھ لکن قبل قبضہ فروخت کرنا مکروہ ہی اور اسیطرح بعض مسلم فیہ کو مرابحۃً (نفع کے ساتھ) اور بعض کو تولیۃً (اصلی قیمت کے ساتھ) فروخت کرنا بھی جائز ہے اور اگر بعد قبضہ فروخت کریگا تو کراہت زائل ہو جاویگی

دوسرا مسئلہ جبکہ بائع ایسی مبیع مشتری کے حوالہ کرے جو صفت مین ناقص ہو اور وہ راضی ہو جاوے تو بائع بری الذمہ ہو جاویگا خواہ تخفیف مدت کی وجہ سے اوسکی شرط کرلی ہو (جبکہ قبل مدت حوالہ کرے) یا شرط نہ کی ہو اور اگر اوسی صفت کی مبیع اوسکے حوالہ کرے جسکی شرط ہوئی تھی تو اوسپر قبضہ کرنا یا بائع کو بری الذمہ کرنا وجب ہوگا اور اگر مشتری قبضہ کرنے سے انکار کرے اور بائع حاکم سے اوسپر قبضہ دلانے کا سوال کرے تو حاکم کو اوسپر قبضہ کرلینا صحیح ہی اور اگر ایسا مال مشتری کے حوالہ کرے جو صفت مین بہتر ہو تو مشتری پر اوسکا قبول کرنا وجب ہوگا اور اگر اوسکے حق سے زائد حوالہ کرے تو زیادتی کا قبول کرنا وجب نہوگا اور غیر جنس کا دینا بدون تراضی برائت ذمہ مین کافی نہین ہے

تیسرا مسئلہ جبکہ ایک کر (سات سو بیس صاع) گندم کو ایک مدت معینہ تک سو درہم کے ساتھ خرید کرے اور اوسمین سے پچاس درہم کے دینے کے لیے کوئی مدت مقرر کردے تو بنا بر ایک قول کے کل کی بیع باطل ہوگی اور اگر پچاس درہم اوسی وقت بائع کے

حوالہ کرے اور پچاس درہم باقی کو اپنے اوس دین مین شرط کرے جو بائع کے ذمہ ہون تو فقط اون پچاس درہمون کی بیع صحیح ہوگی جو بائع کو اسوقت دیے ہین اور باقی مین جو مقابل دین ہے باطل ہوگی اور اسمین تردد ہے **چوتھا مسئلہ** اگر تسلیم مبیع کے لیے کوئی خاص مقام شرط کر لیا جائے بعد کسی دوسرے مقام پر قبضہ کرنے کے لیے دونون راضی ہوجاوین تو جائز ہوگا اور اگر ان مین سے ایک شخص دوسرے مقام کے قبضہ کرنے پر راضی نہو تو مجبور کیا جاویگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ مشتری مسلم فیہ پر قبضہ کرے تو بائع بری الذمہ ہوجاویگا پس اگر مبیع مین کوئی عیب ہوا اور اوسکی وجہ سے مشتری اوسکو واپس کردے تو اوس مبیع سے مشتری کی ملک زائل ہوجاویگی اور مشتری کا حق (جو عیب سے پاک ہو) بائع کے ذمہ پھر عود کریگا **چھٹا مسئلہ** جب بائع راس المال (قیمت) مین کوئی عیب پاوے اور یہ عیب راس المال کا غیر جنس ہو تو عقد باطل ہوگا اور اگر اوسی کی جنس سے ہو تو ارش کا مطالبہ بھی کرسکتا ہے اور اوسکو قیمت کے واپس کرنیکا بھی اختیار ہے **ساتوان مسئلہ** جبکہ بائع و مشتری قبضہ پانے کے وقت مین اختلاف کرین کہ آیا یہ قبضہ قبل تفرق ہوا ہے یا بعد تفرق تو ان دونون مین سے اوسکا قول مقبول ہوگا جو صحت عقد کا مدعی ہے اور اگر بائع کہے کہ مین نے قبضہ کرنے کے بعد قیمت تجکو قبل تفرق واپس کی تھی تو اس صورت مین بائع کا قول مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا اسلیے کہ وہ مدعی صحت عقد ہے **آٹھوان مسئلہ** جبکہ مدت گذر جاوے اور تسلیم مبیع مین بائع کسی وجہ سے تاخیر کرے بعدہ مشتری اوس مبیع کا زمان وجود منقطع ہونے کے بعد بائع سے مطالبہ کرے تو مشتری کو فسخ عقد مین اور اوس مبیع کے زمان وجود تک صبر کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر بعض مبیع پر قبضہ ہوچکا ہو تو اوسکو باقی مین اختیار رہیگا اور اوسے اصل عقد کے فسخ کرنیکا بھی اختیار ہے **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص صاحب دین کو عوض دین مین اوسکے ادا کرنے کے لیے کوئی متاع دیوے اور اوسکی کوئی قیمت مشخص نہ کرے تو اوسکی اوس قیمت کا حساب کیا جاویگا جو قبضہ کے وقت ہوگی

العاشرة يجوز بيع الدين بعد حلوله على الذي هو عليه وعلى غيره فان باعه بما هو حاضر صح وان باعه بمضمون حال صح ايضاً وان اشترط تأجيله قيل يبطل لانه بيع دين بدين وقيل يكره وهو الاشبه

الحادية عشرة اذا اسلف في شيء وشرط مع السلف شيئاً معلوماً صح ولو اسلف في غنم وشرط اصواف نعجات بعينها قيل يصح وقيل لا وهو الاشبه ولو شرط ان يكون الثوب من غزل امرأة معينة او الغلة من قراح بعينه لم يضمن

دسوان مسئلہ دین کی بیع بعد انقضائے مدت جائز ہے خواہ اوسی شخص کے ہاتھ فروخت کرے
جسپر وہ دین ہو یا اور کسی کے ہاتھ پس اگر اوسکو مال حاضر کے ساتھ فروخت کرے تو صحیح ہو اور اگر اوس
مال غیر حاضر کے ساتھ فروخت کرے جو کسی کے ذمہ ہو اور اوسکا وقت ادا آگیا ہو تو بھی صحیح
ہو گی اور اگر اوس دین کی قیمت مین کوئی مدت شرط کردے تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ یہ عقد
باطل ہوگا اسواسطے کہ یہ دین کی بیع دین کے ساتھ ہے اور بعض علمائے فرمایا ہو کہ مکروہ ہے اور
یہی قول اشبہ ہے گیارھوان مسئلہ جب کسی شی مین سلف واقع ہو اور مشتری اوسکے ساتھ کوئی
شی معلوم شرط کرے تو صحیح ہے اور اگر بکری مین سلف ہو اور اوسکے ساتھ چند معین بھیڑون
کا صوف شرط کر لیا جاوے تو بعض علمائے اسکو صحیح اور بعض نے غیر صحیح فرمایا ہے اور یہی اشبہ
ہے اور اگر کپڑے مین شرط کرے کہ کسی معین عورت کے کاتے ہوے سوت کا ہو یا غلہ مین شرط کرے
کہ کسی خاص کھیت یا معین مزرعہ کا ہو تو سلف صحیح نہوگی

چوتھا مقصد اقالہ کے بیان مین

اقالہ بیع سابق کے فسخ کرنے کو کہتے ہین پس اقالہ بائع و مشتری وغیرہ سب کے
حق مین فسخ ہے اور کوئی جدید بیع نہین ہے اور اقالہ قیمت کے زیادہ و کم کرنے کے ساتھ جائز
نہین ہے بلکہ باطل ہو جاتا ہے اسواسطے کہ اس صورت مین اوسکی شرط فوت ہو جاتی ہے
اور اقالہ کل مبیع اور بعض مبیع دونون مین صحیح ہے خواہ بیع سلم ہو یا اور کوئی بیع اور
اسکی تین فرعین مذکور ہوتی ہین اول اقالہ مین حق شفعہ ثابت نہین ہوتا ہو اسواسطے کہ وہ تابع
بیع ہے دوم اقالہ سے اجرت دلال ساقط نہین ہوتی کیونکہ اوسکا استحقاق قبل اقالہ ثابت
ہے سوم بعد اقالہ ہر ایک عوض قیمت و مبیع اپنے مالک کی طرف عود کریگا پس اگر موجود
ہوگا تو مالک لے لیویگا والا دوسرا شخص اوسکے مثل کا ضامن ہوگا اگر مثلی ہو (مثل رکھتا ہے)
اور اگر قیمی ہو (مثل نہین رکھتا ہے) تو اوسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور بعض علمائے فرمایا ہو کہ

كتاب التجارة

الفصل الرابع في الاقالة وهي فسخ في حق المتعاقدين وغيرهما ولا تجوز الاقالة بزيادة عن الثمن ولا نقصان وتبطل الاقالة بذلك لفوات الشرط وتصح الاقالة في العقد وفي بعضه سلماً كان او غيره

الاول لا تثبت الشفعة بالاقالة لانها تابعة للبيع الثاني لا تسقط اجرة الدلال بالتقايل لسبق الاستحقاق الثالث يرجع كل عوض الى مالكه فان كان موجوداً اخذه وان كان مفقوداً ضمن بمثله ان كان مثلياً وبقيمته ان لم يكن مثلياً

الفصل الخامس في القرض

ہی مین بھی مثل ہی کی ضمانت ہوگی **پانچوان مقصد** قرض کے بیان مین و سامین تین امر قابل ذکر ہین
پہلا امر قرض وہ عقد ہی جو ایجاب اور قبول معین پر مشتمل ہی اور ایجاب مین ہر وہ لفظ کافی ہی جو قرض
پر دلالت کرتا ہو جیسے اَقْرَضْتُكَ یا تَصَرَّفْ فِيْهِ یا اِنْتَفِعْ بِهٖ وَعَلَيْكَ رَدُّ عِوَضِهٖ
اور قبول مین وہ لفظ کافی ہی جو رضا بالایجاب پر دلالت کرتا ہو اور وہ کسی خاص عبارت
مین منحصر نہین ہی اور قرض دینے مین اجر عظیم ہی اسلیے کہ اسمین تطوعاً (رضاء خدا کے لیے) اعانت محتاج
اور دفع کربت مسلم ہوتی ہی جو اشرف اعمال ہی اور اسمین محض عوض پر اقتصار شرط ہی پس اگر نفع کی شرط
ہوگی تو ناجائز ہوگا اور مفید ملک بھی نہوگا (مستقرض کو اوس مال مین تصرف کرنا حرام ہوگا اور
اوسکا ضامن ہوگا) ہان اگر مستقرض (قرض لینے والا) تبرعاً کوئی زیادتی عین یا صفت مین مقرض
(قرض دینے والا) کے حوالہ کرے تو جائز ہوگا اور اگر مکسّر (کھوٹا) کے عوض صحیح (کھرا) کی شرط کیجائے
تو بعض علمانے اسکو جائز کیا ہے لکن عدم جواز خالی از وجہ نہین ہی **دوسرا امر** اون چیزکے
بیان مین جسکا قرض دینا صحیح ہی جس شی کے وصف اور مقدار کا ضبط ہو سکتا ہی اوسی کا قرض دینا
صحیح ہی پس سونے اور چاندی کو وزن کرکے اور گیہون اور جو کو پیمانہ سے ناپ کر یا اوسکا
وزن کرکے اور روٹی کو وزن یا شمار کرکے قرض دینا جائز ہے اسلیے کہ ان اشیا مین بحسب عادت
اسی طرح ضبط ہوتا ہے اور جس شی کے اجزا مساوی ہونگے (جیسے گندم و جو و نقرہ و طلا) اوسکا مثل
اور جس شی کے مختلف ہونگے (جیسے حیوان) اوسکی قیمت وقتِ تسلیم مقترض (قرض لینے والا) کے
ذمہ ثابت ہوگی ور اگر اسمین بھی ثبوت مثل ہی کے قائل ہون تو خوب ہے اور کنیز کا قرض
دینا بھی جائز ہے اور آیا موتیون کا قرض دینا جائز ہے یا نہین بعض علمانے فرمایا ہی کہ جائز نہین
ہے لکن جو لوگ ضمانت مثل کے قائل نہین ہین بلکہ ضمانت قیمت کے قائل ہین اونکے نزدیک
موتی کا قرض دینا جائز ہونا چاہیے **تیسرا امر** احکام قرض کے بیان مین اسمین چند مسئلہ ہین

القيمة فينبغي الجواز الثالث في احكامه وهي مسائل

پہلا مسئلہ قرض مین محض قبضہ پانے سے شئ ملک مقترض مین داخل ہوجاتی ہے اور تصرف شرط نہین ہے
اسلیے کہ تصرف فرع ملک ہے پس حصول ملک مین تصرف شرط نہوگا اور آیا مقترض کو شئ کا واپس لینا
جائز ہی یا نہین اسمین تردد ہی بعض علمانے فرمایا ہے کہ جائز ہے اگرچہ مقترض راضی نہو اور بعض نے
فرمایا ہے کہ جائز نہین ہی اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ ملک کا فائدہ تسلط ہی دوسرا مسئلہ
اگر قرض مین کوئی مدت معین شرط کرلیجاوے تو لازم نہوگی پس قبل مدت معینہ مقرض کو مطالبہ
کرنا جائز ہوگا اور اسی طرح اگر غیر مؤجل کو مؤجل کرے اور اس باب مین ایک روایت ایسی وارد
ہوئی ہی جسپر عمل متروک ہی اور علمائنے اوسکو استحباب پر محمول کیا ہی اور اس حکم مین مہر اور
قیمت مبیع وغیرہ سب برابر ہین اور اگر اوسمین زیادتی کے ساتھ تاخیر کیجاوے تو زیادتی
اور مدت دونون ثابت نہونگی ہان دین مؤجل کو باسقاط بعض معجل (بے مدت) کرنا صحیح ہے
تیسرا مسئلہ اگر کسی شخص کے ذمہ دین ہو اور صاحب دین غائب ہو اور اوسکی کوئی خبر
معلوم نہو تو اوسکے ادا کی نیت کرنا واجب ہے اور نیز عند الوفات اوسکے حق کا علیحدہ کردینا
او کسی شخص کو اوس مال کے مالک تک پہونچانے کی وصیت کرنا اور اگر مالک وفات پاجانا ثابت
ہو تو اوسکے وارث تک مال کے پہونچانے کی وصیت کرنا واجب ہے اور اگر وارث کو نجانتا
ہو تو اوسکی طلب مین کوشش کریگا اور صورت یاس مین بنا بر ایک قول کے مالک کی طرف
سے تصدق کریگا چوتھا مسئلہ دین قبضہ پانے کے قبل صاحب دین کی ملک نہین ہوتا
پس اگر اوسکو قبل قبضہ کے مدیون یا اور کسی کو بطریق مضاربت دیگا تو صحیح نہوگا پانچوان مسئلہ
جبکہ کافر ذمی ایسی چیز کو فروخت کرے جسکا مالک مسلمان نہین ہوسکتا ہے (جیسے شراب اور
خوک) تو اوسکی قیمت کا مسلمان کے حوالہ کرنا جائز ہے اور اگر اوس چیز کو مسلمان فروخت
کریگا تو جائز نہوگا چھٹا مسئلہ جبکہ دو شخصون کا مال کئی شخصون کے ذمہ ہو تو اوسکا آپس مین

یعنی کوئی مدت ہو اوسمین معین کرے ١٢

تقسیم کرنا جائز ہوگا پس جو مال ان دونون مین سے ہر ایک کو حاصل ہوگا اوسمین یہ دونون شریک
رہینگے اور جو تلف ہوگا اوسمین بھی دونون شریک رہینگے **ساتوان مسئلہ** جب کوئی شخص اپنے
دین کو اوسکی اصل قیمت سے کم کے ساتھ فروخت کرے تو مدیون پر مشتری کو وہ تمام مال دینا واجب
ہوگا جتنا مشتری نے بائع کو دیا ہے **چھٹا مقصد** دین مملوک کے بیان مین مملوک کو اپنے نفس مین
تصرف کرنا (مثلاً اپنے تئین کسی کے اجارہ مین دینا یا کسی سے قرض لینا یا نکاح کرنا یا اور کوئی عقد
واقع کرنا) یا اوس مال مین تصرف کرنا جو اوسکے پاس ہو بدون اجازت مالک (مثلاً اوسکو فروخت
کرنا یا ہبہ کرنا) جائز نہین ہے اگرچہ مملوک کے مالک ہونے کے قائل بھی ہون اور اسیطرح اگر آقا
اجازت دے کہ تو اپنے لیے کوئی چیز خرید کر لے تب بھی مملوک کا اوس مال مین تصرف کرنا جائز
ہوگا اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ مملوک اوس کنیز کی وطی کا مالک ہوجاتا ہے جسکو اپنے لیے باجازت
مالک خرید کیا ہو اور آقا کے تحلیل کرنے کی حاجت نہین ہے پس اگر غلام کو اوسکا مالک قرض لینے
کی اجازت دے تو دین مولی کے ذمہ ثابت ہوگا خواہ غلام کو فروخت کر ڈالے یا باقی رکھے
اور اگر اوسکو آزاد کر دے تو بعض علمائنے فرمایا ہے کہ دین عبد کے ذمہ مستقر ہوگا اور بعض نے
فرمایا ہے کہ آقا ہی کے ذمہ رہیگا اور یہی قول اشہر و ابین ہے اور اگر آقا مر جائے تو اوسکے ترکہ سے
دیا جاویگا اور اگر کئی قرضخواہ ہونگے تو اوسمین غلام کا قرضخواہ بھی داخل ہوگا اور جب اوسکو
تجارت کی اجازت دیجاوے تو قدر اجازت پر اقتصار کرنا واجب ہوگا پس اگر کسی مقدار معین
کی اجازت دیگا تو اوس سے زیادتی جائز نہوگی پس اگر خرید کرنے کی اجازت دیگا تو نقد خرید
کرنے کی اجازت سمجھی جاویگی اور اگر نسیئۃ (وہ بیع جسکی ادائے قیمت کے واسطے کوئی مدت معین ہو)
خرید کرنے کی اجازت دی ہو تو قیمت آقا کے ذمہ ہوگی اور اگر قیمت غلام سے تلف ہو جاویگی
تو آقا پر اوسکا عوض واجب ہوگا اور جبکہ غلام کو تجارت کی اجازت دیجاوے تو یہ اجازت وسی

کتاب التجارة

فکلما یحصل لهما ... وما یتوی منهما ... اذا باع الدین باقل منه لم یلزم المدین ان یدفع الی المشتری الا ما بذله المشتری
المقصد السادس فی دین المملوک لا یجوز للمملوک ان یتصرف فی نفسه باجارة ولا استدانة ولا غیر ذلک من العقود ولا بما فی یده ببیع ولا هبة الا باذن ...

مخصوص ہوگی اور اوسکے مملوک کے حق مین نہوگی اس لیے کہ مال غیر مین تصرف کرنے کے لیے اذن صریحی
درکار ہے اور اگر فقط تجارت کی اجازت دے اور قرض لینے کی ندے اور وہ کچھ مال قرض لے
اور وہ مال تلف ہوجاوے تو غلام کے ذمّہ لازم ہوگا اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ غلام سے اوسکی قیمت
اوس مال کے حاصل کرنے مین سعی کرائی جائیگی اور اگر تجارت کرنے اور قرض لینے کی اجازت ندے
اور قرض لے اور پھر وہ مال تلف ہوجاوے تو غلام کے ذمّہ لازم ہوگا اور بعد اوسکے آزاد
ہونے کے اوس سے وصول کیا جاویگا اور آقا پر اوسکا دینا واجب نہوگا اور اس مقام پر دو فرعین
ہین **اوّل** جب کوئی غلام بدون اجازت آقا کوئی شے خرید کرے یا قرض لے تو باطل ہے اور عین
مال اوس سے واپس لیا جاویگا اور اگر اوسکے پاس تلف ہوجاویگا تو اوسکے آزاد ہونے کے بعد
اوس سے مطالبہ کیا جاویگا **دوم** جبکہ غلام قرض لے اور اوس مال کو اوسکا آقا لے لیوے اور اوسی کے
پاس سے تلف ہوجاوے تو مقرض کو آقا اور مملوک دونون سے مطالبہ کرنیکا اختیار ہے لیکن مملوک سے آزاد ہونے کے
بعد مطالبہ صحیح ہوگا **خاتمہ** جو شخص متاع کو کیل یا وزن سے ضبط کرتا ہے اوسکی اجرت بائع پر اور جو شخص کہ قیمت کو پرکھتا ہے
یا وزن کرتا ہے اوسکی اجرت مشتری پر لازم ہوگی اور متاع کے فروخت کرنے والے کی اجرت بائع پر اور
خرید کرنیوالے کی مشتری پر واجب ہے اور اگر ان لوگون مین سے کوئی شخص تبرّعاً کام کردیگا تو اجرت پانیکا مستحق
نہوگا اگرچہ مالک بیع و شرا کی اجازت بھی دیدے اور اگر دلاّل خرید و فروخت دونون واقع کرے پس جس مال
کو فروخت کیا ہے اوسکی اجرت اوس شخص پر لازم ہوگی جسنے فروخت کرنیکا حکم کیا ہے اور جس مال کو خرید کیا ہے اوسکی
اجرت اوس شخص پر لازم ہوگی جسنے خرید کرنیکا حکم دیا ہے اور یہ دونون اجرتین ایک ہی شخص پر لازم نہونگی اور اگر
دلاّل کے پاس متاع تلف ہوجاوے تو ضامن نہوگا ہان اگر تفریط کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر وقوع تفریط یا خلاف ہو اور اوسکی
ثبوت پر کوئی بینہ نہو تو دلاّل کا قول اوسکی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور اسیطرح اگر تفریط ثابت ہوجاوے
اور مقدار قیمت مین اختلاف ہو اور بینہ نہو تب بھی دلاّل ہی کا قول اوسکی قسم کے ساتھ مقبول ہوگا

کتاب التجارۃ

کتاب الرہن

اسمین چند فصلین ہین

پہلی فصل رہن وہ وثیقہ ہی جو دین مرتہن کے لیے رکھا جاتا اس عقد مین بھی مثل باقی عقود کے ایجاب و قبول ضرور ہی اور ایجاب سے وہ لفظ مراد ہے جو رہن رکھنے پر دلالت کرے جیسے رَهَنْتُكَ (مینے فلان چیز کو تیرے پاس رہن رکھا) یا هٰذَا وَثِيْقَةٌ عِنْدَكَ (یہ چیز تیرے پاس وثیقۂ دین ہی) اور اسی طرح جو لفظ اس معنی پر دلالت کریگا وہی کافی ہوگا اور اگر نطق سے عاجز ہو تو اشارہ کافی ہوگا اور اگر اس حالت مین صیغہ کو اپنے ہاتھ سے لکھدے اور اوس سے قصد ایجاب اوسکا معلوم ہووے تو جائز ہوگا اور قبول سے وہ لفظ مراد ہے جو اس ایجاب کے ساتھ رضا پر دلالت کرے (جیسے قَبِلْتُ یا رَضِيْتُ وغیرہ) اور رہن کرنا مطلقاً صحیح ہے سفر مین ہو یا حضر مین اور آیا قبضہ کرنا اس عقد مین شرط ہی یا نہین اسمین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہی کہ شرط ہی اور اگر بدون اجازت راہن قبضہ کرے تو قبضہ صحیح نہوگا اور رہن لازم نہوگا اور اگر راہن نے مرتہن کو قبضہ کرنے کی اجازت دی ہو اور پھر قبل قبضہ پانے کے منع کر دے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسی طرح اگر راہن عقد کرنے کے بعد مجنون یا بیہوش ہو جاوے یا قبل قبضہ مر جاوے تو بھی قبضہ صحیح نہوگا اور رہن لازم نہوگا اور قبضہ مرتہن کا شی مرہون پر دائمی ہونا شرط نہین ہی پس اگر مرتہن کے قبضہ پانے کے بعد راہن کی طرف عود کرے یا راہن اوسمین کوئی تصرف کرے تو رہن سے خارج نہوگی اور اگر راہن اپنی اوس شی کو رہن کرے جو مرتہن کے قبضہ مین ہو تو رہن لازم ہو جاویگا اگرچہ وہ شی مرتہن کے پاس بطور غصب ہے کیونکہ قبضہ متحقق ہی اور اگر اوس چیز کو رہن کرے جو غائب ہے تو رہن لازم نہوگا جبتک کہ مرتہن یا اوسکا قائم مقام وقت رہن حاضر ہو کر قبضہ نکر لے اور اگر راہن قبضہ دینے کا اقرار کرے تو موافق اوسکے اقرار کے حکم کیا جاویگا بشرطیکہ اوسکا کذب معلوم نہو اور اگر بعد کو اپنے اقرار سے عدول کرے تو مقبول نہوگا لکن اگر راہن دعوی کرے کہ مین نے شہادت دلانے مین موافق کرنے کے لیے قبضہ دینے کا اقرار کیا تھا تاکہ رسم وثیقہ قائم ہو جائے اور اوسکی کتابت اور اوسپر شہادت لینے مین سہولت ہو مبادا کہ قبضہ دینے کے وقت تک

تاخیر کرنے مین کوئی عذر ایسا حادث ہو جاوے جسکی وجہ سے اقامت رسم وثیقہ مین دقت ہو اور دشوار واقع ہو اور درحقیقت مین نے قبضہ نہین دیا تھا تو یہ دعوی اوسکا مسموع ہوگا اسلیے کہ امر عادۃً مروج اور علی الاشبہ مرتہن پر قسم متوجہ ہوگی ور مال مشاع پر قبضہ دینا بدون ضامن شریک علی الاشبہ جائز ہے خواہ وہ شے منقولات سے ہو یا غیر منقولات سے

دوسری فصل شرائط رہن کے بیان مین

پس رہن رکھنا اوس مال کا صحیح ہوگا جو عین اور مملوک ہو اور اوسپر قبضہ کرنا ممکن ہو اور اوسکا فروخت کرنا صحیح ہو خواہ مشاع ہو یا منفرد پس اگر دین کو رہن کریگا تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر منفعت کو رہن کریگا (جیسے مکانکی سکونت یا غلام کی خدمت) تو بھی صحیح نہوگا اور آیا غلام مدبر کا رہن صحیح ہے یا نہین اسمین تردد ہے لکن صحت رہن خالی از وجہ نہین ہے غایت الامر یہ ہے کہ اوسکی تدبیر باطل ہو جائیگی لکن اگر رہن خدمت کے ساتھ بقاء تدبیر کی بھی تصریح کیجاوے تو بعض علمائنے فرمایا ہے کہ یہ عقد صحیح ہوگا اور دلیل اسکی وہ روایت ہے جسمین خدمت غلام کی بیع کا جواز منقول ہے اور بعض علمائنے فرمایا ہے کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ تنہا منفعت کی بیع دشوار ہے اور یہی قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہے اور اگر غیر مملوک کو رہن کرے تو صحت اوسکی اجازت مالک پر موقوف رہیگی اور اسیطرح اگر مملوک اور غیر مملوک کو رہن کرے تو فقط اوسکی ملک مین رہن صحیح ہوگا اور غیر مملوک مین صحت رہن اوسکے مالک کی اجازت پر موقوف رہیگی اور اگر کوئی مسلمان شراب کو رہن کرے تو صحیح نہوگا اگرچہ کافر ذمی ہی کے پاس رہن کرے اور اگر کافر ذمی شراب کسی مسلمان کے پاس رہن کرے تب بھی علی الاشبہ صحیح نہوگا اگرچہ کسی ذمی ہی کے پاس امانت رکھوا دے اور اگر زمین خراج کو رہن کرے تو صحیح نہوگا اسلیے کہ وہ زمین کسی ایک مسلمان کی ملک نہین ہے ہان اوسکی بناؤن اور آلات اور درختون کا رہن کرنا صحیح ہے اور اگر ایسی چیز کو رہن کرے جسپر قبضہ نہ دے سکتا ہو جیسے پرند کا حالت پرواز مین اور مچھلی کا پانی مین رہن کرنا تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر اوس چیز کو رہن کرے جسپر قبضہ دے سکتا ہے اور قبضہ نہ دے تب بھی صحیح نہوگا ہے اور اسیطرح اگر کافر کے پاس کسی غلام مسلم یا قرآن شریف

کتاب الرهن

ومنفعة افلو رهن دینا او منفعة لم ینعقد وکذا لو رهن منفعة کسکنی الدار وخدمة العبد وفی رهن المدبر تردد والوجه ان رهن رقبته ابطال لتدبیره اما لو صرح برهن خدمته مع بقاء التدبیر قیل یصح التفاتا الی الروایة المتضمنة لجواز بیع خدمته وقیل لا التفاتا

رہن کرے تو بھی صحیح نہوگا اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ صحیح ہوگا لکن کسی مسلمان کے پاس رکھدیا جاوے اور ریلی و لے
ہی اور اگر کسی مال وقف کو رہن کریگا تو صحیح نہوگا اسلیے کہ اوس سے استیفاء دین ممکن نہین ہی کیونکہ اوسکی بیع
صحیح نہین ہی اور زمان خیار مین رہن کرنا صحیح ہی خواہ بائع کا خیار رہو یا مشتری کا یا دونون کا اسلیے کہ مال
مبیع علی الاشبہ محض عقد سے منتقل ہو جاتا ہی اور غلام مرتد کا رہن کرنا صحیح ہی فطری ہو یا ملی اور اسیطرح
اوس غلام کا رہن کرنا بھی صحیح ہی جسنے از راہ خطا جنایت کی ہو اور اگر عمدًا جنایت کی ہو تو صحت
رہن مین تردد ہی اور اشبہ جواز رہن ہی اور اگر اوس چیز کو رہن کرے جو قبل مدت فاسد ہو جاوے
اور اوسکی بیع شرط کرلیجاوے تو جائز ہوگا و الا باطل و بعض علمائے فرمایا ہی کہ رہن صحیح ہوگا
لکن راہن اوسکے فروخت کرنے پر مجبور کیا جاویگا **تیسری فصل** اوس حق کے بیان مین جسپر رہن
رکھنا صحیح ہی پس جو دین کہ ذمہ پر ثابت ہو جیسے قرض یا قیمت مبیع اوسی پر رہن لینا صحیح ہی پس جس چیز کے
وجوب کا سبب حاصل نہوا ہو اوسمین رہن کرنا صحیح نہین ہی جیسے اوس مال کا رہن رکھنا جو قرض لیا جاویگا
یا اوس مال کی قیمت پر رہن رکھنا جو خرید کیا جاویگا اور اسیطرح اوس مال پر بھی رہن رکھنا صحیح نہین ہی
جسکا سبب وجوب حاصل ہو چکا ہو اور ثابت نہوا ہو جیسے دیت قبل استقرار جنایت اور قسط سالانہ
پر اوسکی مدت گذرنے کے بعد رہن رکھنا جائز ہی اور اسیطرح مال جعالہ (وہ مال جو گم شدہ چوپایہ وغیرہ
کے واپس لانے پر مقرر کیا جاوے) پر بھی قبل واپس کرنے کے رہن لینا جائز نہین ہی اور بعد واپس کرنے کے
جائز ہے اور اسی طرح مال کتابت مشروطہ پر بھی رہن لینا جائز نہین ہی اور اگر ہمین جواز رہن کے
قائل ہون تو اشبہ ہوگا اور کتابت مشروطہ کے فسخ کرنے سے رہن باطل ہو جاتا ہی اور جس چیز سے کہ
استیفاء دین ممکن نہو اوسپر بھی رہن رکھنا صحیح نہین ہی جیسے وہ اجارہ جو عین موجر سے متعلق ہو جیسے
اوسکی خدمت اور اوس چیز مین رہن لینا صحیح ہی جو ذمہ پر ثابت ہو جیسے کوئی ایسا عمل جسمین مباشرت
شرط نہو پس صورت تعذر مین بیع وثیقہ کے بعد استیفاء عمل ممکن ہی اور اگر کسی مال پر کوئی شی رہن کرے

کتاب الرهن

پھر کسی دوسرے شخص سے قرض لیوے اور اسی رہن کو دونون کے لیے مقرر کرے تو جائز ہوگا

چوتھی فصل راہن کے بیان مین راہن مین کمال عقل ورجواز تصرف شرط ہی اور صورت اکراہ مین رہن منعقد نہین ہوتا اور ولی طفل کو اوسکے مال کا رہن رکھنا جائز ہی بشرطیکہ قرض لینا طفل کے لیے مصلحت ہو مثل اسکے کہ اوسکے مکان منہدم کی اصلاح مقصود ہو یا اوسکے اموال کے محفوظ رکھنے مین قرض لینے کی احتیاج ہو پس ان صورتون مین ولی کو طفل کے بعض اموال کا رہن رکھنا موافق اپنی راے اور اوسکی مصلحت کے جائز ہوگا بشرطیکہ اون اموال کا باقی رکھنا اونکے بیع کرنے سے طفل کے حق مین زیادہ مفید ہو

پانچوین فصل مرتہن کے بیان مین مرتہن کا کامل العقل ورجائز التصرف ہونا شرط ہے اور ولی یتیم کو اوسکے لیے رہن لینا جائز ہی اور اوسکے مال کو نسیئہ فروخت کرنا بدون ظہور نفع جائز نہین ہی مثل اسکے کہ اوسکے مال کو زاید قیمت کے ساتھ ایک مدت معین تک فروخت کرے کہ اس صورت مین جائز ہوگا اور اسی طرح ولی کو اوسکے مال کا قرض دینا بھی جائز نہین ہی کیونکہ اسمین کچھ نفع نہین ہی ہان اگر اوسکے مال کے غرق ہونے یا جل جانے یا لٹ جانے وغیرہ کا خوف ہو تو اوسکا قرض دینا اور اوسپر رہن لینا جائز ہوگا اور اگر رہن لینا دشوار ہو تو کسی ایسے شخص کو قرض دینے پر اقتصار کریگا جو ثقہ اور بادیانت ہو اور غالباً لوگون کا مال نکھا جاتا ہو اور جبکہ مرتہن عقد مین رہن کے محفوظ رکھنے یا اوسکو بیع کرکے دین مین صرف کرنے کی وکالت اپنے یا اور کسیکے لیے شرط کرلے یا رہن کو کسی عادل معین کے پاس رکھدے تو یہ شرط لازم ہو جاویگی اور راہن کو بعد عقد کے فسخ وکالت کا اختیار نہوگا اور اسمین تردد ہی اور راہن کے مرجانے سے وکالت باطل ہو جاتی ہی اور رہن باقی رہتا ہی اور جبکہ مرتہن وغیرہ کے وکیل ہونے کی شرط ہو جاوے تو اوسکے مرجانے سے بھی وکالت باطل ہوگی اور رہن باقی رہیگا اور اگر مرتہن مرجاوے تو اوسکے وارث کی طرف وکالت منتقل نہوگی ہان اگر شرط کرلی ہوگی تو منتقل ہو جاویگی اور یہی حکم اوس صورت مین بھی ہوگا کہ جب غیر مرتہن وکیل ہو اور اگر مرتہن مرجاوے اور رہن کا اوسکے ترکہ مین موجود یا معدوم ہونا معلوم نہو تو مرتہن کے

کل متروکہ دو سکے مال کا حکم جاری کیا جاویگا یا تنگ کے رہن کا بیہ وغیرہ سے بعینہ موجود ہونا معلوم ہو اور مرتہن کو رہن کا خرید کرنا جائز ہے اور مرتہن اس رہن سے اپنے دین کے پورا کرنے مین باقی غرماء (قرضخواہان) پر مقدم ہوگا خواہ راہن زندہ ہو یا مرگیا ہوا ور اگر مال مرہون دین مرتہن کو کافی نہو تو راہن کے مال مین باقی قرضخواہون کے ساتھ حصہ رسد شریک کیا جاویگا اور رہن مرتہن کے پاس امانت ہے پس اگر تلف بھی ہوجاوے تو ضامن نہوگا اور اسکے تلف ہونے سے اوسکا کچھ حق ساقط نہوگا جبتک کہ اوسکی تفریط سے تلف نہوا ور اگر رہن مین سوار ہونے یا سکونت کرنے یا اجارہ دینے کے ساتھ تصرف کریگا تو ضامن ہوگا اور اوسکو اجرت دینا لازم ہوگی اور اگر رہن مین مصارف ہونگے (مثلاً مال مرہون چوپایہ ہو) تو مرتہن پر انفاق اوسکا واجب ہوگا اور بعدہ راہن سے اوسقدر مال کا مقاصہ کریگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ مرتہن کو انفاق کے عوض چوپایہ پر سوار ہونے یا راہن سے اوسقدر مال لینے کا اختیار رہوگا اور مرتہن کو مال مرہون سے اپنا دین وصول کرلینے کا استحقاق ہے اگر اقرار دین ورہن مین ورثہ راہن کے انکار کرنے کا خوف ہو اور حاکم کے سامنے ثابت نہ کرسکتا ہو لکن اگر رہن کا اقرار کرے اور اپنے دین کا مدعی ہو تو اوسکا اقرار مسموع ہوگا اور دعوے دین بدون بینہ مقبول نہوگا پس اگر مرتہن وارث کے بھی مطلع ہونیکا دعوی کریگا تو وارث کو نفی علم پر حلف دیا جاویگا اور اگر مرتہن کنیز مرہونہ سے جبراً وطی کریگا تو اوسکی قیمت کا دسوان حصہ راہن کو دلوایا جاویگا اگر باکرہ ہوگی اور اگر ثیبہ ہوگی تو بیسوان حصہ دلوایا جاویگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ مہر المثل دلوایا جاویگا اور اگر کنیز کی رضا سے وطی کریگا تو مرتہن کو کچھ دینا نہ پڑیگا اور جبکہ مال مرہون کو راہن و مرتہن اپنی رضا سے کسی عادل کے پاس رکھدین تو اوسکو مال مرہون کا ان دونون کو واپس کرنا یا اوس شخص کے حوالہ کرنا جس سے یہ دونون رضی ہون جائز ہوگا اور اوسکو اون دونون کی موجودگی مین بغیر انکی اجازت کے حاکم یا اور کسی امین کے سپرد کرنا جائز نہوگا اور اگر سپرد کریگا تو

توضامن ہوگا اور اگر راہن و مرتہن عمدًا بدون عذر پوشیدہ ہو جاوین تو حاکم کے سپرد کر دینا جائز ہوگا اور اگر وہ دونون اتفاقًا غائب ہین تو بدون ضرورت مال مرہون کا حاکم یا اور کسی عادل کے سپرد کرنا جائز نہوگا اور اگر سپرد کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر راہن و مرتہن مین سے ایک شخص غائب ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کسی عذر و ضرورت کیوجہ سے حاکم کے سپرد کریگا تو صحیح ہوگا اور اگر بدون اذن حاکم کسی دوسرے شخص کے سپرد کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر مال مرہون دو عادلون کے پاس امانت رکھا جاوے تو اون دونون مین سے ایک کو تنہا اپنے پاس رکھنا جائز نہوگا اگرچہ دوسرا اجازت بھی دیدے اور اگر مال مرہون کو مرتہن یا عادل فروخت کرے اور قیمت مرتہن کے حوالہ کرے بعدہ اوسمین کوئی عیب ظاہر ہو تو مشتری کو مرتہن پر رجوع کرنا صحیح ہوگا لیکن اگر مال مرہون کا ملک غیر ہونا ثابت ہو (مثلاً غصب و سرقہ وغیرہ کے ذریعہ سے آیا ہو) تو مشتری کو اپنی قیمت کا مرتہن سے واپس لینا صحیح ہوگا اور جبکہ مرتہن مرجاوے تو راہن کو مال مرہون کا وارث مرتہن کے سپرد کرنا لازم نہوگا پس اگر راہن اور وارث مرتہن مال مرہون کو باتفاق کسی امین کے پاس رکھدین فبہا والا حاکم کو اپنی رضا سے کسی امین کے سپرد کر دینا جائز ہوگا اور اگر عدل (وہ امین جسکے پاس رہن رکھا گیا تھا) خیانت کرے اور راہن و مرتہن اوسکے منتقل کرنے مین اختلاف کرین تو حاکم کو اوسکا کسی دوسرے امین کے سپرد کر دینا جائز ہوگا

چھٹی فصل لواحق کے بیان مین

اس مین چند مقصد ہین

پہلا مقصد

اون احکام کے بیان مین جو راہن سے متعلق ہین راہن کو رہن مین خدمت لینے یا سکونت کرنے یا اجارہ دینے کے ساتھ تصرف کرنا جائز نہین ہے اور اگر رہن کو فروخت یا ہبہ یا وقف کرے تو اجازت مرتہن پر موقوف ہوگا اور آیا مملوک مرہون کا باجازت مرتہن آزاد کرنا صحیح ہے یا نہین اسمین تردد ہے لیکن جواز بیوجہ نہین ہے اور جسطرح کہ راہن کو مال مرہون مین تصرف کرنا جائز نہین ہے اسی طرح مرتہن کو بھی جائز نہین ہے اور آیا

مرتہن کا باجازت راہن آزاد کرنا صحیح ہی آمین تردد ہی لکن عدم جواز بیوجہ نہین ہی کیونکہ مرتہن مالک
نہین ہی پس بدون سبق اجازت صحیح نہوگا ہان اگر راہن کی اجازت کے بعد آزاد کریگا تو صحیح ہوگا
اور اگر راہن وطی کرے اور کنیز حاملہ ہوجاوے تو ام ولد ہوجاویگی اور رہن باطل ہوگا اور آیا اوس
کنیز کو حیات ولد مین فروخت کرنا جائز ہی یا نہین بعض علمانے فرمایا ہی کہ جائز نہین ہی اور بعض
نے فرمایا ہے کہ جائز ہے اسلیے کہ حق مرتہن کا تعلق اوسکے ام ولد ہونیسے قبل ہوچکا ہے لیکن اول اقول
اشبہ ہی اور اگر راہن اوس کنیز سے باجازت مرتہن وطی کرے تو بوجہ وطی رہن سے خارج ہوگی اور
اگر باجازت مرتہن اوسکو فروخت کرے تو بیع صحیح اور رہن باطل ہوگا اور اوسکی قیمت کا رہن
کرنا واجب نہوگا اور اگر راہن اوسکے بیع کرنے کی قبل مدت معینہ مرتہن کو اجازت دے تو
مرتہن کو اوسکی قیمت مین قبل انقضاء مدت تصرف کرنا جائز نہوگا اور اگر بعد انقضاء مدت
بیع کرنے کی اجازت دی تھی تو تصرف کرنا صحیح ہوگا اور جبکہ بعد انقضاء مدت راہن کو ادا کرنے مین
دشواری ہو پس اگر مرتہن وکیل ہی تو اوسکے بیع کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر وکیل نہین ہی تو حاکم
کے پاس مرافعہ کریگا تاکہ حاکم راہن کو بیع کرنے کا حکم دے پس اگر راہن بیع کرنیسے انکار کریگا
تو حاکم کو اوسکا قید کرنا جائز ہوگا اور حاکم کو مال مرہون کا بدون رضاء راہن بھی فروخت
کرنا جائز ہی **دوسرا مقصد** اون احکام کے بیان مین جو رہن سے متعلق ہین عقد رہن راہن کی
طرف سے عقد لازم ہی پس اوسکو مال مرہون کا مرتہن سے اوسوقت تک واپس لینا جائز نہوگا
جبتک کہ دین پر اوسکو قبضہ نہ دیدے یا مرتہن ابراء نکردے یا حق ارتہان کے ساقط کرنے
[illegible] کردے پس عقد رہن کے فسخ ہوجانے کے بعد مال مرہون مرتہن کے پاس امانت رہیگا
اور بعد [illegible] مطالبہ مرتہن پر اوسکا راہن کے سپرد کرنا واجب نہوگا اور اگر عقد رہن باین شرط
واقع ہو کہ اگر راہن مدت معینہ مین دین کو ادا نکرے تو مال مرہون کل یا بعض دین کے مقابل

مبیع قرار پاوے تو اس صورت مین نہ بیع صحیح ہوگی نہ رہن اور اگر کوئی شخص اپنے مدیون کا
مال غصب کرلیوے بعدہ اوسی مال کو اپنے پاس رہن رکھ لیوے تو صحیح ہوگا اور اوسکی ضمانت
باقی رہیگی اور اسیطرح اگر وہ مال کسی کے پاس بذریعہ بیع فاسد موجود ہو بعدہ وہی مال رہن رکھ لیوے
تب بھی صحیح ہوگا اور ضامن رہیگا اور اگر راہن ضمانت کو ساقط کردے تو ساقط ہوجاویگی اور
جو زیادتی یا فائدہ کہ مال مرہون سے حاصل ہوگا وہ راہن کا مال ہوگا اور اگر بعد رہن رکھنے کے
درخت بارآور ہو یا چوپایہ یا کنیز حاملہ ہوجاوے تو یہ ثمر اور حمل بھی علی الاظہر رہن مین اپنی اصل کا تابع ہوگا
اور اگر مرتہن کے پاس دو دینون کے مقابل دو رہن ہون بعدہ راہن ایک دین کو ادا کرے تو
مرتہن کو اس دین کے رہن کا دوسرے دین کے مقابل بدون رضاء راہن رکھنا جائز ہوگا اور اسیطرح
اگر کسی کے ذمہ مرتہن کے دو دین ہون اور اونمین سے ایک دین کے مقابل رہن ہو تو مرتہن کو اوس
رہن کا دونون دینون کے مقابل قرار دینا جائز ہوگا اور اسیطرح دین سابق کے رہن کو دین لاحق
(جدید) کے مقابل قرار دینا بھی جائز نہین ہے اور جبکہ دوسرے کا مال عاریت لیکر اوسکی
اجازت سے رہن کرے بعدہ وہ مال مرتہن کے پاس سے تلف ہوجاوے یا اوسکے پاس سے بوجہ
غصب یا سرقہ وغیرہ جاتا رہے اور اوسکا واپس کرنا دشوار ہو تو راہن اوس مال کی قیمت کا
ضامن ہوگا اور اگر وہ مال ثمن مثل سے زاید کے ساتھ فروخت کیا جاوے تو صاحب مال کو
اوسی قیمت کا مطالبہ صحیح ہوگا جس قیمت کو وہ فروخت ہوا ہے اور جبکہ درخت خرما رہن کیا جاوے
تو اوسکا ثمر داخل ہوگا اگرچہ غیر مؤبر ہو اور اسیطرح اگر زمین رہن کیجاوے تو زراعت اور درخت
وغیرہ داخل ہونگے اور اگر راہن کہے کہ اوس زمین کو مین نے اوسکے جملہ حقوق کے ساتھ رہن کیا
تو زراعت وغیرہ بھی داخل ہوجاویگی اور اسمین تردد ہے تاوقتیکہ راہن ان چیزون کے داخل ہونے کی
تصریح نکردے اور اسیطرح زمین کے رہن کرنے کے بعد جو چیزین پیدا ہون وہ بھی داخل ہونگی خواہ

كتاب الرهن

منجانب اللہ پیدا ہون یا راہن خواہ کسی اجنبی نے بوئی ہون بشرطیکہ اصل اون چیزونکی ورخت مرہون سے ہنو اور آیا راہن اونکے دُور کرنے پر مجبور کیا جاویگا یا نہین بعض علمائے فرمایا ہے کہ نہ کیا جاویگا۔ وربعض نے فرمایا ہے کہ مجبور کیا جاویگا اور یہی قول اشبہ ہے اور جو چیزین کہ درخت سے توڑی جاتی ہین (جیسے ککڑی) اگر اونمین سے اوسقدر مال رہن کیا جاوے جو ایکدفعہ توڑا جاتا ہے پس اگر حق مرتہن کے ادا کرنیکی مدت اسقدر ہو جو دوسری دفعہ کے توڑنے سے قبل ختم ہو جاوے تو صحیح ہوگا اور اگر حق مرتہن کی مدت اسقدر متاخر ہو جو مال مرہون کے غیر مرہون مین اسطرح مخلوط ہو جانیکو مستلزم ہو کہ تمیز باقی نرہے تو بعض علمائے فرمایا ہے کہ رہن باطل ہوگا لکن عدم بطلان خالی از وجہ نہین ہے اور اسیطرح اون چیزون کی رہن مین بھی کلام ہے جو سُوتی جاتی ہین (جیسے مہندی) یا کاٹی جاتی ہین (جیسے ساگ وغیرہ) اور جبکہ غلام مرہون کسی پر عمدًا ایسی جنایت کرے جو موجب قصاص ہو تو یہ جنایت اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگی اور حق مجنی علیہ (جسپر جنایت ہوئی ہو) حق مرتہن پر مقدم ہوگا اور اگر از روئے خطا جنایت کرے اور اوسکا آقا اپنے مال سے دیت دیکر اوسکو رہا کرے تو رہن رہیگا اور اگر آقا اوسکو نہ چھوڑا وے تو اوس غلام مین بقدر ارش جنایت مجنی علیہ کا حق ہوگا اور باقی غلام رہن رہیگا اور اگر جنایت تمام قیمت غلام کے برابر ہو تو مجنی علیہ مرتہن پر مقدم ہوگا اور اگر اپنے آقا پر عمدًا جنایت کرے تو اوس سے قصاص لیا جاویگا اور رہن ہونے سے خارج ہوگا اور اگر جنایت قتل نفس ہو تو غلام کا قتل کرنا جائز ہے لکن اگر از روئے خطا جنایت ہوگی تو اوسکے آقا کا اوسپر کوئی عوض ثابت ہوگا اور رہن مین باقی رہیگا اور اگر اوس شخص پر جنایت ہو جسکا وارث مالک غلام ہو تو مالک کو غلام پر وہ حق ثابت ہوگا جو وسے مورث کا اوسپر ثابت ہوگا پس اگر عمدًا وہ جنایت کی ہو جو موجب قصاص ہے تو مالک کو قصاص لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر از روئے خطا جنایت

یعنے آقا پر غلام نے خطا سے جنایت کی ہوگی تو آقا کے لیے کوئی عوض غلام پر ثابت نہوگا

للمالك ان يثبت المالك ما يثبت للمورث من القصاص

جنایت کی ہو اور بقدر تمام قیمت ہو تو مالک کو رہن سے چھوڑ لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور
اگر بقدر تمام قیمت نہو تو بقدر جنایت چھوڑ لینے کا اختیار ہوگا اور باقی رہن رہیگا اور اگر کوئی
شخص مال مرہون کو تلف کریگا تو اوسکی قیمت تلف کنندہ کے ذمہ لازم ہوگی اور وہ قیمت بجائے
اصل رہن ہوگی اور یہی حکم مرتہن کے تلف کرنے کی حالت مین بھی جاری ہوگا لیکن اگر مرتہن اصل مین
وکیل ہوگا تو قیمت مین وکیل نہوگا اسلیے کہ عقد اسکو شامل تھا اور اگر شیرہ انگور رہن کیا جائے
اور بعدہ وہ شراب ہو جائے تو رہن باطل ہوگا بعد اوسکے اگر شراب سرکہ ہو جاوے تو مالک
راہن مین پھر عود کریگا اور رہن صحیح ہو جاویگا اور اگر مسلمان کے پاس شراب رہن کیا وے
تو رہن صحیح نہوگا پس اگر وہ شراب مرتہن کے پاس سرکہ ہو جاوے تو اوسی کا مال ہوگا اور اسمین تردد
ہے اور اسیطرح اگر زمین سے شراب اوٹھا کر جمع کر لیوے اور بعدہ وہ شراب سرکہ ہو جاوے (یعنے مرتہن کا ۱۲)
تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کسی شخص کا شیرہ انگور غصب کر لیوے اور وہ شیرہ شراب ہے بعد اسکے
سرکہ ہو جاوے تو غاصب اوسکا مالک نہوگا بلکہ مغصوب منہ مالک ہوگا اور اگر بیضہ رہن
کیا جاوے اور مرتہن اوسکی حضانت کرے پھر اوس سے بچہ پیدا ہو تو ملک و رہن دونون باقی
رہینگے اور اسیطرح کچھ حبوب دانے یا بیج رہن کیے جاوین بعدہ مرتہن اونکو بو دیوے
اور اوس سے درخت وغیرہ حاصل ہو تب بھی ملک و رہن دونون باقی رہینگے اور جبکہ
دو مدیون اپنے ایک مملوک کو اوس دین کے عوض رہن کرین جو اون دونون کے ذمہ ثابت
ہے تو اوس غلام مین سے ہر ایک کا حصہ اوسکے دین کے مقابل رہن ہوگا پس اگر دونون
مین سے ایک شخص اپنا دین ادا کریگا تو اوسکا حصہ چھوٹ جاویگا اور دوسرے کا حصہ
رہن رہیگا **تیسرا مقصد** اوس نزاع کے بیان مین جو مال مرہون مین واقع ہو اور اسمین
چند مسئلہ ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ راہن کسی حصہ مشاع کو قبل قسمت رہن کرے بعد شریک اور

کتاب الرہن

مرتہن اوسکی حفاظت اور روکنے مین تنازع کرین تو حاکم کو اوسکا بعد انتزاع اجارہ دینا جائز ہوگا اگر اوسکے لیے کوئی اجرت ہو پھر اوس اجرت کو راہن اور شریک مین موافق شرکت کے تقسیم کریگا اور اگر اوسکے لیے کوئی اجرت نہوگی تو اوسپر کسی امین کو مقرر کریگا تاکہ نزاع منقطع ہوجاے **دوسرا مسئلہ** جبکہ مرتہن مرجاوے تو حق رہانت اوسکے وارث کی طرف منتقل ہوگا اور راہن کو وارث مرتہن کے امین مقرر کرنے سے انکار کرنا جائز ہوگا پس اگر یہ دونون کسی شخص کے امین مقرر کرنے پر اتفاق کرلین تو مال مرہون اوسکے سپرد کیا جاویگا والا حاکم شرع اوسپر کوئی امین مقرر کریگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ مرتہن کی تفریط سے مال مرہون تلف ہوجاوے تو مرتہن پر اوسکی وہ قیمت لازم ہوگی جو وقت قبضہ تھی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وہ قیمت لازم ہوگی جو وقت تلف تھی اور بعض نے فرمایا ہے کہ وقت قبضہ سے وقت تلف تک جو قیمت زاید اور اعلیٰ ہوگی وہ لازم ہوگی پس اگر مقدار قیمت مین اختلاف ہو تو راہن کا قول معتبر ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مرتہن کا قول معتبر ہوگا اور یہی قول اشبہ اور موافق اصول و قواعد ہے **چوتھا مسئلہ** جبکہ راہن و مرتہن اوس دین کی مقدار مین اختلاف کرین جسکے عوض رہن کیا گیا ہے تو راہن کا قول معتبر ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مرتہن کا قول معتبر ہوگا بشرطیکہ اوسکا دعوے قیمت رہن سے زاید نہو اور قول اول اشہر و مختار اکثر ہے **پانچوان مسئلہ** جب کسی متاع کی نسبت اختلاف ہو اور مالک کہے کہ یہ مال تیرے پاس امانت ہے اور قابض کہے کہ میرے پاس رہن ہے تو مالک کا قول معتبر ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ قابض کا قول معتبر ہوگا اور قول اول اشبہ ہے **چھٹا مسئلہ** جبکہ مرتہن راہن کو مال مرہون کے فروخت کرنے کی اجازت دے اور پھر عدول کرے اور دونون مین اختلاف ہو اور مرتہن کہے کہ مین نے قبل بیع عدول کیا ہے اور راہن کہے کہ بعد بیع تو مرتہن کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ ان دونون کے دعوے متعارض اور مخالف اصل ہین پس دونون ساقط ہونگے اور وثیقہ دین کو

ترجیح دیجاویگی کیونکہ اصل بقاء رہن ہی **ساتوان مسئلہ** جبکہ راہن و مرتہن مال مرہون کو نقد غالب اور غیر غالب کے ساتھ فروخت کرنمین اختلاف کرین تو بلد کے نقد غالب کے ساتھ فروخت کیا جاویگا اور جو انکار کریگا وہ مجبور کیا جاویگا اور اگر یہ دونون نقد غالب کے علاوہ اور کسی نقد کے طالب ہون اور دونون مین نزاع ہو تو حاکم شرع ان دونون کو نقد غالب کے ساتھ فروخت کرنے پر مجبور کریگا اسلیے کہ جب وقت عقد کوئی نقد خاص معین نہ کیا جاوے تو یہ اطلاق نقد غالب ہی کی طرف منصرف ہوتا ہے اور اگر بلد مین دو نقد غالب ہون تو مال مرہون اوس نقد کے ساتھ فروخت کیا جاویگا جو حق دین سے مناسب اور اشبہ ہوگا (اگر دین سونا ہوگا تو سونے کے ساتھ فروخت کیا جاویگا اور اگر چاندی ہوگا تو چاندی کے ساتھ) **آٹھوان مسئلہ** جبکہ مرتہن کسی شی معین کے رہن ہونے کا دعوے کرے اور راہن انکار کرے اور بیان کرے کہ رہن دوسری شی ہے اور ان دونون مین سے کسی کے پاس بینہ نہو تو اوس مال کا رہن ہونا بدون قسم باطل ہوجاویگا جسکا مرتہن انکار اور راہن اقرار کرتا ہے اور راہن دوسرے پر (وہ مال جسکے رہن ہونے سے راہن انکار کرتا ہے اور مرتہن اقرار کرتا ہے) قسم کھائیگا اور بعد قسم دونون مال رہن سے خارج ہوجاوینگے **نوان مسئلہ** جبکہ کسی شخص کے دو دین کسی کے ذمہ ہون اور ایک دین کے مقابل رہن ہو بعدہ مدیون کچھ مال ادا کرے اور دونون مین اختلاف ہو (مرتہن کہے کہ یہ مال فلان رہن کا ہے اور مدیون کہے کہ دوسرے رہن کا ہے) تو مدیون کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہے اور اگر مال رہن کے واپس کرنمین اختلاف کرین تو راہن کا قول مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا جبکہ بینہ نہو

کتاب المفلس

مفلس لغۃً وہ فقیر ہے جسکا عمدہ اور اکثر مال تلف ہوجاوے اور مال قلیل (پیسے وغیرہ باقی رہجاوین اور شرعًا وہ شخص ہے جسپر مفلس ہونیکا حکم کیا جاوے یعنی اپنے مال مین تصرف کرنے سے منع کیا جاوے لکن بدون چار شرطون کے اوسکا منع کرنا صحیح نہوگا **پہلی شرط** حاکم کے نزدیک

اوسکے دیونؔ کا ثابت ہونا خواہ اوسکے اقرار و بینہ سے ثابت ہونا یا حاکم شرع خود جانتا ہو **دوسری شرط** اوسکے اموال کا اوسکے دیون سے قاصر ہونا اور وہ اشیا بھی اوسکے مال مین محسوب ہونگی جو دیون کے عوض اسکے پاس موجود ہین **تیسری شرط** جملہ دیون کا حالّ و غیر مؤجل جنکے ادا کرنے کے لیے کوئی مدت معین نہو ہونا **چوتھی شرط** کل یا بعض غربا (قرضخواہان) کا حاکم سے اوسکی بہ نسبت منع تصرف کی درخوست کرنا اور اگر امارات (علامات) مفلسی ظاہر ہون تو حاکم کو اوسکا بتبرعا بدون درخوست غربا از راہ احسان و مواسات تصرف سے منع کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر خود مدیون حاکم سے اپنے ممنوع التصرف ہونے کی درخوست کرے تب بھی ممنوع نہ کیا جاویگا اور جبکہ حاکم ممانعت کردے تو اوسکو تصرف کرنا جائز نہوگا اور اوسکے مال سے قرضخواہون کا حق متعلق ہوگا پس جس قرضخواہ کا کہ عین مال موجود ہوگا وہ اوسی سے مخصوص کیا جاویگا اور باقی مال اوسکے قرضخواہون پر بہ نسبت تقسیم کیا جاویگا پس اس مقام پر چند امور مذکور ہوتے ہین **امر اول** منع تصرف کے بیان مین پس مدیون کو اوسکے مال مین ابتدائی تصرف کرنا صحیح نہوگا تا کہ قرضخواہون کے حق مین احتیاط رہے اور اونکی حق تلفی نہونے پائے پس اگر تصرف کریگا تو باطل ہوگا خواہ بعوض ہو جیسے بیع و اجارہ یا بدون عوض جیسے عتق و ہبہ لیکن اگر دین سابق کا اقرار کریگا تو صحیح ہوگا اور مقر لہ (جسکے لیے اقرار کیا گیا ہی) باقی قرضخواہون کے ساتھ شریک ہوگا اور اسیطرح اگر کسی عین مال کی نسبت اقرار کرے کہ یہ فلان شخص کا مال ہی تب بھی اقرار صحیح ہوگا اور وہ عین مال مقر لہ کے حوالہ کیا جاویگا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ قبل اقرار اوسکے اعیان مال سے قرضخواہون کا حق متعلق ہو چکا ہی اور اگر مفلس کہے کہ یہ مال فلان شخص غائب کا میرے پاس بطور مضاربت ہی تو بعض علمائے فرمایا ہی کہ اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور وہ مال اوسیکے پاس چھوڑ دیا جاویگا اور اگر کسی شخص حاضر کا مال مضاربت بیان کرے اور وہ تصدیق کرے تو مال اوسکے حوالہ کیا جاویگا اور اگر تکذیب کرے تو قرضخواہون پر تقسیم کیا جاویگا

اور اگر بیع بالخیار کرنے کے بعد تصرف سے منع ہوا اور حق خیار باقی ہو تو اوسکو اوس بیع کی اجازت
دینے اور اوسکے فسخ کرنیکا اختیار ہوگا اسلیے کہ یہ ابتدائی تصرف نہین ہی اور اگر مفلس کا کسی پر دین
ہوا اور بعد ممانعت اپنے مدیون سے کم مال لینے پر راضی ہوجاوے تو قرضخواہون کو اوسکے
منع کرنیکا اختیار ہوگا اور اگر مفلس کو بعد حجر (یعنے تصرف سے ممنوع ہونے کے بعد) کوئی شخص کچھ مال
قرض دے یا اوسکے ہاتھ نسیئۃ فروخت کرے تو یہ شخص دیگر قرضخواہون کے ساتھ شریک نہوگا ہان
اوسکا مال مفلس کے ذمہ رہیگا اور اگر مفلس بعد حجر کسی کے مال کو تلف کریگا تو ضامن ہوگا اور صاحب
مال باقی قرضخواہون کے ساتھ شریک کیا جاویگا اور اگر اپنے ذمہ کسیکے دین ہونیکا اقرار کرے
اور یہ بیان نہ کرے کہ کسوجہ سے اور کس زمانہ سے وہ دین اوسکے ذمہ پر ہے اور کوئی سبب معلوم نہو
تو مقرلہ باقی قرضخواہون کے ساتھ شریک نہوگا کیونکہ ہوسکتا ہی کہ یہ مال ایسی وجہ سے اسکے ذمہ
لازم ہوا ہو جسکے سبب سے صاحب مال باقی قرضخواہون کے ساتھ شریک ہونیکا استحقاق نرکھتا ہو
اور دیون موجلہ (جنکے ادا کرنے کے لیے کوئی مدت معین ہو) حجر (ممانعت تصرف) کی وجہ سے حال نہونگے
البتہ مدیون کے مرجانے سے حال ہوجاتے ہین **مردوم** قرضخواہ کا اپنے عین مال کے ساتھ مخصوص
ہونا پس جس قرضخواہ کو اپنا عین مال یاجاوے اوسکو اپنے مال کا لے لینا جائز ہے اگرچہ سوائے
اس مال کے مفلس کے پاس کوئی دوسرا مال نہو اور اوسکو باقی قرضخواہون کے ساتھ شریک ہونیکا
بھی اختیار ہی اور قرضخواہ کو اپنے عین مال کے لینے کا علی الاظہر مطلقاً اختیار ہی خواہ مال مفلس اوسکے
کل دیون کے لیے وفا کرے خواہ نہ کرے لیکن میت کے جملہ قرضخواہ اوسکے ترکہ مین مساوی ہونگے اور کسی
قرضخواہ کو اپنے عین مال سے اختصاص نہوگا ہان اگر میت کا ترکہ اوسکے جملہ دیون کو کافی ہو تو
قرضخواہ اپنے عین مال کو لے سکتا ہی اور بعض علماء نے فوریت کو شرط کیا ہے اور اگر تاخیر کے بھی قائل
ہون تو جائز ہوگا اور اگر کسی قرضخواہ کی بعض مبیع سالم ہو تو اوسکو بحصہ قیمت لے سکتا ہے اور

باقی مین دیگر قرضخواہون کا شریک ہوگا اور اگر مبیع مین کوئی ایسا عیب موجود ہو جسکی وجہ سے ارش
پلنے کا مستحق ہو تو ارش نقصان مین باقی قرضخواہون کا شریک ہوگا اور اگر وہ عیب من جانب اللہ
یا بجنایت مالک حادث ہوا ہو تو اوسکے چھوڑ دینے اور پوری قیمت کے ساتھ لے لینے مین
اختیار ہوگا اور اگر اوس مبیع سے کوئی نمائے منفصل (وہ زیادتی جو مبیع سے پیدا ہوا ور جدا ہو
جیسے بچہ اور دودھ) حاصل ہوئی ہو تو مشتری کا مال ہوگا اور صاحب مال کو اصل مبیع کا پوری قیمت
کے ساتھ لینا جائز ہوگا اور اگر مبیع مین کوئی نمائے متصل (جیسے مبیع کا فربہ یا دراز ہونا) حاصل ہو
اور اوسکی وجہ سے قیمت زیادہ ہو جاوے تو بعض علمانے فرمایا ہے کہ اس صورت مین بھی اصل مبیع
کو لے سکتا ہے اسلیے کہ یہ نما تابع اصل ہے اور اسمین تردد ہے اور یہی حکم اوس صورت مین بھی جاری
ہوگا جبکہ کسی درخت خرما کو مع ثمر ایسے وقت فروخت کرے کہ اوسکی بیع نہو سکتی ہو (مثلاً قبل بدو صلاح
فروخت کیا جاوے) اور مشتری کے مفلس ہونے کے بعد وہ ثمر قابل بیع ہو ولیکن اگر مفلس نے
حبوب (بیج) کو خرید کرنے کے بعد بو دیا ہو اور اوسکی زراعت دور ہو جاوے یا کسی بیضہ کو
خرید کر حضانت کی ہو اور اوس سے بچہ پیدا ہو تو صاحب مال کو اوسکا لینا جائز نہوگا اسلیے کہ
یہ اوسکا عین مال نہیں ہے اور اگر اوسکے ہاتھ مفلس ہونے سے قبل کوئی درخت خرما فروخت کرے
بعد اوس درخت مین شگوفہ پیدا ہوا اور صاحب مال اوس درخت کو مؤبر ہونے سے قبل لینا چاہے
تو شگوفہ تابع اصل نہوگا اور یہی حکم اوس صورت مین بھی جاری ہوگا جب کسی کنیز کو فروخت کرے
اور مشتری کے پاس جاکر حاملہ ہو جاوے اور مشتری کے مفلس ہو جانے کے بعد بائع کنیز کو لینا چاہے
کہ اس صورت مین بھی حمل تابع کنیز نہوگا اور اگر کوئی قطعۂ زمین فروخت کیا جاوے اور پھر مشتری
مفلس ہو جاوے تو شریک کو حق شفعہ کا مطالبہ صحیح ہوگا اور بائع قرضخواہون کے ساتھ قیمت مین
شریک کیا جاویگا اور اگر مستاجر مفلس ہو جاوے تو موجر کو فسخ اجارہ کا اختیار رہوگا اور باقی قطعا

کان للموجر فسخ الاجارة ولا یجب علیہ

واجب نہوگا اور اسی طرح اگر مفلس کے قرضخواہ اجرت دینے پر راضی ہوجاویں تب بھی موجر کو

فسخ اجارہ کا اختیار ہوگا ۱۰ اگر مشتری زمین میں کچھ درخت لگائے یا اوس پر کوئی مکان وغیرہ

بنائے بعد مفلس ہوجانے تو صاحب زمین اوس زمین کے ساتھ احق ہوگا اور اوس کو درخت و

مکان وغیرہ کے دور کرنے کا اختیار نہوگا اور آیا ارش دینے کے ساتھ دور کرسکتا ہی یا نہین بعض

علمائنے فرمایا ہے کہ کرسکتا ہی لکن عدم جواز خالی از وجہ نہین ہی پس وہ زمین مع درخت یا مکان

وغیرہ فروخت کیجائیگی اور صاحب زمین کو بمقدر قیمت دیجاویگی جو مقابل زمین قرار پاویگی اور

اگر بائع زمین کے فروخت کرنے پر راضی نہوگا تو تنہا درخت و مکان وغیرہ فروخت کیجاوینگے

اور اگر روغن [illegible] ایسے روغن مین خلط کردے جو اوسکے مثل ہو تو حق بائع عین

مال سے باطل [illegible] اگر اوس روغن کو ناقص روغن کے ساتھ مخلوط کردے تب بھی

[illegible] کہ وہ اپنے حق سے کم لینے پر راضی ہو اور اگر عمدہ روغن

[illegible] فرمایا ہی کہ بائع کا حق عین مال سے زائل ہوجاویگا اور

باقی قرضخواہون کے ساتھ قیمت مین شریک کردیا جاویگا اور اگر سوت خرید کر اوسکا کپڑا بنوا لیا

جاوے یا کپڑا خرید کر [illegible] سلوالیا جاوے یا آٹا خرید کر اوسکی روٹی پکوالیجاوے تو بائع کا حق

باطل نہوگا ۱۰ جو زیادتی کہ [illegible] سے حاصل ہوئی ہی اوسمین جملہ قرضخواہ شریک ہونگے اور اگر

کپڑے کو خرید کر رنگوا [illegible] قیمت رنگ بائع کا شریک ہوگا بشرطیکہ رنگنے سے کپڑے

کی قیمت کم نہوئی ہو [illegible] مفلس اوس مال مین خود کوئی ایسا عمل کرے جس سے قیمت بڑھجاوے

تو بقدر عمل شریک [illegible] اور اگر کسی متاع کی بیع سلم واقع ہوا اور پھر بائع مفلس ہوجاوے تو بعض

علمانے فرمایا [illegible] المال موجود ہو تو اوسکو لے لیویگا والا قرضخواہون کے

ساتھ قیمت میں شریک [illegible] اور بعض علمائنے فرمایا ہے کہ مشتری کو قرضخواہون کے ساتھ

کتاب المفلس

قیمت مین شریک رہنے یا قیمت متاع لینے مین اختیار ہوگا اور یہی قول اقوی ہی اور اگر مشتری سی کنیز کے لڑکا پیدا ہوا اور بعد اوسکے مشتری مفلس ہو جائے تو بائع کو اوس کنیز کے لے لینے اور فروخت کرنے مین اختیار ہوگا اور اگر قیمت کنیز کا مطالبہ کرے تو اوس کنیز کا اوسکے ثمن رقبہ مین فروخت کرنا جائز ہوگا اور اوسکے لڑکے کا فروخت کرنا کسی طرح جائز نہوگا کیونکہ وہ بہر حال حر ہی اور جبکہ مفلس پر کوئی شخص از راہِ خطا جنایت کرے تو قرضخواہون کا حق اوسکی دیت سے متعلق ہوگا اور اگر از راہ عمد جنایت کرے تو مفلس کو قصاص اور دیت کے لینے مین (اگر اوسکو دیت دیجاوے) اختیار ہوگا اور اوسپر دیت کا قبول کرنا معین نہوگا کیونکہ یہ اکتساب ہی جو مفلس پر واجب نہین ہی ہان اگر مفلس کے پاس کوئی مکان یا چوپایہ ہو تو باجازت حاکم شرع اوسکا اجارہ دینا واجب ہوگا اور اسیطرح اگر مفلس کے پاس کوئی کنیز ہو تب بھی اوسکا اجارہ دینا واجب ہوگا اگرچہ ام ولد ہو اور جبکہ کوئی شخص کسیکے پاس مال مفلس موجود ہونیکی شہادت دے پس اگر مفلس بھی موافق اوس شاہد کے قسم کھاوے تو اوس مال کے پانیکا مستحق ہوگا اور اگر قسم کھانے سے انکار کرے تو آیا قرضخواہون کو قسم دیجاویگی یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہی کہ نہ دیجاویگی اور یہ قول خالی از وجہ نہین ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ قرضخواہون سے بھی قسم لینا جائز ہی اسلیے کہ قسم سے قرضخواہون کا حق ثابت ہوتا ہی اور جبکہ مفلس مر جاوے تو جتنے دیون موجلہ (جنکے ادا کرنے کے لیے کوئی مدت معین ہو) کہ مفلس کے ذمہ ہین وہ سب حال (جنکے ادا کرنے کے لیے کوئی مدت نہیو) ہو جاوینگے اور جو دیون مفلس کے اور لوگون کے ذمہ ہین وہ حال نہونگے (یعنے مدت ساقط ہو جائیگی ۱۲) اور اس مقام پر ایک روایت اوسکے دیون کے حال ہو جانے کی نسبت وارد ہوئی ہی جسپر عمل متروک ہی معسر (تنگدست) کو مہلت دینا واجب ہی اور اوسپر تنگی کرنا یا اوسکو بابرہ دینا جائز نہین ہی اور اس مقام پر ایک روایت مین اجارہ دینے کا جواز بھی منقول ہی لیکن یہ روایت متروک ہی

امر سوم مال مفلس کی قسمت کے بیان مین

پس اوسکی ہر متاع کا بازار مین حاضر کرنا مستحب ہے تاکہ اوسکے خریدنے مین رغبت زاید ہو اور اسی طرح قرضخواہون کا حاضر ہونا

کتاب المفلس

بھی مستحب ہے اسلیے کہ اسمین قیمت کے زیادہ ہونے کی امید ہی اور سیطرح اول اوس مال کا فروخت کرنا مستحب ہے
جسکے تلف ہونیکا خوف ہو اور بعد ازین مال رہن کا فروخت کرنا مستحب ہے اسلیے کہ اوسکے پانیکا تنہا
مرتہن کو استحقاق ہی بشرطیکہ اوسکے دین سے زاید نہو و الا زیادتی مال مفلس مین داخل کیجاویگی اور
مستحب ہے کہ منادی (وہ شخص جو متاع کو خریدارون کے پاس لیجاوے اور ندا کرے کہ اس متاع کی
اسقدر قیمت اوٹھتی ہی جو زیادہ قیمت لگائیگا اوسی کے ہاتھ فروخت کرونگا) وہ شخص مقرر کیاجاوے
جسپر قرضخواہ اور مفلس دونون راضی ہون تاکہ محل تہمت نہ رہے پس اگر مفلس اور قرضخواہ منادی کے مقرر
کرنیمین نزاع کرین تو حاکم شرع اپنی طرف سے منادی کو مقرر کریگا اور جبکہ کوئی شخص بلا اجرت فروخت کرنے
پر دستیاب نہو اور بیت المال سے بھی اجرت کا دینا ممکن نہو تو اوسکا مال مفلس سے اخذ کرنا واجب
ہوگا اسلیے کہ مال کا فروخت کرنا اوسپر واجب ہے اور مال مفلس کا بدون قیمت لیے مشتری کے
حوالہ کرنا جائز نہوگا اور صورت نزاع مین دونون کا ایکساتھ قبضہ کرنا واجب ہوگا اور اگر
کوئی مصلحت تاخیر قسمت کو مقتضی ہو تو بعض علمائنے فرمایا ہی کہ مال مفلس احتیاطاً کسی مالدار کو قرض دیا
جاویگا اور اگر ایسا شخص دستیاب نہو تو کسی امین کے پاس امانت رکھوا دیا جاویگا اسلیے کہ یہ
مقام ضرورت ہی اور مفلس اوس مکان کے فروخت کرنے پر مجبور نہ کیا جاویگا جسمین وہ رہتا ہے
ہان جو مکان اوسکی حاجت سے زاید ہوگا وہ فروخت کیا جاویگا اور یہی حکم اوس کنیز کا بھی ہے
جو اوسکی خدمت کرتی ہی اور اگر حاکم یا اوسکا امین مال مفلس کو فروخت کرے بعدہ کوئی خریدار زاید
قیمت دینے پر راضی ہو جاوے تو عقد بیع فسخ نکیا جاویگا اور اگر مشتری سے فسخ عقد کی خواہش
کیجاوے تو اوسپر قبول کرنا واجب نہوگا اگرچہ مستحب ہے اور مفلس اور اوسکے عیال کا نفقہ اور لباس جاری
رکھا جاویگا اور اسمین اوسکے مثال کی عادت کا اعتبار کیا جاویگا اور یہ نفقہ اوسوقت تک
دیا جاویگا جبتک کہ اوسکے مال کی قسمت کیجاوے اور روز قسمت کا نفقہ بھی دیا جاویگا اور اگر مفلس

كتاب المفلس

مر جاوے تو اوسکا کفن قرضخواہون کے حقوق پر مقدم ہوگا لکن کفن مین قدر وجب پر اقتصار
کیا جاویگا اور اس مقام پر تین مسئلہ ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ حاکم شرع مال مفلس کو اوسکے قرضخواہون پر تقسیم
کردے اور پھر کوئی قرضخواہ ظاہر ہو تو پہلی قسمت توڑکر یہ شخص بھی قرضخواہون مین شریک کیا جاویگا
دوسرا مسئلہ جبکہ مفلس پر کچھ دیون حال جنکے ادا کرنیکی کوئی مدت متقرر نہو) ہون اور کچھ موجل
(جنکے ادا کرنیکی مدت مقرر ہو) تو اوسکا مال فقط دیون حالہ پر تقسیم کیا جاویگا **تیسرا مسئلہ**
جبکہ مفلس کا غلام کسی پر جنایت کرے تو مجنی علیہ مقدم رکھا جاویگا اور اگر آقا اوسکے چھڑانے کا
ارادہ کریگا تو قرضخواہون کو اوسکے منع کرنیکا اختیار ہوگا اور اس مقام سے مفلس کے
حبس کرنیکا بیان بھی ملحق کیا جاتا ہی پس کسی معسر (تنگدست) کا باوجود اوسکی عسرت اور تنگدستی ظاہر
ہونیکے حبس کرنا جائز نہین ہی اور عسرت قرضخواہون کے اقرار یا دو عادلون کی شہادت سے
ثابت ہوتی ہی پس اگر مدیون و قرضخواہ مین باہم نزاع ہو اور مفلس کے پاس کچھ مال ظاہر ہو تو حاکم
شرع اوسکو مال مذکورہ کے حوالہ غرما (قرضخواہان) کرنے پر مامور کریگا پس اگر مفلس انکار کریگا تو حاکم شرع
کو اختیار رہی خواہ اوسکو اوسوقت تک حبس کرے جبتک کہ وہ اوس مال کو قرضخواہون کے حوالہ نکرے
یا اوسکے مال کو فروخت کرکے اوسکے قرضخواہون مین حصہ رسد تقسیم کر دیوے اور اگر اوسکے
پاس کوئی مال ظاہر نہو اور اپنی عسرت کا مدعی ہو پس اگر بینہ موجود ہو تو اوسکے موافق حکم کیا
جاویگا اور اگر بینہ موجود نہو اور اوسکے پاس قبل ازین کوئی مال تھا جسکے تلف ہونے کا
اوسوقت دعوی کرتا ہی یا اصل دعوی مال ہو باین معنی کہ جس قرضخواہ نے کہ اسپر اپنا دین ثابت
کیا ہی اوسنے اوسکے مقابل مین کچھ مال دیا ہو (مثلاً کوئی متاع اوسکے ہاتھ فروخت کی ہو جسکی
قیمت کا مطالبہ کرتا ہی یا کچھ مال قرض دیا ہو جسکا عوض لینا چاہتا ہے اور مدیون اوسکے
تلف ہونیکا مدعی ہوا تو اس صورت مین اوسوقت تک محبوس کیا جاویگا جبتک کہ اوسکی

عسرت ثابت نہو اور جبکہ بینہ اوسکے مال کے تلف ہونے کی شہادت دیگا تو موافق اوسکے حکم کیا جاویگا اور مفلس کو قسم کھانے کی تکلیف نہ دیجاویگی اگرچہ بینہ اوسکے باطن امر پر مطلع نہو لکن اگر بینہ اوسکی عسرت کی شہادت دیگی تو یہ شہادت مقبول نہوگی تا وقتیکہ بینہ اوسکے پوشیدہ حالات پر کثرت معاشرت اور طول صحبت وغیرہ کے ذریعہ سے مطلع نہو اور قرضخواہون کو اوس سے قسم لینے کا بھی اختیار رہے تاکہ احتمال خفی زائل اور اطمینان کامل حاصل ہوجاوے اور اگر مفلس کے پاس قبل دعوی عسرت کوئی مال نہ تھا یا اصل دعوی مال نہ تھا تو اوسکا دعوی مقبول ہوگا اور اوسکو بینہ قائم کرنے کی تکلیف نہ دیجائیگی اور قرضخواہون کو اوس سے قسم لینے کا اختیار ہوگا اور جبکہ مال مفلس اوسکے قرضخواہون مین تقسیم کردیا جاوے تو اوسکا قید سے رہا کرنا واجب ہوگا اور آیا محض مال ادا کرنے کے بعد اوس سے حکم حجر برطرف ہوجاویگا یا حکم حاکم شرع کی احتیاج ہوگی اسمین تردد ہے لکن اولی یہ ہے کہ محض ادا کرنے کے بعد حکم حجر برطرف ہوجاویگا اسلیے کہ اوسکا سبب زائل ہوگیا۔

کتاب الحجر

حجر کے معنی لغۃً منع کرنے کے ہین اور شرعاً محجور وہ شخص ہے جسکو اپنے مال مین تصرف کرنے کی ممانعت ہو اور اس باب مین دو فصلین ہین

پہلی فصل

موجبات حجر (وہ امور جنکی وجہ سے مال مین تصرف کرنے کی ممانعت ہوتی ہے) کے بیان مین اور وہ چھ ہین صغر و جنون و رقیت (مملوک ہونا) و مرض فلس (مفلس ہونا) و سفاہت پس سفیہ اوسوقت تک تصرف کرنے سے ممنوع رہتا ہے جبتک کہ اوسکو بلوغ اور رشد حاصل ہوا اور بلوغ کی شناخت زہار (وہ مقام جو عضو تناسل یا فرج کے گرد ہے) پر سخت بال نکلنے سے ہوتی ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر اور اسی طرح بلوغ اوس منی کے خارج ہونے سے بھی معلوم ہوتا ہے جس سے تکون ولد ہو سکتا ہو بشرطیکہ مقام متعارف سے خارج ہو خواب مین ہو یا بیداری مین اور ان دونون علامتون مین ذکور و اناث مشترک ہین اور اسی طرح سن سے بھی بلوغ کی معرفت ہوسکتی ہے پس ذکور مین پندرہ سال کامل

کتاب الحجر

کے بعد بلوغ حاصل ہوتا ہی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ جب لڑکا دس برس کا ہو جاوے اور بصیرت
رکھتا ہو یا پانچ بالشت کا ہو جاوے تو اوسکا وصیت کرنا اور اوس سے قصاص لینا اور اوسپر حد
جاری کرنا جائز ہی اور اناث مین نو سال کے بعد بلوغ حاصل ہوتا ہی لیکن حمل یا حیض حق اناث مین
علامت بلوغ نہین ہی بلکہ یہ دونون امر کبھی بلوغ کے سابق ہونے پر دلالت کرتے ہین **تفریع** اگر خنثائے
مشکل (جسکا مرد یا عورت ہونا مشتبہ ہو) کی منی اوسکی دونون علامتون سے خارج ہو تو اوسکے
بلوغ کا حکم کیا جاویگا اور اگر ایک سے خارج ہوگی تو حکم بہ بلوغ نہ کیا جاویگا اور اگر اوسکو علامت
اناث سے خون حیض آوے اور علامت ذکور سے منی خارج ہو تو اوسکے بلوغ کا حکم کیا جاویگا اور
دوسرا وصف رشد ہی اور مراد اوس سے یہ ہی کہ صغیر اپنے مال کی اصلاح پر قادر ہو جاوے اور آیا تحقق رشد
مین عدالت بھی معتبر ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور جبکہ صغیر مین وصف بلوغ اور رشد حاصل نہوگا
تو حجر (ممانعت تصرف) باقی رہیگا اور اسی طرح اگر رشد حاصل نہو اور بلوغ حاصل ہو جاوے تب بھی حجر
باقی رہیگا اگرچہ سن اوسکا زاید ہو جاوے اور رشد کے معلوم ہونے کی صورت یہ ہی کہ اوسکا اون تصرفات
کے ساتھ امتحان کیا جاوے جو اوسکے مناسب حال ہین تاکہ معاملات اور فریب سے محفوظ رہنے مین اوسکی
قوت دانائی معلوم ہو جاوے اور اسی طرح لڑکی کا بھی امتحان کیا جاویگا اور اوسکا رشد یہ ہی کہ
فضول خرچی سے تحفظ کرے اور کاتنے اور بُننے مین اہتمام کرے اگر یہ امور اوسکے مناسب حال
ہون یا علاوہ انکے اور امور مین اہتمام کرے جو اوسکے مناسب حال ہون اور رشد ذکور مردون
کی شہادت سے اور رشد اناث مردون یا عورتون کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے اسلیے کہ
اگر عورتون کے رشد مین بھی مردون ہی کی شہادت پر اقتصار کیا جاوے تو عسر و حرج لازم آویگا
اور سفیہ سے وہ شخص مراد ہی جو اپنے اموال کو اغراض غیر صحیحہ مین (جو تصرفات عقلا کے مناسب نہون)
صرف کرے پس اگر ایسی حالت مین خرید و فروخت کریگا تو نافذ نہوگی اور یہی حکم اوسکے ہبہ یا کسی کے لیے

مال سکے اقرار کرنیکا بھی ہی ہان اوسکی طلاق اور ظہار اور خلع صحیح ہی اور اسی طرح نسب اور ایسی چیز کا اقرار کرنا بھی صحیح ہی جو موجب قصاص ہو اسلیے کہ جس وجہ سے وہ محجور ہی وہ اوسکے مال کا تحفظ ہی (تلف ہونے سے محفوظ رکھنا) اور عوض خلع کا اوسکے سپرد کرنا بھی جائز نہین ہی اور اگر اوسکو کوئی اجنبی بیع یا ہبہ مین وکیل کرے تو جائز ہوگا اسلیے کہ سفاہت نے اوس سے ہر تصرف کی قابلیت کو مسلوب نہین کیا ہی اور اگر ولی اوسکو نکاح کرنے کی اجازت دے تو جائز ہوگا اور اگر کسی مال کو فروخت کرے پھر ولی اوسکی اجازت دیدے تو صحت عقد بیوجہ نہین ہی اسلیے کہ اس صورت مین فریب کھانے سے امن حاصل ہی اور مملوک بھی بدون اجازت آقا تصرف کرنے سے ممنوع ہی اور **مریض** کی وصیت ثلث مال سے زاید مین بدون اجازت ورثہ اجماعاً صحیح نہین ہی اور آیا مریض کے وہ تصرفات منجزہ (جو تصرفات بعد موت پر معلق نہون) جواز قبیل تبرعات (جو تصرفات بدون عوض ہون جیسے ہبہ اور عتق وغیرہ) ہون اور ثلث مال سے زاید ہون صحیح ہی یا نہین اسمین ہمارے علمائے اختلاف کیا ہی لکن عدم صحت خالی از وجہ نہین

فصل دوسری کل احکام حجر کے بیان مین اوسمین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ حجر مفلس بدون حکم حاکم شرع ثابت نہوگا اور آیا سفیہ مین محض ظہور سفاہت سے حجر ثابت ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن عدم ثبوت بیوجہ نہین ہی پس اوسکا ثبوت اذن حاکم شرع پر موقوف رہیگا اور اسیطرح زوال حجر بھی حکم حاکم شرع ہی پر موقوف رہے گا۔

دوسرا مسئلہ جبکہ سفیہ کو تصرف کی ممانعت ہو جاوے اور کوئی شخص اوسکے ہاتھ کوئی مال فروخت کرے تو بیع باطل ہوگی پس اگر مال مبیع موجود ہوگا تو بائع اوسکو واپس لیگا اور اگر تلف ہو جاوے اور سفیہ نے اوسپر بائع کی اجازت سے قبضہ کیا تھا تو سفیہ پر اوسکا عوض ثابت نہوگا اگرچہ بعد اسکے حکم حجر برطرف بھی ہو جاوے اور اگر سفیہ کے پاس کوئی مال امانت رکھا جاوے اور وہ اوسکو تلف کر دیوے پس آیا اوسکا ضامن ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی لکن عدم ضمانت خالی از وجہ نہین ہی

تیسرا مسئلہ اگر سفیہ حکم حجر برطرف ہونے کے بعد پھر فضول خرچ ہو جاوے تو حکم حجر پھر عود کریگا اور

اور اگر یہ صفت زائل ہو جائیگی تو حکم حجر بھی برطرف ہو جاویگا اور اگر پھر فضول خرچی کرنے لگے گا تو
حکم حجر پھر عود کریگا اور علی ہذا القیاس ہمیشہ حالت رشد مین حکم حجر برطرف ہوا کریگا اور حالت سفاہت
مین عود کیا کریگا **چوتھا مسئلہ** طفل و مجنون کے مال مین باپ اور دادا کو ولایت حاصل ہوگی اگر
یہ دونون موجود نہون گے تو ولایت وصی کو حاصل ہوگی پس اگر وصی بھی نہو تو اونکی ولایت حاکم
شرع سے متعلق ہوگی لکن سفیہ و مفلس کے مال کی ولایت سوائے حاکم شرع کے اور کسی سے متعلق نہوگی۔
پانچوان مسئلہ جبکہ سفیہ حج واجب کا احرام باندھے تو جسقدر مصارف کی ادائے فرض مین احتیاج
ہے اوس سے منع نہ کیا جاویگا اور اگر سنتی حج کا احرام باندھے اور راہ سکے نفقہ کی مقدار سفر اور حضر
مین مساوی ہو یا قدر زاید کی تحصیل خود کر سکتا ہو تب بھی منع نہ کیا جاویگا والا اوسکے ولی کو اوسکی
احرام کا کھولدینا لازم ہوگا **چھٹا مسئلہ** اگر سفیہ قسم کھائیگا تو منعقد ہو جاویگی پس اگر خلاف
قسم کریگا تو روزہ کے ساتھ کفارہ دینا متعین ہوگا اسلیئے کہ باقی کفارہ مین تصرف مالی لازم
آویگا جس سے وہ ممنوع ہے اور ہمین تردد ہے **ساتوان مسئلہ** اگر سفیہ کا قصاص کسی پر واجب
ہو تو اوسکو عفو کرنا جائز ہوگا اور اگر اسکی کسی پر دیت واجب ہوگی تو اسکا عفو کرنا جائز نہوگا
اسواسطے کہ یہ تصرف مالی ہے **آٹھوان مسئلہ** صبی کا قبل بلوغ امتحان کیا جاویگا اور آیا اوسکا
خرید و فروخت کرنا صحیح ہے یا نہین اشبہ عدم صحت ہے۔

کتاب الضمان

ضمان وہ عقد
ہے جو مال یا نفس کے ذمہ کر لینے کے لیئے مشروع اور جائز کیا گیا ہے اور مال کے ذمہ پر لینے کی دو
صورتین ہین ایک یہ کہ وہ شخص ضامن مال ہو جسکے ذمہ مضمون عنہ (وہ مدیون جسکی طرف سے
ضمانت کیجاوے) کا مال ہو دوسری یہ کہ وہ شخص ضامن ہو جسکے ذمہ مضمون عنہ کا مال نہو پہلی پر
تین قسمین مذکور ہوتی ہین **پہلی قسم** اوس شخص کے ضامن مال ہونے کے بیان مین جسکے ذمہ مضمون عنہ
کا مال نہو اور صورت اطلاق مین ضمان سے یہی قسم مراد ہوتی ہے اور اس قسم مین تین بحثین ہین

الفصل الاول فی ضمان المال ممن لیس علیہ للمضمون عنہ مال فهو المسمی بالضمان بقول مطلق وفیہ بحوث ثلثة

كتاب الضمان

پہلی بحث ضامن کے بیان مین ضامن کا مکلف (بالغ عاقل) اور جائز التصرف (غیر محجور علیہ) ہونا لازم ہی پس صبی اور مجنون کی ضمانت صحیح نہوگی اور مملوک کی ضمانت بدون اجازت آقا صحیح نہین ہے اور جس مال کا ضامن ہوگا وہ اوسکے ذمہ پر ثابت ہوگا اور اوسکے کسب سے متعلق نہوگا لکن اگر باجازت آقا اپنے کسب سے ادا کرنے کی شرط کر لیگا تو کسب ہی سے متعلق ہوگا اور اسیطرح اگر ضامن اپنی ضمانت کو مال معین سے ادا کرنے کی شرط کرلے تب بھی شرط صحیح ہوگی و رحق مضمون لہ اسی مال سے متعلق ہوگا اور ضامن کو مضمون لہ (وہ صاحب حق جسکے لیے ضمانت کیجاوے) اور مضمون عنہ کا جاننا صحت ضمانت مین شرط نہین ہی اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ ان دونون کا جاننا شرط ہے اور قول اول اشبہ ہی لکن مضمون عنہ کا ضامن کے نزدیک اسطرح ممتاز ہونا ضرور ہی کہ جسکی وجہ سے اوسکی طرف سے ضمانت کا قصد کرنا صحیح ہو (مجہول مطلق نہو) ہان مضمون لہ کا راضی ہونا شرط ہی اور مضمون عنہ کے رضی ہونیکا اعتبار نہین ہی اسیلیے کہ ضمانت بمنزلہ ادائے دین ہی جو رضائے مدیون پر موقوف نہین ہی اور اگر مضمون عنہ بعد ضمانت کے انکار کرے تو علی الاصح باطل نہوگی اور جبکہ ضمانت متحقق ہوجاوے تو مال مضمون (دین) ضامن کے ذمہ منتقل ہوگا اور مضمون عنہ حق مضمون لہ سے بری الذمہ ہوجاویگا پس اگر مضمون لہ اپنے دین سے مضمون عنہ کو بری الذمہ کرے تو ہمارے نزدیک بنا بر قول مشہور کے ضامن بری الذمہ نہوگا اسیلیے کہ مضمون عنہ خود ہی بری الذمہ تھا کیونکہ دین ضامن کی طرف منتقل ہوچکا تھا اور ضامن کا مالدار ہونا یا مضمون لہ کو اوسکی عسرت کا معلوم ہونا لزوم ضمانت مین شرط ہی پس اگر کوئی شخص ضامن ہو پھر اوسکا تنگدست ہونا ظاہر ہو تو مضمون لہ کو فسخ ضمانت کا اختیار حاصل ہوگا اور بعد فسخ اوسکو اپنے دین کا مضمون عنہ سے مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور ضمان مؤجل (جسکے ادا کرنیمین مدت معین ہو) اجماعاً جائز ہے اور ضمان حال مین تردد ہی اظہر جائز ہے اور اگر مال مضمون حال ہو اور ضامن اوسکی ضمان مؤجل کرے

كتاب الضمان

وہ صحیح ہوگی اور مضمون عنہ سے مطالبہ ساقط ہوگا اور ضامن کو بھی قبل انقضاء مدت مضمون عنہ سے مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر ضامن مرجاوے تو ضمان موجل حال ہوجاویگی یعنے مدت ساقط ہوجائیگی اور اوسکے ترکہ سے لیا جاویگا اسلیے کہ میت کے جملہ دیون موجلہ حال ہوجاتے ہین اور اگر دین موجل ہو اور ضامن اوسکی مدت معینہ سے زائد پر ضمانت کرے تو بھی جائز ہوگی و ضامن اپنے اوسقدر مال کا مطالبہ مضمون عنہ سے کریگا جو اوسنے ادا کیا ہی بشرطیکہ اوسکی اجازت سے ضمانت کی ہو اگرچہ اوس مال کو بدون اوسکی اجازت کے ادا کیا ہو اور جبکہ بدون اوسکی اجازت کے ضمانت کی ہو تو مطالبہ صحیح نہوگا اگرچہ اوسکی اجازت سے ادا کیا ہو اور ضامن کے لکھدینے سے بھی ضمانت منعقد ہوسکتی ہی بشرطیکہ کوئی قرینہ قصد ضمانت پر دلالت کرتا ہو اور فقط لکھدینے سے منعقد نہوگی دوسری بحث حق مضمون (جس مال کی ضمانت کیجائے) کے بیان مین جس مال کہ ذمہ پر ثابت ہو اوسی کی ضمانت صحیح ہی خواہ مستقر ہوچکا ہو جیسے بیع بعد قبضہ مبیع اور انقضائے مدت خیار یا مستقر نہوا ہو بلکہ معرض بطلان مین ہو جسطرح کہ مدت خیار مین قیمت پر قبضہ پانے کے بعد قیمت کی ضمانت کرنا اور اگر قیمت پر قبضہ ہونے سے قبل اوسکی ضمانت کرلیگا تو بائع کی طرف سے قیمت کی ضمانت صحیح نہوگی اور یہی حکم اوس چیز کی ضمانت کا بھی ہوگا جو لازم نہو لیکن لزوم کی طرف راجع ہو جیسے مال جعالہ اوس فعل کے بجالانے سے قبل جسکا عوض یہ مال مقرر کیا گیا ہی اور (مثلاً غلام گریختہ نے واپس کرنے سے پہلے) جیسے مال سبق و رمایہ قبل تکمیل عمل اور اسمین تردد ہی اور آیا مال ضمانت کی کتابت بھی صحیح ہے یا نہین بعض علمائے فرمایا ہی کہ صحیح نہین ہے اسلیے کہ یہ مال نہ لازم ہی نہ لزوم کی طرف رجوع کرنے والا ہے لیکن یہان قول بصحت خوب ہے اسلیے کہ یہ مال ذمہ عبد پر متحقق ہی جسطرح کہ سوا مال کتابت کے اور مال کی ضمانت اوسکی طرف سے صحیح ہی اور کسیکی زوجہ کے نفقہ گذشتہ و حاضر کی ضمانت کرنا بھی صحیح ہی کیونکہ وہ ذمہ شوہر پر مستقر ہوچکا ہے

لیکن اوسکے نفقۂ آیندہ کی ضمانت صحیح نہین ہے اور ایا اوس عین مال کی ضمانت صحیح ہے یا نہین جو کسی شخص کے پاس بذریعہ غصب یا بذریعہ بیع فاسد مضمون ہے اسمین تردد ہے اور جواز ضمانت اشبہ ہے اور اگر اوس مال کا ضامن ہو جو کسی کے پاس از قبیل امانت ہو جیسے مال مضاربت اور ودیعت تو ضمانت صحیح نہوگی اسلیے کہ یہ مال دراصل مضمون نہین ہے اور اگر ایک ضامن کی طرف سے دوسرا ضامن ہو اور اوسکی طرف سے کوئی تیسرا شخص ضامن ہو اور علی ہذا القیاس کئی شخص یکے بعد دیگرے ضامن ہون تو جائز ہوگی اور صحت ضمانت مین مقدار کا معلوم ہونا شرط نہین ہے پس فی الذمہ کی ضمانت علی الاشبہ صحیح ہوگی اور اس صورت مین ضامن کے ذمہ اوسقدر مال ثابت ہوگا جسقدر کہ قول بینہ (شہادت عدلین) سے وقت ضمانت مضمون عنہ کے ذمہ ثابت ہو اور اوس مقدار کا ضامن نہوگا جو تمسک مین موجود ہو یا مضمون عنہ اوسکا اقرار کرتا ہو یا جسپر کہ مضمون لہ رد قسم کی صورت مین حلف کر لے لیکن اگر اوس مال کی ضمانت کرے کہ جو شہادت سے ثابت ہو تو صحیح نہوگی اسلیے کہ اوس مال کا وقت ضمانت ذمۂ مضمون عنہ پر ہونا معلوم نہین ہو سکتا **تیسری بحث لواحق کے بیان مین** اور وہ چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ عہدۂ قیمت کا ضامن ہو تو ضامن کو اوسکا اوسوقت ادا کرنا لازم ہوگا جب اصل بیع کا باطل ہونا ثابت ہو لیکن اگر اقالہ یا مبیع کے قبل قبضہ تلف ہو جانے سے فسخ عقد حادث ہو تو اوسکا تاوان ضامن پر لازم نہوگا اور مشتری کو بائع سے مطالبۂ قیمت کا اختیار رہوگا اور اسیطرح اگر مشتری عقد کو کسی عیب سابق کیوجہ سے فسخ کرے تب بھی قیمت ضامن کے ذمہ لازم نہوگی لیکن اگر ارش کا مطالبہ کریگا تو ضامن سے اوسکو لے سکتا ہے کیونکہ اوسکا استحقاق عند العقد ثابت ہے اور اسمین تردد ہے **دوسرا مسئلہ** جبکہ جملہ مبیع کا ملک غیر ہونا ظاہر ہو تو مشتری کو ضامن سے قیمت کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا لیکن اگر بعض مبیع کا ملک غیر ہونا ثابت ہوگا تو مشتری کو ضامن سے اوسقدر قیمت کا مطالبہ صحیح ہوگا

جو ملک غیر کے مقابل ہی اور باقی کے لینے یا واپس کرنے کا اختیار ہوگا پس اگر فسخ کو اختیار کریگا تو
اوسکی قیمت کا مطالبہ بائع سے کریگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص مشتری کے لیے اوس تاوان
کی ضمانت کرے جو زمین مین سے مالک کی بنا یا درخت مشتری کو اوکھاڑ ڈالنے سے حادث ہو تو
صحیح ہوگی اسلیے کہ یہ اوس مال کی ضمانت ہوگی جسکا استحقاق مشتری کو بائع سے وقت ضمانت
نہ تھا اور بعض علمانے فرمایا ہی کہ یہی حکم اوس صورت مین بھی ہوگا جبکہ خود بائع اس تاوان کی
ضمانت کرے لیکن اس صورت مین صحت ضمانت بیوجہ نہین ہی اسلیے کہ یہ بائع پر بنفس عقد لازم ہی
چوتھا مسئلہ جبکہ ایک شخص کا دو آدمیون پر مال آتا ہو اور راہنین سے ہر ایک دوسرے
کی طرف سے قرضخواہ کے لیے ضمانت کرے تو ضمانت صحیح ہوگی اور ہر ایک کا مال دوسرے کے ذمہ
منتقل ہوجاویگا پس اگر ان دونون مین سے ایک شخص اوس مال کو ادا کرے جسکا وہ ضامن ہوا
تھا تو بری الذمہ ہوجاویگا اور دوسرے شخص پر وہ مال باقی رہیگا جسکا وہ ضامن ہوا تھا
اگر قرضخواہ ان دونون مین سے ایک کو بری الذمہ کردے تو اوس مال سے بری ہوجاویگا
جسکی اسنے ضمانت کی تھی اور اسکا شریک اوس مال سے بری ہوگا جسکا اسکی طرف ذمہ کیا تھا
پانچوان مسئلہ جبکہ مضمون لہ ضامن سے بعض مال پر راضی ہوجاوے یا بعض مال سے اوسکو
بری کردے تو ضامن کو مضمون عنہ سے اوسی قدر مال کا مطالبہ صحیح ہوگا جو اوسنے ادا
کیا ہی اور اگر ضامن مال ضمان کے عوض کوئی متاع حوالہ کرے تو ضامن کو مضمون عنہ سے اوسقدر
مال کا مطالبہ صحیح ہوگا جو مال ضمان اور قیمت متاع مین کمتر ہو **چھٹا مسئلہ** اگر کوئی شخص باجازت
مضمون عنہ ایک دینار کا ضامن ہو بعدہ مضمون عنہ ایک دینار ضامن کے حوالہ کرے تو اپنے
دین سے بری الذمہ ہوجاویگا اور اگر دینار دینے کے بعد ضامن سے کہے کہ یہ دینار مضمون لہ
یعنے ضامن کو مضمون عنہ اداے دین مضمون لہ سے پہلے ابرا کرنا جائز ہوگا ۱۲
کو دیدو اور وہ اوسکو دیدے تو ضامن اور مضمون عنہ دونون بری الذمہ ہوجاوینگے اور اگر

كتاب الضمان

مضمون عنہ بدون اجازت ضامن مضمون لہ کے حوالہ کریگا تب بھی دونون بری ہو جاوینگے

ساتوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص باجازت مضمون عنہ ضمانت کرنے کے بعد مال ضمانت ادا کرے اور مضمون قبضہ پانے سے انکار کرے تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا پس اگر مضمون عنہ ضامن کے لیے شہادت دیگا تو مقبول ہوگی بشرطیکہ محل تہمت نہو اسلیے کہ ہمارے نزدیک ضمانت کے بعد مضمون عنہ سے ضامن کی طرف مال دین منتقل ہو جاتا ہے اور اگر مضمون عنہ کی شہادت کسی وجہ (فسق یا خصومت یا جرّ نفع وغیرہ) سے مقبول نہو اور مضمون لہ اپنے قبضہ نہ پانے پر حلف کرے تو اوسکو ضامن سے دوبارہ مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور ضامن کو مضمون عنہ سے اوسقدر مال کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا جو اوسنے بار اوّل ادا کیا تھا اور اگر مضمون عنہ ضامن کے لیے شہادت ندے تو ضامن کو اوس سے اوسقدر مال کا مطالبہ جائز ہوگا جو آخر میں ادا کیا ہے اور اگر قائل ہون کہ ضامن کو اوسقدر مال کا مطالبہ صحیح ہوگا جو اول اور دوسری مرتبہ کے ادا کردہ مال میں کمتر ہو تو خوب ہے **آٹھوان مسئلہ** جبکہ کوئی مریض حالت مرض میں ضمانت کرے اور اوسی میں مر جاوے تو مال ضمانت علی الاصح اوسکے ثلث ترکہ سے لیا جاویگا **نوان مسئلہ** جبکہ دین موجل (جسکے ادا کرنے کی کوئی مدت معین نہو) ہو تو اوسکی ضمان حال صحیح ہے اور اسیطرح اگر مدت دین دو مہینہ ہو اور اوسکی ضمانت ایک مہینہ تک کیجاوے تب بھی صحیح ہوگی اسلیے کہ فرع کو اصل پر ترجیح نہین ہو سکتی اور اسمین تردد ہے **دوسری قسم** حوالہ کے بیان مین دو مطلب ہین **پہلا مطلب** عقد حوالہ اور اوسکے شروط کے بیان مین حوالہ وہ عقد ہے جو مال کے ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ کیطرف منتقل کرنے کے لیے مشروع ہوا ہے جو اوسی قدر مال کے ساتھ مشغول ہو اور اس عقد کی صحت مین محیل (حوالہ کرنیوالا) اور محال علیہ (جس شخص پر حوالہ کیا جاوے) اور محتال (جسکا دین حوالہ کیا جاوے) کا راضی ہونا شرط ہے اور جبکہ حوالہ متحقق ہو جاوے

تو مال دین محال علیہ کی طرف منتقل ہوجاتا ہی اور علی الاظہر محیل بری الذمہ ہوجاتا ہی اگرچہ اوسکو محتال
بری الذمہ نہ کرے اور مال کا اوس شخص پر بھی حوالہ کرنا صحیح ہی جسپر محیل کا دین نہو لکن یہ عقد ضمانت
سے اشبہ ہی اور جبکہ کسی مالدار پر حوالہ کرے تو قبول کرنا واجب نہوگا لکن بعد قبول عقد لازم ہوجاتا
اور رجوع کرنا صحیح نہوگا اگرچہ محال علیہ فقیر بھی ہوجاوے لکن اگر محتال کو اوسکا حال معلوم نہو اور
حوالہ قبول کرے بعدہ محال علیہ کا وقتِ حوالہ فقیر ہونا ظاہر ہو تو محتال کو عقد کے فسخ کرنے
اور محیل پر عود کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور جبکہ کوئی شخص دین کو اپنے ذمہ سے دوسرے
شخص پر حوالہ کرے پھر محال علیہ اوس دین کو اوسی شخص پر حوالہ کرے تو صحیح ہوگا اور اسیطرح
اگر کئی شخص یکے بعد دیگرے محال علیہ ہون تب بھی صحیح ہوگا اور جبکہ محیل حسب درخواست
محال علیہ حوالہ کے بعد دین ادا کرے تو اوسکا مطالبہ محال علیہ سے کریگا اور اگر تبرعًا (بدون
درخواست محال علیہ) ادا کیا ہی تو مطالبہ صحیح نہوگا اور محال علیہ بری الذمہ ہوجاویگا
اور مال کا ثابت فی الذمہ اور معلوم ہونا شرط ہی خواہ مثلی ہو جیسے گندم یا قیمتی ہو جیسے
مملوک اور پارچہ اور دونون باتون کا جنس اور وصف مین مساوی ہونا بھی شرط ہی تاکہ محال علیہ
پر تسلط نہووے اسلیے کہ اوسپر اوسی قدر مال کا دینا واجب ہے جو اوسکے ذمہ ہی اور اسمین تردد
ہی اور اگر کسی پر دین کا حوالہ کیا جاوے اور وہ قبول کرکے ادا کردے بعدہ جسقدر مال اوسنے
ادا کیا ہی اوسکا مطالبہ کرے اور محیل اپنا مال اوسکے ذمہ ہونیکا دعویٰ کرے اور محال علیہ
انکار کرے تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور محیل سے مطالبہ کریگا اور حوالہ مال کتابت
کے ساتھ بھی صحیح ہی بشرطیکہ اوسکا وقت معین منقضی ہوجاوے اور آیا قبل انقضائے وقت معین صحیح
ہی یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہی کہ صحیح نہین ہی اور اگر آقا اپنے غلام مکاتب کے ہاتھ کوئی متاع فروخت
کرے تو غلام کو اوس متاع کی قیمت کے ساتھ حوالہ کرنا جائز ہوگا اور اگر غلام کا کسی اجنبی کے ذمہ

کتاب الضمان

دین ہو تو اوسکو مال کتابت کے ساتھ اپنے مدیون پر آقا کا حوالہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسکے
مدیون پر دین کا مکاتب کے سپرد کرنا واجب ہے **دوسرا مطلب** احکام حوالہ کے بیان مین اوسمین
چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ مدیون اپنے قرضخواہ سے کہے اَحَلْتُكَ عَلَيْهِ (مین نے تیرا
فلان شخص پر حوالہ کیا) بعدہ محال اپنے دین پر قبضہ کرلیوے پھر محیل کہے کہ مین نے اس لفظ سے وکالت
کا قصد کیا تھا اور محتال کہے کہ تو نے میرے دین کا حوالہ کیا تھا پس اس صورت مین محیل کا قول معتبر
ہوگا اسواسطے کہ وہ اپنے قصد کو بہتر جانتا ہے اور اسمین تردد ہے لیکن اگر محتال نے ابھی اپنے دین پر قبضہ
نہ کیا ہو اور دونون مین اختلاف ہو پس محیل کہے کہ مین نے تجھکو وکیل کیا ہے اور محتال کہے کہ تو نے
میرے دین کا حوالہ کیا ہے تو اس صورت مین محیل کا قول قطعاً معتبر ہوگا اور اگر صورت مسئلہ بالعکس ہو
یعنے محتال کہے کہ تو نے مجھکو وکیل کیا ہے اور محیل کہے کہ مین نے تیرا حوالہ کیا ہے تو محتال کا قول معتبر ہوگا
دوسرا مسئلہ جب کسی کا دو شخصون کے ذمہ دین ہو اور اون دونون مین سے ہر ایک یون
دوسرے کا کفیل ہو اور اس قرضخواہ پر بھی کسی تیسرے شخص کا اوسی قدر دین ہو اور یہ شخص اپنے
قرضخواہ کا اپنے دونون مدیونون پر حوالہ کرے تو صحیح ہوگا اگرچہ محتال کو اس صورت مین اپنے
دین کا وصول کرنا آسان ہو جاویگا **تیسرا مسئلہ** جبکہ مشتری بائع کا قیمت کے ساتھ حوالہ کرے
پھر مبیع کو کسی عیب سابق کی وجہ سے واپس کر لے تو حوالہ باطل ہو جاویگا اسلیے کہ وہ بیع کا تابع ہے
اور اسمین تردد ہے پس اگر بائع نے مال پر قبضہ نہ کیا ہو تو مشتری کا مال محال علیہ کے ذمہ باقی رہیگا
اور اگر بائع قبضہ کر چکا ہو تو محال علیہ بری الذمہ ہو جاویگا اور مشتری وہ مال کو بائع سے
واپس لیگا لیکن اگر بائع کسی اجنبی کے ساتھ مشتری پر حوالہ کرے پھر مشتری عیب سابق یا کسی امر
حادث کی وجہ سے بیع کو فسخ کرے تو حوالہ باطل نہوگا اسواسطے کہ وہ غیر متعاقدین سے متعلق
ہوا ہے اور اگر بیع کا اصل سے باطل ہونا ثابت ہو تو حوالہ دونون مقامون پر باطل ہو جاویگا

کتاب الکفالہ

۵ نکلی ہو پس اگر وہ اہم کو ساتھ ابتدا کریگا

تیسری قسم کفالت کے بیان مین کفالہ وہ عقد ہی جسمین کسی نفس کے حاضر کرنے کا ذمہ کیا جاوے
اس عقد کی صحت مین کفیل (کفالت کرنیوالا) اور مکفول لہ (وہ صاحب حق جسکے لیے کفالت کیجاوے)
کا رضی ہونا شرط ہی اور مکفول عنہ (وہ شخص جسپر ثبوت حق کا دعوی کیا جاوے) کی رضا کا اعتبار
نہین ہی اور کفالت علی الاظہر حالۃ (جسمین مکفول کے حاضر کرنے کے لیے مدت معین نہو) اور موجلۃ
(جسمین اوسکے حاضر کرنے کے لیے کوئی مدت معین ہو) دونون طرح صحیح ہی اور جبکہ عقد مین حلول
(بلا مہلت ہونا) یا تاجیل (مدت کا مقرر کرنا) کی قید نہ کیجاوے تو حلول ہی مراد لیا جائیگا اور جبکہ کوئی مدت
شرط کیجائے تو اوسکا معلوم ہونا ضروری ہوگا اور جبکہ کفالت مین کوئی مدت مذکور نہو یا حلول
(عدم مدت) شرط کرلیا جائے تو مکفول لہ کو ہر وقت کفیل سے مکفول کے حاضر کرنے کا مطالبہ صحیح
ہوگا اور اگر کوئی مدت شرط کرلیجائے تو اوس مدت کے گذرنے کے بعد صحیح ہوگا پس اگر کفیل اوسکو
پورے طور پر مکفول لہ کے سپرد کردیگا تو بری الذمہ ہوجائیگا اور اگر انکار کریگا تو مکفول لہ کو
کفیل کے اوسوقت تک قید کرنے کا اختیار ہوگا جبتک کہ وہ مکفول کو حاضر نہ کرے یا اوسکی طرف سے
مکفول لہ کے اوس حق کو ادا نہ کرے جسکا ادا کرنا اوسکے ذمہ لازم ہی اور جبکہ کفیل کہے اگر مین
مکفول کو حاضر نہ کرون تو پانچسو روپیہ دونگا اس صورت مین کفیل پر مکفول کا حاضر کرنا
لازم اور مال کا دینا لازم نہوگا اور جبکہ کہے مین پانچسو روپیہ فلان مدت تک دونگا اگر مکفول
کو حاضر نہ کرون تو اس صورت مین کفیل پر پانچسو روپیہ کا دینا لازم ہوگا اور اگر کوئی شخص کسی
مدعی علیہ کو صاحب حق کے پاس سے زبردستی رہا کرادے تو اس شخص پر مدعی علیہ کا حاضر کرنا یا
اوسکی طرف سے حق کا ادا کرنا لازم ہوگا اور اگر مدعی علیہ قاتل ہو تو اوس شخص پر اوسکا حاضر کرنا یا
اوسکی طرف سے دیت کا ادا کرنا لازم ہوگا اور مکفول کا معین ہونا ضرور ہی پس اگر کفیل کہے کہ مین نے
ان دونون مین سے ایک کی کفالت کی تو صحیح نہوگی اور اسیطرح اگر کہے کفلت بزید او عمرو

کتاب الضمان

(مین نے زید یا عمرو کی کفالت کی) تب بھی صحیح ہوگی اور اسیطرح اگر کہے کہ مین زید کا کفیل ہون پس اگر اوسکو
مین نے حاضر نہ کیا تو عمرو کا کفیل ہون تب بھی صحیح ہوگی اور اس باب سے چند مسئلے ملحق ہین **پہلا مسئلہ**
جبکہ مدعی علیہ قبل انقضاء مدت معینہ حاضر کردیا جائے تو مکفول لہ کو اوسکا اخذ کرنا واجب ہوگا بشرطیکہ
اوسکا کوئی ضرر متصور نہوا اور اگر اسکے قائل ہون کہ اوسکو مکفول کا قبل مدت معینہ اخذ کرنا لازم نہین
ہی خواہ اوسکا ضرر متصور ہو یا نہو تو اشبہ اور اصول کے موافق ہوگا۔ اور اگر کفیل ایسے وقت مکفول کو سپرد کر
دے کہ مکفول لہ کسی ظالم کی وجہ سے اوسکو اخذ نہ کرسکتا ہو تو اس صورت مین کفیل بری الذمہ
نہوگا اور اگر مکفول کسی حاکم عادل کے پاس محبوس ہو تو مکفول کو اوسکا ماخوذ کرنا واجب ہوگا کیونکہ
وہ اس صورت مین مکفول سے اپنے حق کا استیفاء کرسکتا ہی بخلاف اوس وقت کے کہ مکفول کسی ظالم کے
پاس محبوس ہو کہ اس صورت مین غالبا اپنے حق کا استیفاء نہین کرسکتا **دوسرا مسئلہ** جبکہ مکفول
غائب ہوا ور کفالت مین کوئی مدت معین نہو تو کفیل کو اوسقدر مہلت دیجائیگی جسمین اوسکا جا
اور مکفول عنہ کا لے آنا ممکن ہوا اور اسیطرح اگر کفالت مین کوئی مدت معین ہوا ور حلول مدت کے
وقت مکفول عنہ غائب ہو تب بھی اوسی قدر مہلت دیجائیگی **تیسرا مسئلہ** جبکہ مکفول کے حاضر
کرنے کے لیے کوئی مقام معین نہ کیا جائے تو بلد عقد مین حاضر کرنا لازم ہوگا اور اگر کوئی مقام معین کرد
جائیگا تو اوس مقام پر حاضر کرنا لازم ہوگا پس اگر کسی دوسرے مقام پر حاضر کریگا تو بری الذمہ
نہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ جب مکفول لہ کو مکفول کے منتقل کرنے مین کچھ مشقت اور اوسکے
ماخوذ کرنے مین کوئی ضرر نہو تو اوسکا اخذ کرنا لازم ہوگا اور یہی درست ہی **چوتھا مسئلہ** جبکہ کفیل
اور مکفول لہ وقوع کفالت پر متفق ہون اور کفیل کہے کہ تیرا مکفول پر کوئی حق نہین ہی تو اس صورت
مکفول لہ کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ وقوع کفالت ثبوت حق کو مقتضی ہی **پانچوان مسئلہ**
جبکہ دو شخص ایک شخص کی طرف سے کفیل ہون اور ان دونون مین سے ایک شخص مکفول کو مکفول لہ کے

سپرد کرے تو دوسرا کفیل بری الذمہ نہوگا اور اگر اس صورت مین دونون کی برائت کے قائل ہون تو خوب ہی اور اگر ایک شخص دو شخصون کے لیے ایک ہی شخص کا کفیل ہو پھر مکفول کو ان دونون مین سے ایک کے سپرد کرے تو دوسرے کے حق سے بری الذمہ نہوگا **چھٹا مسئلہ** جبکہ مکفول مرجاوے تو کفیل بری الذمہ ہوجاویگا اور اسیطرح اگر مکفول از خود مکفول لہ کے پاس چلا آئے اور اپنے نفس کو اوسکے سپرد کردے تب بھی کفیل بری الذمہ ہوجائیگا **فرع** اگر کفیل کہے تو نے مکفول کو بری کردیا ہی اور مکفول لہ اسکا انکار کرے تو مکفول لہ کا قول مع قسم مقبول ہوگا پس اگر مکفول لہ قسم کو کفیل کی طرف رد کرے اور وہ قسم کھالے تو کفالت سے بری ہوجائیگا لکن مکفول کو مال سے براءت نہوگی **ساتوان مسئلہ** اگر کسی کفیل کی دوسرا شخص کفالت کرے اور اوسکی تیسرا شخص کفالت کرے اور علی ہذا القیاس یکے بعد دیگرے کئی کفیل ہوجائین تو جائز ہوگی **آٹھوان مسئلہ** غلام مکاتب کی کفالت صحیح ہی اور اسمین تردد ہے **نوان مسئلہ** اگر کسی شخص کے سر یا بدن یا مُنھ کی کفالت کرے تو صحیح ہوگی کیونکہ ان الفاظ سے عرفاً کبھی مجموع شخص کی تعبیر کیجاتی ہی اور اگر کسی شخص کے ہاتھ یا پاؤن کی کفالت کرے اور اسی پر اقتصار کرے تو صحیح نہوگی اسلیے کہ جن اشیاء کی کفالت کی ہی اونکا تنہا حاضر کرنا ممکن نہین ہی اور فقط ان اشیاء کی کفالت سے مجموع شخص کی کفالت ثابت نہین ہوتی

کتاب الصلح

صلح وہ عقد ہی جو قطع نزاع کے لیے مشروع اور جائز کیا گیا ہی اور صلح عقد مستقل ہی اور کسی دوسرے معاملہ (بیع و اجارہ و عاریت وغیرہ) کی فرع نہین ہی اگرچہ اونکا فائدہ کبھی اس سے حاصل ہوجاتا ہی اور صلح اقرار و انکار دونون صورتون مین صحیح ہی البتہ جس صلح سے کسی فعل حرام کا حلال (جیسے صلح سے کسی آزاد کا بندہ بنانا یا فرج کا محض صلح سے مباح کرنا یا شراب پینے پر صلح کرنا) یا حلال کا حرام ہونا (جیسے ترک وطی زوجہ یا اپنے مال سے ترک انتفاع پر صلح کرنا) لازم آئے وہ صحیح نہین ہی اور اسیطرح صحت صلح مین متعاقدین کا اوس حق کو جاننا بھی شرط نہین ہی جسمین کہ نزاع

واقع ہو پس عقد صلح مطلقاً صحیح ہے خواہ طرفین اوس حق کو جانتے ہون جسمین منازعت ہوئی ہے یا جانتے
ہون دین ہو یا عین اور جبکہ یہ عقد با شرائط واقع ہو تو طرفین سے لازم ہوگا ہان اگر متعاقد
اوسکے فسخ کرنے پر راضی ہوجائین تو فسخ ہوسکتا ہے اور اگر دو شریک باہم اسطرح صلح کرین کہ نفع
اور نقصان ایک شریک کے ذمہ رہے اور دوسرا فقط اپنے راس المال کا مستحق رہے تو صحیح
ہوگی اور اگر دونون کے پاس دو درہم ہون اور انمین سے ایک شریک دونون درہمون کا
اور دوسرا شریک فقط ایک درہم کا مدعی ہو تو جو شریک دونون کا مدعی ہے اوسکو ڈیڑھ اور جو
ایک کا مدعی ہے اوسکو آدھا درہم دیا جائیگا اور اسیطرح اگر کسی کے پاس ایک شخص دو درہم اور دوسرا
شخص ایک درہم امانت رکھوائے اور وہ تینون درہم مخلوط ہوجائین پھر اونمین سے ایک درہم تلف
ہوجائے تب بھی یہی حکم ہوگا - اور جبکہ ایک شخص کا وہ کپڑا جسکی قیمت بیس روپیہ ہو دوسرے
شخص کے اوس کپڑے کے ساتھ جسکی قیمت تیس روپیہ ہو مشتبہ ہوجائے پس اگر اون دونون
مین سے ایک شخص دوسرے کو اون دونون کپڑون مین سے ایک کے لے لینے کا اختیار دے تو فبہا اور
اگر باہم نزاع کرین تو وہ دونون کپڑے فروخت کیے جاوینگے اور اونکی قیمت کے پانچ حصے
کیے جائینگے منجملہ اونکے دو حصے اوس شخص کو جسکے کپڑے کی بیس روپیہ قیمت تھی اور تین حصے
دوسرے شخص کو دیے جائینگے اور جبکہ دو عوضون مین سے ایک کا ملک غیر ہونا ثابت ہو
تو صلح باطل ہوگی - اور عین مال پر عین مال (جیسے کپڑے پر بکری کے ساتھ) اور منفعت (جیسے
گھوڑے پر خدمت غلام کے ساتھ) کے ساتھ صلح کرنا صحیح ہے اور اسیطرح منفعت پر عین مال
(جیسے گھر کے رہنے پر بکری کے ساتھ) اور منفعت (جیسے گھر کے رہنے پر خدمت غلام کے ساتھ)
کے ساتھ بھی صحیح ہے اور اگر درہمون پر درہمون کے ساتھ کسی سے مصالحت کرے تب بھی صحیح
ہوگی اور فرع بیع نہوگی اور ہمین علی الاشبہ اون شرائط کا اعتبار بھی نہوگا جو صرف طلا و نقرہ کا

کتاب الصلح

طلا و نقرہ کے ساتھ بیع کرنا) مین معتبر ہین اور اگر کوئی شخص کسی شخص کا وہ کپڑا تلف کردے جسکی قیمت ایک درہم ہو پھر اوس سے دو درہمون پر مصالحت کرے تو بھی علی الاشبہ صحیح ہوگی اسلیے کہ یہ صلح کپڑے پر ہوئی ہے نہ درہم پر اور اگر کوئی شخص کسی مکان کا مدعی ہو اور وہ شخص جسکے قبضہ مین وہ مکان ہے انکار کرنے کے بعد مدعی سے اسقاط دعوی کے عوض اوسمین ایک سال سکونت کرنے پر مصالحت کرے تو صحیح ہوگی اور ان دونون مین سے کسی کو عدول کرنا صحیح نہوگا (اسلیے کہ صلح عقد مستقل اور لازم ہے) اور یہی حکم اوس صورت مین بھی جاری ہوگا جبکہ مدعی کے لیے مکان کا اقرار کرے اور پھر مقر لہ (جسکے لیے قابض نے اقرار کیا ہے یعنی مدعی) مقر (جسنے اقرار کیا ہے یعنی قابض) کے اوس مکان مین ایک سال سکونت کرنے پر مصالحت کرے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اوسکو عدول کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اسلیے کہ صلح اس صورت مین عاریت کی فرع ہے اور قول اول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہے اور جبکہ دو شخص اوس مکان کا جو کسی تیسرے شخص کے قبضہ مین ہو کسی ایسے سبب کی وجہ سے دعوی کرین جو ان دونون کی شرکت کو مقتضی ہو (جیسے میراث) اور مدعی علیہ ان دونون مین سے فقط ایک شخص کے لیے نصف مکان کی تصدیق کرے اور پھر مقر لہ (جسکے لیے اقرار کیا ہے) سے اوس نصف مکان پر کسی عوض کے ساتھ مصالحت کرے پس اگر مقر لہ نے دوسرے مدعی سے اجازت لیکر مصالحت کی ہے تو پورے نصف مین صحیح ہوگی اور عوض ان دونون مین مساوی تقسیم کیا جائیگا اور اگر بدون اوسکی اجازت کے مصالحت کی ہے تو فقط اوسی کے حصہ یعنی ربع مین صحیح ہوگی اور دوسرے شریک کے حصہ یعنی دوسرے ربع مین باطل ہوگی اور اگر ان دونون مین سے ہر ایک شخص نصف مکان کا کسی ایسے سبب سے مدعی ہو جو ان دونون کی شرکت کو مقتضی نہو (مثلاً ایک شخص ارث کے سبب سے اور دوسرا خرید کرنے کے سبب سے مدعی ہو) تو اس صورت مین یہ دونون شخص اوس حق مین شریک نہونگے جسکی بہ نسبت مدعی علیہ انمین سے ایک کے لیے اقرار کرلے اور اگر کوئی شخص کسی پر

كتاب الصلح

اپنے حق کا دعوی کرے اور مدّعی علیہ اوس سے انکار کرے اور پھر مدعی سے اوسکے دعوی کے عوض اس امر پر مصالحت کرے کہ وہ اپنی زراعت یا درخت کو اسکے پانی سے سینچلے تو بعض علمائنے فرمایا ہی کہ یہ صلح جائز نہوگی اسلیے کہ اس صورت مین پانی عوض ہوگا جو مجہول ہی اور اسمین ایک وجہ جواز صلح کی بھی ہی جسکا ماخذ یہ ہی کہ نہر کے پانی کی خرید و فروخت تعیین مدت اور مشاہدہ کے بعد جائز ہی بس اوسپر صلح بھی جائز ہونی چاہیے لکن اگر مدعی سے اپنی سطح یا ساحت پر پانی کے جاری کرنے کے ساتھ مصالحت کرے تو صحیح ہوگی بشرطیکہ وہ مقام معلوم ہو جس سے پانی جاری کیا جائے اسلیے کہ وہ باعتبار قلت و کثرتِ آب کے صغر و کبر (چھوٹائی اور بڑائی) مین مختلف ہوتا ہی اور جبکہ مدعی علیہ مدعی سے کہے کہ تو مجھسے اپنے دعوی پر مصالحت کرلے تو یہ قول اقرار نہ سمجھا جائیگا اسلیے کہ یہ قول کبھی انکار کے ساتھ بھی صحیح ہوتا ہی لکن اگر مدعی سے کہے کہ تو میرے ہاتھ فروخت کردے یا مجھکو مالک کردے تو اقرار سمجھا جائیگا اور اس مقام سے اوس نزاع کے احکام بھی ملحق ہین جو املاک مین واقع ہوتی ہی اور وہ چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ روشن اور جناح (وہ لکڑیان جو دیوار مالک سے خارج ہون اور دیوار مقابل تک نہ پہونچین اور اوسپر کچھ بنا لیا جائے) کا طرق نافذہ تک خارج کرنا جائز ہی بشرطیکہ اتنی بلند ہون کہ آمدورفت کرنیوالون کو ضرر نہ پہونچائین اگرچہ علی الاصح کوئی مسلمان مزاحمت بھی کرے اور اگر اونکے رکھنے سے آنے جانے والون کو ضرر پہونچے تو اونکا دور کرنا لازم ہوگا اور اگر اونکی وجہ سے راستہ تاریک ہوجائے تو بعض علمائنے فرمایا ہی کہ اس صورت مین اونکا دور کرنا واجب نہوگا اور طرق نافذہ مین نئے دروازون کا کھولنا بھی جائز ہی اور طرق مرفوعہ (غیر نافذہ جسکی انتہا کسی دوسرے طریق کی طرف نہو بلکہ دوسرے کی ملک کی طرف منتہی ہوتی ہون) مین سوا روشن یا جناح وغیرہ کا حادث کرنا جائز نہین ہی البتہ انکے مالکون کی اجازت سے حادث کرنا جائز ہی خواہ مضر ہو یا نہو اسلیے کہ طریق مرفوع اونھین کے ساتھ مخصوص ہی اور اسیطرح اگر کوئی شخص ایسے

دروازہ کے کھولنے کا ارادہ کرے جسمین سے آنے جانے کا قصد نہ رکھتا ہو تب بھی جائز ہوگا کیونکہ یہ
محل شبہ ہی اور روزن اور شبکون کا کھولنا جائز ہی اور جبکہ مالک اجازت دیدے تو اور کسی کو
اعتراض اور مزاحمت کرنا صحیح نہوگا اور اگر مالک طرق مرفوعہ سے روشن کے حادث کرنے پر مصالحت
کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ جائز نہین ہی اسلیے کہ تنہا ہوا کی خرید و فروخت صحیح نہین ہے اور
اسمین تردد ہی کیونکہ صلح عقد مستقل ہی اور تابع بیع نہین ہی اور اگر کسی انسان کے دو مکان ہون
اور ہر ایک کا دروازہ کوچہ غیر نافذہ کی طرف ہو تو اوسکو اون دونون مکانون کے
درمیان دروازہ کا کھولنا جائز ہوگا اور اگر کوئی شخص طرق مرفوعہ مین کچھ بنالیوے اور جملہ
مالکون کی اجازت حاصل نہ کی ہو تو اوسکے دور کرنے کا ہر اوس شخص کو اختیار حاصل ہوگا جسکو اس
راہ سے آمد و رفت کرنا جائز ہی اور اگر کسی خاص کوچہ مین دو دروازے ہون اور ایک دروازہ
بہ نسبت دوسرے کے ادخل (زیادہ دور) ہو تو پہلے دروازہ کا مالک دوسرے دروازہ کے مالک کا عبور کرنے مین شریک
ہوگا اور جو فاصلہ کہ دونون دروازون مین ہوگا وہ پہلے دروازہ کے مالک سے مخصوص ہوگا
اور اگر کوچہ مین اوسکے صدر تک کچھ زمین فاضل ہو اور اوسمین آمد و رفت نہوتی ہو اور دونون
دروازون کے مالک اوس زمین کا دعوی کرین تو وہ دونون اوس زمین سے نفع پانے مین مساوی قرار
دیئے جائینگے اور انمین سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہوگی اور داخل (جسکا دروازہ کوچہ نافذہ
سے بعید ہو) کو اپنے دروازہ کا مقدم کرنا جائز ہی اور اسیطرح خارج (جسکا دروازہ کوچہ نافذہ سے
قریب ہے) کو بھی جائز ہی اور خارج کو اپنے دروازہ کا داخل کرنا جائز نہین ہی اور اسیطرح داخل کو اپنے
دروازہ کا ادخل (جسکا دروازہ داخل سے بھی پہلے واقع ہوا ہی) کی طرف داخل کرنا بھی جائز نہوگا جسکی
بہ نسبت یہ خارج ہی اور اگر اہل کوچہ نافذہ مین سے کوئی شخص روشن کو خارج کرے تو اوسکے
مقابل کو مزاحمت کرنا صحیح نہوگا اگرچہ تمام کوچہ کی چوڑائی کو گھیر لیوے (بشرطیکہ مقابل کی دیوار پر واقع ہو)

كتاب الصلح

اور اگر یہ روشن گر جائے اور اس سے قبل اسکا ہمسایہ اپنے لیے ایک روشن خارج کر لیوے تو پہلے
شخص کو اسکا منع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ یہ دونون آپس مین مساوی ہین جسطرح کہ کوئی شخص مسجد مین قبل سے
بیٹھ جاوے تو دوسرے کو مزاحمت کا اختیار نہین ہی لیکن اگر شخص اول وہان سے چلا جائے اور
کوئی دوسرا شخص اوسی جگہ آکر بیٹھ جائے تو اول کو اوسکا وہان سے اوٹھانا صحیح نہوگا دوسرا مسئلہ
جب کوئی شخص اپنے مکان کی لکڑیان ہمسایہ کی دیوار پر رکھنا چاہے تو ہمسایہ پر اوسکی
درخواست کا قبول کرنا واجب نہوگا ہر چند کہ ایک ہی لکڑی کے رکھنے کی خواہش کرے اگرچہ
قبول کرنا مستحب ہی اور اگر اجازت دینے کے بعد اور رکھنے سے قبل عدول کرے تو اجماعًا جائز ہی
ہان رکھ لینے کے بعد عدول کرنا جائز نہین ہی اسلیے کہ لکڑیون کا ہمیشہ کے لیے رکھنا مقصود
ہوتا ہی لیکن جواز عدول کا مع ضمانت نقصان قائل ہونا خوب ہی ہان منہدم ہو جانے کے بعد اوسکا
دوبارہ رکھنا بدون اذن جدید صحیح نہوگا اور اس مقام پر ایک قول اور بھی ہی اور اگر ابتداءً اوسے
صلح کر چکا تھا تو دوبارہ رکھنا جائز ہوگا بشرطیکہ لکڑیون کا عدد اور وزن وطول بھی مذکور ہو
تیسرا مسئلہ اگر دو شخص کسی ایسی دیوار کا دعوی کرین جو اون دونون کی ملک کے اندر واقع ہو اور
بظاہر کوئی علامت ایک کے حق ہونے کی موجود نہو اور بینہ بھی نہو پس اگر ان دونون مین سے
ایک شخص دوسرے کی قسم کے بعد قسم کھائے تو وہ دیوار اوسی کو دلوائی جاویگی اور اگر دونون قسم کھائین یا
دونون قسم کو رد کرین تو دونون اوسمین مساوی شریک کیے جاوینگے اور اگر وہ دیوار ایک کی بنا سے
متصل ہو اور بینہ نہو تو اوسی کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور اگر اوس دیوار پر ان دونون
مین سے کسی کی ایک یا دو لکڑیان رکھی ہون تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ محض اسی علامت کے
سبب سے وہ دیوار اوسکا حق قرار نہ دیجائیگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ مع قسم اوسی کا حق قرار دیجائیگی
اور یہی قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہی اور ان دونون مین سے ایک کے دعوی کو اون

کتاب الصلح

متعلقہ صفحہ ۱۰۲

امور خارجیہ کیوجہ سے جو دیوارون پر موجود ہون (مثلاً ایک کے ہاتھ کے اوسپر نقش و نگار ہون یا اوسکی کہونٹیان گڑھی ہوئی ہون) ترجیح نہ دیجائیگی اور اسیطرح روزن کی وجہ سے بھی ترجیح نہ دیجائیگی اور اگر ذی کی اوس دیوار مین اختلاف کرین جو دو ملکون مین حد فاصل ہو تو بنا بر روایت کے اوس شخص کا مال قرار دیا جائیگا جسکی طرف رسّی کی گرہین ہونگی چوتھا مسئلہ ایک شریک کو دیوار مشترک مین مکان بنانے یا چھت پاٹنے یا لکڑی داخل کرنے کے ساتھ تصرف کرنا بدون اجازت شریک کے جائز نہوگا اور اگر وہ دیوار منہدم ہو جائے تو شریک پر اوسکے بنانے کی شرکت مین جبر کرنا صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر کسی دولاب یا کنوین یا نہر مین شرکت ہو تب بھی شریک اوسکی عمارت کی شرکت پر مجبور نہ کیا جاویگا اور اسیطرح نیچے یا اوپر کے مکان کا مالک اوس دیوار کے بنانے پر مجبور نہ کیا جاویگا جسپر اوپر کا مکان قائم ہو اور اگر دیوار مشترک کو بدون اجازت شریک منہدم کر دے تو اوسکا اعادہ کرنا واجب ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکی اجازت سے منہدم کرے اور اعادہ کی شرط ہو گئی ہو تب بھی یہی حکم ہوگا پانچوان مسئلہ جبکہ اوپر اور نیچے کے مکان کے مالک مکان کی اون دیوارون مین نزاع کرین جو اوپر کے مکان کی حامل ہون تو صاحب مکان کا قول مع اوسکی قسم کے مقبول ہوگا اور اگر دریچہ کی دیوارون مین نزاع ہو تو صاحب دریچہ کا قول مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا اور اگر مکان کی چھت (جو دریچہ اور مکان کے وسط مین واقع ہو اور حامل دریچہ ہو) مین نزاع کرین تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ اگر دونون قسم کھاوین تو دونون شریک کر دیئے جاوینگے اور بعض نے فرمایا ہے کہ فقط اوپر کے مکان کے مالک کو دلوائی جاویگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ ان دونون مین قرعہ ڈالا جاویگا اور یہ قول خوب ہے چھٹا مسئلہ جبکہ کسی درخت کی شاخین ہمسایہ کی ملک تک خارج ہون پس اگر اونکا پھیرنا ممکن ہو تو اونکے مالک پر پھیرنا اونکا واجب ہوگا ورنہ ملک ہمسایہ کی حد سے قطع کی جاوینگی اور اگر مالک درخت انکار کرے تو خود ہمسایہ کو اونکا قطع کرنا جائز ہوگا اور یہ قطع کرنا اجازت

كتاب الصلح

وجب عليه اعادته وكذا لو هدمه باذنه وشرط اعادته الخامسة اذا تنازع صاحب السفل والعلو في جدران البيت فالقول قول صاحب البيت مع يمينه ولو كان في جدران الغرفة فالقول قول صاحبها مع يمينه

حاکم شرع پر موقوف نہین ہی اور اگر مالک درخت شاخون کے ہوا مین باقی رکھنے پر مصالحت کرے تو صحیح نہوگی اور اسمین تردد ہی اور اگر ہمسایہ سے اوسکی دیوار پر رکھنے کے لیے مصالحت کرے تو جائز ہوگی بشرطیکہ شاخین اسقدر زاید ہو چکی ہون کہ اہل خبرت کے نزدیک وہ زیادتی ختم ہو چکی ہو ورنہ اوس زیادتی کی انتہا کا معین کرنا بھی ضرور ہوگا **ساتوان مسئلہ** جبکہ ایک شخص کسی کاروان سرا کے نیچے کے طبقہ کا مالک ہو اور دوسرا شخص اوسکے اوپر کے مکانون کا مالک ہو اور یہ دونون شخص اوس کاروانسرا کے زینہ مین نزاع کرین تو طبقہ بالا کے مالک کا قول مع قسم کے مقبول ہوگا اور اگر زینہ کے نیچے خزانہ ہو تو یہ دونون اوسکے دعوی مین مساوی ہونگے اور اگر اوس کاروانسرا کے صحن مین نزاع کرین تو اوسمین سے اوسقدر زمین جس سے بالاخانہ کی آمد و رفت ہوتی ہی ان دونون مین مشترک قرار دیجاویگی اور جو زمین اس مقدار سے خارج ہوگی وہ نیچے کے مکانون کے مالک کی قرار دیجاویگی **تتمہ** جبکہ سوار اور قابض لگام (روکنے والا) چوپایہ مین باہم نزاع کرین تو سوار کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ وہ دونون دعوی مین مساوی قرار دئیے جاوینگے اور قول اول قوی ہی لیکن اگر کسی کپڑے مین نزاع کرین اور دونون مین سے ایک کے ہاتھ مین زیادہ ہو تو بھی یہ دونون مساوی قرار دئیے جاوینگے اور اسی طرح اگر کسی مملوک مین نزاع کرین اور انمین سے ایک کے کپڑے اوسکے پاس موجود ہون تب بھی مساوی سمجھے جاوینگے لیکن اگر کسی اونٹ مین نزاع کرین اور ان دونون مین سے ایک کا بار اوسپر لدا ہو تو اوسکے دعوی کو ترجیح ہوگی اور اگر کسی ایسے بالاخانہ مین نزاع کرین جو ان مین سے ایک کے مکان پر بنایا گیا ہو اور اوسکا دروازہ دوسرے کے بالاخانہ کی طرف کھلا ہوا ہو تو صاحب مکان کے دعوے کو رجحان ہوگا۔۔۔

كتاب الشركت

اس مین کئی فصلین ہین **پہلی فصل** اقسام شرکت کے بیان مین

شرکت سے دو یا چند مالکون کے حقوق کا کسی شئ معین مین بطور شیاع مجتمع ہونا مراد ہی پس جس شئ مین کہ

شرکت متحقق ہوتی ہے وہ کبھی عین مال ہوتا ہے (جیسے کسی مکان مین شریک ہونا) اور کبھی منفعت ہوتی ہے (جیسے سکونت مکان مین شریک ہونا) اور کبھی حق ہوتا ہے (جیسے خیار مین شریک ہونا) اور سبب شرکت تینون امرون مین کبھی میراث ہوتی ہے (جیسے کسی مال یا منفعت یا حق کا بذریعہ میراث حاصل ہونا) اور کبھی عقد ہوتا ہے (جیسے کسی مکان کو بشرکت خریدنا یا باجارہ لینا) اور کبھی مزج (دو مالون کا آپس مین اسطرح مخلوط ہوجانا کہ تمیز باقی نہ رہے جیسے زید کے روغن یا گندم کا عمر کے روغن و گندم مین مخلوط ہوجانا) ہوتا ہے اور کبھی حیازت (کسی شی مباح کا جمع کرنا) ہوتی ہے (جیسے دو شخصون کا جنگل سے لکڑیان چنکر لانا) لکن حیازت مین اشبہ یہ ہے کہ ہر شخص اوس مال کے ساتھ مخصوص ہوگا جو اوسنے جمع کیا ہے ہان اگر دونون ملکر کسی درخت کو اوکھاڑین یا کسی ظرف مین ایک ہی دفعہ پانی بھرین تو شرکت متحقق ہوگی اور اگر دو مال اسطرح مخلوط ہوجاوین کہ تمیز باقی نہ رہے تو اون دونون مین شرکت ثابت ہوگی خواہ یہ خلط اختیاراً حاصل ہوا ہو یا اتفاقاً اور خلط کی وجہ سے شرکت کے حاصل ہونے مین دونون مالون کا جنس اور صفت مین ہم مثل ہونا شرط ہے خواہ متاع ہون یا طلا و نقرہ لکن جس مال کے لیے مثل نہین ہے جیسے کپڑا اور لکڑی اور غلام اوسمین خلط کی وجہ سے شرکت متحقق نہوگی بلکہ کبھی میراث اور اون عقود کی وجہ سے شرکت حاصل ہوتی ہے جو ناقل ملک ہین جیسے خریدکرنا یا بذریعہ ہبہ لینا اور اگر کوئی شخص ایسے مال مین شرکت کرنا چاہے جسکے لیے مثل نہو تو ہر ایک شخص دونون مین سے اپنے مال کا کوئی حصہ دوسرے کے ہاتھ فروخت کرے کہ اس صورت مین ہر ایک دوسرے کے مال مین شریک ہوجاویگا اور اعمال کی شرکت صحیح نہین ہے مثل سینے اور بننے کے ہان اگر دونون شخص ایک ہی ساتھ کسی شخص کے لیے باجرت عمل کرین اور وہ شخص ان دونون کی اجرت کے عوض کوئی شی انکو دے تو اوس شی مین شرکت متحقق ہوگی اور اسیطرح شرکت وجوہ (دو شخص روشناس کا کسی مال کو مدت معینہ تک باین شرط خرید کرنا کہ اوسکو فروخت کرکے بعد ادائے زر قیمت نفع مین

کے باین شرط حوالہ کرے کہ دونون نفع مین شریک رہین سوم یہ کہ کوئی وجہ جسکے پاس مال نہو کسی ایسے عامل کے ساتھ شرکت کرے جسکے

شریک ہین) بھی صحیح نہین ہوا ورسیطرح شرکت مفاوضہ (دو شخصون کا کسی ایسے مال مین جو کسی سبب سے احد ہما (دونون مین سے ایک) کو دستیاب ہو مثل میراث اور لقطہ وغیرہ کے اور دونون مین سے کسی پر جو تاوان واقع ہو مثل ارش جنایت اور ضمانت اور غصب وغیرہ کے اوس مین شرکت کرنا) بھی صحیح نہین ہو پس ہمارے نزدیک سوائے شرکت اموال کے اور کوئی شرکت صحیح نہین ہو اور جبکہ کسی مال مین مساوی شرکت رکھتے ہون تو نفع اور نقصان مین بھی مساوی ہونگے اور اگر ایک کا مال زاید ہوگا تو اوسکو نفع اور نقصان بقدر راس المال ہوگا اور اگر عقد شرکت مین باوجود تساوی مالین (دونون مالون کا برابر ہونا) کے ایک شریک کے لیے نفع کی زیادتی یا باوجود دونون مالون کے متفاوت ہونے کے نفع اور نقصان مین مساوات شرط کیجاوے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ شرکت باطل ہوگی یعنی یہ شرط اور وہ تصرف جو اس شرط پر موقوف ہو صحیح نہوگا اور ہر ایک شریک اپنے مال کے نفع کا مستحق ہوگا اور ہر ایک شخص کو اوسکے عمل کی اُجرت دلوائی جاوے گی بشرطیکہ قبل ازین ہر ایک کے اوس عمل کی اجرت وضع (منہا) کر دیجائے جو اوسنے اپنے مال مین کیا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ شرکت اور شرط دونون صحیح ہونگی اور پہلا قول اظہر ہو یہ کلام اوس صورت مین ہو جبکہ دونون شریکون نے مال مین عمل کیا ہو لیکن اگر ان دونون مین سے ایک شریک عامل (عمل کرنیوالا) ہو اور اوسی کے لیے زیادتی شرط کر لیجاوے تو شرکت صحیح ہوگی اور یہ قراض سے اشبہ ہو اور جبکہ کسی سبب سے مال مین شرکت حاصل ہو جاوے تو ایک شریک کو بدون باقی شرکا کی اجازت کے اوس مین تصرف کرنا جائز نہوگا پس اگر فقط ایک شریک کے لیے اجازت حاصل ہو تو صرف اوسی کو تصرف کرنا صحیح ہوگا نہ باقی کو اور تصرف مین اوسیقدر پر اقتصار کرنا واجب ہوگا جتنے کی اجازت حاصل ہو پس اگر تصرف کی اجازت دیجاوے اور کسی خاص وجہ کی قید نہ کیجاوے تو جسطرح چاہے تصرف کرے پس اگر اوسکے لیے کسی خاص سمت مین سفر کرنا معین کر دیا

في جهة لم يعين في غيرها وكذا الماذون له في نوع من التجارة ليس له ان يتعدى الى سواها ولو اذن كل واحد من الشريكين لصاحبه جاز لهما التصرف وان انفرد ولو شرط الاجتماع لم يجز الانفراد

کردیا جاوے تو دوسری سمت کا سفر جائز نہوگا اور اسیطرح اگر تجارت مین کسی نوع خاص کے لیے اجازت ہو تو علاوہ اوسکے اور کسی نوع کا اختیار کرنا جائز نہوگا اور اگر ہر ایک شریک دوسرے کو اجازت دے تو اون دونون مین سے ہر ایک کو تصرّف کرنا جائز ہوگا اگرچہ تنہا تصرّف کرے اور اگر اجتماع کی شرط ہو جاوے تو تنہا تصرّف کرنا جائز نہوگا اور اگر قدر معین سے زائد مین تصرّف کریگا تو ضامن ہوگا اور ہر ایک شریک کو بعد اجازت اوس سے عدول کرنا بھی جائز ہے اور اسیطرح ہر ایک شریک قسمت مال کا مطالبہ بھی کر سکتا ہے اسلیے کہ شرکت عقد لازم نہین ہے اور جبکہ عقد شرکت فسخ کیا جاوے تو کسی شریک کو باقی شرکاء سے راس المال کا مطالبہ کرنا صحیح نہین ہے بلکہ جتنا مال موجود ہوگا اوسکو تقسیم کرینگے ہان اگر دونون شریک اوس مال کے فروخت کرنے پر اتفاق کرین تو بیع صحیح ہوگی اور اگر شرکت مین کوئی مدّت بھی شرط کرلیجاوے تو صحیح نہوگی پس ہر ایک شریک کو رجوع کرنے کا ہر وقت اختیار رہیگا اور اگر مال شرکت کسی شریک کے پاس تلف ہو جاوے تو وہ اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ وہ امانت ہے ہان اگر اوس مال مین تعدی یا اوسکی حفاظت مین تفریط کریگا تو ضامن ہوگا اور اوسکا قول مع قسم دعوای تلف مین مقبول ہوگا خواہ کسی سبب ظاہر کا مدعی ہو جیسے ڈوب جانا یا جل جانا یا سبب خفی کا مدعی ہو جیسے چوری جانا اور اسیطرح اگر اوسپر خیانت یا تفریط کا دعوی کیا جاوے تب بھی اوسی کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور جنون اور موت کی وجہ سے اجازت باطل ہو جاتی ہے

دوسری فصل قسمت کے بیان مین

قسمت سے ہر ایک شریک کے حق کو دوسرے کے حق سے تمیز دینا مراد ہے اور قسمت داخل بیع نہین ہے خواہ اوسمین ردّ ہو یا نہو اور قسمت اوسوقت تک صحیح نہوگی جبتک جملہ شرکا اتفاق نکرین اور قسمت کی دو قسمین ہین پہلی قسم وہ ہے جسمین کسی شریک کا ضرر نہو پس اس صورت مین اگر ایک شریک قسمت مال

ولو تعدى ما عين ضمن ... ويصح من الشركاء المطالبة بالقسمة ... راس المال ... ولو شرط التاجيل في الشركة لم يصح ... كتاب الشركة ... ولا يضمن الشريك ما تلف في يده لانه امانة الا مع التعدي او التفريط ويقبل قوله مع يمينه في دعوى التلف سواء ادعى سببا ظاهرا كالغرق والحرق او خفيا كالسرق وكذا

ما لم يفرط او يتعدى فيضمن والقول قوله مع يمينه لو ادعي عليه الخيانة او التفريط ويبطل الاذن بالجنون والموت الثاني في القسمة وهي تمييز الحق من غيره وليست بيعا سواء كان فيها رد او لا ولا تصح الا باتفاق الشركاء وهي قسمان

کی خواہش کرے اور دوسرا شریک انکار کرے تو اوسپر جبر کیا جاویگا اور قسمت مین تمام حصون
کا معتدل و مساوی ہونا ضرور ہے اور ہر ایک شریک کا حصہ قرعہ سے نکالا جاویگا لیکن
اگر ایک شریک اپنے حصہ کو بدون قرعہ اختیار کرنا چاہے اور باقی شرکا راضی ہون تو جائز
ہوگا اور اگر کوئی شریک بدون قرعہ راضی نہو تو اوسپر جبر نکیا جاویگا **دوسری قسم** وہ ہے
جس مین کسی شریک کا ضرر ہو جیسے جواہر اور تلوار اور سنگھاے حوض وغیرہ پس ایسے مال کی قسمت جائز
نہین ہے اگرچہ جملہ شرکا قسمت پر اتفاق بھی کرین اور مال وقف کی قسمت صحیح نہین ہے اسلیئے کہ یہ
مال قسمت کرنے والون مین منحصر نہین ہے اور اگر ایک ہی ملک مین بعض وقف ہو اور بعض وقف نہو تو
اوسکی قسمت صحیح ہے اسواسطے کہ اس سے وقف کا غیر وقف سے تمیز دینا مقصود ہے **تیسری فصل**
اون لواحق کے بیان مین جو اس باب سے متعلق ہین اور وہ چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** اگر ایک شخص
چوپایہ اور دوسرا مشک بایں شرط کسی سقار کے حوالہ کرے کہ حاصل مین تینون شخص شریک رہین تو یہ
عقد شرکت صحیح نہوگا بلکہ جو حاصل ہوگا اوسکے پانے کا فقط سقا ہی مستحق ہوگا اور اوسپر چوپایہ
اور مشک کی اجرت المثل لازم ہوگی **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی شکار یا لکڑی یا گھاس
کو بایں نیت جمع کرے کہ اس مال مین یہ خود اور کوئی دوسرا شخص شریک رہے تو اس نیت کا
کوئی اثر نہوگا بلکہ وہ تمام مال اوسی کا ہوگا اور آیا مباح کے حیازت کنندہ کو نیت تملک کی حاجت
ہے یا نہین بعض علما نے فرمایا ہے کہ نہین ہے اور اسمین تردد ہے **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی مال دو شخصون
مین مساوی مشترک ہو بعدہ ان دونون مین سے ایک شخص دوسرے کو بایں شرط تصرف کی اجازت
دے کہ یہ دونون نفع مین مساوی شریک رہین تو یہ عقد قراض و مضاربت مین داخل نہوگا
اسلیئے کہ عامل کی اوس شخص کے مال مین جسنے تصرف کی اجازت دی ہے شرکت نہین ہے اور اگر
خلط و امتزاج ہو جاوے تب بھی شرکت حاصل نہوگی بلکہ مال بضاعت (وہ مال جو کسی دوسرے کو

اوسکے تبرعاً تجارت کرنے کے لیے دیا جاوے) ہوگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ دو شریکون مین سے ایک شخص
کسی شی کو خرید کرے اور دوسرا شریک اس امر کا مدعی ہو کہ اسنے دونون کے لیے بہ شرکت خرید کیا ہی
اور وہ انکار کرے تو اس صورت مین مشتری کا قول مع قسم کے مقبول ہوگا کیونکہ وہ اپنی نیت
کو بہتر جانتا ہی اور اگر مشتری اس امر کا مدعی ہو کہ مین نے دونون کے لیے خرید کیا ہی اور شریک انکار
کرے تب بھی مشتری ہی کا قول مقبول ہوگا اوسی وجہ سے جو ابھی مذکور ہوئی **پانچوان مسئلہ**
اگر احد الشریکین متاع مشترک کو فروخت کرے اور وہ دوسرے شریک کی طرف سے قیمت پر قبضہ
کرنے مین وکیل ہو اور مشتری اس امر کا دعوی کرے کہ مین پوری قیمت بائع کو دیچکا ہون اور شریک
بھی اوسکی تصدیق کرے تو مشتری اوسکے حق سے بری ہو جاویگا اور اس شریک کی شہادت قابض
پر نصف آخر مین جو بائع کا حصہ ہی مقبول ہوگی اسلیے کہ اوس سے اس مقدار مین تہمت مرتفع ہی اور
اگر مشتری اس امر کا دعوی کرے کہ مین قیمت شریک کو دیچکا ہون (جو بائع کی طرف سے قبضہ کرنے مین وکیل
نہین ہی) اور بائع اسکی تصدیق کرے تو مشتری قیمت سے بری الذمہ نہوگا (نہ بائع کے حصہ سے اور نہ
شریک کے حصہ سے) اسلیے کہ بائع کا حصہ اوسکے یا اوسکے وکیل کے سپرد نہین کیا ہی اور شریک انکار
کرتا ہی پس اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ بائع کی شہادت مقبول ہوگی
اور مقبول نہونا شہادت کا دونون مسئلون مین اشبہ ہی **چھٹا مسئلہ** اگر دو شخص اپنے دو غلامون
کو جبکہ ہر ایک شخص ایک ایک غلام کا تنہا مالک ہو ایک ہی عقد مین بقیمت فروخت کرین اور اون
دونون غلامون کی قیمت مین تفاوت ہو تو بعض علمائنے فرمایا ہی کہ صحیح ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ
باطل اسلیے کہ یہ عقد دو عقدون کا قائم مقام ہی پس ہر ایک غلام کی قیمت مجہول ہوگی لکن اگر
ہر ایک غلام مین یہ دونون شریک ہون یا دونون غلامون کا ایک شخص مالک ہو تو بیع جائز
ہوگی اور اسیطرح اگر ہر ایک شخص کا ایک قفیز گندم مملوک ہو اور اون دونون کو ایک ہی عقد مین فروخت

الرابعة اذا اشترى احد الشريكين شيئا فادعى انه اشتراه لهما وانكر فالقول قول المشتري مع يمينه لانه ادرى بنيته ولو ادعى انه اشتراه لهما فانكر الشريك فالقول ايضا قوله لمثل ما قلنا الخامسة

لو باع احد الشريكين سلعة بينهما وهو وكيل في القبض وادعى المشتري تسليم الثمن الى البائع وصدقه الشريك برئ المشتري من حقه وقبلت شهادته على القابض في النصف الآخر وهو حصة البائع لانتفاء التهمة عنه ولو ادعى تسليمه الى الشريك فصدقه البائع لم يبرأ المشتري من شيء من الثمن لان حصة البائع لم يسلم اليه ولا الى وكيله والشريك منكر فالقول قوله مع يمينه وقيل تقبل شهادة البائع والمنع في المسئلتين اشبه السادسة لو باع اثنان عبدين كل واحد منهما لواحد بثمن واحد قيل يصح وقيل يبطل لانه بمنزلة عقدين والثمن مجهول ولو كان مشتركين بينهما او كانا لواحد جاز وكذا لو كان لكل واحد قفيز من حنطة

كتاب الشركة

اوین تب بھی صحیح ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین قیمت ان دونون پر بالتسویہ منقسم ہوگی **ساتوان مسئلہ**
ہم بیان کرچکے ہین کہ شرکت ابدان باطل ہی پس اگر دو شخص اپنے نفسون کو بعنوان شرکت باجارہ دین
اور ہر ایک کے عمل کی اجرت دوسرے سے ممتاز ہو تو ہر ایک شخص اپنے عمل کی اجرت پانے کا مستحق ہوگا
اور اگر دونون کے عمل کی اجرتین مشتبہ ہوجاوین تو ہر ایک کو موافق ہر ایک کی اجرت المثل کے مجموعہ
مال اجرت مین سے نسبت لگاکر اوسقدر دیاجاویگا جو اوسکی اجرت المثل کے مقابل ہو **آٹھوان مسئلہ**
جبکہ دو شریک متاع کو ایک عقد مین فروخت کرین پھر ایک شریک مشتری سے بعض قیمت کو وصول کرے
تو اوسمین دوسرا بھی شریک ہوگا **نوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسیکو لکڑیان یا گھاس جمع کرنے یا شکار
کرنے کے لیے مدت معینہ تک اجیر کرے تو اجارہ صحیح ہوگا اور مستاجر اوس چیز کا مالک ہوگا جو اس مدت
مین اوس سے حاصل ہوگی اور اگر اوسکو کسی شی معین کے شکار کرنے کے لیے اجیر کریگا تو صحیح نہوگا اسلیے
کہ اوسکے حصول پر غالبا وثوق نہین ہوتا **کتاب المضاربت** مضاربت وہ عقد ہی
جسمین کچھ مال بغرض تجارت کسی کو دیا جائے اور مقابل عمل نفع کا کوئی حصہ عامل کے لیے مقرر کیا جائے
اس کتاب مین چار امرون کا بیان کرنا ضرور ہی **پہلا امر** عقد کے بیان مین یہ عقد طرفین (مالک مال
اور عامل) سے جائز ہی باین معنی کہ ان دونون مین سے ہر ایک کو اوسکے فسخ کرنے کا ہر وقت
اختیار ہی خواہ تمام مال نقد (درہم یا دینار) ہوچکا ہو یا اوسمین کچھ جنس متاع موجود ہو اور اگر
اس عقد مین کوئی مدت شرط کیجاوے تو عقد لازم نہوگا بلکہ قبل مدت مشروطہ اوسکا فسخ کرنا صحیح ہوگا
لکن اگر مالک مال عامل سے یہ کہے کہ اگر تجکو ایک سال گذر جاوے تو بعد اوسکے خرید نکرنا اور فقط فروخت
کرنا تو شرط صحیح ہوگی اسواسطے کہ یہ مقتضائے عقد سے ہی اور اوسکے منافی نہین ہی اور اگر کہے مین نے
تجکو باین شرط عامل مقرر کیا کہ مین اس سال مین تجکو منع نہین کر سکتا تو شرط و عقد فاسد ہوجاویگا
اسلیے کہ یہ مقتضائے عقد کے منافی ہی اور اگر عامل سے یہ شرط کرے کہ تو سوائے زید کے کسی سے

نکرنا یا سوائے عمر کے اور کسی کے ہاتھ فروخت نکرنا تو شرط صحیح ہوگی اور اسیطرح اگر کہے کہ سوائے فلان کپڑے یا میوۂ فلان درخت کے اور خرید نکرنا تب بھی شرط صحیح ہوگی خواہ وہ متاع جسکی خرید فروخت کا حکم کیا ہی عام الوجود ہو یا نادر الوجود اور اگر عامل سے یہ شرط کرے کہ وہ کسی اصل کو خرید کرے اور یہ دونون اوسکی نما مین مشترک رہین جیسے درخت اور گوسفند تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ عقد فاسد ہوگا اسلیے کہ مقتضائے مضاربت یہ ہی کہ عامل کے راس المال مین تصرف کرنے سے جو ربح (نفع) حاصل ہو اوسمین وہ دونون شریک رہین اور اسمین تردد ہی اور جبکہ عامل کو تصرف کرنے کی بدون کسی قید زائد کے اجازت دے (یعنے عقد مضاربت بدون کسی قید کے واقع ہو) تو اوسکو راس المال مین وہ تصرفات جائز ہونگے جو مالک کو تجارت کرنے مین جائز تھے مثلاً متاع کا کھولکر رکھنا اور پھیلانا اور لپیٹنا اور محفوظ رکھنا اور قیمت پر قبضہ کرنا اور صندوق مین رکھنا اور جن لوگون کے اجیر کرنیکی عادت جاری ہی اونکا اجیر کرنا جیسے دلال و روزّان (تولنے والا) اور حمّال (باربردار) وغیرہ جنکی باعتبار عادت کے تجارت مین ضرورت پڑتی ہی اور اگر اوس مقام پر اجیر کرے جہان عادۃً اجیر کرنے کی ضرورت نہین ہوتی بلکہ خود عمل کیا جاتا ہی تو اجرت کا ضامن ہوگا اور اگر اس مقام پر خود بقصد تبرع عمل کرے جہان عادتاً اجیر کیا جاتا ہی تو اجرت پانے کا مستحق نہوگا اور سفر مین اصل مال سے اپنا پورا نفقہ علی الاظہر صرف کریگا اور اگر خود عامل کا بھی مال ہو اور اوسکے تجارت کرنے کی غرض سے بھی سفر کیا ہو تو سفر مین اسکے نفقہ کا دونون مالون پر منقسم ہونا خالی از وجہ نہین ہی اور اگر اتفاقاً صاحب مال بھی مسافر ہو اور عامل سے مال مضاربت واپس کر لے تو عامل کی واپسی مین جو مصارف ہونگے وہ عامل ہی کے مال سے متعلق ہونگے اور عامل کو مال معیب کا خرید کرنا یا معیب کا صورت جس مین بوجہ عیب واپس کرنا یا اوسکو باقی رکھنا اور ارش کا لینا بھی جائز ہی بشرطیکہ ان جملہ صورتون مین مصلحت ہو اور جبکہ عقد مین نقد یا نسیہ کی قید نلگی ہو تو عامل کو نقدالقیمت مثل نقد بلد کے ساتھ خرید و فروخت

کرنے کی اجازت سمجھی جاویگی اور اگر مخالفت کریگا تو بدون اجازت مالک تصرف نافذ نہوگا
اور اسیطرح صورت اطلاق مین عین مال کے ساتھ خرید کرنا واجب ہوگا پس اگر ما فی الذمہ کے ساتھ
خرید کریگا تو صحت اوسکی اجازت مالک پر موقوف رہیگی اور اگر ذمہ پر خرید کریگا اور مالک کا
ذکر نہ کریگا تو قیمت ظاہر مین عامل کے ذمہ سے متعلق ہوگی اور اگر مالک مال اوسکو کسی خاص سمت
کی طرف سفر کرنے کا حکم کرے اور وہ کسی دوسری سمت کا سفر اختیار کرے یا مالک اوسکو کسی شی معین
کے خریدنے کا حکم کرے اور وہ دوسری چیز خرید کرلے تو ضامن ہوگا اور اگر اس صورت مین
کوئی نفع حاصل ہوگا تو اوسمین یہ دونون موافق شرط کے شریک ہونگے اور ان دونون مین سے
ہر ایک کے مرنے کے بعد مضاربت باطل ہوجاویگی کیونکہ عقد مضاربت از قبیل عقد وکالت ہی
دوسرا امر مال مضاربت کے بیان مین مال مضاربت کا عین اور درہم یا دینار ہونا شرط ہی
اور آیا نقرہ کے ساتھ مضاربت جائز ہی یا نہین اسمین تردد ہی اور فلوس کے ساتھ مضاربت
صحیح نہین ہی اور اسیطرح نقرۂ مغشوش کے ساتھ بھی صحیح نہین ہی خواہ غش اوسمین کم ہو یا زائد اور
اسیطرح کسی متاع مین بھی صحیح نہین ہی اور اگر کوئی شخص کسیکو شکار کرنے کا آلہ (جیسے مچھلی وغیرہ کا جال)
بحصۂ معین دیوے اور وہ شکار کرے تو یہ شکار صیاد ہی کا مال ہوگا اور اوسپر اجرت
آلہ کا دینا واجب ہوگا اور مال مشاع مین مضاربت کرنا صحیح ہی اور اوسکا معلوم المقدار ہونا
ضرور ہی اور فقط مشاہدہ کافی نہین ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مشاہدہ کافی ہی اگرچہ مقدار
اوسکی مجہول ہو اور اگر اوسکی مقدار مین بعد عقد نزاع ہو تو عامل کا قول مع قسم مقبول
ہوگا اور اگر کوئی شخص دو مال حاضر کرے اور کہے قارضتُكَ بِاَيِّهِمَا شِئتَ (مین نے
تیرے ساتھ ان دونون مین سے جس مال کو تو پسند کرے مضاربت کی) تو عقد صحیح نہوگا
اسلیے کہ اس صورت مین مال قراض متعین نہین ہی جو صحت مضاربت مین شرط ہی اور اگر

ولو خالف لم يمض الا مع اجازته — المالك وكذا يجب ان يشتري بعين المال ولو اشترى في الذمة لا معه الا ان يجيز اشترى في الذمة وقف على اجازة المالك تعلق الثمن بذمته ظاهرا ولو امره بالسفر الى جهة فسافر الى غيرها او امره بابتياع شيء معين فابتاع غيره ضمن ولو ربح والحال هذه كان الربح بينهما بموجب الشرط وموت كل واحد منهما يبطل المضاربة لانها في المعنى وكالة ومن شرطها ان يكون المال عينا وان يكون دراهم او دنانير وفي القراض بالنقرة تردد ولا يصح بالفلوس ولا بالورق المغشوش سواء كان الغش اقل او اكثر ولا بالعروض ولو دفع آلة الصيد كالشبكة بحصة فاصطاد كان للصياد وعليه اجرة الآلة ويصح القراض بالمال المشاع ولا بد ان يكون معلوم المقدار ولا تكفي المشاهدة وقيل يصح مع الجهالة ويكون القول قول العامل مع التنازع في قدره ولو احضر مالين وقال قارضتك بايهما شئت لم ينعقد بذلك

مال مضاربت کے لیے اوسقدر مال اخذ کرے جسمین عمل کرنے سے عاجز ہو توضامن ہوگا یعنے
صورت تلف مین تاوان اوسپر لازم ہوگا) اور اگر کسی شخص کا کسی غاصب کے پاس مال ہو اور صاحب مال
غاصب سے اوس مال پر عقد مضاربت واقع کرے تو صحیح ہوگا اور ضمانِ سابق باطل ہوگی پس جبکہ اوس
مال کے ساتھ کچھ خرید کرے اور مال کو بائع کے حوالہ کرے تو بری الذمہ ہوجاویگا اسلیے کہ اوسنے اوسکے
دین کو اوسکی اجازت سے ادا کیا ہے اور اگر کسی شخص کا کسی پر دین ہو تو اوسکو مال مضاربت گردانا
قبضہ پانے کے قبل جائز نہوگا اور اسیطرح اگر عامل کو اوسکے قبضہ کرنے مین مدیون کے پاس سے اجازت
دے تب بھی اوسپر مضاربت کرنا صحیح نہوگا تاوقتیکہ قبضہ پانے کے بعد عقد جدید واقع نکرے **فرع**
اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تم فلان متاع کو فروخت کرو پس جبکہ قیمت اوسکی نقد (درہم یا دینار)
ہوجاویگی تو وہ مال مضاربت سمجھا جاویگا پس یہ عقد صحیح نہوگا اسلیے کہ قیمت متاع وقت عقد معلوم نہین
ہے اور اگر صاحب مال مرجاوے اور مال مضاربت مین سواے نقد کے کچھ متاع موجود ہو اور اوسکا
وارث متاع مذکور کو بحالہ مضاربت پر باقی رکھے تو صحیح نہوگا اسلیے کہ عقد اول بوفات مالک کی
وجہ سے باطل ہوگیا اور متاع پر ابتداءً مضاربت کرنا صحیح نہین ہے اور اگر مالک و عامل مقدار
راس المال مین اختلاف کرین تو عامل کا قول مع اوسکی قسم کے مقبول ہوگا اسلیے کہ یہ اختلاف مقدار
مقبوض مین واقع ہے اور اصل براءت عامل ہے اور اگر عامل مال قراض مین اپنا مال بدون اجازت
مالک اسطرح مخلوط کردے کہ تمیز باقی نرہے تو ضامن ہوگا اسلیے کہ یہ تصرف غیر مشروع ہے
تیسرا امر ربح (نفع) کے بیان مین پس ربح مین عامل کا حصہ اجرت کے سبب سے لازم نہین ہوتا بلکہ علی الاصح
شرط کی وجہ سے لازم ہوتا ہے اور مال ربح کا مشاع ہونا ضرور ہے (یعنی عامل و مالک کے مال ربح مین
علی سبیل الاشاعت شرکت ہوگی اور کسیکو ان دونون مین سے شی معین کے پانے کا استحقاق نہوگا)
پس اگر مالک مال عامل سے کہے کہ تم یہ مال مضاربت کے لیے باین شرط اخذ کرو کہ نفع مجھسے مخصوص ہوگا

توفاسد ہوجاویگا اور ممکن ہی کہ یہ عبارت باعتبار معنی عقد بضاعت (وہ مال جو کسیکو تجارت کرنے کے لیے باین شرط دیا جائے کہ ربح مالک کا مال رہے اور عامل کو اجرت عمل دیجائے) قرار دیا جاوے اور اس مین تردد ہی اور اسی طرح اوس صورت مین بھی تردد ہی کہ جب مالک مال ہتمام ربح کو فقط عامل کے لیے شرط کرے لکن اگر عامل سے کہے کہ یہ مال لیکر اسکے ساتھ تجارت کرو اور نفع میرا ہوگا تو یہ مال بضاعت ہوگا اور اگر اس صورت مین ربح کو عامل سے مخصوص کرے تو قراض ہوجاویگا اور اگر ان دونون مین سے کوئی شخص اپنے لیے کسی شی معین کی شرط کرے اور باقی مین ہم شریک رہنے کی شرط کرے تو عقد فاسد ہوجائیگا اسلیے کہ حصول زیادتی پر وثوق نہین ہی پس شرکت متحقق نہوگی اور اگر عامل سے کہے خذہ علی النصف (اس مال کو نصفا نصفی پر اخذ کرو) تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کہے خذہ علی ان الربح بیننا (اس مال کو باین شرط اخذ کرو کہ ربح ہمارے تمہارے درمیان مشترک رہی) تب بھی صحیح ہوگا اور ربح ان دونون مین مساوی تقسیم کیا جاویگا اور اگر کہے خذہ علی ان لک النصف (اس مال کو باین شرط اخذ کرو کہ تمہارے لیے نصف ربح ہو) تو صحیح ہوگا اور اگر فقط علی ان لی النصف (باین شرط کہ نصف ربح میرا ہو) کہے اور اسی پر اقتصار کرے تو صحیح نہوگا کیونکہ عامل کے لیے اس صورت مین کوئی حصہ معین نہین کیا اور اگر مالک مال نے غلام کے لیے بھی کوئی حصہ ربح کا اپنے اور عامل کے ساتھ شرط کرلے تو صحیح ہوگا خواہ غلام بھی کوئی عمل کرے یا نہ کرے اور اگر کسی اجنبی کے لیے شرط کرے اور وہ عامل بھی ہو تو شرط صحیح ہوگی اور اگر اجنبی عامل نہوگا تو فاسد ہوگی اور اس مقام پر ایک وجہ اور بھی ہی اور اگر عامل سے کہے کہ خُذْہُ قِرَاضًا وَلَکَ نِصْفُ رِبْحِہٖ (اس مال کو تم مضاربت کے لیے اخذ کرو اور تمکو نصف ربح دیا جاویگا) تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کہے ربح نِصْفِہٖ (تمکو نصف مال کا ربح دیا جاویگا) تب بھی صحیح ہوگا اور اگر دو شخصون سے کہے ضاربتکما بھذا المال ولکما النصف الربح (تم دونون کو مین نے یہ مال مضاربت کے لیے دیا اور تمکو

نصف ربح دیا جائیگا) تب بھی صحیح ہوگا اور ربح مین وہ دونون شریک مساوی رہینگے اور اگر
ان دونون مین سے ایک کے لیے زیادہ مقرر کرے تب بھی صحیح ہوگا اگرچہ دونون کا عمل مساوی ہو
اور اگر مالک اور عامل نصیب عامل کی مقدار مین اختلاف کرین تو مالک کا قول مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا
اور اگر مرض موت مین کسیکو کچھ مال مضاربت کے لیے دیوے اور عامل کے لیے کچھ ربح شرط کرے تو
عقد صحیح ہوگا اور عامل اپنے حصہ کا مالک ہوگا اور اگر عامل کہے کہ مجھکو فلان مقدار ربح کی حاصل ہوئی ہی
اور پھر عدول کرے تو یہ انکار مقبول نہوگا اور اسیطرح اگر غلطی کا مدعی ہو تب بھی دعوی اوسکا مقبول
نہوگا اور اگر کہے کہ فلان مقدار ربح حاصل ہوئی پھر خسارہ ہوگیا یا کہے کہ پھر ربح تلف ہوگیا تو
مقبول ہوگا اور عامل ظہور ربح کے بعد اپنے حصہ کا مالک ہوجاتا ہی اور اوسکی ملک ربح کی نقد ہونے پر موقوف نہین ہی

چوتھا امر لواحق کے بیان مین

اس مین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ عامل امین ہی پس جو مال بدون تفریط اور خیانت تلف ہوگا اوسکا ضامن نہوگا اور اوسکا قول تلف مین مقبول ہوگا اور آیا واپس
کرنے مین بھی اوسکا قول مقبول ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی اظہر یہ ہی کہ مقبول نہوگا دوسرا مسئلہ
جبکہ عامل اوس مملوک کو خرید کرے جو صاحب مال پر آزاد ہوجاوے (مثلاً مالک کے مان باپ یا اولاد ہون)
پس اگر اوسکی اجازت سے خرید کیا ہی تو صحیح ہی اور وہ مملوک آزاد ہوجاویگا پس اگر مال مضاربت
مین سے اوسکی قیمت ادا کرنے کے بعد کچھ مال فاضل رہیگا تو مضاربت پر باقی رہیگا اور اگر مال
مضاربت دینے کے بعد کچھ حصہ مملوک کا فاضل رہجاوے تو صاحب مال حصہ عامل کا قدر زائد مین ضامن ہوگا
لکن اس صورت مین عامل کو اجرت المثل کا دلوانا بیوجہ نہین ہی اور اگر بدون اجازت مالک عین مال
کے ساتھ خرید کیا ہی تو عقد باطل ہوگا اور اگر ذمہ پر خرید کیا ہی تو اوس مملوک کا مشتری عامل
سمجھا جائیگا اور اوسی کے ذمہ اوسکی قیمت لازم ہوگی ہان اگر مالک کا لفظاً ذکر کیا ہوگا تو یہ
عقد اوسکی طرف سے فضولی ہوگا اور اگر بدون لفظ مالک کی طرف سے خرید کرنیکا قصد کیا ہوگا

والوجه الاجرة وان كان بغير اذنه وكان الشراء بعين المال بطل وان كان في الذمة وقع الشراء للعامل +

توظاہر مین عامل مشتری ہوگا اور باطنا ہوگا اور مملوک آزاد ہوگا اور عامل کو کسی وجہ شرعی سے
اپنا تخلص کرنا ضرور ہوگا تیسرا مسئلہ اگر مالک مال عورت ہو اور عامل اوسکے شوہر کو خرید کرے اگر
اوسکی اجازت سے خرید کیا ہو تو نکاح باطل ہوگا اور اگر بدون اجازت خرید کیا ہو تو بعض علماء
نے فرمایا ہو کہ یہ خرید صحیح ہوگی اور بعض نے فرمایا ہو کہ باطل ہوگی اسلیے کہ اس مین عورت کا ضرر لازم
آتا ہو اور یہی قول اشبہ ہو چوتھا مسئلہ جبکہ عامل اپنے باپ کو خرید کرے اور اوسمین ربح ظاہر ہو
تو اوسمین جسقدر حصہ عامل کا ہوگا اوسیقدر وہ آزاد ہو جاویگا اور یہ مملوک باقی قیمت کے
ادا کرنے مین سعی کریگا خواہ عامل تنگدست ہو یا خوشحال - پانچوان مسئلہ جبکہ مالک مال عقد
مضاربت کو فسخ کرے تو عامل کو اوسکے عمل کی تا وقت فسخ اجرت المثل دلوائی جاویگی اور اگر
مال مضاربت مین کچھ اجناس موجود ہون تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ عامل کو بدون رضاے
مالک اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا اور عدم جواز بیوجہ نہین ہو اور اگر مالک مال اوسکو فروخت
کرنے پر مجبور کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ عامل پر اوس مال کا نقد کرنا واجب ہوگا لکن عدم
وجوب خالی از وجہ نہین ہو اور اگر مال مضاربت سلف ہو تو عامل پر اوسکی تیاری (جمع کرنا) کرکے بعد
حوالہ مالک کرنا واجب ہوگا اور اسی طرح اگر مالک مرجاوے اور مال مضاربت اجناس ہون تو
عامل کو اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا اگر وارث منع نہ کرے والا جائز نہوگا اور اس مین ایک
قول وہ بھی ہو چھٹا مسئلہ جبکہ عامل مال مضاربت کو کسی دوسرے شخص کو مضاربت کے لیے دیوے
پس اگر باجازت مالک دیا ہو اور ربح کو دوسرے عامل اور مالک کے لیے شرط کیا ہو تو صحیح ہوگا
اور اگر اپنے لیے شرط کیا ہو تو صحیح نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اسکا کوئی عمل نہین ہو اور اگر بدون
اوسکی اجازت کے واقع ہوا ہو تو دوسرا عقد مضاربت صحیح نہوگا پس اگر بدون اجازت واقع
ہوا اور ربح حاصل ہو تو نصف ربح مالک کو اور دوسرا نصف عامل اول کو دیا جاویگا اور عامل ثانی

کی اجرت المثل عامل اوّل پر لازم ہوگی و بعض علماء نے فرمایا ہی کہ دوسرا نصف بھی مالک ہی کو دیا جائیگا اسلیے
کہ عامل اول نے کوئی عمل نہین کیا او بعض نے کہا ہی کہ دوسرا نصف دونون عاملون پر تقسیم کیا جاویگا
اور عامل ثانی عامل اول سے نصف اجرت کا مطالبہ کریگا اور پہلا قول خوب ہی **ساتوان مسئلہ**
جب مالک مال کہے کہ مین نے عامل کو کچھ مال مضاربت کے لیے دیا ہی اور عامل انکار کرے پھر مدعی بیّنہ
قائم کرے اور عامل مال کے تلف ہو جانیکا مدعی ہو تو اوسپر ضمانت مال کا حکم کیا جاویگا اور اسیطرح اگر
کوئی شخص دعویٰ کرے کہ مین نے فلان شخص کے پاس اپنا مال ودیعت رکھا ہی تب بھی یہی حکم ہوگا لیکن
اگر عامل یہ جواب دے کہ مالک مال مجھسے کسی چیز کے پانے کا مستحق نہین ہی تو ضامن نہوگا **آٹھوان مسئلہ**
جبکہ کل یا بعض مال مضاربت اوسوقت تلف ہو جاوے کہ جب اوسمین خرید و فروخت کے ساتھ تصرف
ہو چکا ہو تو تلف شدہ مال ربح سے محسوب ہوگا اور اسیطرح اگر قبل تصرف تلف ہو جاوے تب بھی یہی
حکم رہیگا **نوان مسئلہ** جبکہ دو شخص اپنا مال مضاربت کے لیے ایک عامل کے حوالہ کرین اور اسکے
لیے نصف ربح دونون کی طرف سے شرط کرین اور دوسرے نصف مین باہم کم او زیادی کی شرط کرین
اور اصل مال مین دونون مساوی ہون تو یہ عقد فساد شرط کی وجہسے باطل ہوگا اور اسمین تردد بھی ہی
دسوان مسئلہ جبکہ عامل کسی غلام کو حصول ربح کی غرض سے نسیۃً خرید کرے اور قیمت اوسکی
عامل کے پاس بائع کو دینے سے پہلے بدون تفریط تلف ہو جاوے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ صاحب مال
پر اوسکی قیمت کا دینا لازم ہوگا اگرچہ مکرر ایسا اتفاق ہوا اور تمام مال قیمتِ مالک کا راس المال
شمار کیا جاویگا او بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اگر مالک نے نسیۃً خرید کرنے کی اجازت دی تھی تو یہی حکم
ہوگا جو مذکور ہوا ہی ورنہ باطل ہوگا او قیمت ان دونون مین سے کسی پر لازم نہوگی **گیارھوان**
مسئلہ جبکہ بقدر ربح نقد ہو جاوے اور اون دونون مین سے ایک شخص اوس مقدار کی قسمت
کی خواہش کرے پس اگر دونون راضی ہو جاوین تو قسمت صحیح ہوگی اور اگر مالک انکار کریگا تو

عليه اجرة المثل الثاني وقيل للمالك ايضا لان الاول لم يعمل وقيل بين العاملين ويرجع الثاني على الاول بنصف الاجرة والاول احسن السابعة اذا قال دفعت اليه مالا قراضا فانكر فاقام المالك بينة فادعى العامل التلف قضي عليه بالضمان وكذا الوديعة او غيرها من الامانات اما لو كان جوابه لا يستحق قبلي شيئا او ما اشبهه لم يضمن الثامنة اذا تلف مال القراض او بعضه بعد دورانه في التجارة احتسب التالف من الربح وكذا لو تلف قبل ذلك وفي هذا تردد التاسعة اذا قارض اثنان واحدا وشرطا له النصف منهما وتفاضلا في النصف الآخر مع التساوي في المال كان فاسدا لفساد الشرط وفيه تردد العاشرة اذا اشترى عبدا للقراض فتلف الثمن قبل القبض قيل يلزم صاحب المال ثمنه دائما ويكون الجميع راس ماله وقيل ان كان اذن له في الشراء في الذمة فكذلك والا كان باطلا ولم يلزم الثمن احدهما الحادية عشرة اذا نض قدر الربح فطلب احدهما القسمة فان اتفقا صح وان امتنع المالك

مجبور کیا جاویگا پس اگر قسمت کرین اور راس المال مالک کے پاس باقی رہے اور خسارہ ہو تو عامل پر مقدار ربح جو اوسکو پہونچی ہو اور مقدار خسارہ جو مالک کو حاصل ہوئی ان دونون مین سے جسکی مقدار کم ہوگی اوسکا مالک کے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور مالک اس مقدار کو راس المال مین محسوب کریگا **بارھوان مسئلہ** صاحب مال کو عامل سے مال قراض کا خرید کرنا صحیح نہین ہو اور اسیطرح عامل سے کسی زمین کا بدعوی شفعہ خرید کرنا بھی جائز نہین ہے اور اسیطرح کسی مال کا اپنے غلام خاص (جسکا کوئی جزء آزاد ہوا ہو) سے بھی خرید کرنا صحیح نہین ہو ہان اپنے غلام مکاتب سے خرید کرسکتا ہے **تیرھوان مسئلہ** جب کوئی مال مضاربت کے لیے کسی کے حوالہ کرے اور اوس سے بطور بضاعت (وہ امانت جسکا نفع مالک سے مخصوص ہو) دوسرے مال کے اخذ کرنے کی شرط کرلے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ شرط و عقد صحیح نہین ہو اسلیے کہ عامل مال قراض مین ایسا عمل نہین کرتا کہ جسکے سبب سے مستحق اجرت ہوا اور بعض نے فرمایا ہو کہ قراض (مضاربت) صحیح ہوگا اور دوسرے مال کی بضاعت رکھنے کی شرط باطل ہوگی اور اگر دونون کی صحت کے قائل ہون تو خوب ہو **چودھوان مسئلہ** جبکہ مال قراض سو دینار ہون اور اوسمین دس دینار کا خسارہ ہوا اور مالک بعد خسارہ دس دینار عامل سے اخذ کرے پھر عامل ان سو دینار مین عمل کرکے کچھ ربح حاصل کرے تو راس المال ایک تسع (نوان حصہ) کم نواسی دینار قرار پاوینگے اسلیے کہ دس دینار جو عامل سے لیے گئے ہین راس المال مین محسوب ہونگے پس اس صورت مین مال مالک نوّے دینار ہونگے پس جبکہ مقدار خسارہ یعنے دس دینار نوّے پر تقسیم کیے جاوین تو حصہ اون دس دیناروں کا جو عامل سے لیے گئے تھے ایک دینار اور ایک تسع ہوگا جو راس المال سے وضع کیا جاویگا **پندرھوان مسئلہ** مضارب (عامل) کو کسی کنیز سے جو مال مضاربت سے خرید کی ہو وطی کرنا جائز نہین ہو اگرچہ مالک نے اجازت بھی دی ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اجازت حاصل ہونے کی حالت مین جائز ہو

لا یشتریہ من عبدہ القن وکذا الشفعۃ ولان یاخذہ بالشفعۃ وکذا من مال القراض العامل بشیئ رب المال من لا بعضہ ان یشتری الثانیۃ عشرۃ احتساب لمالکہ اخذ الامرین و بعہ عشر و رد العامل ونقص راس المال فان اقتسما

من المکاتب الثالثۃ عشر اذا دفع مالا قراضا وشرط ان یاخذ لہ بضاعۃ قیل لا یصح لان العامل فی القراض لا یعمل عملا یستحق علیہ اجرا وقیل یصح القراض ویبطل الشرط ولو قیل بصحتہما کان حسنا الرابعۃ عشر اذا کان مال القراض مائۃ فخسر عشرۃ واخذ المالک عشرۃ ثم عمل بہا الساعی فربح کان راس المال تسعۃ وثمانین الا تسعا لان الماخوذ محسوب من راس المال فہو کالموجود فاذا المال فی تقدیر تسعین فاذا قسم الخسران وہو عشرۃ علی تسعین کانت حصۃ العشرۃ الماخوذۃ دینارا وتسعا فیوضع ذلک من راس المال الخامسۃ عشر لا یجوز للمضارب ان یشتری جاریۃ یطأہا وان اذن لہ المالک وقیل یجوز مع الاذن

ربح ہوگی اسی نسبت سے مقدار ربح میں سے حصہ عامل کا خرچ کیا جاۓ گا جیسا کہ صورت مذکورہ میں کیا گیا پس پورا سی دینار کا استحقاق مالک کو ہوگا بلا کمی یہ عامل کا حق ہوگا ۱۲

متعلقات کتاب المضاربۃ

لکن اگر بعد خریدنے کے مالک اوس کنیز کو عامل کے لیے حلال کر دے تو صحیح ہی **سوطہون مسئلہ** جبکہ عامل مر جاوے اور اوسکے پاس کئی شخصون کا مال مضاربت موجود ہو پس اگر اونمین سے کسی کا عین مال موجود ہو تو وہ اوسی کو دیا جاویگا اور اگر کسی کا عین مال موجود نہو تو وہ سب اوس مال مین حصہ سے شریک ہونگے اور اگر اوس مال کا مال مضاربت ہونا معلوم نہو تو اوسپر میراث کا حکم کیا جاویگا

کتاب المزارعۃ والمساقات

مزارعۃ وہ معاملہ ہی جو زمین پر اوسکے حاصل مین سے کسی حصہ معینہ کے ساتھ تا مدت معلومہ کیا جاتا ہی اور عبارت اوسکی ذَارَعْتُكَ (یعنی مین تجھکو یہ زمین مزارعت کے لیے دی) یا ازرع ھذہ الارض (تو اس زمین پر زراعت کر) یا سلّمتها الیك (مین نے یہ زمین تیرے سپرد کی) مُدَّۃً مَعْلُومَۃً بحصّۃ معینۃ من حاصلها (اور اوسکے حاصل مین سے فلان حصہ تا فلان مدت مقرر کیا) ہی اور اسیطرح جو عبارت اس مقصود پر دلالت کرتی ہو کافی ہو گی اور مزارعت عقد لازم ہی اور با ہم اقالہ کرنے کے بدون فسخ نہین ہوتا اور احد المتعاقدین کے مرجانے سے باطل نہین ہوتا اور اس مقام پر اس عقد کے شروط اور احکام مین کلام کیا جاتا ہی پس یہان دو امر ہین **امر اوّل** شروط کے بیان مین وہ تین ہین **پہلی شرط** مجموع نماء (زیادتی) کا متعاقدین مین بالاشاعت مشترک ہونا خواہ مساوی شریک ہون یا بکمی و زیادتی پس اگر اون دونون مین سے ایک شخص نماء کو اپنے لیے شرط کریگا تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے پہلے ہر ایک شخص ایک قسم زراعت کے ساتھ مخصوص ہوگا تب بھی صحیح نہوگا مثلاً ایک شخص مقدم زراعت کی اور دوسرا مؤخر زراعت کی شرط کرے یا ایک شخص اوس زراعت کی شرط کرے جو چھوٹی نہرونپر ہے اور دوسرا شخص اوس زراعت کی شرط کرے جو دوسرے مقاما پر ہے تو اس صورت مین بھی شرط صحیح نہوگی اور اگر ایک شخص حاصل مین سے اپنے لیے کسی مقدار معین کی شرط کرے اور اوس مقدار سے زاید مین دونون شریک رہین

تب بھی یہ شرط صحیح نہوگی اسلیے کہ زیادتی کے حاصل نہونیکا بھی احتمال ہے لیکن اگر اون دونون مین سے
ایک شخص اپنے لیے دوسرے پر علاوہ حصۂ معینہ کے کسی ایسی شی کی ضمانت شرط کرے جو حاصل مین
سے نہو (جیسے طلا و نقرہ) تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ شرط صحیح ہوگی و بعض نے فرمایا ہے کہ باطل
ہوگی اور پہلا قول اشبہ اور موافق اصول و قواعد ہے اور زمین کا زراعت کے لیے
اوس گیہون اور جو کے عوض مین اجارہ دینا مکروہ ہے جو اوسی سے پیدا ہو لیکن عدم جواز اسکا
اشبہ ہے اور اسیطرح زمین کا اوس مال سے زاید کے ساتھ اجارہ دینا بھی مکروہ ہے جسپر اوسکو
اجارہ لیا ہے اور قول بعدم جواز اشبہ ہے ہان اگر اوس زمین مین کوئی تصرف کیا ہو یا اوس
مال کے غیر جنس کے ساتھ زمین کو باجارہ دے تو صحیح ہوگا **دوسری شرط** تعیین مدت ہے
پس مدت کا ایام اور ماہ و سال وغیرہ کے ساتھ معین کرنا صحیح ہے اور اگر بدون ذکر مدت کے
فقط مال مزروعہ (وہ مال جسکے ساتھ زراعت کیجائے) کی تعیین پر اقتصار کیا جائے تو اسمین
دو وجہین ہین ایک یہ کہ عقد صحیح ہوگا اسلیے کہ ہر زراعت کے لیے ایک مدت فی نفسہ باعتبار عادت
کے معین ہے پس اوسی پر بنا کیجائیگی جسطرح مضاربت مین کیا جاتا ہے دوسرے یہ کہ عقد باطل ہوگا
اسلیے کہ مزارعت مثل اجارہ کے عقد لازم ہے پس اسمین مدت کا معین کرنا شرط ہوگا تاکہ
نقصان سے برائت ہو جاوے اسلیے کہ مدت زراعت منضبط نہین ہے اور یہی قول اشبہ ہے
اور اگر مدت معینہ گذر جائے اور زراعت باقی رہے تو مالک کو علی الاشبہ اوسکے زایل کرنیکا
اختیار ہوگا خواہ کوئی سبب زارع (زراعت کرنے والا) کی طرف سے حادث ہو جیسے تفریط یا کوئی
سبب منجانب اللہ ہوا ہو جیسے پانی کا تاخیر سے برسنا یا ہوا کا متغیر ہونا اور اگر دونون اوس
زراعت کے باقی رکھنے پر اتفاق کریں تو جائز ہوگا خواہ بعوض اتفاق ہوا ہو یا بدون عوض لیکن
اگر مالک زمین کسی عوض معین کو شرط کریگا تو اوسکے لزوم مین مدت زایدہ کے معین کرنے کی احتیاج ہوگی

اور اگر عقد مزارعت مین تاخیر زراعت شرط ہو کہ اگر مدتِ معینہ کے بعد زراعت باقی رہے اوتا تاخیر کیجائے تو بنابر اوس قول کے یہ عقد باطل ہوگا جس مین مدت کا معین کرنا شرط ہی اور اگر زراعت مدتِ معینہ کے گذر جانے تک ترک کیجائے تو زارع پر اجرت المثل لازم ہوگی اور اگر اوس زمین کو باجارہ لیا تھا تو اجرتِ معینہ لازم ہوگی **تیسری شرط** جس زمین پر کہ زراعت کیجائے اوسکا ممکن الانتفاع ہونا شرط ہی باین معنی کہ اوسکے لیے کوئی پانی معین ہو خواہ کسی نہر سے خواہ کنوین یا چشمہ یا کسی ایسے مقام سے ہو جہان بارش کا پانی جمع رہتا ہی پس اگر اثنائے مدت مین پانی منقطع ہو جائے تو مزارع (عامل) کو اختیار فسخ حاصل ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین زمین سے انتفاع ممکن نہین ہو سکتا یہ کلام اوس صورت مین ہی کہ جب اوس زمین پر عقد مزارعت واقع ہو یا زارع (عامل) نے اوسکو زراعت کے لیے باجارہ لیا ہو پس اس صورت مین جتنی مدت کہ گذر گئی ہی اوسکی اجرت زارع پر واجب ہوگی اور جتنی مدت کہ باقی ہے اوسکے مقابل جتنی اجرت ہوگی وہ اوسکو واپس لیگا جبکہ عقد مزارعت بدون کسی قید کے واقع ہو اور کسی خاص مال کی زراعت معین نہو تو مزارع کو اختیار حاصل ہوگا جس مال کے ساتھ چاہے زراعت کرے اور اگر صاحب زمین کسی خاص مال کے ساتھ زراعت کرنے کی تعیین کریگا تو اوسی پر اقتصار واجب ہوگا اور تعدی جائز نہوگی اور اگر مزارع اس حالت مین عدول کر کے کسی ایسے مال کے ساتھ زراعت کرے جسمین ضرر زاید ہو تو مالک زمین کو مزارع سے اجرت المثل یا اجرت معینہ کا مع ارش مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور اگر ایسے مال کے ساتھ زراعت کرے جسمین ضرر کم ہو تو جائز ہوگا اور اگر زمین پر عقد مزارعت واقع ہو یا زراعت کے لیے باجارہ دی ہو اور اوس زمین کے لیے پانی نہو اور مزارع جانتا ہو تو اوسکو اختیار فسخ حاصل نہوگا اور اگر نجانتا ہو تو اوسکو فسخ عقد کا اختیار حاصل ہوگا لیکن اگر زمین کو بدون کسی قید کے باجارہ لے اور شرط زراعت نکرے تو پانی نہونے کی صورت مین عقد باطل نہوگا کیونکہ اوس زمین سے

اپنے کو اوسنے خود اوسکے ضرر پر اقدام کیا ہو

علاوہ زراعت کے اوسے انتفاع ممکن ہو اور اسیطرح اگر زمین کو بشرط زراعت اجارہ لے اور وہ زمین

ایسے بلاد مین واقع ہو جہان غالباً بارش ہوتی ہو اور اتفاقاً پانی منقطع ہو جاوے تب بھی عقد

باطل نہوگا اور اگر ایسی زمین کو بغرض زراعت اجارہ لے کہ جبمین بوقت زراعت پانی پیدا ہوتا

ہو (بلکہ اوسپر سیلاب چڑھا رہتا ہو) تو عقد مزارعت جائز نہوگا کیونکہ اس صورت مین زمین سے انتفاع

ممکن نہین ہو اور اگر مستاجر (اجارہ لینے والا) راضی ہو جاوے تو جائز ہوگا لیکن اگر اس صورت مین

بھی عدم جواز کے قائل ہون تو خوب ہو کیونکہ اس صورت مین محل انتفاع مجہول رہتا ہو اور اگر پانی

اتنا قلیل ہو کہ باوجود اوسکے بعض زراعت ممکن ہو تب بھی جائز ہوگا اور اگر پانی اوس زمین سے

رفتہ رفتہ دور ہوتا ہو تو صحیح نہوگا اسلیے کہ وقت انتفاع مجہول رہتا ہو اور اگر زمین کے اجارہ مین

درخت لگانے اور زراعت کرنے کی شرط کرے تو ہر ایک کے مقدار معین کرنے کی احتیاج ہوگی اسلیے

کہ ان دونون کے ضرر مین تفاوت ہوتا ہو اور اسیطرح اگر زمین کو دو قسم کی زراعت یا دو قسم کے درخت

لگانے کے لیے اجارہ لے اور دونون کا ضرر مختلف ہو تب بھی ہر ایک کی مقدار کا معین کرنا

ضرور ہوگا **تفریع** جبکہ کسی زمین کو مدت معینہ تک ایسا درخت لگانے کے لیے اجارہ لے

جو غالباً اوس مدت کے بعد تک باقی رہتا ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مالک زمین پر اوسکا

باقی رکھنا یا اوسکا دور کرنا اور ارش کا دینا واجب ہوگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ مالک کو

بدون ارش اوسکے دور کرنے کا اختیار حاصل ہوگا جسطرح کہ بعد مدت معینہ کے درخت

لگانے کی صورت مین حاصل ہوتا ہو لیکن پہلا قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہو **امر دوم**

احکام مزارعت کے بیان مین پس وہ چند مسئلون پر مشتمل ہو **پہلا مسئلہ**

جبکہ ایک شخص کی فقط زمین ہو اور دوسرے شخص کا بیج اور عمل اور عوامل (عمل کرنیوالے) ہون

تو عقد بلفظ مزارعت صحیح ہو اور اسیطرح اگر ایک شخص کی زمین اور بیج ہو اور دوسرے

شخص کا عمل ہو یا ایک شخص کی زمین اور عمل ہو اور دوسرے کا بیج تب بھی صحیح ہی اسلیے کہ عقد مزارعت کی مطلقًا (بدون کسی قید کے) اجازت حاصل ہی اور صورت مذکورہ مین عقد کا بلفظ اجارہ واقع کرنا صحیح نہین ہی اسلیے کہ عوض مجہول رہتا ہی جو عقد اجارہ مین جائز نہین ہے لیکن اگر مال معلوم کے مقابل زمین باجارہ دیجائے تو جائز ہوگا خواہ وہ مال ذمہ پر ہو یا معین ہو بشرطیکہ اوس زمین کا ہو **دوسرا مسئلہ** جبکہ مالکِ زمین اور مزارع (عامل) مدت کے کم یا زاید ہونے مین نزاع کرین تو اوس شخص کا قول مع قسم مقبول ہوگا جو زیادتی کا انکار کرتا ہی اور اسیطرح اگر مقدار حصہ مین اختلاف کرین (باین معنی کہ مالکِ زمین اوسکی قلت کا اور عامل اوسکی زیادتی کا مدعی ہو) تو اوس شخص کا قول معتبر ہوگا جسکا بیج ہی (خواہ صاحبِ زمین ہو یا عامل) پس اگر ان دونون مین سے ہر ایک شخص بیّنہ (دو عادلون کی شہادت) قائم کرے تو عامل کے بیّنہ کو ترجیح دیجائیگی اور بعض علمار نے فرمایا ہو کہ اس صورت مین دونون شخص قرعہ کی طرف رجوع کرینگے اور پہلا قول اشبہ ہی **تیسرا مسئلہ** اگر صاحب زمین اور عامل اختلاف کرین پس عامل کہے کہ تو نے زمین مجھکو بعاریت دی ہی اور مالک اسکا انکار کرے اور عامل سے حصہ یا اجرت کا مطالبہ کرے اور کوئی بیّنہ نہو تو صاحب زمین کا قول معتبر ہوگا اور زارع سے نفی مزارعت یا اجارہ پر قسم لینے کے بعد مالک کو اجرۃ المثل دلوائی جائیگی اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ قرعہ ڈالا جائیگا لیکن پہلا قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور اس صورت مین زارع کو اپنی زراعت کا کاٹنے کے وقت تک باقی رکھنا جائز ہوگا اسلیے کہ اوسکو اس زمین مین زراعت کرنے کی اجازت مالک زمین سے حاصل ہی لیکن اگر صاحب زمین زارع سے کہے کہ تو نے میری زمین کو غصب کیا ہی تو مالک کو بعد قسم اوس زراعت کے زائل کرنے اور اجرۃ المثل کے مطالبہ کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر زمین مین کوئی عیب حادث ہوگا تو مالک کو زارع سے اوسکی ارش کا مطالبہ بھی جائز ہوگا اور

الحاشیہ: من الاخر العمل او کان من احدهما الارض والعمل ومن الاخر البذر لاطلاق الاذن فی المزارعۃ ولو کان بلفظ الاجارۃ لم یصح لجہالۃ العوض اما لو اجرہ بمال معلوم مضمون فی الذمۃ او معین من غیر الارض جاز ... فالقول قول منکر الزیادۃ مع یمینہ ولو اختلفا فی قدر الحصۃ فالقول قول صاحب البذر ... ولو اقام کل منہما بیّنۃ قدمت بیّنۃ العامل وقیل یستعمل القرعۃ والاول اشبہ الثالثۃ لو اختلفا فقال الزارع اعرتنیہا وانکر المالک وادعی الحصۃ او الاجرۃ ولا بیّنۃ فالقول قول صاحب الارض وتثبت له اجرۃ المثل مع یمین الزارع وقیل یستعمل القرعۃ والاول اشبہ ... للزارع التبقیۃ لانہ ماذون فیہ اما لو قال غصبتنیہا حلف وکان له ازالتہ والمطالبۃ باجرۃ المثل وارش الارض ان عابت

اسیطرح جو گڈھے زمین مین زراعت کے دُور کرنے سے پیدا ہونگے غاصب اونکی مرمت کرانا صحیح ہوگا چوتھا مسئلہ مزارع کو کسی دوسرکا زراعت مین شریک کرلینا یا اوس زمین کو بغرض زراعت کسی دوسرکو دینا بھی جائز ہو اور اسمین مالک کی اجازت ضرور نہین ہو لیکن اگر مالک نے مزارع سے اوسی کے زراعت کرنے کی شرط کی ہو تو اوس شرط پر عمل کرنا لازم ہوگا اور بدون اوسکی اجازت کے کسی شخص کا شریک کرنا جائز نہوگا پانچوان مسئلہ زمین کا خراج اور اوسکے مصارف صاحب زمین کے ذمہ ہونگے اگر زارع سے متعلق ہونے کی شرط نہ کی ہو والا زارع کے ذمہ ہونگے چھٹا مسئلہ جس مقام پر کہ عقد مزارعت کے بطلان کا حکم کیا جائیگا صاحب زمین کو اوس صورت مین اجرة المثل دلوائی جائیگی ساتوان مسئلہ صاحب زمین کو زارع پر اپنا حصہ تخمین کے ساتھ معین کرنا جائز ہو اور زارع کو اوسکے قبول کرنے اور انکار کرنے کا اختیار ہو پس اگر قبول کرے تو استقرار اسکا سلامت و بقاء زراعت کے ساتھ مشروط ہوگا پس اگر زراعت کسی آفت ارضیہ یا سماویہ سے تلف ہو جائیگی تو زارع پر کچھ واجب نہوگا اور مساقات وہ معاملہ ہو جو اُصول ثابتہ پر اونکے ثمرون سے کسی حصہ معین کے ساتھ کیا جاتا ہو اور اسمین چند فصلین ہین پہلی فصل عقد کے بیان مین اور صیغہ ایجاب سَاقَیْتُکَ یَا عَامَلْتُکَ یَا سَلَّمْتُ اِلَیْکَ ہو اور اسیطرح جو لفظ اس معنی پر دلالت کریگا کافی ہوگا اور یہ عقد بھی مثل اجارہ کے لازم ہو اور قبل ظہور ثمر صحیح ہو اور آیا بعد ظہور ثمر بھی صحیح ہو یا نہین اسمین تردد ہو اظہر جواز ہو بشرطیکہ عامل کو کچھ عمل کرنیکا موقع باقی ہو جسکی وجہ سے اوسکا ثمر زائد ہو سکتا ہو اگرچہ کم ہو اور یہ عقد مساقی (وہ شخص جو اپنے اُصول کو مساقات کے لیے عامل کے حوالہ کرتا ہو) کے مرنے سے باطل نہین ہوتا اور اسیطرح عامل کے مرنے سے بھی علی لاشبہ باطل نہین ہوتا ہو دوسری فصل اون اشیاء کے بیان مین جنپر عقد مساقات

واقع ہوتا ہی یہ جب اصل کا ثابت ہوا اور اوسکے ثمر سے باوجود اوسکے باقی رہنے کے نفع حاصل ہوسکتا ہوا اوسپر یہ عقد واقع ہوسکتا ہی پس درخت خرمہ و انگور پر مساقات کرنا صحیح ہی اوسیطرح باقی میوون کے درختون پر بھی جائز ہی اور آیا جو درخت بے ثمر ہوا اوسکے پتون سے نفع حاصل ہوتا ہو جیسے شہتوت اور مہندی پر بھی مساقات جائز ہی یا نہین اس مین تردد ہی اور اگر کسی ایسے درخت پر مساقات کیجائے جو زمین مین ثابت نہو تو صحیح نہوگی تا کہ محل اتفاق پر اقتصار رہے اور اگر کسی تازہ درخت یا ایسے پودہ پر مساقات کیجائے جسکے امثال اور اوسکے ہم مثل درخت غالبًا ایک مدت معینہ تک بارآور ہوتے ہین تو صحیح ہوگی اگرچہ اوس مدت مین اتفاقًا بارآور نہ بھی ہون اور اگر وہ مدت معینہ اسکے بارآور ہونے کے زمانہ سے کم ہو یا اوس کے بارآور ہونے اور نہونے کا مساوی احتمال ہو تو صحیح نہوگی **تیسری فصل** مدت کے بیان مین پس مدت مساقات مین دو شرطون کا اعتبار ہی اول یہ کہ وہ مدت ایسے زمانے کے ساتھ محدود ہو جسمین احتمال زیادتی و نقصان نہو دوم یہ کہ اوس مدت مین عادۃً ثمر حاصل ہوتا ہو **چوتھی فصل** عمل کے بیان مین جس وقت کہ عقد مساقات مین کسی عمل کی تعیین ہو تو عامل کو ایسا عمل کرنا لازم ہوگا جس سے ثمر کی زیادتی مقصود ہو جیسے بعض شاخون کا کہ ثمر کی اصلاح کے لیے کاٹ دینا اور اون گڑھون کی اصلاح کرنا جن مین اصول درخت کے لیے پانی ٹھہرتا ہو اور اوس گھاس کا دُور کرنا جو اصول کے لیے مضر ہو اور شاخون کا ہموار اور درست کرنا اور پانی دینا اور درخت خرمہ کی تابیر کرنا او رنشتر آبکش سے عمل کرنا اور اون شاخون اور پتون کا دُور کرنا جو ثمر کے لیے مضر ہون اور موافق عادت کے ثمر کا پختہ ہو جانے کے بعد توڑنا اور اوس مکان کا درست کرنا جس مین ثمر خشک کیا جاتا ہی اور اوسکی طرف ثمر منتقل کرنا اور اوسکا محفوظ رکھنا اور اسیطرح مالک اصول کو دیوار کا بنانا اور اون اشیاء کا فراہم کرنا لازم ہوگا جنسے درختون مین پانی پہونچایا جاتا ہی جیسے چرخ اور چرسا اور ڈول کا بنوانا اور اوس کا درست

کرانا جب سے درخت خرمے کی تابیر کیجاتی ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ یہ عامل پر لازم ہوگا اسلیے کہ یہ وہ عمل ہو جس سے ثمر کی زیادتی متصور ہو اور یہ قول خوب ہو اور اگر مالکِ اصول ان امور مین سے بعض کے عامل سے متعلق رہنے کی شرط کرے تو صحیح ہوگی اور اوسکا معلوم ہونا ضرور ہو اور اگر عامل اپنے عمل کو مالک سے متعلق رہنے کی شرط کرے تو مساقات باطل ہوگی اسلیے کہ عامل کو بدون عمل حصہ پانے کا استحقاق نہین ہوسکتا اور اگر عامل بعض اعمال کو بجالائے اور بعض کو مالک سے متعلق کرے اور اوسکے مقابل فائدہ مین سے کوئی حصہ مالک کو دے اور بعض اعمال کے مالک سے بدون عوض متعلق ہونے کی شرط کرے تو جائز ہوگا اور اگر عامل کے ساتھ غلام مالک کے عمل کرنے کی بھی شرط کیجائے تو جائز ہوگی اسلیے کہ یہ شرط ایک مال کے دوسرے مال مین شامل کرنے کی مثل ہو لیکن اگر یہ شرط ہوجائے کہ مالک کا غلام عامل کے مالِ مخصوص مین عمل کرے تو جائز ہوگی اور اسمین تردد ہو اور جواز اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور اسیطرح اگر مالک پر اجرا و آب کی اجرت شرط کیجائے یا عاملون کی اجرت دونون کے مال مین سے خارج ہونے کی شرط کیجائے تب بھی یہی حکم ہوگا پانچوین فصل فائدہ کے بیان مین عامل کے لیے فائدہ مین سے کسی جزء مشاع (غیر ممتاز جیسے نصف و ثلث و ربع وغیرہ) کا معین ہونا ضرور ہو پس اگر حصہ کا ذکر نہوگا تو مساقات باطل ہوگی اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے ایک شخص تنہا اپنے لیے ثمر کی شرط کریگا تب بھی مساقات صحیح نہوگی اور اسیطرح اگر انمین سے ایک شخص کے لیے کسی شی معین کی اور باقی مین دونون کے شریک ہونے کی شرط کیجائے تب بھی صحیح نہوگی اور اسیطرح اگر مالک اصول تنہا اپنے لیے کچھ ارطال معینہ شرط کرے اور عامل کے لیے باقی کو شرط کرے یا اسکے برعکس کرے تب بھی صحیح نہوگی اور اسیطرح اگر اپنے لیے بعض درختون کے حصہ کو شرط کرے اور دوسرے کے لیے باقی درختون کے حصہ کو شرط کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور ہر نوع درخت مین سے ایسا حصہ مقرر کرنا جو دوسرے نوع کے حصہ کا مخالف ہو جائز ہو

بشرطیکہ عامل کو ہر نوع کی مقدار معلوم ہو اور اگر حصۂ نماء کے ساتھ اصل مین سے بھی کسی حصہ کی شرط کیجاے تو صحیح نہوگی اسلیے کہ بمقتضائے مساقات حصۂ فائدہ مقرر کرنا ضرور ہو اور اسمین تردد ہو اور اگر نصف فائدہ پر باین شرط مساقات واقع ہو کہ شتر آبکش سے پانی دیا جائے اور ثلث فائدہ پر باین شرط واقع ہو کہ آب رواں سے پانی دیا جائے تو باطل ہوگی کیونکہ اس صورت مین حصہ معین نہین ہوا ہو اور اسمین تردد ہو اور مالک زمین کا عامل سے حصہ کے ساتھ کچھ سونے یا چاندی کی شرط کرنا مکروہ ہو لکن اگر شرط ہو جائے تو وفا اوسپر واجب ہوگی اور اگر ثمرہ تلف ہو جائے تو وفا لازم نہوگی

چھٹی فصل احکام مساقات کے بیان مین

اور وہ چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جس مقام پر عقد مساقات باطل ہوگا عامل کو اجرۃ المثل ملے اور مالک اصل کو ثمر کے پانیکا استحقاق ہوگا - **دوسرا مسئلہ** جبکہ کسی شخص کو عمل کے لیے ثمرہ مین سے کسی حصۂ معینہ کے ساتھ بعد بدو صلاح اجیر کرے تو جائز ہوگا اور اگر بعد ظہور ثمر اور قبل بدو صلاح بشرط قطع کل ثمر کے ساتھ اجیر کرے تب بھی صحیح ہوگا اور اگر بعض ثمر کے ساتھ اجیر کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ اس صورت مین تسلیم ثمر دشوار ہو لکن جواز بوجہ نہین ہو **تیسرا مسئلہ** جبکہ مالک اصول عامل سے کہے سَاقَیتُکَ عَلیٰ ھٰذَا البُستَانِ بِکَذَا عَلیٰ اَن اُسَاقِیَکَ عَلیٰ الآخَرِ بِکَذَا (مین نے تجھسے اس باغ پر فلان حصہ کے مقابل باین شرط مساقات واقع کی کہ فلان باغ پر تجھسے فلان حصہ کے مقابل مساقات واقع کرونگا) تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مساقات باطل ہوگی لکن جواز اشبہ ہو **چوتھا مسئلہ** اگر مالک اصول دو شخص ہون اور وہ دونون ایک شخص سے عقد مساقات واقع کرین اور ایک حصہ کا نصف اور دوسرے کے حصہ کا ثلث عامل کے لیے مقرر کیا جائے تو صحیح ہوگا بشرطیکہ عامل کو ہر ایک کے حصہ کی مقدار معلوم ہو اور اگر جاہل ہو تو مساقات باطل ہوگی اسلیے کہ حصہ مجہول رہتا ہو **پانچوان مسئلہ** اگر عامل بھاگ جائے

الخامسۃ اذا ھرب العامل

تو مساقات باطل ہوگی پس اگر اوسکی طرف سے کوئی شخص عمل کرنے کو موجود ہو یا حاکم شرع مالک
اصول کو بیت المال سے از طرف عامل اجیر مقرر کرنے کیلئے مال عطا کرے تو اختیار فسخ حاصل ہوگا
والا مالک کو فسخ عقد کا اختیار ہوگا اسلیے کہ عمل دشوار ہے اور اگر فسخ نکرے اور حاکم شرع تک پہونچنا
دشوار ہو تو مالک کو عامل کیطرف سے کسی شخص کا شہادت دلانے کے بعد اجیر مقرر کرنا جائز ہوگا اور جتنا
مال کہ اجیر کے مقرر کرنے میں مالک کا صرف ہوگا اوسکا مطالبہ عامل سے کریگا اور اسمین تردد ہے اور
اگر بدون شہادت اجیر رکھیگا تو مطالبہ نہ کریگا چھٹا مسئلہ جبکہ مالک اصول عامل کی خیانت یا
سرقہ یا مال کے تلف کرنے یا اوسکی تفریط سے مال کے تلف ہونیکا دعوی کرے اور عامل انکار کرے
تو اوسی کا قول مع قسم کے مقبول ہوگا اور جبکہ بینہ وغیرہ سے عامل کی خیانت ثابت ہو جائے
تو آیا اوسکا قبضہ اوٹھادیا جائیگا یا اصل ثمر میں سے کوئی شخص اوسکے ساتھ اجیر کرکے چھوڑا جائیگا
اسمین تردد ہے لیکن عامل کا قبضہ اوسکے ثمر سے برطرف ہونا جو اوسکا حصہ ہے بیوجہ نہیں ہے اور
مالک کو اوسکے باقی ثمر سے اوسکے قبضہ کا برطرف کرنا صحیح ہے اور اگر مالک کسی شخص امین
کو اوسکے ساتھ مقرر کرے تو اجرت اوسکی فقط مالک ہی پر لازم ہوگی **ساتواں مسئلہ**
جبکہ عقد مساقات کے بعد اصول کا ملک غیر ہونا ثابت ہو تو عقد باطل ہوگا اور ثمرہ اصل مالک کا
حق ہوگا اور عامل کی اجرت مساقی (وہ شخص جس نے مساقات واقع کی تھی) پر لازم ہوگی نہ اصل مالک پر اور اگر عامل اور
مساقی ثمر کو باہم تقسیم کریں بعد اوسکے وہ ثمر تلف ہو جاوے تو اصل مالک کو غاصب سے کل ثمر کا مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور
غاصب کو عامل سے اوسکے ثمر کا مطالبہ صحیح ہوگا جو اوسکو پہونچا ہے اور غاصب پر عامل کے عمل کی اجرۃ المثل لازم ہوگی اور
اصل مالک کو ہر ایک سے اوسکے ثمر کا مطالبہ کرنا بھی صحیح ہے جو اوسکو حاصل ہوا ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ
اصل مالک کو فقط عامل سے کل ثمر کا مطالبہ کرنا بھی صحیح ہے اسلیے کہ اوسکا قبضہ عدوان (مال
غیر پر بلا وجہ شرعی قبضہ کرنا) کے ساتھ تھا اور پہلا قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہے ہاں اگر عامل کو

اون اصول کے ملک غیر ہونیکا علم ہو تو اوس سے کل ثمر کا مطالبہ بھی صحیح ہوگا **آٹھوان مسئلہ** عامل کو کسی دوسرے شخص سے مساقات کرنا جائز نہین ہی اسلیے کہ مساقات اون اصول پر صحیح ہوتی ہی جو خود مساقی کی مملوک ہون **نوان مسئلہ** زمین کا خراج مالک سے متعلق ہوگا لکن اگر تنہا عامل سے یا دونون سے متعلق ہونے کی شرط ہو جائے تو وفا اوسپر لازم ہوگی **دسوان مسئلہ** فائدہ ظاہر ہونے کے بعد عامل اور مالک اصول کا مملوک ہوتا ہی اور اوسمین ہر ایک پر زکوۃ واجب ہوتی ہی بشرطیکہ نصیب ہر ایک کا بقدر نصاب زکوۃ ہو **تتمہ** جبکہ مالک اپنی زمین کسی شخص کو درخت لگانے کے لیے حوالہ کرے اور جو درخت کہ پیدا ہون اونمین دونون کے شریک ہونے کی شرط ہو جائے تو یہ مغارسہ باطل ہوگا اور درخت فقط اوسکے مالک کا مال ہوگا اور صاحب زمین کو اوسکے دور کرنے کا اختیار ہوگا اور جتنا نقصان کہ اوس درخت کی وجہ سے زمین کا ہوگا اوسکا مطالبہ مالک درخت سے کیا جائیگا اور صاحب زمین پر مالک درخت کو اوس نقصان کے ارش (قدر تفاوت) کا دینا جو درخت کے اوکھاڑنے سے حاصل ہوا ہی واجب ہوگا اور اگر صاحب زمین مالک درخت کو قیمت دینی چاہے تو اوسپر جبر نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر مالک درخت مالک زمین کو اجرت دینی چاہے تو اوسپر درختون کے باقی رکھنے مین جبر نہ کیا جائیگا۔

کتاب الودیعۃ اس کتاب مین تین امر قابل بیان ہین **پہلا امر** ودیعۃ وہ عقد ہی جسمین حفظ مال کے لیے نائب مقرر کیا جاتا ہی اسمین بھی مثل دیگر عقود کے ایجاب وقبول کی احتیاج ہی اور اس عقد مین جو عبارت کہ معنی ودیعت پر دلالت کریگی کافی ہوگی اور قبول مین وہ فعل کافی ہی جو رضا پر دلالت کرے اور اگر مال ودیعت کسیکے پاس رکھدیا جائے تو اوسپر اوسوقت تک حفاظت لازم نہوگی جبتک کہ وہ قبول نہ کرے اور اسیطرح اگر قبضہ کرنے کے لیے اوسپر جبر کیا جائے تب بھی وہ مال ودیعۃ نہوگا اور اگر اوسکے حفظ نہ کرنے سے تلف ہو جائیگا تو وہ ضامن نہوگا اور جبکہ کوئی شخص ودیعۃ

قبول کرے تو اوسکی حفاظت واجب ہوگی اور اگر مال ودیعہ بدون تفریط تلف ہو جائے یا اوس
سے قہراً لے لیا جائے تو ضامن نہوگا ہان اگر ظالم کے دفع کرنے پر قادر رہو تو اوسکا دفع کرنا واجب
ہوگا اور اگر باوجود قدرت کے اوسکو دفع نکریگا تو ضامن ہوگا اور ظالم کے دُور کرنے مین مستودع
کو ضرر کثیر کا تحمل واجب نہوگا جیسے زخمی ہونا یا مال کا صرف ہونا اور اگر ظالم کے سامنے مال ودیعہ
سے انکار کرے اور وہ از راہ ظلم اوس سے قسم کا مطالبہ کرے تو توریہ کے ساتھ قسم کھانا جائز ہوگا
تاکہ کذب سے محفوظ رہے (مثلاً کہے کہ میرے پاس نہین ہی اور حیب یا ہاتھ مین نہونے کا قصد کرے)
اور عقد ودیعت طرفین سے جائز ہی پس انمین سے ہر ایک کو اوسکے فسخ کرنیکا اختیار ہی اور
ہر ایک کے موت وجنون سے باطل ہو جاتا ہی اور مال ودیعہ مالک کی طرف سے اوسکے مرجانے
کے بعد امانت رہیگا اور مال ودیعہ کا اون طرق سے حفاظت کرنا واجب ہوگا جنکے ساتھ
حفاظت کرنے کی عادت جاری ہو جیسے کپڑے کا صندوق مین اور چوپایہ کا اصطبل مین اور
بکری کا مراح مین رکھنا یا جو مقام مثل اسکے محفوظ ہو جیسے اپنے گھر مین اشیاء مذکورہ کا محفوظ رکھنا
اور مستودع پر چوپایہ کو پانی پلانا اور چارہ دینا واجب ہوگا خواہ مودع (مالک ودیعت)
نے اسکا حکم کیا ہو یا نہ کیا ہو اور مستودع کو اوسکا خود پانی پلانا لازم نہین ہی بلکہ خود پلائے یا اوسکا
غلام اسلیے کہ عادت اسکی جاری ہی اور چوپایہ کا اپنے مکان سے بدون ضرورت پانی
وغیرہ پلانے کے لیے خارج کرنا جائز نہوگا ہان وقت ضرورت جائز ہوگا مثلاً گھر مین اوسکو
چارہ دینا یا سیراب کرنا ممکن نہو یا مثل اسکے اور کوئی عذر ہو اور اگر مالک چوپایہ مستودع
کو اوسکے پانی پلانے یا چارہ کھلانے کی ممانعت کرے تو قبول جائز نہوگا بلکہ اوسکا سیراب کرنا
اور چارہ دینا واجب ہوگا اور اگر اس صورت مین اوسپر اتفاق نکریگا تو گنہگار ہوگا لکن
ضامن نہوگا اسلیے کہ مالک نے بوجہ ممانعت اوسکی ضمانت کو ساقط کر دیا ہی جیسا کہ اپنے مال کے

دریامین ڈالدینے کا اوسکو حکم کرنا اور اگر مالک ودیعتہ اوسکے لیے مقام حفاظت معین کرے
تو اوسی پر اقتصار واجب ہوگا اور اگر بدون اجازت دوسرے مکان مین منتقل کریگا تو ضامن
ہوگا لکن اگر کسی ایسے مقام کی طرف نقل کرے جو اوس سے محفوظ تر یا مثل اوسکے ہو تو بنا بر ایک
قول کے ضامن ہوگا اور اوس مقام سے ادنی کی طرف نقل کرنا جائز نہوگا اگرچہ محفوظ ہو ہان
اگر ودیعت کے وہان باقی رکھنے مین کوئی خوف ہو تو ادنی کی طرف بھی منتقل کرسکتا ہی اور اگر مالک
ودیعتہ کہے کہ اسکو اس مکان سے منتقل نہ کرنا اور باوجود اسکے نقل کرے تو ضامن ہوگا خواہ
مساوی کی طرف نقل کرے یا اعلی کی طرف لکن اگر اوس مقام معین مین اوسکے تلف کا
خوف ہو تو حسبۃً للہ نقل کرسکتا ہی اگرچہ مالک نے خوف تلف کی حالت مین بھی نقل کرنے سے
ممانعت کی ہو اور طفل و مجنون کی طرف سے ودیعتہ رکھنا صحیح نہین ہی اور جو شخص ان دونون
کی طرف سے ودیعتہ پر قبضہ کریگا وہ ضامن ہوگا اور اگر ودیعتہ کو ان دونون کے حوالہ کریگا
تو بری الذمہ نہوگا اور ایسے ہی طفل و مجنون کے پاس ودیعتہ رکھنا بھی صحیح نہین ہی پس اگر ان
دونون کے پاس ودیعتہ رکھی جاویگی تو ترک حفاظت مین ضامن نہونگے اسلیے کہ مالک نے
اپنے مال کے تلف کرنے پر خود اقدام کیا ہی اور جبکہ مستودع کو اپنی موت کے آثار ظاہر ہون
تو مال ودیعتہ پر شہادت دلانا واجب ہی اور اگر شہادت نہ دلائے اور اوسکے وارث ودیعتہ
سے انکار کرین تو اونکا قول معتبر ہوگا اور اون پر قسم واجب نہوگی ہان اگر اونکے علم کا
دعوی کیا جائے تو نفی علم پر حلف کرنا واجب ہوگا اور جبکہ مودع (صاحب ودیعتہ)
مطالبہ کرے تو ودیعت کا اوسکو یا اوسکے ولی یا وکیل کو بقدر امکان واپس دینا
واجب ہوگا اگرچہ کافر بھی ہو لکن اگر مودع غاصب ہو تو ودیعت کا اوسکے حوالہ
کرنا جائز نہوگا اور اگر غاصب مرجائے اور ودیعت کو اوسکا وارث طلب کرے تو انکار

واجب اور اوسکا اصل مالک پر رد کرنا لازم ہوگا اگر معلوم ہو اور اگر مجہول ہو تو سال بھر تک اوسکی تعریف کیجائیگی پھر اوسکا مالک کی طرف سے تصدق کرنا جائز ہوگا اور اگر صاحب ودیعت آجائے اور تصدق پر راضی نہو تو متصدق (جس نے تصدق کیا ہے) ضامن ہوگا اور اگر غاصب نے ودیعت کو اپنے مال مین مخلوط کر دیا ہو پھر مجموع کو کسی کے پاس ودیعت رکھا ہو پس اگر مستودع کو دونون مالون مین تمیز دینا ممکن ہو تو فقط اوسی کا مال اوسکو واپس دیگا اور دوسرا مال اوسکے حوالہ نہ کریگا اور اگر تمیز دینا ممکن نہو تو دونون مال کا غاصب کے حوالہ کرنا واجب ہوگا دوسرا امر اسباب ضمانت کے بیان مین اور وہ جملہ اسباب دو قسمون مین منسلک ہین تفریط اور تعدی **قسم اول تفریط** ودیعت وغیرہ کی حفاظت نہ کرنے کو کہتے ہین مثل اسکے کہ اوسکو ایسے مقام پر چھوڑ دے جو محفوظ نہو یا چوپایہ کے پانی پلانے یا چارہ دینے کو ترک کرے یا جس کپڑے کے پھیلانے کی ضرورت ہو اوسکو نہ پھیلائے یا مال ودیعت کو بلا ضرورت اور بدون اجازت مالک کسیکے پاس ودیعت رکھے یا اوسکو بدون ضرورت بلا اجازتِ مالک اپنے ہمراہ سفر مین لیجائے خواہ راستہ مین خوف ہو یا امن یا اسباب ودیعت کو ایسے مقام پر ڈالدے جہان فاسد ہو جائے اور اسیطرح اگر چوپایہ کو اتنی مدت تک پانی اور چارہ نہ دے کہ عادۃً اوسپر صبر نکرتا ہو اور چوپایہ جسکی وجہ سے ہلاک ہو جائے **قسم دوم تعدی** وہ فعل ہے جسکا کرنا جائز نہو مثل اسکے کہ کپڑے کو اپنے انتفاع کی غرض سے پہنے یا چوپایہ پر سوار ہو یا اوسکو اوسکے مقام حفاظت سے اپنے انتفاع کے واسطے خارج کرے ہان اگر انتفاع کی نیت کرے تو محض نیت کرنے سے ضامن نہوگا اور اگر مالک ودیعت طلب کرے اور یہ باوجود قدرت کے نہ دے تو ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر بعد مطالبۂ مالک یہ اوس سے انکار کرے پھر بینہ سے اسکے پاس ودیعت کا ثبوت

نہو جانے یا یہ خود اقرار کرے تب بھی ضامن ہوگا اور اگر ودیعت کو اپنے مال مین اسطرح مخلوط کرے کہ تمیز باقی نہ رہے تو ضامن ہوگا اور اسیطرح اگر مودع نے اپنا مال اوسکے پاس کسی مُہر کردہ کیسہ مین بند کرکے ودیعت رکھا ہو اور یہ اوسکی مُہر کو کھول ڈالے تب بھی ضامن ہوگا اور اگر مالک نے اسکے پاس دو کیسے ودیعت رکھے ہون اور یہ اون دونون کو مخلوط کردے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر مالک نے اسکو اپنے چوپایہ کو بار حقیقت (جیسے ایک من) کے لیے باجارہ دینے کا حکم کیا ہو اور یہ اوسکو بار ثقیل (جیسے چارمن) کے لیے باجارہ دے یا اوسنے بار سہل (جیسے روئی) کے لیے اجارہ دینے کا حکم کیا ہو اور یہ بار سخت (جیسے لوہا) کے لیے باجارہ دے اور اگر مالک نے ودیعت کو کسی حرز (جائے استوار و مقام حفاظت) مقفل مین رکھکر اسکے پاس ودیعت رکھا ہو اور یہ اوسکو کھولکر بعض ودیعت اخذ کرے تو کل کا ضامن ہوگا اور اگر مال ودیعت کسی حرز مین نہو یا خود مستودع کے حرز مین رکھا ہوا ہو اور یہ اوسمین سے بعض کو اخذ کرے تو اوتنے ہی مال کا ضامن ہوگا جتنا کہ اسنے اخذ کیا ہو اور اگر اوسکی جگہ اوسکا بدل رکھدے تو بری الذمہ نہوگا اور اگر مال ماخوذ کو واپس لاکر باقی مین مخلوط کردے تب بھی اوسکا ضامن رہیگا اور اگر اوسکے بدل کو بقیۂ ودیعت مین اسطرح مخلوط کرے کہ تمیز باقی نہ رہے تو کل ودیعت کا ضامن ہوگا

تیسرا امر لواحق کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ ودیعت کو محل اقامت پر چھوڑنے مین تلف کا خوف ہو تو اوسکو سفر مین اپنے ہمراہ لے جا سکتا ہو اور اس صورت مین اگر بدون تفریط و تعدی تلف ہوجائیگا تو ضامن نہوگا اور جبکہ سفر کے لیجانے مین اوسکے تلف ہونیکا خوف ہو تو سفر کرنا جائز نہوگا پس اگر باوجود خوف تلف کے سفر کریگا تو ضامن ہوگا **دوسرا مسئلہ** مستودع (جسکے پاس ودیعت رکھی ہو) اوسوقت تک بری الذمہ نہوگا جبتک کہ اوسکو مالک کے حوالہ نکرے پس اگر مالک موجود نہو تو حاکم شرع کے سپرد کریگا اگر اپنے پاس رکھنے مین

کوئی عذر رکھتا ہو والا ضامن ہوگا اور اگر حاکم شرع بھی موجود تھا و تلف ہونے کا خوف رکھتا
ہو تو اوسکا کسی ثقہ (جسپر وثوق ہو یا عادل ہو) کے پاس ودیعت رکھنا جائز ہوگا اور اس صورت
مین اگر ودیعت تلف ہوجائیگی تو ضامن نہوگا **تیسرا مسئلہ** اگر حاکم کے سپرد کرنے پر قادر رہے
اور باوجود اسکے کسی ثقہ کے پاس امانت رکھوائے تو ضامن ہوگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ مستودع
سفر کرے اور بلاضرورت ودیعت کو دفن کرے تو ضامن ہوگا لکن اگر رفقا کے جلد چلے جانیکا خوف
یا کسی ایسے حادثہ کے پیش آجانیکا اندیشہ رکھتا ہو کی وجہ سے مالک یا اوسکے وکیل یا حاکم شرع
وغیرہ کے سپرد کرنیکا موقع نرہے اور دفن کرے تو ضامن نہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر بعد تفریط
ودیعت کا اوسکے حرز مین اعادہ کرے تو بری الذمہ نہوگا ہان اگر مالک ودیعت پہلے
عقد کو فسخ کرکے دوسرا عقد ودیعت واقع کرے تو بری ہوجائیگا اور اسیطرح اگر مالک اوسکو
ضمانت سے بری کردے تب بھی بری ہوجائیگا اور مستودع کو صورت اکراہ (مجبور کرنا) مین مال ودیعت کا غیر مالک کے حوالہ کرنا
جائز ہوا اور اس صورت مین اوسکا ضامن بھی نہوگا **چھٹا مسئلہ** اگر ودیعت کا انکار کرے یا بعد اقرار
اوسکے تلف ہونیکا مدعی ہو یا واپس دینے کا دعوی کرے اور بینہ نہو تو اسی کا قول معتبر ہوگا
اور مالک کو علی الاشبہ اس سے حلف لینے کا اختیار رہوگا لکن اگر ودیعت کو غیر مالک کے حوالہ کرے
اور حصول اجازت کا مدعی ہوا اور مالک انکار کرے تو اس صورت مین مالک کا قول مع قسم
معتبر ہوگا اور اگر حصول اجازت پر مالک اوسکی تصدیق کرے تو علی الاشبہ شخص ثانی (جسکے
حوالہ کرنے کی مالک نے اجازت دی تھی) کے انکار کرنے سے ضامن نہوگا اگرچہ اوسپر شہادت نہلائی ہو
ساتوان مسئلہ جبکہ مالک ودیعت بعد انکار امین ودیعت پر بینہ قائم کرے اور امین
اوس بینہ کی تصدیق کرے پھر مدعی ہو کہ ودیعت قبل میرے انکار کے تلف ہوگئی ہو تو اوسکا
دعوی مسموع نہوگا کیونکہ وہ ضمان کے ساتھ مشغول الذمہ ہوچکا ہو اور اگر کہا جائے کہ اوسکا

دعوی مسموع اور اوسکا بینہ مقبول ہوگا تو خوب ہے آٹھوان مسئلہ جبکہ مالک مال ودیعت کے
لیے کوئی ایسا مقام حفاظت معین کرے جو کہ امین سے دُور ہو تو اوسکو ودیعت کے اوس مقام پر
پہونچانے مین بحسب عادت عجلت کرنی لازم ہوگی پس اگر باوجود قدرت کے تاخیر کریگا تو ضامن ہوگا
اور اگر مال ودیعت کو بغرض حفاظت اپنی زوجہ کے سپرد کریگا تو بھی ضامن ہوگا نوان مسئلہ جبکہ
امین ودیعت کا اقرار کرنے کے بعد مرجائے اور عین ودیعت مجہول ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہے
کہ اوسکے اصل ترکہ سے خارج کیا جائے اور اگر اوسکے چند قرضخواہ ہون اور ترکہ مین گنجایش نہو تو مستودع
اوسکے قرضخواہون کا حصہ رسد شریک ہوگا اور اسمین تردد ہے دسوان مسئلہ جبکہ کسی شخص کے
پاس ودیعت ہو اور دو شخص اوسکا دعوی کرین پس اگر اون دونون مین سے ایک کی تصدیق
کرے یا دونون کی تکذیب کرے تو اسکا قول مقبول ہوگا اور اگر کہے کہ مین نہین جانتا کہ یہ تمہارا
یا تم مین سے ایک کا مال ہے یا کسی اور کا تو وہ مال اوسی کے پاس اوسوقت تک باقی رکھا جائیگا جبتک
کہ اوسکا مالک ثابت نہو پس اگر وہ دونون یا اونمین سے ایک شخص اپنے دعوے کی صحت پر اوسکے
علم کا دعوی کرے تو اسکو اپنے علم کی نفی پر حلف کرنا واجب ہوگا گیارھوان مسئلہ
جبکہ مستودع تفریط کرے اور ودیعت کی قیمت مین دونون اختلاف کرین تو مالک کا قول مع
قسم کے معتبر ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مستودع کا قول مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا اور
یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے بارھوان مسئلہ جبکہ مالک ودیعت مرجائے تو
مستودع پر مال ودیعت کا اوسکے وارث کے سپرد کرنا لازم ہوگا پس اگر کئی وارث ہون
تو کل ورثہ یا اوس شخص کے سپرد کریگا جو اونکا قائم مقام ہو اور اگر بدون اجازت
بعض ورثہ کے سپرد کریگا تو باقی ورثہ کے
حصون کا ضامن ہوگا۔

تسمع دعواه وتقبل بينته كان حسنا الثامنة اذا عين له موضعا بعيدا عن المودع وجبت المبادرة اليه بما جرت العادة فان اخر مع التمكن ضمن وكذا لو سلمها الى زوجته لتحفظها ضمن التاسعة اذا اعترف بالوديعة ثم مات وجهلت عينها قيل تخرج من اصل تركته ولو كان له غرماء وضاقت التركة حاصهم المستودع وفيه تردد العاشرة اذا كان في يده وديعة فادعاها اثنان فان صدق احدهما قبل وان كذبهما فكذلك وان قال لا ادري اقرت في يده حتى يثبت لهما المالك فان ادعيا او احدهما علمه فعليه اليمين الحادية عشرة اذا فرط واختلفا في القيمة فالقول قول المالك مع يمينه وقيل القول قول الغارم مع يمينه وهو اشبه الثانية عشرة اذا مات المودع سلمت الوديعة الى الوارث فان كانوا جماعة سلمت الى الكل او الى من يقوم مقامهم ولو سلمها الى البعض من غير اذن ضمن حصص الباقين

كتاب العارية عاریت وہ عقد ہے جسکا ثمرہ تبرعاً (بدون عوض) نفع حاصل کرنے کی اباحت ہے یہ عقد ہر ایسے لفظ سے واقع ہو سکتا ہے جو اجازت انتفاع پر دلالت کرتا ہوا ور احد المتعاقدین کی طرف سے لازم نہین ہے بلکہ طرفین سے جائز ہے اور ہر ایک کو اسکے فسخ کرنے کا اختیار ہے اور اوسکا چار فصلون مین بیان ہے **پہلی فصل** معیر (عاریت دینے والا) کے بیان مین پس اوسکا مکلف (بالغ عاقل) اور جائز التصرف (سفاہت و افلاس وغیرہ کی وجہ سے محجور علیہ اور ممنوع التصرف نہونا) ہونا ضرور ہے پس طفل و مجنون کا عاریت دینا صحیح نہین ہے اور اگر ولی اجازت دے تو طفل کو عاریت دینا جائز ہوگا بشرطیکہ عاریت دینے مین کوئی مصلحت ہو اور جسطرح کہ طفل کو اپنے مال کا عاریت دینا صحیح نہین ہے اسی طرح دوسرے کی طرف سے اوسکا عاریت مین ولی ہونا بھی صحیح نہین ہے **دوسری فصل** مستعیر (عاریت لینے والا) کے بیان مین مستعیر کو اوسقدر نفع حاصل کرنا جائز ہے جو عادةً مالِ عاریت سے حاصل کیا جاتا ہے اور اگر عین مال مین استعمال کیوجہ سے کوئی نقصان حادث ہو یا بدون تعدی تلف ہو جائے تو ضامن نہوگا لیکن اگر معیر نے ضمانت کی شرط کر لی ہو تو ضامن ہوگا اور محرم (جسنے احرام باندھا ہو) کو کسی محل (جسنے احرام نہ باندھا ہو) سے شکار کا عاریت لینا جائز نہین ہے اسلیے کہ محرم پر شکار کا امساک (روکنا) جائز نہین ہے اور اگر بعد امساک چھوڑ دیوے تو ضامن ہوگا اگرچہ اوس سے ضمانت کی شرط نہ کی گئی ہو اور اگر شکار کسی محرم کے پاس ہو اور اوسکو کوئی محل بصورت عاریت اخذ کرے تو جائز ہوگا اسلیے کہ ملک محرم شکار سے بوجہ احرام زائل ہو گئی پس اوسکا اس حالت مین شکار کو اخذ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ غیر مملوک شے پر قبضہ کرے اور اگر کوئی شخص غاصب سے عاریت لے اور مستعیر اوسکے غصب کا علم نہ رکھتا ہو تو منفعت کی ضمانت غاصب سے متعلق ہوگی اور اصل مالک کو مستعیر سے اوتنی منفعت کے عوض کا مطالبہ صحیح ہوگا جو اوسنے حاصل کی ہے یا اوسکے

پاس سے تلف ہوئی ہو اور مستعیر کو غاصب پر رجوع کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ اوسنے بدون اذن مالک
نفع حاصل کرنے کی اجازت دی تھی لکن ضمان کا فقط غاصب سے متعلق ہونا بوجہ تعین ہو اور اسیطرح اگر
عین مال مستعیر کے پاس سے تلف ہو جائے تب بھی یہی حکم ہوگا لکن اگر مستعیر کو عاریت کے مغصوب
ہونیکا علم ہو تو ضامن ہوگا اور غاصب پر رجوع نکریگا اور اگر غاصب پر کچھ تاوان پڑ یگا
تو اوسکا مطالبہ مستعیر سے کریگا **تیسری فصل** مال عاریت کے بیان مین ہر ایسی چیز سے کہ باوجود بقاے
عین کے نفع حاصل کرنا صحیح ہو جیسے کپڑا اور چوپایہ اوسی کا عاریت دینا جائز ہو اور زمین کا زراعت
کرنے اور درخت لگانے اور مکان وغیرہ بنانے کے لیے عاریت دینا صحیح ہو اور مستعیر کو اوسقدر نفع
حاصل کرنے پر اقتصار واجب ہوگا جسقدر کہ معیر سے اجازت حاصل ہو اور بعض علما نے
فرمایا ہو کہ قدر ماذون سے اوس انتفاع کی بھی اباحت حاصل ہو جاتی ہو جسکا ضرر بہ نسبت اوسکے
کم ہو جیسے کسی زمین کو درخت لگانے کے لیے عاریت لے پس اوسمین مستعیر کو زراعت کرنا جائز ہوگا
اور پہلا قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہو اور اسیطرح جس حیوان سے نفع حاصل ہو سکتا ہو اوسکا
عاریت لینا جائز ہو جیسے محل ضراب (وہ نر جو مادہ پر چھوڑا جاتا ہو) اور سگ پاسبان اور گربہ اور
غلام خدمت کے لیے اور اسیطرح کنیز کا عاریت لینا بھی صحیح ہو اگرچہ مستعیر اجنبی اور غیر محرم ہو اور بکری کا
بغرض شیر عاریت لینا بھی جائز ہو اور اسکو منیحہ کہتے ہین اور عاریت لینے کیوجہ سے کنیز کی وطی
مباح نہین ہوتی اور آیا بلفظ اباحت اوسکی وطی حلال ہوتی ہو یا نہین اسمین تردد ہو اشبہ جواز ہے
اور عاریت دینا مطلقاً صحیح ہو خواہ کوئی مدت معین کیجائے یا نہ کیجائے اور مالک کو قبل مدت
معینہ عقد عاریت کا فسخ کرنا جائز ہو اور اگر مستعیر کو زمین مین کوئی مکان وغیرہ بنانے یا درخت
لگانے کی اجازت دے پھر اوسکے زائل کرنے کا حکم کرے تو اجابت واجب ہوگی اور زراعت
مین بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ اوسکے کاٹنے کا زمانہ نہ آیا ہو اور یہی قول اشبہ اور موافق اصل وقواعد ہے

اور اجازت دینے والے پر ارش لازم ہوگی اور معیر کو بدون ارش اشیاء مذکورہ کے زائل کرنے کا مطالبہ صحیح نہین ہی اور اگر کوئی زمین کسی میت کے دفن کرنے کے لیے عاریت دیجائے تو مستعیر میت کے اوکھاڑنے کے لیے جبر کرنا جائز نہوگا اور مستعیر کو اوس زمین مین جو درخت لگانے یا زراعت کرنے یا مکان وغیرہ بنانے کی غرض سے عاریت لی ہی داخل ہونا یا اوسکے درختون کے سایہ سے منتفع ہونا جائز ہوگا اور اگر اوسکو کوئی دیوار دھنی ڈالنے کی غرض سے عاریت دے تو مستعیر اوسکے زائل کرنیکا مطالبہ کر سکتا ہی لیکن اگر دھنی کے دوسری طرف مستعیر کی دیوار مین ثابت ہو اور اوسکا زائل کرنا دیوار مستعیر کی طرف منجر ہو یا مالک مستعیر سے دھنیون کے بمجبوری خارج ہونے کی طرف مودی ہو تو اونکے زائل کرنیکا مطالبہ صحیح نہوگا اور یہی ترددہی اور اگر کسی درخت کے لگانے کی اجازت دے پھر وہ درخت اوکھڑ جائے تو مستعیر کو دوسرے درخت کا لگانا پہلی ہی اجازت کی بنا پر جائز ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اذن جدید کی ضرورت ہوگی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور مستعیر کو مال عاریت کا بدون مالک کی اجازت کے عاریت دینا یا اجارہ دینا جائز نہین ہی اسلیے کہ اوسکے منافع مستعیر کی ملک نہین ہین اگرچہ خود اوسکو اون منافع کا حاصل کرنا جائز ہی

چوتھی فصل احکام عاریت کے بیان مین

اور اوسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ عاریت مستعیر کے پاس امانت ہی پس جبتک کہ اوسکی حفاظت مین تفریط یا تعدی یا شرط ضمانت نہوگی ضامن نہوگا اور جبکہ مال عاریت سونا یا چاندی ہو تو بدون شرط ضمان بھی ضامن ہوگا لیکن اگر سقوط ضمان شرط ہو جائیگی تو ضامن نہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ مستعیر مال عاریت کو مالک یا وکیل مالک کے سپرد کر دے تو بری الذمہ ہو جائیگا اور اگر اوسکو حرز مالک مین پہونچا دے (مثلاً چوپایہ کو اوسکے اصطبل مین داخل کر دے) تو بری الذمہ نہوگا اور اگر چوپایہ کو کسی مسافت معینہ تک عاریت لے اور اوس سے زائد مسافت تک لیجائے تو ضامن ہوگا اور اگر اوسکو پہلی مسافت تک اسی لائے تو بھی نہوگا

تیسرا مسئلہ مستعیر کو اپنے اون درختون اور بناؤن کا فروخت کرنا جو زمین عاریت مین موجود ہون علی الاشبہ مطلقاً جائز ہی خواہ معیر کے ہاتھ فروخت کرے یا کسی غیر کے چوتھا مسئلہ جبکہ ہوا یا سیلاب کسی شخص کے حبوب (دانہ یا بیج) کو دوسرے کی ملک مین اوٹھا لائے اور وہ وہمین اُگ آوے تو صاحب زمین کو اوسکے دور کرنیکا اختیار ہوگا اور ضامن ارش نہوگا جیسا درخت کی اون شاخون مین بدون ضمان ارش زائل کرنیکا اختیار ہوتا ہی جو اوسکی ملک پر ظاہر ہون پانچوان مسئلہ جبکہ مال عاریت استعمال کی وجہ سے ناقص ہو جانیکے بعد تلف ہو جائے اور اوسکی ضمانت کی شرط ہوگئی ہو تو مستعیر وقت تلف کی قیمت کا ضامن ہوگا اسلیے نقصان مذکور کا یہ ضامن تھا چھٹا مسئلہ جبکہ سوار کہے کہ تونے مجکو یہ چوپایہ عاریت دیا ہی اور مالک کہے کہ مین نے تجھکو باجارہ دیا ہی تو سوار کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ مالک اجرت کا مدعی ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ مالک کا قول عاریت نہ دینے مین مقبول ہوگا پس جبکہ مالک حلف کریگا تو سوار کا دعوی ساقط ہوگا اور اوسپر اجرۃ المثل ثابت ہوگی اور وہ اجرت جسکا مالک چوپایہ مدعی ہی ثابت نہوگی اور یہی قول اشبہ ہی اور اگر یہ اختلاف بعد عقد بدون انتفاع واقع ہو تو سوار کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ مالک عقد کا مدعی ہی اور سوار اوسکا انکار کرتا ہی ساتوان مسئلہ جبکہ کسی مال کو اس غرض سے عاریت لے کہ اوسکے ساتھ کسی شی معین مین انتفاع حاصل کرے اور پھر کسی دوسری شی مین اوس سے انتفاع حاصل کرے تو ضامن ہوگا اور اگر اوس انتفاع کے عادۃً کوئی اجرت ہوگی تو مستعیر پر اوسکی اجرت المثل لازم ہوگی — آٹھوان مسئلہ جبکہ مستعیر عاریت کا انکار کرے تو اوسکا امین کرنا باطل ہوگا اور اوسکو بعد ثبوت ضمانت لازم ہوگی نوان مسئلہ جبکہ مستعیر عاریت کے تلف ہونیکا مدعی ہو تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور اگر واپس کرنیکا مدعی ہوگا تو مالک کا قول اوسکی قسم کے ساتھ

مقبول ہوگا دسوان مسئلہ جبکہ مستعیر عاریت مین تفریط کرے تو اوسپر اوسکے وقت تلف کی قیمت لازم ہوگی بشرطیکہ اوسکے لیے مثل ہو والا اوسکا مثل واجب ہوگا اور بعض علمائنے فرمایا ہو کہ وقت تفریط سے وقت تلف تک جو قیمت سوقیہ اعلی اور زائد ہوگی وہی مستعیر پر لازم ہوگی اور قول اول اشبہ ہو اور اگر قیمت مین اختلاف کرین تو مستعیر کا قول مقبول ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مالک کا قول معتبر ہوگا اور قول اول اشبہ ہو

کتاب الاجارہ اور اسمین چار فصلین ہین پہلی فصل عقد اجارہ کے بیان مین

اس عقد کا ثمرہ تملیک منفعت بعوض معلوم ہو یہ عقد بھی مثل باقی عقود کے ایجاب و قبول کا محتاج ہو اور ایجاب کے لیے لفظ صریح اجرتک ہو اور ملکتک کافی نہین ہو لکن اگر ملکتک سکنی هذه الدار سنة (مین نے تجھکو اس مکان کی سکونت کا ایک سال تک کیلیے مالک کیا) کہے تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر اعرتک (مین نے تجھکو یہ مکان بعاریت دیا) کہے تب بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ اس عبارت سے نقل منفعت کا قصد ثابت ہو اور اگر بعتک هذه الدار (مین نے تیرے ہاتھ یہ گھر فروخت کیا) کہے اور اجارہ کا قصد کرے تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر بعتک سکناها سنة (مین نے تیرے ہاتھ اس مکان کی سکونت ایک سال تک فروخت کی) کہے تب بھی صحیح نہوگا اسلیے کہ لفظ بیع نقل اعیان کے ساتھ مخصوص ہو اور اسمین تردد ہو اور اجارہ عقد لازم ہو پس بدون تقایل (باہم رضا سے فسخ کرنا) یا بدون کسی ایسے سبب کے جو مقتضی فسخ ہو باطل نہوگا اور یہ عقد عین مال کے فروخت کر دینے سے باطل نہین ہوتا اور اسیطرح کسی عذر کے حادث ہوجانے کی وجہ سے باطل نہین ہوتا بشرطیکہ اوس حالت سے انتفاع ممکن ہو اور آیا احد المتعاقدین کے مرجانے سے یہ عقد باطل ہوتا ہو یا نہین پس مشہور بین الاصحاب یہ ہو کہ باطل ہوجاتا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ موت موجر (اجارہ دینے والا) سے باطل نہین ہوتا

اور موت مستاجر (اجارہ لینے والا) سے باطل ہوجاتا ہی اور دیگر علماء نے فرمایا ہی کہ ان دونون مین
کسی کی موت سے بھی باطل نہین ہوتا اور یہی قول اشبہ اور موافق اُصول و قواعد ہی اور جس مال کا کہ تجارت
دینا صحیح ہی اوسکا اجارہ دینا بھی صحیح ہی اور مال مشاع کا بھی اجارہ دینا صحیح ہی جسطرح کہ تقسیم شدہ مال کا
صحیح ہی اور عین مستاجرہ (وہ مال جو باجارہ دیا گیا ہی) امانت ہی پس صورت تلف مین مستاجر اوسکا بدون
تفریط یا تعدی ضامن نہوگا اور اگر علاوہ تعدی و تفریط کے اور کسی وجہ سے ضمانت کی شرط ہوجائے
تو صحیح ہوگی یا نہین اسمین تردد ہی اظہر یہ ہی کہ جائز نہین ہی اور عقد اجارہ مین خیار مجلس حاصل نہین ہوتا
اور اگر متعاقدین یا احدہما کے لیے خیار فسخ شرط ہوجائے تو جائز ہی خواہ معین ہو جیسے کسی غلام معین یا
مکان معین کو باجارہ لینا یا ذمہ پر ہو جیسے غلام کا دیوار بنانے کے لیے اجارہ لینا

دوسری فصل

شرائط اجارہ کے بیان مین اور وہ چھ ہین **پہلی شرط** متعاقدین (موجر و مستاجر) کا کامل بالغ عاقل
اور صاحب اختیار ہونا) اور جائز التصرف (بوجہ سفاہت و افلاس وغیرہ تصرف سے ممنوع اور
محجور علیہ نہونا) ہونا پس اگر مجنون اجارہ دے تو منعقد نہوگا اوسیطرح طفل غیر ممیز کا اجارہ بھی منعقد نہین ہوتا
اور اسیطرح طفل ممیز کا بھی اجارہ بدون اجازت ولی منعقد نہین ہوتا اور اسمین تردد ہی **دوسری شرط** اجرت کا اون اشیاء مین جو کیلی یا موزون ہون وزن یا کیل سے معلوم ہونا تاکہ غرر اور
جہالت متحقق نہو اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مشاہدہ بھی کافی ہی اور یہ قول خوب ہی اور اجرت محض عقد
سے مملوک ہوجاتی ہی اور صورت اطلاق یا شرط تعجیل مین تعجیل اجرت (بدون مدت ہونا) لازم ہوگی
اور اگر مستاجر کسی مدت کی شرط کرے تو صحیح ہوگی بشرطیکہ اسطرح معلوم اور منضبط ہو کہ احتمال زیادتی
و نقصان باقی نہ رہے اور اسیطرح اگر اجرت کی قسطین معین ہوجائین تب بھی ہر مہینہ کی قسط کا مثلاً معلوم
ہونا ضرور ہوگا اور جبکہ موجر (اجارہ دینے والا) کو اجرت مین کسی ایسے عیب پر اطلاع حاصل ہوجو
اوسمین قبل قبضہ موجود تھا تو اوسکو فسخ عقد یا مطالبہ عوض کا اختیار ہوگا خواہ وہ عیب بعد عقد حادث

وتبطل بموت المستاجر وقال زفر وغيره لا تبطل بموت احدهما وهو الاشبه ... اجارته ... كالمقسوم والعين المستاجرة امانة ... لا يضمنها الا بتعد او تفريط ولو شرط ضمانها من غير ذلك ففي صحة الشرط تردد اظهره المنع وليس في الاجارة خيار المجلس ولو شرط الخيار لهما او لاحدهما جاز سواء كانت معينة كان يستاجر هذا العبد او في الذمة كان يستاجره ليبني له حائطا الفصل الثاني في شرائطها وهي ستة الاول ان يكون المتعاقدان كاملين جائزي التصرف فلو آجر المجنون لم تنعقد اجارته وكذا الصبي غير المميز وكذا المميز الا باذن وليه وفيه تردد الثاني ان تكون الاجرة معلومة بالوزن او الكيل فيما يكال او يوزن ليتحقق انتفاء الغرر وقيل تكفي المشاهدة وهو حسن وتملك الاجرة بنفس العقد معجلة مع الاطلاق او مع اشتراط التعجيل ولو شرط التاجيل صح بشرط ان يكون معلوما وكذا لو شرطها في نجوم ... ولو وجد بالاجرة عيبا سابقا على القبض كان له الفسخ او المطالبة بالعوض

ہوا ہو یا قبل سے موجود ہو بشرطیکہ اجرت مضمون فی الذمہ ہو اور اگر اجرت معین ہو تو اوسکو
واپس کرنے اور وارث لینے کا اختیار ہوگا اور اگر متاجر مفلس ہو جائے تو موجر کو عقد کے فسخ کرنے اور
اوسکی قرضخواہون کے ساتھہ شریک رہنے مین اختیار ہوگا اور مکان یا کاروان سرا یا مزدور کا اوس
مال سے زائد پر اجارہ دینا جائز نہین ہے جس مال پر کہ اوسکو اجارہ لیا ہے اگر جنس اجرت کے ساتھ
اجارہ دینا چاہے ورنہ جائز ہے اور اسیطرح اگر اشیاء مذکورہ مین کوئی ایسا عمل کرے جو مقابل زیادتی
ہو سکتا ہو تو جنس اجرت کے ساتھہ بھی زائد پر اجارہ دے سکتا ہے اور اسیطرح اگر بعض ملک مین سکونت
کرے تو باقی کا کل ملک کی اجرت سے زائد پر اجارہ دینا جائز نہوگا درحالیکہ جنس اجرت ایک ہو
ہان اکثر اجرت کے ساتھ اجارہ دے سکتا ہے (مثلاً ایک ملک کو دس روپیہ مین اجارہ لیا و نصف
مین سکونت کرے اور نصف باقی کو آٹھ روپیہ پر اجارہ دے تو جائز ہوگا) اور اگر کسی شخص کو کشتی متاع
کے اوٹھانے کے لیے مقام معین تک ایک وقت معین مین پہونچنے کی شرط کے ساتھ کسی اجرت پر اجیر
کرے اور وہ تقصیر (کوتاہی) کرے تو متاجر کو اوسکی اجرت مین سے کچھہ کم کر دینا جائز ہوگا اور اگر
صورت تقصیر مین کل اجرت کے ساقط ہونے کی شرط کریگا تو جائز نہوگا اور اجیر کو اجرۃ المثل کے
پانیکا استحقاق ہوگا اور جبکہ اجیر سے آجرتک کل شھر بکذا (مین نے تجھکو یہ مکان ہر مہینہ مین پانچ
روپیہ پر اجارہ دیا) کہے تو فقط پہلے مہینہ مین صحیح ہوگا اور باقی مہینون مین اگر سکونت کریگا تو
موجر کو اجرۃ المثل دلوائی جائیگی اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ عقد مطلقاً باطل ہوگا اسلیے کہ اجرت
مجہول رہتی ہے اور قول اول اشبہ ہے اور اسی مقام پر چند فروع مذکور ہوتی ہین **اول** جبکہ موجر
خیاط (درزی) سے کہے کہ اگر تو نے اس کپڑے کو فارسی سلائی پر سیا تو تجھکو ایک درہم پائیگا اور اگر رومی
سلائی پر سیا تو دو درہم پانیکا استحقاق ہوگا تو یہ اجارہ صحیح ہوگا **دوم** جبکہ موجر کہے کہ اگر تو نے یہ عمل آج ہی
کر لیا تو دو درہم اور اگر کل کیا تو ایک درہم تجھکو دیا جائیگا پس اسمین تردد ہے لیکن اظہر صحت و جواز ہے

اور اجیر کو محض عمل سے اجرت پانیکا استحقاق حاصل ہو جاتا ہی خواہ وہ عمل اجیر کی ملک مین ہو یا
مستاجر کی ملک مین اور بعض علماء نے اسمین تفرقہ کیا ہی اور ایک کا سپرد کرنا دوسرے کے سپرد کرنے پر
موقوف نہین ہی اور جس مقام پر کہ عقد اجارہ باطل ہوگا تو استیفاء کل یا بعض منفعت کی صورت
مین اجرۃ المثل واجب ہوگی خواہ اجرت معینہ سے زائد ہو یا کم ہو اور اجیر سے قبل مقاطعت
اجرت عمل کرانا مکروہ ہی اور اسیطرح اجیر کا ضامن اجرت کرنا بھی مکروہ ہی جبکہ متہم نہو سوم منفعت
کا مملوک موجر ہونا ضرور ہی خواہ تبعیت ملک عین ہو یا تنہا اور بدون تبعیت ہو اور مستاجر کو
اجارہ دینا جائز ہی لیکن اگر موجر نے اوسیکے استیفاء منفعت کی شرط کرلی ہو تو جائز نہوگا اور اگر
باوجود اس شرط کے عین مستاجرہ کو کسی غیر کے سپرد کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر غیر مالک کسیکے عین مال
کو تبرعاً اجارہ دیدے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اجازت مالک پر موقوف رہیگا اور یہ قول خوب ہی
چہارم منفعت کا معلوم ہونا ضرور ہی خواہ تعیین عمل کے ساتھ ہو جیسے کسی پارچہ معلوم کا سینا یا
تعیین مدت کے ساتھ ہو جیسے کسی مکان معین کی سکونت یا کسی چوپایہ سے مدت معینہ تک کام لینا
اور اگر مدت و عمل دونون معین کیے جائین مثلاً خیاط کو ایک روز مین پارچہ معین کی خیاطت
(سینا) کے لیے اجیر کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ یہ اجارہ باطل ہوگا اسلیے کہ پورا عمل کبھی مدت معینہ
مین انجام نہین پاتا اور اسمین تردد ہی اور اجیر خاص (وہ شخص جسکو مدت معینہ تک اجیر کیا ہو)
کو مدت معینہ مین سوائے مستاجر کے اور کسی کا عمل کرنا بدون اوسکی اجازت کے جائز نہین ہے
اور اگر مشترک ہو (وہ شخص جسکو کسی عمل کے لیے اجیر کیا ہو اور کوئی مدت محدود نہ کی ہو) تو جائز
ہوگا اور منفعت بھی مثل اجیر کے محض عقد سے مملوک ہو جاتی ہی اور آیا مدت اجارہ کا عقد سے متصل
ہونا شرط ہی یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہی کہ شرط ہی اور صورت اطلاق مین اجارہ باطل ہوگا اور
بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اطلاق عقد اتصال ہی پر محمول کیا جائیگا اور یہی قول اشبہ ہی اور اگر کوئی

مہینہ عقد سے متاخر معین کیا جائے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ باطل ہوگا لکن جواز اسکا بیشبہہ نہین ہی اور جبکہ موجر مال اجارہ کو مستاجر کے سپرد کرے اور اوسقدر مدت گذر جائے جس مین استیفاء منفعت ممکن ہو تو مستاجر پر اوسکی اجرت لازم ہوگی اور اس مقام پر تفصیل ہی اور اسیطرح اگر کسی مکان کو باجارہ لے اور موجر اوسکے سپرد کرے اور مدت معینہ بے سکونت گذر جائے یا کسی کو اپنی ڈاڑھ اوکھاڑنے کے لیے اجیر کرے اور اوسقدر مدت گذر جائے کہ جسمین عمل کا واقع کرنا ممکن تھا تب بھی اجیر کو اجرت پانیکا استحقاق حاصل ہوگا لکن اگر وہ الم جسکی وجہ سے اجیر کیا تھا بعد عقد زائل ہو جائے تو اجرت ساقط ہوگی اور اگر کسی شی کو اجارہ لے اور وہ قبل قبضہ تلف ہو جائے تو اجارہ باطل ہوگا اور اسیطرح اگر بعد قبضہ فورًا تلف ہو جائے تب بھی اجارہ باطل ہوگا لکن اگر کچھ مدت گذر جانے کے بعد تلف ہو یا عقد اجارہ فسخ کیا جائے تو جتنی مدت کہ گذر گئی ہی اوسمین صحیح اور باقی مین باطل ہوگا اور اجرت کی وہ مقدار موجر سے واپس لیجائیگی جو باقی مدت کے مقابل ہوگی اور جو اسباب کہ چوپایہ پر بار کیا جائے اوسکا معین کرنا ضرور ہوگا خواہ مشاہدہ سے معین ہو یا کیل و وزن سے اوسکی مقدار مشخص کیجائے یا اور کسی طرح تا کہ جہالت برطرف ہو جائے اور فقط محمل یا راکب اسباب غیر معین کا ذکر کافی نہین ہی اسلیے کہ ان اشیا مین باعتبار سبکی اور گرانی کے اختلاف ہوتا ہی اور ذکر محمل کے ساتھ اوسکے طول و عرض اور بلندی کا ذکر بھی ضرور ہی اور اسی طرح اوسکے سر کشادہ یا سربستہ ہونے کا ذکر بھی لازم ہی اور اسیطرح جنس پردہ کا ذکر بھی ضرور ہی اور اسیطرح اگر کسی چوپایہ کو بار کرنے کے لیے اجارہ لے تو بار کا مشاہدہ کرنا یا جنس و وصف و مقدار کے ساتھ اوسکا معین کرنا بھی ضرور ہی اور اون آلات کا ذکر کرنا جو بار کیے جائین بدون تعین مقدار و جنس کافی نہین ہی اور اسیطرح حمل زاد کی شرط کرنا بدون تعیین کافی نہین ہی اور جبکہ وہ زاد معین فنا ہو جائے تو مستاجر کو اوسکے بدل کا بار کرنا بدون شرط جائز ہوگا اور جبکہ کسی چوپایہ کو اجارہ لے تو اوسکے مشاہدہ کی احتیاج

ہوگی اور اگر مشاہدہ نہو تو اوسکے جنس و وصف کا ذکر لازم ہوگا اور اسیطرح جبکہ چوپایہ کو سواری
کے لیے اجارہ لے تو اوسکے نر یا مادہ ہونے کا ذکر بھی ضرور ہے ہان جبکہ بار کرنے کے لیے اجارہ
لیا جائے تو اوسکے نر یا مادہ ہونے کا ذکر ساقط ہوگا اور موجر چوپایہ کو اون اسباب کا بہم پہنچانا
لازم ہوگا جنکی باعتبار عادت سواری مین احتیاج ہوتی ہے جیسے پالان شتر و خر اور اوسکے آلات اور تنگ
اور مہار اور آیا موجر پر محمل کا بلند کرنا اور کسنا بھی واجب ہے یا نہین اسمین تردد ہے اظہر لزوم ہے اور اگر
چوپایہ کو دوران چرخ کے لیے اجارہ دے تو اوس چرخ کے مشاہدہ کرنے کی بھی احتیاج ہوگی کیونکہ
اوسکا حال گرانی اور سبکی مین مختلف ہوتا ہے اور اگر چوپایہ کو زراعت کرنے کے لیے اجارہ دے
پس اگر کسی جریب معلوم کی زراعت کے لیے اجارہ ہوا ہے تو زمین کا مشاہدہ یا وصف ضرور ہوگا اور
اگر کسی مدت تک عمل کرنے کے لیے اجارہ لیا گیا ہے تو فقط مدت کی مقدار کا معین کرنا کافی ہوگا اور
اسیطرح اگر چوپایہ کو کسی مسافت معینہ تک سفر کے لیے اجارہ لے تب بھی یہی کلام ہوگا پس وقت سیر کا
شب یا روز مین سے معین کرنا ضروری ہوگا لیکن اگر اس مقام پر عادۃً کوئی وقت معین ہو گا
تو وہی کافی ہوگا اور دو شخصون کا ایک شتر یا خر وغیرہ کو باری باری سوار ہونے کے لیے باجارہ
لینا جائز ہے اور تشخیص نوبت مین عادت کی طرف رجوع کیجائیگی اور جبکہ کسی چوپایہ کو بہ کرایہ لے اور
اوسکو عادت سے زاید تیز ہنکائے یا اوسکو عادت سے زائد ضرب لگائے یا بدون ضرورت
اوسکو لگام سے روکے تو ضامن ہوگا اور زمین کا اجارہ درخت لگانے یا زراعت کرنے
یا مکان وغیرہ بنانے کے لیے اوسوقت تک صحیح نہوگا جبتک کہ اوسکی تعیین مشاہدہ
یا اوس مقام معین کی طرف اشارہ کرنے سے نہو جائے جو ایسے اوصاف کے ساتھ موصوف ہو
جنسے اجارہ مین جہالت مرتفع (برطرف) ہو جائے اور زمین مافی الذمہ (وہ غیر معین زمین جسکا
فقط اوصاف سے ضبط کیا جائے) کا اجارہ صحیح نہین ہے اسلیے کہ یہ متضمن غرر و جہالت ہے بخلاف استیجار

(اجارہ لینا) خیاط (درزی) ونساج (بُننے والا) کے کہ اونکے استیجار خیاطت (سینا) ونساحت (بُنا)
مین اجارہ کا ذمہ پر ہونا جائز ہی اسلیے کہ اسمین غرر وجہالت مذکورہ مرتفع ہی اور جبکہ خیاط کو ایک
مدت تک اجیر کرے تو صانع کا معین کرنا ضرور ہوگا تا کہ وہ غرر وجہالت جو صنعت مین اونکے
تفاوت سے پیدا ہوتی ہی دُور ہو جائے اور جبکہ کسی کو کنوان کھودنے کے لیے اجیر کرے تو
زمین کا مشاہدہ یا مقام معین کے اسطرح وصف کرنے سے معین کرنا ضرور ہوگا کہ غرر وجہالت
اجارہ مرتفع ہو جائے اور سطح کنوین کی گہرائی اور چوڑائی کا معین کرنا ضرور ہوگا اور اگر
کھودنے کے بعد کنوان کل اطراف یا بعض جوانب سے منہدم ہو جائے تو اجیر پر اوسکی مٹی کا دُور
کرنا لازم نہوگا بلکہ یہ مالک سے متعلق ہوگا۔ اور اگر اجیر بعض مقام کو کھودے اور باقی کا کھودنا
صعوبت زمین یا اجیر کے بیمار ہو جانے وغیرہ کی وجہ سے متعذر ہو جائے تو پورے مقام اور
اوتنے مقام کے کھودنے کی جو اجیر نے کھودا ہی اجرت قائم کیجائیگی پس ان دونون کی اجرت مین
جو نسبت ہوگی اوسی نسبت کے ساتھ مستاجر کو اجیر سے اجرت کے واپس لینے کا استحقاق ہوگا
اور اس مسئلہ مین ایک قول اور ہی جسکا مستند ایک روایت مہجورہ ہی اور کسی عورت کا اوسکے
شوہر کی اجازت سے رضاع (دُودھ پلانا) کے لیے مدت معینہ تک اجیر کرنا جائز ہی پس اگر
شوہر اجازت نہ دے تو جواز عقد مین تردد ہی لکن جواز اشبہ ہی بشرطیکہ رضاع حق شوہر کا
مانع نہو اور شیرخوار کا مشاہدہ ضرور ہی اور آیا پلانے کے مقام کا مذکور ہونا شرط ہی یا نہین بعض
علما نے فرمایا ہی کہ شرط ہی اور اسمین تردد ہی اور اگر شیرخوار اور مرضعہ (دُودھ پلانے والی
عورت) مرجائے تو عقد باطل ہوگا اور اگر شیرخوار کا باپ مرجائے تو آیا عقد باطل ہوگا یا
نہین اسکی صحت وبطلان اون دونون قولون پر مبنی ہی جو قبل ہی مذکور ہو چکے ہین اور اگر کسی شخص
کو مدت معینہ تک اجارہ لے تو اجرت کا اجزائے مدت پر تقسیم کرنا واجب نہوگا خواہ مدت کم ہو

(متعلقہ کتاب الاجارہ صفحہ ۱۳۶)

یا زیادہ اور زمین کا مسجد بنانے کے لیے اجارہ لینا جائز نہو اور اسیطرح درہم و دینار کا اجارہ بھی صحیح ہی بشرطیکہ کوئی منفعت حکمیہ اونمین باوجود بقائے عین کے متصور ہو جیسے زینت کرنا یا احتمال فقر کا دور کرنا یا اونسے وزن کرنا اور علی ہذا القیاس **تفریع** اگر کوئی شخص کسی چوپایہ کو غلہ کی ڈھیری مین سے دس قفیز (ایک پیمانہ ہی جسکی مقدار اہل عراق کے نزدیک آٹھ مکوک ہین اور مکوک کی مقدار ایک مد اور بقولے ایک صاع ہی) گندم اوٹھانے کے لیے اجارہ لے بعد ہ کوئی شخص اونکو ناپے اور پھر چوپایہ پر بار کرے اور اونکا دس قفیز سے اوسقدر زائد ہونا معلوم ہو جسکی زیادتی معتدبہ ہو پس اگر مستاجر نے ناپا تھا تو اوسپر قدر زائد کی اجرۃ المثل لازم ہوگی اور چوپایہ کا صورت تلف مین ضامن ہوگا اسلیے کہ اوسکی طرف سے تعدی ثابت ہی اور اگر موجر نے ناپا تھا تو مستاجر نہ اجرت کا ضامن ہوگا نہ قیمت کا اور اگر کسی شخص اجنبی نے ناپا تھا تو اوسپر مالک چوپایہ کے لیے زیادتی کی اجرۃ المثل لازم ہوگی **پانچوین شرط** منفعت کا مباح ہونا پس اگر کسی مکان کو شراب کے جمع کرنے یا ایسی دوکان بنانے کے لیے اجارہ دے جسمین آلات محرمہ کی بیع کیجائے یا کسی شخص کو مسکر (نشہ والی چیز) کے اوٹھانے کے لیے اجیر کرے تو اجارہ منعقد نہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ امور مذکورہ کے لیے اجارہ دینا حرام ہی لکن صحیح ہوجائیگا اسلیے کہ امور مذکورہ سے انتفاع مباح بھی ممکن ہی اور قول اول اشبہ ہی اسلیے کہ عقد اجارہ انتفاع مباح کو شامل نتھا اور آیا دیوار منقش کا تفرج کے لیے اجارہ لینا جائز ہی یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہی کہ جائز ہی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ یہ داخل سفاہت ہی **چھٹی شرط** موجر کا تسلیم منفعت پر قادر ہونا پس اگر غلام گریختہ کو باجارہ دیگا تو صحیح نہوگا اگرچہ اوسکے ساتھ کوئی ضمیمہ بھی شریک کرے اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ غلام گریختہ کی بیع ضمیمہ کے ساتھ صحیح ہی پس اجارہ بطریق اولی صحیح ہونا چاہیے اور اگر مستاجر کو مالک عین استیفاء منفعت سے منع کرے تو اجرت ساقط ہوگی اور آیا مستاجر کو

اجرت معینہ کا التزام کرنا اور موجر سے تفاوت کا مطالبہ کرنا صحیح ہو یا نہین اسمین تردد ہے
اظہر یہ ہو کہ صحیح ہے اور اگر مستاجر کو کوئی ظالم قبل قبضہ استیفاء منفعت سے منع کرے تو اوسکو
عقد اجارہ کے فسخ کرنے اور ظالم سے اجرۃ المثل کے مطالبہ کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر
بعد قبضہ منع کرے تو اجارہ باطل نہوگا اور مستاجر کو ظالم سے اجرۃ المثل کا مطالبہ صحیح ہوگا اور
جبکہ مکان منہدم ہو جائے تو مستاجر کو فسخ اجارہ کا اختیار رہوگا لکن اگر مالک مکان اوسکی
مرمت کرے اور مستاجر کو اوسپر استیفاء منفعت کی قدرت دے تو اوسکو فسخ کرنیکا اختیار
نہوگا اور اسمین تردد ہے اسلیے کہ مستاجر کو مکان کے منہدم ہوجانے سے اختیار فسخ حاصل
ہوچکا تھا لہذا اوسکا استصحاب کیا جائیگا اور اگر موجر اوسکی مرمت کرنے مین تاخیر کرے اور مستاجر
عقد کو فسخ کرے تو اوسکو موجر سے اجرت کا بہ نسبت واپس لینا جائز ہوگا اگر تمام اجرت معینہ
موجر کے سپرد کرچکا ہو والا جسقدر منفعت کا استیفاء کرچکا ہو فقط اوسیکی اجرت موجر کے حوالہ
کریگا **تیسری فصل** احکام اجارہ کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ مستاجر
عین مستاجرہ مین کوئی عیب پائے تو اوسکو عقد کے فسخ کرنے اور پوری اجرت کے ساتھ راضی
رہنے مین اختیار حاصل ہوگا اگرچہ اوس عیب کیوجہ سے بعض منفعت فوت بھی ہوجائے **دوسرا مسئلہ**
جبکہ مستاجر عین مستاجرہ مین تعدی کریگا تو وقت تعدی کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر
قیمت مین اختلاف کرین تو مالک کا قول معتبر ہوگا اگر مال اجارہ چوپایہ ہو اور بعض علماء نے فرمایا
ہے کہ ہرحال مین قول مستاجر مقبول ہوگا خواہ مال اجارہ چوپایہ ہو یا اور کوئی شے اور یہی قول
اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے **تیسرا مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی عمل کو اپنے ذمہ پر قبول
کرے تو اوس عمل کا نقصان اجرت کے ساتھ کسی غیر سے متعلق کرنا علی الاشہر جائز نہوگا لکن اگر
مال اجارہ مین کوئی ایسا عمل حادث کرے جسکی وجہ سے اوسکو زیادتی کی باعث ہوجائے تو جائز

ہوگا اور مال اجارہ کا بدون اجازتِ مالک کسی دوسرے کے سپرد کرنا جائز ہوگا اور اگر بدون اجازت سپرد کریگا تو ضامن ہوگا **چوتھا مسئلہ** مستاجر پر چوپایہ کا پانی پلانا اور چارہ دینا واجب ہوگا اور اگر ترک کریگا تو ضامن ہوگا **پانچوان مسئلہ** صانع (کاریگر) صورت افساد مین ضامن ہوگا اگرچہ اپنے کام مین حذاقت و مہارت رکھتا ہو مثلاً گازر کپڑے کو جلا دے یا حجام اثنائے حجامت مین زخمی کر دے یا ختان (ختنہ کرنے والا) ختنہ کرے اور اوسکا استرہ حشفہ تک پہونچ جائے یا ختنہ کی حد سے تجاوز کرے اور اسیطرح بیطار (جو چوپایون کا علاج کرتا ہی) بھی صورت افساد مین ضامن ہوتا ہی مثل اسکے کہ نعل بندی مین گھوڑے کا سم زائد کاٹ دے یا فصد کرنے مین گھوڑے کو ہلاک کرے یا چوپایہ پر ایسی جنایت کرے جو اوسکو مضر ہو اگرچہ احتیاط کے ساتھ علاج کرے لیکن اگر صانع کے پاس بدون اوسکے سبب کے بلا تفریط و تعدی تلف ہو جائے تو علی الاصح ضامن نہوگا اسلیے کہ وہ امین ہی اور اصل عدم ضمان ہی اور اسیطرح ملاح (ناخدا) اور مکاری (کرایہ دینے والا) بھی صورت تلف مین بدون تفریط علی الاشہر ضامن نہین ہوتا **چھٹا مسئلہ** جبکہ کسی شخص کو اپنے حوائج مین نافذ کرنے کے لیے مثلاً اجیر کرے تو اوسکا نفقہ مال مستاجر سے متعلق ہوگا لیکن اگر نفقہ کے اجیر سے متعلق ہونے کی شرط ہو جائے تو اوسی پر لازم رہیگا **ساتوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص اپنے غلام کو (جو صانع ہو) یا اجارہ دے اور وہ غلام افساد کرے تو اوسکی ضمانت مالک پر کسب غلام مین لازم ہوگی اور اگر اوسکا کسب قاصر ہوگا تو بقیہ اوسکے آزاد ہو جانے کے بعد وصول کیا جاویگا اور اسیطرح اگر غلام آقا کی اجازت سے اپنے نفس کو باجارہ دے تب بھی یہی حکم ہوگا **آٹھوان مسئلہ** صاحب حمام ضامن نہین ہوتا لیکن اگر اوسکے پاس کوئی مال ودیعت رکھا جائے اور اوسکی حفاظت مین تفریط یا ودیعت مین تعدی کرے تو ضامن ہوگا **نوان مسئلہ** جبکہ اجرت کو مستاجر کے ذمہ پر متحقق ہونے کے بعد ساقط کرے تو صحیح ہوگا خواہ بلفظ اسقاط ساقط کرے یا فقط

كتاب الاجارة

ابرا یا کسی اور لفظ سے اور اگر منفعت معینہ کو ساقط کریگا تو ساقط ہنو گی اسلیے کہ ابرا اوسی چیز
سے متعلق ہوتا ہی جو ذمہ پر ثابت ہو جیسے کسی اجرت یا عمل یا منفعت کلیتہ کا متعلق ہونا)
دسوان مسئلہ جبکہ غلام کو اجارہ دینے کے بعد آزاد کرے تو اجارہ باطل ہنوگا اور مستاجر کو
اوس سے اپنی منفعت کا حاصل کرنا صحیح ہوگا جسکو عقد اجارہ شامل ہوا اور غلام کو آزاد ہونے
کے بعد اپنے آقا سے اجرۃ المثل کا مطالبہ صحیح ہنوگا اسلیے کہ وہ وقت اجارہ اوسکی ملک تھا
اور اگر وصی طفل کو اوتنی مدت تک اجارہ دے کہ جسمین اوسکا بلوغ معلوم ہو تو جس مدت مین کہ بلوغ
یقینی ہوگا اوسمین اجارہ باطل ہوگا اسلیے کہ اس مدت مین وصی کو اوس طفل پر ولایت نہین
ہی اور جسمین محتمل ہوگا اوسمین صحیح ہوگا اگرچہ اتفاق سے اوسی مدت مین بالغ ہو جائے اور آیا
طفل کو بلوغ کے بعد عقد اجارہ کے فسخ کرنیکا اختیار ہوگا یا نہین بعض علما نے فرمایا ہی کہ اختیار
ہوگا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ وقت اجارہ وصی کو بظاہر ولایت حاصل تھی اور تصرف اوسی کا
جائز تھا پس اوسکا استصحاب کیا جایگا **گیارھوان مسئلہ** جبکہ کسی شخص کو بعقد صنعت
کرنے کے لیے اجیر کرے اور وہ بدون تفریط وفعل مستاجر ہلاک ہو جائے تو مستاجر اوسکا ضامن ہنوگا
خواہ اوسی عمل مین ہلاک ہو یا اور کسی مین صغیر ہو یا کبیر آزاد ہو یا غلام **بارھوان مسئلہ**
جبکہ کوئی متاع اوسمین عمل کرنے کے لیے کسی شخص کے حوالہ کرے پس اگر اجیر اون لوگون مین سے ہو جو
عادۃً اس عمل کے لیے اجیر کیے جاتے ہین جیسے غسال ور دھوبی تو اوسکو اپنے عمل کی اجرۃ المثل
پانیکا استحقاق ہوگا اور اگر اون لوگون مین سے نہو اور اس عمل کے لیے عادۃً کوئی اجرت
ہو اور تبرعاً عمل کرنے کی تصریح نکی ہو تو اجیر کو اوسکی اجرت کا مطالبہ صحیح ہوگا کیونکہ وہ
اپنی نیت کو بہتر جانتا ہی اور اگر اوس عمل کے لیے عادۃً کوئی اجرت نہو تو اوسکے مدعی کی طرف
التفات نکیا جایگا **تیرھوان مسئلہ** جن اشیا پر کہ منفعت کا پورا کرنا موقوف ہوگا وہ

موجر سے متعلق ہونگی جیسے دھاگا خیاطت مین اور روشنائی کتابت مین اور مکان کے اجارہ مین وہ کنجی بھی داخل ہوگی جبکا قفل دروازۂ مکان مین ثابت ہو کیونکہ انتفاع اوس سے تمام ہوتا ہے

چوتھی فصل نزاع موجر و مستاجر کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ اصل اجارہ مین نزاع کرین تو مالک کا قول مع قسم معتبر ہوگا اور اگر مقدار مال اجارہ مین اختلاف کرین تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر مال اجارہ کی واپسی مین اختلاف کرین تب بھی مالک ہی کا قول مع قسم مقبول ہوگا لیکن اگر مقدار اجرت مین اختلاف کرین تو قول مستاجر مقبول ہوگا

دوسرا مسئلہ جبکہ صانع یا ملاح یا مکاری تلف متاع کا بدون تعدی و تفریط دعوی کرے اور مالک انکار کرتا ہو تو اونکو اقامت بینہ کی تکلیف دیجائیگی اور جبکہ بینہ نہوگا تو اونسے ضمانت متعلق ہوگی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اونکا قول مع قسم مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ امین ہین اور یہی قول شہرہ و متین ہی اور اسیطرح اگر مالک اس تلف مین تصدیق کرنے کے بعد اونکی تفریط کا مدعی ہو اور وہ انکار کرین تب بھی یہی حکم ہوگا

تیسرا مسئلہ اگر خیاط کسی کپڑے کی قبا قطع کرے اور مالک کی طرف سے حصول اجازت کا مدعی ہو اور مالک کہے کہ مین نے تجھکو کرتا قطع کرنے کا حکم دیا تھا تو مالک کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ قول خیاط مقبول ہوگا اور قول اول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی اور اگر خیاط اوسکے نقض کھولنے کا ارادہ کرے تو جائز نہوگا جبکہ دھاگے اوسی کپڑے کے یا مالک کی ملک ہون اور خیاط کو اس صورت مین کوئی اجرت نہ دیجائیگی اسلیے کہ اوسنے ایسا عمل کیا ہی جسکی اجازت مالک نے نہ دی تھی

کتاب الوکالت

اور وہ چند فصلون کے بیان کو مقتضی ہے

پہلی فصل عقد وکالت کے بیان مین پس وکالت وہ عقد ہی جس مال مین بالذات

تصرّف کرنے کی نیابت حاصل ہوتی ہی اس عقد کے حصول مین ایسے ایجاب کا تحقق ضرور ہی جو قصد
استنابت (نائب کا مقرر کرنا) پر دلالت کرے جیسے وکّلتکَ مین نے تجھکو وکیل کیا) یا استنبتُک
(مین نے تجھکو نائب مقرر کیا) یا جو الفاظ مثل ان دونون کے ہون اور اگر کوئی شخص کسی دوسرے
شخص سے کہے وکّلتنی (آیا تو نے مجھکو وکیل کیا) اور وہ اوسکے جواب مین نعم (ہان مین نے
تجھکو وکیل کیا ہی) کہے یا ایسا اشارہ کرے جو اجابت پر دلالت کرتا ہو تب بھی تحقق ایجاب مین کافی
ہوگا اور قبول کبھی اوس لفظ سے متحقق ہوتا ہی جو رضا بالایجاب پر دلالت کرے جیسے قبلتُ
(مین نے قبول کیا) یا رضیتُ (مین راضی ہون) یا مثل اسکے جو الفاظ ایجاب کے ساتھ رضا پر
دلالت کرین اور کبھی اوس فعل کے بجالانے سے متحقق ہوتا ہی جس سے وکالت متعلق ہوئی ہو مثلاً موکّل
(وکیل کا مقرر کرنے والا) کسی شخص سے وکّلتکَ فی البیع (مین نے تجھکو خرید و فروخت کرنے مین
وکیل کیا) کہے اور وہ موافق اوسکے خرید و فروخت مین مصروف ہوجائے اور اگر قبول کا ایجاب سے
موخر واقع ہونا صحت عقد مین قادح نہین ہی اگرچہ ایک سال یا زائد کی تاخیر واقع ہو) اسلیئے کہ غائب
کی وکالت صحیح ہی حالانکہ وہان پر قبول متاخر ہوتا ہی اور وکالت کا منجز (غیر معلق) ہونا اوسکی
صحت مین شرط ہی پس اگر اوسکو ایسی شرط پر معلق کرے جسکا وقوع و عدم وقوع ممکن ہو (جیسے زید کا
آنا) یا ایسی صفت پر معلق کرے جسکا وجود مترقب اور قطعی ہو (جیسے آفتاب کا طلوع ہونا) تو عقد
صحیح نہوگا ہان اگر وکالت کو معلق نکرے اور تصرف مین تاخیر کو شرط کرے تو جائز ہوگا اور اگر کسی
شخص کو غلام کے خرید کرنے مین وکیل کرے تو اوسکے اوصاف کا فی الجملہ بیان کرنا ضرور ہوگا تاکہ
معظم غرر و جہالت مرتفع برطرف ہوجائے اور اگر مطلقاً بدون ذکر اوصاف) اوسکے خرید کرنے مین
وکیل کریگا تو بنا برایک قول کے صحیح نہوگا لکن جواز عقد اس صورت مین بھی بیوجہ نہین ہی اور عقد
وکالت طرفین سے عقد جائز ہی پس وکیل کو اپنے نفس کا معزول کرنا جائز ہی خواہ موکل حاضر ہو یا غائب

اور موکل کو بھی اوسکے معزول کرنیکا ہر وقت اختیار ہی بشرطیکہ اوسکو اطلاع کردے پس اگر اطلاع نکریگا تو معزول نہوگا اور بعض علمارنے فرمایا ہو کہ اگر اوسکا مطلع کرنا متعذر ہو اور موکل اوسکے معزول کرنے پر شاہد کردے تو عزل و اشہاد (شہادت دلانا) سے معزول ہوجائیگا اور پہلا قول اظہر ہو پس اگر وکیل قبل اطلاع کوئی تصرّف کریگا تو نافذ ہوگا اور اگر کسیکو قصاص لینے مین وکیل کردینے کے بعد معزول کرے اور وہ اپنے معزول ہونے کی اطّلاع پانے سے قبل قصاص لے تو یہ قصاص اپنے موقع پر واقع ہوگا اور عقد وکالت ان دونون مین سے ہر ایک کے مرجانے یا مجنون اور بیہوش ہوجانے سے باطل ہوجاتا ہی اور جبکہ موکل اپنے مال مین تصرف کرنے سے ممنوع ہوجائے تو وکالت باطل ہوجائیگی اور سو جانے سے وکالت باطل نہین ہوتی اگرچہ زائد ہو بشرطیکہ بیہوشی کی حد تک نہ پہونچے اور جبکہ متعلق وکالت تلف ہوجائے تو وکالت باطل ہوجائیگی مثلاً وہ غلام مرجائے جسکی بیع مین اوسکو وکیل کیا تھا یا وہ عورت ہلاک ہوجائے جسکی طلاق مین اوسکو وکیل کیا تھا اور اسیطرح اگر متعلق وکالت کو خود موکل بجالے آئے (مثلاً جس متاع کے خریدکرنے کے واسطے اوسکو وکیل کیا تھا اوسکو خود خریدلے) تب بھی باطل ہوجاتی ہی اور جب وکیل کو معزول کرنا چاہے تو ایسے الفاظ کا بیان کرنا ضرور ہوگا جو اوسکے عزل (برطرف کرنا) پر دلالت کرتے ہون جیسے عزلتک (مین نے تجکو برطرف کیا) یا ازلت نیابتک (مین نے تیری نیابت کو دُور کیا) یا فسخت (مین نے عقد وکالت کو فسخ کیا) یا ابطلت (مین نے تیری وکالت کو باطل کیا) یا نقضت (مینے تیری وکالت کو توڑدیا) یا مثل ان الفاظ کے جو الفاظ ازالۂ وکالت پر صراحتہ دلالت کرتی ہون اور جبکہ وکالت مین کوئی قید نہو تو یہ اطلاق نقد بلد کے ساتھ ثمن مثل بدون مدت خرید کرنیکو مقتضی ہوگا اور اسیطرح مال صحیح کے خرید کرنے پر محمول ہوگا اور مال معیب (جسمین کوئی عیب ہو) کا خرید کرنا صحیح نہوگا اور اگر امور مذکورہ مین سے کسیکی مخالفت کریگا تو عقد وکالت لازم نہوگا اور اجازت مالک پر موقوف

اور اگر وکیل کسی قیمت کے ساتھ خرید کرے اور مالک اوس قیمت کے ساتھ خرید کرنے کی اجازت کا انکار کرے تو مالک کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور بعد قسم عین مال مشتری سے واپس لیا جائیگا اگر باقی ہو اور اگر تلف ہو جائیگا تو اوسکا مثل یا قیمت واپس لیجائیگی اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ دلال (وکیل) کو اوس مقدار کا پورا کرنا واجب ہوگا جسپر مالک نے حلف کیا ہو اور یہ قول بعید اور اصول مذہب کے خلاف ہو پس اگر مشتری اور وکیل اوسیقدر قیمت پر اتفاق کریں جسکی بہ نسبت وکیل نے موکل کی طرف سے حصول اجازت کا دعوی کیا ہو اور اوتنی ہی قیمت پر وکیل متاع کو مشتری کے حوالہ کرچکا ہو اور وہ مشتری کے پاس تلف ہوگئی ہو تو موکل کو ان مین سے ہر ایک پر اوسکی قیمت کے ساتھ رجوع کرنا صحیح ہوگا لکن اگر موکل مشتری پر رجوع کریگا تو مشتری کو وکیل پر رجوع کرنا صحیح نہوگا اسلیے کہ وہ وکیل کی حصول اجازت مین تصدیق کرچکا ہو اور اگر موکل قیمت کے ساتھ وکیل پر رجوع کریگا تو وکیل کو مشتری پر اوتنے مال کے ساتھ رجوع کرنا صحیح ہوگا جو قیمت اور غرامت مشتری (وہ مال جسکا مشتری پر تاوان واقع ہوا ہو) مین کم ہو اور جبکہ کسی شی کے فروخت کرنے مین وکیل کرے اور کوئی قید مذکور نہو تو یہ اطلاق تسلیم مبیع کو مقتضی نہوگا اسلیے کہ یہ عقد بیع کی واجبات سے ہو اور اسیطرح اطلاق وکالت خرید کرنے مین تسلیم قیمت کی اجازت کو مقتضی ہو لیکن بیع کی اجازت قیمت پر قبضہ کرنے کو مقتضی نہین ہو اسلیے کہ کبھی قبضہ پر امین حاصل نہین ہوتا اور وکیل کو عیب کیوجہ سے واپس کرنیکا بھی اختیار ہو اسلیے کہ منجملہ مصالح عقد ہی جنکی مراعات وکیل پر لازم ہو خواہ موکل حاضر ہو یا غائب اور اگر موکل رد کرنے کی ممانعت کرے تو وکیل کو اوسکی مخالفت جائز نہوگی۔

دوسری فصل اسمین دو مطلب ہین **پہلا مطلب** اون امور کے بیان مین جنمین کہ نیابت صحیح نہین ہو اور ضابطہ اونکا یہ ہو کہ جن امور کے واقع کرنے مین قصد شارع علیہ السلام مباشرت مکلف سے متعلق ہو اونمین نیابت صحیح نہین ہی منجملہ اونکے کچھ امور بیان مذکور ہوتے ہین **اول**

کتاب الوکالت

طہارت (غسل و وضو و تیمم) کا حالتِ اختیار و قدرت مین بجالانا اگرچہ عند الضرورت غسل اعضا مین نیابت جائز ہی **دوم** نماز و جب تبک کہ مکلّف زندہ ہی **سوم** روزہ و اعتکاف **چہارم** حج واجب جبکہ اوسکے ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہو **پنجم** قسم اور نذر وغیرہ کا **ششم** غصب کرنا پس جو شخص غصب کریگا اوسکا مطالبہ اوسی سے متعلق ہوگا اور دعوائی نیابت معقول و مسموع نہوگا اور اسیطرح جملہ معاصی کا بھی یہی حکم ہی **ہفتم** ازواج مین شبون کا قسمت کرنا اسلیے کہ یہ استمتاع سے متعلق ہی جس مین نیابت بے معنی ہی **ہشتم** ظہار و لعان **نہم** قضاء عدہ **دہم** جنایت **یازدہم** التقاط (کسی شے ضایع کا اوٹھانا) **دوازدہم** لکڑی اور گھاس کا جمع کرنا **سیزدہم** اقامت شہادت لکن شہادت پر شہادت نیابت صحیح ہی **دوسرا مطلب** اون اشیاء کے بیان مین جنمین نیابت صحیح ہی اور اونمین ضابطہ یہ ہی کہ جن اشیاء کے واقع کرنے مین مباشرت مطلوب نہین ہوتی بلکہ اونکا محض وقوع مقصود ہوتا ہی ونمین نیابت صحیح ہی کیونکہ جس غرض کے لیے وہ اشیاء واقع کیجاتی ہین وہ محض مباشرت نہین ہی جیسے بیع اور قیمت پر قبضہ کرنا اور رہن و صلح و حوالہ و ضمان و شرکت و وکالت عاریت اور اسیطرح حق شفعہ کے اخذ کرنے مین بھی نیابت صحیح ہی اور اسیطرح ابراء اور ودیعت اور تقسیم صدقات اور عقد نکاح اور تعیین مہر اور خلع اور طلاق اور قصاص لینا اور دیات پر قبضہ کرنا اور جہاد کرنا لکن بعضی صورتون مین نیابت جہاد صحیح نہین ہوتی (مثلاً کسی شخص کو امام علیہ السلام بخصوصہ جہاد کرنے کا حکم فرمائین یا دفع اعداء اوسکے جہاد پر موقوف ہو کہ ایسی صورت مین نیابت صحیح نہوگی) اور حدود کا جاری کرنا خواہ وہ حدود ہون جو انسان سے متعلق ہین جیسے سرقہ یا ایسے حدود ہون جو حق اللہ سے متعلق ہین جیسے زنا اور اسیطرح حدود انسان کے ثابت کرنے مین بھی نیابت صحیح ہی لکن حدود اللہ کے اثبات مین صحیح نہین ہی اور اسیطرح عقود مین بھی نیابت صحیح ہی جیسے عقد سبق و رمایہ وغیرہ اسیطرح عتق و کتابت (آقا کا اپنے غلام پر کچھ مال مقرر کرنا اور اوسکی آزادی کو اوسکے ادا پر معلق کرنا)

کتاب الوکالت

اور تدبیر (آقا کا غلام کے آزاد ہونے کو اپنے وفات پر معلق کرنا) اور دعوی اور اثبات محبت وحق وغیرہ
مین بھی وکیل کرنا صحیح ہی اور اگر تھوڑے قلیل وکثیر پر وکیل کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ ایسی وکالت صحیح نہوگی اسلیے
کہ اسمین وقوع ضرر کا احتمال ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ جائز ہی اور احتمال ضرر رعایت مصلحت سے جو وکیل پر واجب
ہی دفع ہوجاتا ہی لیکن یہ قول محل غرض سے بعید ہی لیکن اگر موکل ہر اوس مال پر وکیل کرے جسکا وہ مالک ہی
تو وکالت صحیح ہوگی اسلیے کہ مصلحت پر منوط (معلق) ہوگی **تیسری فصل** موکل کے بیان مین
پس اوسکا بالغ اور کامل العقل اور اوس مال مین جائز التصرف ہونا شرط ہی جس مین کہ اوسنے وکیل کیا ہے
اور نیابت اوسمین صحیح ہی پس وکالت طفل صحیح نہین ہی خواہ ممیز ہو یا نہو لیکن طفل دہ سالہ کو اون امور مین
وکیل کرنا جائز ہی جن مین کہ وہ تصرف کرسکتا ہی جیسے وصیت اور صدقہ اور طلاق بنا بر ایک روایت
کے اور اسیطرح طفل دہ سالہ کا کسی دوسرے کی طرف سے امور مذکورہ مین وکیل ہونا بھی صحیح ہی اور
اسیطرح وکالت مجنون بھی صحیح نہین ہی اور اگر وکالت کے بعد وکیل کو جنون عارض ہو تو وکالت
سابقہ کو باطل کریگا اور غلام مکاتب کا وکیل کرنا بھی صحیح ہی اسلیے کہ وہ اپنے اکتساب مین تصرف
کرنیکا مالک ہی لیکن غلام قن (وہ مملوک جسکا کوئی حصہ آزاد نہوا ہو) کا وکیل کرنا بدون اجازت
آقا صحیح نہین ہی اور اگر کوئی شخص اوسکو آقا سے اپنے نفس کے خرید کرنے مین وکیل کرے تو یہ وکالت
صحیح ہوگی اور وکیل کو بدون اجازت موکل وکیل کرنا جائز نہین ہی اور اگر اپنے مملوک کو تجارت
کرنے کی اجازت دے تو اوسکو اون امور مین وکیل کرنا صحیح ہوگا جن مین عادۃً وکیل کیا جاتا ہی اسلیے
کہ اس صورت مین مملوک کو وکیل کے مقرر کرنے مین بھی مثلاً ماذون ہی اور ایسے امور مین وکیل کرنا
جائز نہوگا جن مین عادۃً وکیل نہین کیا جاتا ہی اسلیے کہ اس صورت مین جواز توکیل آقا کے اذن
صریح پر موقوف ہی اور مملوک کو اون امور مین وکیل کرنا بدون اجازت آقا صحیح ہی جن مین اوسکو
تصرف کرنا جائز اور نیابت اوسمین صحیح ہی جیسے طلاق اور مجبور علیہ کو اون امور مین وکیل کرنا صحیح ہی

ان یوکل فیما له التصرف فیه من طلاق وخلع وما یجری مجراه ولا یوکل المحرم فی عقد النکاح ولا ابتیاع الصید ولیس للاب والجد ان یوکلا عن الولد الصغیر فی الطلاق وتصح الوکالة فی الطلاق للغائب اجماعا وللحاضر علی الاظهر ولو قال اصنع ما شئت کان دالا علی الاذن فی التوکیل لانه تسلیط علی ما تتعلق به المشیة ویستحب ان یکون الوکیل تام البصیرة فیما وکل فیه عارفا باللغة التی یحاور بها وینبغی للحاکم ان یوکل عن السفهاء من یتولی الحکومة عنهم ویکره لذوی المروات ان یتولوا المنازعة بنفوسهم الرابع فی الوکیل ویعتبر فیه البلوغ وکمال العقل ولو کان فاسقا او کافرا او مرتدا ولو ارتد المسلم لم تبطل وکالته لان الارتداد لا یمنع الوکالة ابتداء فکذا استدامة وکل ما له ان یلیه بنفسه وتصح فیه النیابة صح ان یکون فیه وکیلا فتصح وکالة المحجور علیه لتبذیر او فلس ولا یصح ان ینوب المحرم فیما لیس للمحرم ان یفعله کابتیاع الصید وامساکه وعقد النکاح ویجوز ان تتوکل المرأة فی طلاق غیرها وهل تصح فی طلاق نفسها قیل لا وفیه تردد وکذا تصح وکالتها فی عقد النکاح لان عبارتها معتبرة فیه عندنا ویجوز وکالة العبد اذا اذن له مولاه ولو وکله مولاه فی اعتاق نفسه

جن مین اوسکو تصرف کرنا جائز ہی جیسے طلاق اور خلع یا جو امور مثل انکے ہون اور محرم کو عقد نکاح
اور خرید شکار مین وکیل کرنا جائز نہین ہی اور رہا باپ دادا کو ولد صغیر کی طرف سے وکیل کرنیکا اختیار
ہی اور شخص غائب کی وکالت طلاق اجماعًا اور حاضر کی علی الاظہر صحیح ہی اور اگر موکل کہے اصنع ما شئت
تو جو چاہے سو کر تو یہ قول وکیل کرنے کی اجازت پر بھی دلالت کریگا اسلیے کہ اسمین موکل نے وکیل کو
اون امور پر مسلط کیا ہی جنسے کہ اوسکی مشیت متعلق ہو جسمین محل فرض بھی مندرج ہی اور وکیل کا اوس امر
مین تام البصیرۃ ہونا مستحب ہی جسمین کہ وہ وکیل کیا گیا ہی اور اسیطرح وکیل کا اوس لغت کے ساتھ عارف ہونا بھی مستحب ہی
جسمین کہ موکل اوس سے ہمکلام ہوتا ہی اور حاکم کو سفہا کی طرف سے ایسے شخص کا وکیل مقرر کرنا سزاوار ہی جو
اونکی طرف سے متولی حکومت ہو اور صاحبان مروت (ارباب شرف ومناصب جلیلہ) کو خود متولی منازعت
ہونا مکروہ ہی اور اسمین وکیل کرنا مستحب ہی **چوتھی فصل** وکیل کے بیان مین وکیل کا بالغ اور کامل العقل ہونا
وکالت مین شرط ہی اگرچہ فاسق یا کافر (ذمی ہو یا حربی) یا مرتد ہو اور اگر وکیل مسلم مرتد ہو جائے تو اوسکی
وکالت باطل نہوگی اسلیے کہ ارتداد جسطرح کہ ابتداءً مانع وکالت نہین ہی اسیطرح استدامۃً (بقاءً) بھی مانع نہوگا
اور جس کام کا انسان خود متولی ہو سکتا ہی (یعنے اصل فعل کا اوسکو بجالانا جائز ہی اگرچہ عدم دلیل حرمت ہی کی وجہ سے ہو)
اور نیابت اوسمین صحیح ہی اور اوسمین اوسکا وکیل ہونا بھی صحیح ہی پس اوس شخص کا وکیل ہونا صحیح ہی جو بوجہ تبذیر
(فضول خرچی) و مفلسی محجور علیہ اور تصرف سے ممنوع ہوا ہی اور محرم کا ایسے فعل مین نائب ہونا
صحیح نہین ہی جسکا بجالانا اوسکو جائز نہین ہی جیسے شکار کا خرید کرنا یا اوسکا امساک کرنا (روکنا)
اور عقد نکاح کا واقع کرنا اور عورت کا دوسری عورت کی طلاق مین وکیل ہونا جائز ہی اور آیا
اپنی طلاق مین بھی وکیل ہو سکتی ہی یا نہین بعض علما نے فرمایا ہی کہ نہین ہو سکتی اور اسمین تردد ہی اور
اسی طرح عورت کا عقد نکاح مین ایجاب اور قبول کا وکیل ہونا بھی صحیح ہی اسلیے کہ ہمارے نزدیک اوسکی
عبارت معتبر ہی اور غلام کا باجازت آقا وکیل ہونا جائز ہی اور اسیطرح آقا کی طرف سے اپنے نفس کے

آزاد کر نہیں بھی وکیل ہو سکتا ہے اور عقد نکاح میں ولی یا وکیل کا عادل ہونا شرط نہیں ہے اور ذمی کا ذمی
یا مسلم کی طرف سے مسلم پر وکیل ہونا بنا بر قول مشہور کے جائز نہیں ہے اور آیا مسلم کا ذمی کیطرف سے
مسلم پر وکیل ہونا جائز ہے یا نہیں اسمین تردد ہے اور جواز بوجہ نہیں ہے اگرچہ کروہ ہے اور ذمی کا ذمی
پر وکیل ہونا جائز ہے اور وکیل کو تصرف مین قدر ماذون یا اون امور پر اقتصار کرنا واجب ہے
جس میں حصول اجازت پر عادت شاہد ہو اور تجاوز صحیح نہوگا پس اگر وکیل کو کسی متاع کی نسیئہ فروخت
کرنیکا ایک دینار کے ساتھ اذن حاصل ہوا اور وہ دو یا ایک دینار کے ساتھ نقداً فروخت کرے
تو صحیح ہوگا (مثلاً نقداً فروخت کرنے کی صورت میں تلف ثمن کا خوف ہو) لیکن اگر نسیئہ فروخت کرنے مین
موکل کی کوئی غرض صحیح ہو تو نقداً فروخت کرنا جائز نہوگا پس اگر وکیل کو نقداً فروخت کرنیکا حکم کرے
اور وہ نسیئہ فروخت کرے تو صحیح نہوگا اگرچہ ثمن معین سے زائد کے ساتھ بھی فروخت کرے اسلیے کہ
نقداً فروخت کرنے سے غالباً اغراض صحیحہ متعلق ہوتی ہین اور اگر وکیل کو کسی بازار مخصوص مین مال کے
فروخت کرنیکا حکم کرے اور وہ ثمن معین کے ساتھ دوسری بازار مین یا درصورت اطلاق ثمن مثل
کے ساتھ فروخت کرے تو صحیح ہوگا اسلیے کہ اصل غرض تحصیل ثمن ہے اور اگر موکل کسی مشتری کو معین
کر دے اور وکیل کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرے تو صحیح نہوگا اگرچہ قیمت دوچند ہو اسلیے
کہ قرضخواہون مین غالباً باختلاف اشخاص اغراض بھی مختلف ہوتے ہین اور اسیطرح اگر وکیل کو عین
مال کے ساتھ خرید کرنے کا حکم کرے اور وہ ذمہ پر خرید کرے یا ذمہ پر خرید کرنے کا حکم کرے
اور وہ عین مال کے ساتھ خریدے تب بھی صحیح نہوگا اسلیے کہ یہ ایسا تصرف ہے جسکی اجازت موکل نے
نہین دی اور اغراض وسمین مختلف ہوتے ہین اور جبکہ وکیل کسی شی کو خرید کریگا تو یہ خرید موکل کی
طرف سے سمجھی جائیگی اور مال مبیع ملک وکیل مین داخل نہوگا اسلیے کہ اگر اوسکی ملک مین داخل ہو تو
لازم آئیگا کہ جب وہ اپنے باپ یا اولاد کو خرید کرے او سپر آزاد ہوجائین جسطرح کہ موکل پر اوسکا

باپ اور اوسکی اولاد آزاد ہوجاتی ہو اور اگر کوئی مسلمان کسی کافر ذمی کو شراب کے خریدنے مین وکیل
کرے تو وکالت اور بیع دونون صحیح ہونگی اسلیے کہ متعلق وکالت کا اون امور مین سے ہونا ضروری
ہو جنکو موکل بنفسہ کرسکتا ہو اور جس مقام پر کہ موکل کیطرف سے بوجہ مخالفت وغیرہ خرید باطل ہو گی
اور وکیل نے وقت عقد موکل کا نام ذکر کیا ہوگا (موکل کے لیے خرید کرنے کی تصریح اور اوسکے لیے
خرید کرنیکا ارادہ کیا ہو) تو یہ عقد ان دونون مین کسی کی طرف سے واقع نہوگا اور اگر موکل کا ذکر
نکیا ہوگا تو یہ عقد ظاہر مین وکیل کی طرف سے واقع ہوگا اور بائع کو اوس سے قیمت کا مطالبہ صحیح ہوگا
اور اسیطرح اگر موکل وکالت کا انکار کرکے اوسپر قسم کھائے تب بھی موکل کی طرف سے یہ خرید باطل ہوگی پس
اگر وکیل کاذب ہوگا تو مال مبیع ظاہرا اور باطنا اوسیکی ملک ہوگا اور اگر صادق ہوگا تو باطنا
موکل کی اور ظاہرا وکیل کی ملک ہوگی اور اس صورت مین وکیل کے لیے مبیع کے باطنا حلال ہونیکا
طریقہ یہ ہو کہ موکل کہے اگر یہ خرید میرے لیے واقع ہوئی تھی تو مین نے اس مبیع کو وکیل کے ہاتھ فروخت
کیا پس اس صورت مین بیع صحیح ہوجائیگی اور موکل کے اس قول سے بیع کا ایسی شرط پر معلق ہونا لازم
نہ آئیگا جسپر معلق کرنے سے بیع باطل ہوجاتی ہو اسلیے کہ جس شرط کی وجہ سے بیع باطل ہوتی ہو
اوس سے وہ شرط مراد ہو جسکا حصول اور عدم حصول دونون محتمل ہون اور یہان پر ایسا نہین
ہو اسلیے کہ موکل اوسکے حال کو جانتا ہو پس اوسکا شرط کرنا مضر نہوگا اور یہ کلام ہر شرط معلوم الوجود
مین جاری ہو اور وکیل اور موکل باہم مقاصہ (اپنے مال کے عوض دوسرے کا مال لینا) کرینگے
اور اگر موکل بیع سے انکار کرے تو وکیل کو متاع موکل سے اوتنے مال کا لے لینا جائز ہوگا جو اوسنے
بائع کو موکل کیطرف سے دیا ہو اور زاید کو واپس دیگا یا اوتنے مال کا مطالبہ موکل سے کریگا جو اوسنے
زاید دیا ہوگا اور اگر دو شخصون کو بشرط اجتماع وکیل کرے تو اون دونون مین سے ہر ایک کو
بدون دوسرے کے تصرف کرنا جائز نہوگا اور صورت اطلاق (جبکہ اجتماع کو شرط نہ کرے) مین بھی

یہی حکم ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ایک وکیل مر جائیگا تو وکالت باطل ہو گئی اور حاکم کو کسی امین کے
شریک کر دینے کا اختیار ہوگا لکن اگر موکل نے تنہا تصرف کرنیکو شرط کیا ہو تو اونمین سے ہر ایک کو
بدون دوسرے کی رائے کے تصرف کرنا جائز ہوگا اور اگر اپنی زوجہ یا دوسرے کے غلام کو
وکیل کرے پھر زوجہ کو طلاق دے یا وہ غلام آزاد ہو جائے تو وکالت باطل نہوگی لکن اگر اپنے
غلام کو اپنے حال مین تصرف کرنے کی اجازت دے اور پھر اوسکو آزاد کرے تو اجازت باطل
ہو جائیگی اسلیے کہ وہ اجازت حد وکالت پر نہ تھی بلکہ تابع ملک تھی اور جبکہ کسی انسان کو حکومت
مین وکیل کرے تو اوس وکالت سے اوسکے حقوق پر قبضہ کرنے کی اجازت حاصل نہوگی اسلیے کہ
کبھی ایسا انسان وکیل کیا جاتا ہے جو مال پر امین نہین سمجھا جاتا ہے اور اسیطرح اگر کسی کو مال پر قبضہ کرنے مین
وکیل کرے اور قرضخواہ انکار کرے تو وکیل کو اوس سے محاکمہ کرنے کی اجازت حاصل نہوگی
اسلیے کہ کبھی موکل وکیل کو خصومت کے لیے پسند نہین کرتا ہے **فرع** اگر موکل کہے وکلتك
فی قبض حقی من فلان (مین نے تجھکو فلان شخص سے اپنے حق پر قبضہ کرنے مین وکیل کیا) پھر
وہ شخص مر جائے تو وکیل کو اوسکے ورثہ سے مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اسلیے کہ عبارت موکل مین مقبوض
منہ معین تھا اور اوسکا وارث عبارت موکل مین مندرج تھا لکن اگر وكلتك فی قبض
حقی الذی علی فلان (مین نے تجھکو اپنے اوس حق پر قبضہ کرنے مین وکیل کیا جو فلان شخص پر ہے)
کہے تو وکیل کو اوسکے ورثہ سے مطالبہ کرنا بھی صحیح ہوگا اسلیے کہ عبارت موکل مین مقبوض منہ
معین تھا پس وارث اور متبرع بھی داخل ہوگا اور اگر کسیکو بیع فاسد مین وکیل کرے تو اوسکو بیع
صحیح کی وکالت حاصل نہوگی اور اسیطرح اگر اوسکو کسی شی معیب (جسمین کوئی عیب ہو) کے خریدنے مین
وکیل کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور جبکہ کسی شخص کا کسی پر دین ہو اور اپنے مدیون کو دین کے
ساتھ کسی متاع کے خریدنے مین وکیل کرے تو جائز ہوگا اور جبکہ اوس دین کو بائع کے سپرد کریگا تو

بری الذمہ ہو جائیگا **پانچوین فصل** اون امور کے بیان مین جنسے وکالت ثابت ہوتی ہی۔ ثبوت وکالت
کا حکم محض وکیل کے دعوی کرنے یا قرضخواہ کے موافق ہونے سے نہین ہو سکتا جبتک کہ کوئی بینہ قائم
ہو اور بینہ سے دو شاہد جامع شرائط مراد ہین اور نسوان (عورات) یا ایک شاہد اور قسم یا ایک شاہد
اور دو عورتون کی شہادت سے علی المشہور ثابت نہین ہوتی اور اگر ایک شاہد تاریخ معین مین
حصول وکالت کی شہادت دے اور دوسرا شاہد دوسری تاریخ مین واقع ہونے کی شہادت
دے تو دونون کی شہادت مقبول ہوگی اسلیے کہ اشہاد (شہادت دلانا) مین عادت پر نظر کیجائے
کیونکہ شہادت دلانے کے لیے شہود کا ایک مقام پر جمع کرنا کبھی مشکل ہوتا ہو اور ہر ایک شخص سے
علیحدہ شہادت لیجاتی ہی اور اسیطرح اگر ایک شاہد بیان کرے کہ اوسکو زبان فارسی مین اور دوسرا
بیان کرے کہ زبان عربی مین وکیل کیا ہی تب بھی دونون کی شہادت مقبول ہوگی اسلیے کہ ہر
بیان مین ایک ہی معنی کی طرف اشارہ ہی (یعنے دونون ثبوت وکالت پر متفق ہین اگرچہ
طریق حصول مین مختلف ہین) اور اگر لفظ عقد مین اختلاف کرین مثلاً ایک شخص شہادت دے
کہ موکل نے عقد وکالت مین وکلتک (مین نے تجھکو وکیل کیا) کہا ہی اور دوسرا شہادت دے
کہ اوسنے استنبتک (مین نے تجھکو نائب کیا) کہا ہی تو اونکی شہادت مقبول ہوگی اسلیے کہ یہ دو عقدون
پر شہادت ہی کیونکہ ہر ایک کا صیغہ دوسرے کے مخالف ہی اور اسمین تردد ہی کیونکہ مرجع اسکا
اسطرف ہی کہ وہ تحقق وصف وکالت پر دو وقتون مین شاہد ہوئے لیکن اگر دونون شاہد لفظ
موکل سے عدول کرین اور فقط ایراد معنی پر اقتصار کرین تو جائز ہوگا اگرچہ اون دونون کی
عبارت مختلف ہو اور جبکہ حاکم کو ثبوت وکالت کا علم حاصل ہو تو موافق اپنے علم کے حکم کریگا
تفریع اگر کسی غائب کی طرف سے اوسکے مال پر کسی مدیون معین سے قبضہ کرنے مین وکیل ہونیکا
مدعی ہو اور اوسکا غریم (مدیون) انکار کرے تو اوسپر قسم متوجہ ہوگی اسلیے کہ قسم اوس مقام پر متوجہ

تو دونون کی وکالت باطل ہوگی ورسیطرح اگر وکیل اول مرجائیگا تو دوسرے کی وکالت باطل ہوگی

تیسرا مسئلہ وکیل پر مال موکل کا بعد مطالبہ اوسکے (یا اوسکے وکیل کے) حوالہ کرنا واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہو پس اگر بدون عذر اوسکے سپرد کرنے سے انکار کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر کوئی عذر ہوگا تو ضامن نہوگا اور اگر بعد زوال عذر سپرد کرنےمین تاخیر کریگا تو ضامن ہوگا اور اگر بعد مطالبہ باوجود اعتراف مال کے رد کرنے سے انکار کرے اور پھر اوسکے قبل انکار تلف ہو جانے یا قبل مطالبہ واپس کر دینے کا مدعی ہو تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ دعوی اوسکا مقبول نہوگا اگرچہ بینہ بھی قائم کرے اسلیے کہ وہ اپنے اقرار سابق سے اوسکی تکذیب کر چکا ہے لیکن بینہ کا قبول کرنا بیوجہ نہین ہے اسلیے کہ بینہ مدعی پر مطلقا واجب ہے خصوصا جبکہ اقرار اول کی کوئی وجہ ظاہر ہو جیسے سہو ونسیان کا عارض ہو جانا یا کسی کتابت پر استناد کرنا

چوتھا مسئلہ جب کسی شخص کے پاس یا اوسکے ذمہ کسی دوسرے کا مال ہو تو اوسکو مال کے سپرد کرنے سے اوسوقت تک انکار کرنا جائز ہے جبتک کہ صاحب حق اوسپر قبضہ کرنے کے واسطے شاہد لائے خواہ وہ شخص اون لوگون مین سے ہو جنکا قول مال کے واپس کرنےمین مقبول ہوتا ہے جیسے امین یا اون لوگون مین سے ہو جنکا قول بدون بینہ مال کے واپس کرنےمین مقبول نہین ہوتا تاکہ بعد قبضہ صاحب حق کے انکار کرنیکی صورت مین دوبارہ تدارک یاقسم کی ضرورت نہو اور بعض علما نے اسطرح اسکی تفصیل کی ہے کہ اگر اس شخص کا قول مال کے واپس کرنےمین مقبول ہو تو اوسکو مال کے سپرد کرنےمین صاحب حق سے شاہد کا مطالبہ جائز نہوگا اور بدون شاہد سپرد کرنا واجب ہوگا اور اگر اوسکا قول رد مال مین مقبول نہو تو بدون شاہد سپرد کرنے سے انکار کر سکتا ہے لیکن پہلا قول اشبہ ہے

پانچوان مسئلہ اگر کوئی شخص کسیکے پاس مال کی ودیعت رکھنے مین وکیل ہو اور اوسکو بدون شاہد مستودع (جسکے پاس ودیعت رکھی جائے) کے پاس ودیعت رکھے تو اوسکا صورت انکار مستودع مین ضامن نہوگا

اور اگر دین کے ادا کرنے مین وکیل ہوا اور بدون شاہد قرضخواہ کو اوسپر قبضہ دے تو صورت انکار مین ضامن ہوگا اور اسمین تردد ہی **چھٹا مسئلہ** جبکہ وکیل مال موکل مین تعدی کرے تو ضامن ہوگا لکن وکالت اوسکی باطل نہوگی اسلیے کہ اوسکے ضامن ہونے اور ماذون رہنے مین منافات نہین ہی اور اگر وکیل اوس مال کو فروخت کرے جس مین اوسنے تعدی کی ہی اور مشتری کے سپرد کرے تو اوسکی ضمانت سے بری ہو جائیگا اسلیے کہ سپرد کرنیمین اوسکو موکل کی اجازت حاصل تھی پس مشتری کا اوسپر قبضہ دینا قبضہ مالک کے مثل ہوگا **ساتوان مسئلہ** جبکہ موکل اپنے مال کے فروخت کرنیمین وکیل کو اوسیکے ہاتھ فروخت کرنیکی اجازت دے اور موافق اوسکی اجازت کے خود خرید کرلے تو جائز ہوگا اور اسمین تردد ہی اور اسیطرح اگر اپنے ساتھ نکاح کرنیمین ماذون ہوا اور نکاح واقع کرے تب بھی یہی حکم ہوگا **ساتوین فصل** نزاع موکل و وکیل کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ وکالت مین اختلاف کرین تو منکر کا قول مقبول ہوگا اسلیے اصل عدم وکالت ہی اور اگر تلف مال مین اختلاف کرین تو قول وکیل مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ امین ہی اور غالبًا تلف مال پر بینہ کا قائم کرنا دشوار ہوتا ہی اسوجہ سے اوسکے قول پر قناعت کی گئی تاکہ اوسکو ایسے امر کا التزام کرنا نہ پڑے جو غالبًا متعذر رہتا ہی اور اگر وقوع تفریط مین اختلاف کرین تو منکر کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہی البینۃ علی المدعی والیمین علی من انکر (بینہ کا قائم مقام کرنا مدعی پر اور قسم کھانا منکر پر لازم ہی) **دوسرا مسئلہ** جبکہ اوس مال کے حوالہ موکل کرنیمین اختلاف ہو جو وکیل کے پاس موجود ہو پس اگر کسی مزدوری کے عوض وکیل نے اوسپر قبضہ کیا تھا تو وکیل کو اقامت بینہ کی تکلیف دیجائیگی اسلیے کہ وہ مدعی ہی اور اپنی مصلحت سے اوسپر قابض ہے اور اگر بدون مزدوری اوسپر قابض تھا تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ قول وکیل مقبول ہوگا جسطرح کہ ودیعت مین مقبول ہوتا ہی اسلیے اس صورت مین وہ امین ہی اور موکل کی مصلحت سے اوسپر قابض ہی اور یہ قول مشہور ہی اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ قول مالک مقبول ہوگا اور یہی قول اشبہ و اصول

مذہب کے موافق ہی اسلیے کہ اصل عدم رد ہی اور عموم البینۃ علی المدعی محل فرض کو شامل ہی اور
قول وصی طفل وغیرہ پر اتفاق کر تیمین مقبول ہوگا اسلیے کہ اوسمین اقامت بینہ دشوار ہی لیکن مال
کے حوالہ موصی لہ کرنے مین بدون بینہ مقبول نہوگا اور یہی کلام باپ اور دادا اور حاکم اور
اوسکے امین مین بھی یتیم کے ساتھ جاری ہوگا جبکہ بعد بلوغ و رشد قبضہ پانے سے انکار کرے اور
شریک اور مضارب (عامل) اور اوس شخص کا بھی یہی حکم ہی جسکا کسیکے حیوان گم شدہ پر قبضہ ہوجائے
اور مالک سے نوبت نزاع باہم ہوپہنچے **تیسرا مسئلہ** جبکہ وکیل تصرف کا مدعی ہو مثلاً وکیل کہے کہ
مین نے عین مال کو فروخت کردیا یا مین نے اوسکی قیمت پر قبضہ کرلیا اور موکل اسکا انکار کرتا ہو
تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ وکیل کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ ایسے امر کا مدعی ہی جسکے بجالانے
کا اوسکو اختیار تھا اور ریا نیز اگرچہ قول موکل کا قبول ہونا بھی ممکن ہی اسلیے کہ اصل عدم تصرف
وکیل ہی لیکن قول اول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہی اسلیے کہ وہ امین ہی اور اپنے فعل کو بہ نسبت
موکل کے بہتر جانتا ہی **چوتھا مسئلہ** جبکہ زید کسی متاع کو خرید کرے اور عمرو کی طرف سے وکیل ہونے
کا مدعی ہو اور وہ انکار کرے تو عمرو کا قول مقبول ہوگا اسلیے کہ اصل عدم توکیل ہی اور زید پر
قیمت کا بائع کے سپرد کرنا واجب ہوگا خواہ عین مال کے ساتھ خرید کیا ہو یا ذمہ پر لیکن اگر زید نے
وقت عقد عمرو کے لیے خرید کرنے کی تصریح کی ہوگی تو عقد باطل ہوجائیگا اور زید پر قیمت
لازم نہوگی اور اگر وکیل کہے کہ مین نے تیرے لیے خرید کیا ہی اور موکل اسکا انکار کرے یا وکیل
کہے کہ مین نے یہ مال اپنے لیے خرید کیا ہی اور موکل کہے کہ تو نے میرے لیے خرید کیا ہی تو قول وکیل
مقبول ہوگا اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہی **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسی
دوسرے شخص کا کسی عورت سے نکاح پڑھ دیوے اور موکل وکالت سے انکار کرے اور بینہ موجود
نہو تو موکل کا قول مع قسم مقبول ہوگا اور مدعی وکالت پر اوس عورت کا مہر مسمّی لازم ہوگا

كتاب الوقف والصدقات

اقرار کرے تو موافق ظاہر اقرار کے صحت وقف کا حکم کیا جائیگا اور اگر حبستُ یا سبلتُ
کہے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ وقف صحیح ہوگا اگرچہ مجرد عن القرینہ بھی ہو اسلیے کہ حضرت نے
ارشاد فرمایا ہو حبس الاصل وسبل الثمرۃ (اصل کو حبس کر اور ثمرہ ومنفعت کو مباح کر) اور
بعض علماء نے فرمایا ہو کہ بدون قرینہ صحیح نہوگا اسیلئے کہ ان الفاظ سے وقف کے مفہوم ہونے مین عرف
کا اسطرح استقرار نہین ہوا کہ صورت اطلاق اور تجرید عن القرینہ مین اوسے وقف بھی مفہوم ہوتا ہو
کیونکہ وقف ان الفاظ کا معنی موضوع لہ نہین ہو اور استعمال انکا وقف وغیر وقف دونون مین
ہوتا ہو اور منقول شرعی ہونا بھی ثابت نہین ہو اور یہی قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہو اور یہ
عقد بدون قبضہ دینے کے لازم نہین ہوتا اور جبکہ بہ شرائط معتبرہ تمام ہوجائے تو لازم ہوگا
اور اوسکے فسخ کرنے کا اختیار نہوگا بشرطیکہ زمان صحت مین واقع ہو اور اگر مرض الموت
مین وقف کرے اور ورثہ اجازت دین تو اصل متروکہ مین ورنہ فقط ثلث متروکہ مین نافذ ہوگا
جسطرح کہ مرض الموت مین ہبہ اور بیع بالمحاباۃ (مال کو ثمن مثل سے کم کے ساتھ فروخت کرنا) بدون
اجازت ورثہ فقط ثلث متروکہ مین صحیح ہوتی ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اصل مین نافذ ہوگا
لکن قول اول اشبہ ہو اور اگر مرض الموت مین کسی ملک کو وقف اور بعض اشیاء کو ہبہ اور کسی غلام کو
آزاد اور کسی متاع کو ثمن مثل سے کم کے ساتھ فروخت کرے اور ورثہ اجازت نہ دین پس اگر
ان تصرفات کی ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہوگا تو صحیح ہونگے والا ترتیب وار اول فالاول
کا اخراج کیا جائیگا یہانتک کہ ثلث متروکہ ختم ہو اور جو ثلث سے زائد ہوگا وہ باطل ہوگا
اور اسیطرح اگر چند وصیتین کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر ترتیب معلوم نہو تو بعض علماء نے
فرمایا ہو کہ جملہ وصیتون پر حصہ رسد تقسیم کیا جائیگا اور اگر تشخیص ترتیب کے لیے قرعہ ڈالا جائے
تو خوب ہو اور جبکہ کسی گوسفند (بکری) کو وقف کرے تو اوسکا صوف اور دودھ جو وقت وقف

موجود ہو داخل ہوگا بشرطیکہ واقف (وقف کرنے والا) نے ان اشیاء کا استثنا نکیا ہو اسلیے کہ عرفاً
یہ چیزین مثل جزء کے شمار کیجاتی ہین جسطرح کہ گوسفند کے بیع کرنے مین یہ چیزین داخل ہوتی ہین **دوسرا**
مقصد شرائط کے بیان مین اور اوسکی چار قسمین ہین پہلی قسم شرائط موقوف (وہ شی جو وقف
کیجائے) کے بیان مین اور وہ چار ہین اول جس چیز کا وقف کیا جائے اوسکا عین مال (دین اور
منفعت اور مبہم نہونا) ہونا دوم اوسکا مملوک ہونا سوم اوس سے باوجود بقاء عین کے انتفاع
کا ممکن ہونا چہارم اوسپر قبضہ دینا اور اوسمین تصرف کا ممکن ہونا پس دین کا وقف صحیح نہوگا
اور اسیطرح اگر وقفت فرساً (مین نے ایک گھوڑے کو وقف کیا) یا وقفت ناضحاً (مین نے
شتر آبکش کو وقف کیا) کہے اور معین نہ کرے تب بھی صحیح نہوگا اور زمین و پارچہ اور رخت خانہ
و آلات مباحہ کا وقف کرنا بھی صحیح ہے اور ضابطہ یہ ہے کہ جس شے سے باوجود بقاء عین کے نفع
مباح و حلال کا حاصل کرنا ممکن ہو اوسی کا وقف صحیح ہے اور اسیطرح سگ مملوک (وہ کتا جسکا مسلمان
مالک ہوسکتا ہو جیسے سگ شکاری وغیرہ) اور گربہ (بلی) کا وقف بھی صحیح ہے اسلیے کہ اس سے
انتفاع ممکن ہے اور وقف خوک (سور) صحیح نہین ہے کیونکہ اوسکا مسلمان مالک نہین ہوسکتا اور
اسیطرح غلام گریختہ کا وقف کرنا بھی صحیح نہین ہے اسلیے کہ اوسپر قبضہ دینا متعذر ہے اور آیا
درہم و دینار کا وقف صحیح ہے یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صحیح نہین ہے اور یہی اظہر ہے اسلیے کہ
انمین تصرف کرنے کے سوائے کوئی نفع نہین ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صحیح ہے اسلیے کہ
کبھی ان مین باوجود بقاء عین کے نفع (جیسے اونسے زینت کرنا) فرض ہوسکتا ہے اور جسکا
مالک نہو اوسکا وقف کرنا بھی صحیح نہین ہے اور آیا مالک کے اجازت دینے سے صحیح ہوتا ہے یا نہین
بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صحیح ہوجاتا ہے اسلیے کہ اجازت مالک مثل عقد جدید کے ہے اور یہ
قول خوب ہے اور مال مشاع کا (وہ مال مشترک جسکے اجزاء ممتاز نہون جیسے نصف و ثلث

ور ربع وغیرہ) وقف اور اوسپر قبضہ کرنا صحیح ہی جسطرح کہ بیع مین اوسپر قبضہ صحیح ہی دوسری قسم شرائط واقف (وقف کرنیوالا) کے بیان مین واقف کا بالغ اور کامل العقل (صغیر و مجنون وغیرہ نہونا) اور جائز التصرف ہونا (بوجہ سفاہت وافلاس وغیرہ محجور علیہ اور تصرف سے ممنوع نہونا) معتبر اور صحت وقف مین شرط ہی اور طفل دہ سالہ کے وقف کی صحت مین تردد ہی اور روایت مین اوسکے صدقہ کا جواز وارد ہوا ہی لکن اوسکے وقف کا صحیح نہونا اولی ہی اسلیے کہ رفع حجر تحقق بلوغ و رشد پر موقوف ہی اور واقف کو اپنے نفس کا متولی وقف کرنا بھی صحیح ہے جسطرح کسی دوسرے کا متولی کرنا صحیح ہی پس اگر متولی کو معین نہ کرے تو بنا بر قول بالملک کے موقوف علیہم کا متولی وقف ہونا صحیح ہوگا تیسری قسم شرائط موقوف علیہ (جسپر وقف کیا جائے) کے بیان مین موقوف علیہ مین تین شرطون کا وجود معتبر ہی اول اوسکا وقت وقف اسطرح موجود ہونا کہ مالک ہوسکتا ہو دوم اوسکا معین ہونا سوم وقف کا اوسپر حرام نہونا پس اگر کسی معدوم پر ابتداءً (بدون تبعیت موجود) وقف کریگا تو صحیح نہوگا مثلاً اپنے اوس ولد پر وقف کرے جو عنقریب پیدا ہوگا یا ایسے حمل پر وقف کرے جو ابھی منفصل نہین ہوا لکن اگر کسی معدوم پر بہ تبعیت موجود وقف کریگا تو صحیح ہوگا اور اگر ابتداءً معدوم پر بعد ازان موجود پر وقف کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ یہ وقف مطلقاً صحیح نہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ فقط موجود پر صحیح ہوگا اور قول اول اشبہ اور اصول کے موافق ہے اور اسیطرح اگر ابتداءً اوس شخص پر وقف کرے جو مالک نہوسکتا ہو اور پھر ایسے شخص پر وقف کرے جو مالک ہوسکتا ہو تب بھی صحت وقف مین تردد ہی اور عدم صحت اشبہ ہی اور مملوک پر بھی وقف کرنا صحیح نہین ہی اور اوسکے آقا کی طرف منصرف نہوگا اسلیے کہ واقف نے اوسپر وقف کرنیکا قصد نہین کیا اور قناطیر (پل) و مساجد پر وقف کرنا صحیح ہی اسلیے کہ اس صورت مین یہ وقف

كتاب الوقف والصدقات

درحقیقت مسلمین پر ہی اگرچہ اونکے بعض مصالح مین صرف کرنے کی تعیین ہوجاتی ہی اور مسلم کا کافر حربی
پر وقف کرنا صحیح نہین ہی اگرچہ اوسکا عزیز بھی ہو ہان کافر ذمی پر کرسکتا ہی اگرچہ اجنبی ہو اور اگر
بیع (معابد یہود) وکنائس (معابد نصاری) پر وقف کرے تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر زناکارون
اور شراب خوارون اور قطاع الطریق کی اعانت کے لیے وقف کریگا تب بھی صحیح ہوگا اور
اسیطرح اگر اون کتابون پر وقف کرے جو اب توریت و انجیل کے نام سے مشہور ہین تب بھی صحیح
ہوگا اسلیے کہ یہ کتابین تحریف شدہ ہین اور اگر بیع وکنائس یا احد الکتابین (توراۃ یا انجیل
موجودہ) پر کافر وقف کریگا تو جائز ہوگا اور جبکہ کوئی مسلم فقراء پر وقف کریگا تو فقط فقراء
مسلمین مراد لیے جائینگے اور اگر کوئی کافر اسیطرح وقف کریگا تو اوسکے مذہب کے فقراء مراد لیے
جائینگے اور اگر مسلمین پر وقف کریگا تو وہ لوگ مراد ہونگے جو قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہین
اور اگر مومنین پر وقف کریگا تو شیعہ اثنا عشری مراد ہونگے اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ وہ
لوگ مراد ہونگے جو گناہان کبیرہ سے پرہیز کرتے ہین اور قول اول اشبہ ہی اور اگر شیعہ پر وقف
کریگا تو شیعہ امامیہ اور جارودیہ (زیدیہ مین سے ایک فرقہ ہی جو مثل امامیہ جناب امیر علیہ السلام کو
بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر شخص پر مقدم جانتے ہین) مراد لیے جائینگے اور سوا انکے اور فرقے
زیدیہ کے مراد نہونگے اور اسیطرح اگر موقوف علیہ (جسپر وقف کیا گیا ہو) کو کسی نسبت کے ساتھ موصوف
کریگا تو اوسمین ہر وہ شخص داخل ہوگا جسپر اوسکا اطلاق ہوتا ہوگا پس اگر امامیہ پر وقف کریگا
تو فقط شیعہ اثنا عشریہ کثرھم اللہ فی البریہ مراد ہونگے اور اگر زیدیہ پر وقف کریگا تو وہ
لوگ مراد لیے جائینگے جو زید بن علی کی امامت کے قائل ہین اور اسیطرح اگر موقوف علیہم (جنپر
وقف کیا گیا ہو) کو اونکے آباؤ اجداد مین سے کسی شخص کیطرف منسوب کریگا تو ہر وہ شخص داخل
ہوگا جو اوسکی طرف ابوت مین منسوب ہوگا مثلاً اگر ہاشمیین پر وقف کریگا تو وہ لوگ مراد ہونگے

کتاب الوقف والصدقات

جو حضرت ہاشم علیہ السلام کیطرف منسوب ہونگے جیسے اولاد حضرت ابوطالب حضرت عباس
علیہما السلام اور اولاد حارث و ابولہب اور اگر طالبیین پر وقف کریگا تو اولاد حضرت ابوطالب
علیہ السلام مراد ہوگی اور اوسمین ذکور و اناث (مرد و عورت) جو باپ کی جہت سے اونکی
طرف منسوب ہونگے وہ سب وقف مین شریک ہونگے اسلیے کہ دلالت عرف اسی پر ہے۔
اور اس مقام پر بین العلما اختلاف ہو اور اگر ہمسایہ پر وقف کریگا تو اونکی تشخیص مین عرف کی طرف
رجوع کیجائیگی اسواسطے کہ اس لفظ کے لیے کوئی حقیقت شرعیہ نہین ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ
ہمسایہ مین وہ لوگ داخل ہونگے جنکے مکان ہر طرف سے چالیس ذراع کے فاصلہ پر ہونگے
اور یہ قول خوب ہو اور بعض نے فرمایا ہو کہ ہر جانب سے چالیس مکان تک کے لوگ داخل
ہونگے چھوٹے مکان ہون یا بڑے اور یہ قول متروک ہو اور اگر کسی خاص مصلحت پر مثل مسجد و
قنطرہ وغیرہ کے وقف کیا جائے اور اوسکے آثار بالکل محو ہوجائین تو مال موقوف وجوہ بر
(جیسے مسجد و پل کا بنانا یا طلبہ علم کی اعانت کرنا یا مدرسہ کا قائم کرنا یا حاج و زائرین کی اعانت
کرنا یا مشاہد مقدسہ کی عمارت مین صرف کرنا الیٰ غیر ذٰلک) مین صرف کیا جائیگا اور اگر وجوہ بر
کے لیے وقف کرے اور کسی خاص وجہ کو معین نہ کرے تو فقراء و مساکین کے مصارف
اور ایسے مصالح مین صرف کیا جائیگا جنسے تقرب حق سبحانہ وتعالیٰ حاصل ہوتا ہو اور اگر بنی تمیم پر
وقف کریگا تو اونمین سے جو لوگ موجود ہونگے اونپر صرف کیا جائیگا اور بعض علماء نے فرمایا
ہو کہ یہ وقف صحیح نہوگا اسلیے کہ بنی تمیم مجہول ہین اور مذہب مختار قول اول ہو اور اگر کافر ذمی
پر وقف کرے تو جائز ہوگا اسلیے کہ وقف از قبیل تملیک (مالک کرنا) ہو جو اباحت منفعت کے
مثل ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ صحیح نہوگا اسلیے کہ صحت وقف مین نیت قربت شرط ہو
لکن احد الابوین اگر کافر ذمی ہو تو اوسپر بالخصوص وقف کرنا بدون نیت قربت بھی صحیح ہوگا

اور بعض نے فرمایا ہی کہ اگر کافر ذمی ذوی القرابت سے ہو تو اوسپر وقف کرنا صحیح ہوگا اور قول
اول اشبہ ہی اور اسیطرح مرتد ہی پر وقف کرنا بھی صحیح ہی اور آیا کافر حربی پر بھی وقف صحیح ہی یا نہین
اسمین تردد ہی اور عدم صحت اشبہ ہی اور اگر بدون ذکر مصرف وقف کرے تو باطل ہوگا اسلیے
کہ وقف از قبیل تملیک ہی جسکے لیے مالک کا ہونا ضرور ہی پس جسطرح کہ بدون مشتری یا موہوب بیع و
ہبہ باطل ہی اسیطرح وقف بھی باطل ہوگا اور اگر موقوف علیہ کو معین نہ کرے (مثلاً مسجد و مدرسہ
یا مشہد علوی و مشہد رضوی یا فرقہ شیعہ و سنّی مین سے ایک پر بدون تعیین وقف کرے) تب بھی
باطل ہوگا اور جبکہ اپنی اولاد یا اخوت یا اہل قرابت پر مطلقاً وقف کرے تو یہ اطلاق ذکور و
اناث (مرد و زن) اور قریب و بعید کے مشترک اور قسمت مین مساوی ہونے کو مقتضی ہوگا لکن
اگر واقف نے ترتیب یا بعض کے اختصاص یا اونمین تفصیل کی شرط کی ہوگی تو موافق اوسکے عمل
واجب ہوگا اور اگر اپنے اعمام و اخوال پر وقف کریگا تو سب مساوی ہونگی اور جبکہ واقف
اقرب الناس پر وقف کریگا تو مان باپ اور اولاد مراد لیے جائینگے اگرچہ پست تر ہون
(یعنی خواہ اولاد صلبی ہو یا اونکی اولاد یا اولاد الاولاد اور علی ہذا القیاس) پس جبتک کہ واقف
کے مان باپ یا اولاد مین سے کوئی شخص موجود ہوگا اوسوقت تک علاوہ انکے اور کسی عزیز کو
کچھ نہ دیا جائیگا اور جبکہ والدین و اولاد موجود نہونگے تو اجداد و اخوت (برادران واقف)
کو دیا جائیگا اور جبکہ یہ لوگ بھی موجود نہونگے تو اعمام و اخوال کو دیا جائیگا جسطرح کہ میراث
مین ترتیب ہوتی ہی لکن ہر مرتبہ کے لوگ استحقاق مین مساوی قرار دیئے جائینگے ہان اگر
خود واقف تفصیل کی شرط کرے گا تو وفا اوسپر لازم ہوگی چوتھی قسم شرائط وقف کے
بیان مین اور وہ چار ہین اوّل وقف کا دائمی ہونا (کسی مدت کے ساتھ محدود نہونا جیسے
ایک سال) دوم وقف کا منجز (ایسی شرط پر معلق نہونا جسکے وقوع و عدم وقوع دونون کا

احتمال ہو جیسے زید کا سفر سے واپس آنا یا ایسی صفت پر معلق کرنا جسکا وقوع حتمی ہو جیسے آفتاب کا
نکلنا ہونا سوم مال موقوف پر قبضہ دینا چہارم مال موقوف کا اپنی ملک و قبضہ سے خارج
کرنا پس اگر وقف کو کسی مدت کے ساتھ مقرون کریگا تو باطل ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکو کسی صفت
متوقعہ (جسکا وقوع حتمی ہو) پر معلق کریگا تب بھی صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر مال کو کسی ایسے شخص پر وقف
کرے جو غالباً فنا ہو جائے تب بھی صحیح نہوگا جیسے فقط زید پر وقف کرے اور اوسی پر اقتصار
کرے یا ایسے چند بطون پر وقف کرے جو غالباً منقرض (فنا) ہو جائیں یا اپنے اعقاب (اولاد
اور اولاد الاولاد) پر وقف کرے اور اونکے انقراض و فنا ہو جانے کے بعد کے لیے کوئی مصرف
بیان نہ کرے اور اگر کوئی اسی طور پر وقف کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ باطل ہوگا اور
بعض نے فرمایا ہے کہ وقف کا اوسوقت تک جاری کرنا واجب ہوگا جبتک کہ وہ لوگ باقی رہیں
جنکو واقف نے معین کیا ہے اور یہی قول اشبہ ہے پس جبکہ وہ لوگ منقرض ہو جائینگے تو وہ مال
واقف کے ورثہ کی طرف عود کر دیگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ موقوف علیہم (جنپر وقف
کیا گیا تھا) کے ورثہ کی طرف عود کریگا لکن قول اول اظہر ہے اور اگر وقفتُ اذا جاء
راس الشھر (جب اول ماہ آئیگا تو وقف کرونگا) یا وقفتُ ان قدم زید
(اگر زید سفر سے واپس آیا تو وقف کرونگا) کہے گا تو صحیح نہوگا۔ اور قبضہ دینا صحت
وقف میں شرط ہے پس اگر وقف کرنے کے بعد قبضہ دینے سے قبل مر جائے گا تو صحیح نہوگا
اور مال وقف اوسکی میراث ہو جائیگی اور اگر اپنی صغیر السن اولاد پر وقف کریگا تو اونکی
طرف سے یہ خود قبضہ کریگا اور دادا کا بھی یہی حکم ہے اور آیا وصی کا بھی یہی حکم ہوگا یا نہین
اسمین تردد ہے اور اظہر یہ ہے کہ اوسکا قبضہ کرنا بھی صحیح ہے اور اگر اپنے نفس پر وقف کریگا
تو صحیح نہوگا اور اسیطرح اگر اول اپنے نفس پر اور بعد ازان کسی دوسرے پر وقف کریگا

تب بھی صحیح نہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اوسکے حق مین باطل اور دوسرے کے حق مین صحیح ہوگا اور قول اول اشبہ اور قواعد و اصول کے موافق ہو اور اسیطرح اگر کسی دوسرے پر وقف کرے اور اوس مال سے اپنے دیون کے ادا کرنے یا اپنے مصارف کے جاری رکھنے کی شرط کرے تب بھی صحیح نہوگا لکن اگر فقراء پر وقف کرے بعد ازان خود بھی فقیر ہوجائے یا فقہاء (علماء دین) پر وقف کرے پھر خود بھی فقیہ ہوجائے تو اسکو بھی تحصیل نفع مین شریک ہوجانا صحیح ہوگا اور اگر وقف کرے اور عند الحاجت اپنی طرف عود کرنے کی شرط کرے تو شرط صحیح ہوگی اور یہ عقد جو بصیغہ وقف واقع کیا ہو وقف نہوگا بلکہ حبس ہوجائیگا اور عند الحاجت اوسکی طرف عود کریگا اور واقف کے مرجانے کے بعد میراث ہوگا اور اگر باین شرط وقف کرے کہ موقوف علیہم مین سے جسکو چاہے خارج کردے تو وقف باطل ہوگا اور اگر موقوف علیہم کے ساتھ اوس شخص کے داخل کرنے کی شرط کرے جو آئندہ پیدا ہوگا تو جائز ہوگی خواہ اپنی اولاد پر وقف کرے یا اونکے غیر پر لکن اگر موقوف علیہم سے اوس شخص کی طرف نقل کرنے کی شرط کرے جو آئندہ پیدا ہوگا تو شرط ناجائز اور وقف باطل ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اگر اپنی صغیر السن اولاد پر وقف کرے تو اونکے ساتھ اپنی اور اولاد کو بھی شریک کرسکتا ہو جو آئندہ پیدا ہوگی اگرچہ اسکی شرط نہ کی ہو اور یہ قول قابل اعتماد نہین ہو اور موقوف علیہم مین سے طبقہ اولی کے اون لوگون کا قبضہ کرنا صحت وقف مین شرط ہو جنپر اولا وقف کیا گیا ہو اور باقی طبقات مین اسکا اعتبار ساقط ہو اور اگر فقراء یا فقہاء پر وقف کرے تو مال وقف پر موقوف علیہم کی طرف سے وہ شخص قبضہ کریگا جسکو کہ خود واقف منصوب کریگا اور اگر کسی مصلحت (مسجد و پل وغیرہ) پر وقف کرے تو فقط وقف کا واقع کرنا کافی ہوگا اور قبول شرط صحت نہوگی اور وہ شخص قبضہ کریگا جو اس مصلحت مین ناظر ہوگا اور اگر کسی مسجد کو وقف کرے تو صحیح ہوگا اگرچہ اوسمین ایک ہی شخص

وقيل يبطل في حق نفسه ويصح في حق غيره والاول اشبه وكذا لو وقف على غيره وشرط قضاء ديونه او ادرار مؤنته لم يصح اما لو وقف على الفقراء ثم صار فقيرا او على الفقهاء ثم صار فقيها صح له المشاركة في الانتفاع ولو شرط عوده اليه عند حاجته صح الشرط وبطل الوقف وصار حبسا يعود اليه مع الحاجة ويورث ولو شرط اخراج من يريد بطل الوقف ولو شرط ادخال من سيولد مع الموقوف عليهم جاز سواء وقف على اولاده او على غيرهم اما لو شرط نقله عن الموقوف عليهم الى من سيولد لم يجز وبطل الوقف وقيل اذا وقف على اولاده الاصاغر جاز ان يشرك معهم وان لم يشترط وليس بمعتبر والقبض معتبر في الموقوف عليهم اولا ويسقط اعتبار ذلك في بقية الطبقات ولو وقف على الفقراء او على الفقهاء فلابد من نصب قيم لقبض الوقف ولو كان الوقف على مصلحة كفى ايقاع الوقف عن اشتراط القبول وكان القبض الى الناظر في تلك المصلحة ولو وقف مسجدا صح الوقف ولو صلى فيه واحد +

في كتاب الوقف والصدقات

اوسکی اجازت سے بہ نیتِ قبضہ نماز پڑھے اور اسیطرح اگر کسی مقبرہ کو وقف کرے تب بھی صحیح ہوگا
اور اوسمین کسی میّت کے مدفون ہونیسے قبضہ متحقق ہوجائیگا اگرچہ ایک ہی میّت مدفون ہوا ور
اگر لوگون کو مسجد مین نماز پڑھنے یا دفن کرنے کی اجازت دے اور وقف کے ساتھ تلفظ نکرا
تو وہ مسجد اوسکی ملک سے خارج نہوگی اور اسیطرح اگر عقد وقف کے ساتھ تلفظ کرے اور قبضہ ندے
تب بھی یہی حکم ہوگا **تیسرا مقصد** لواحق کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** مال
موقوف ملکِ موقوف علیہ کیطرف منتقل ہوجاتا ہی اسلیے کہ فائدہ ملک اوسمین موجود ہی اور اوسکی
بیع جائز نہونا منافی ملک نہین ہی جسطرح کہ ام ولد بالاتفاق مملوک ہوتی ہی اور اوسکی بیع جائز نہین
ہوتی علاوہ برین بعض وجوہ سے اوسکی بیع بھی صحیح ہوجاتی ہی جسطرح کہ ام ولد کی بیع کبھی جائز ہوجاتی
ہی پس اگر اپنے مملوک کا کوئی حصّہ وقف کرنے کے بعد اوسکو آزاد کریگا تو آزاد کرنا صحیح نہوگا
اسلیے کہ وقف کرنے سے وہ مملوک اوسکی ملک سے خارج ہوگیا ہی اور آزاد کرنا بدون ملک
صحیح نہین ہی اور اسیطرح اگر اوس مملوک کو موقوف علیہ آزاد کریگا تب بھی صحیح نہوگا اسلیے کہ اوس سے
حق بطون (موقوف علیہم کی اولاد یا اولاد اولاد جو بالفعل معدوم ہین) متعلق ہوچکا ہی
اور اگر مملوک کا ایک حصّہ وقف ہوا اور شریک آخر اپنے حصّہ کو آزاد کرے تو یہ دونون قول
مال موقوف کے ملک موقوف علیہ مین منتقل ہونے پر مبنی ہین اور اگر قائل ہون کہ ملک واقف
پر باقی رہتا ہی یا حق سبحانہ تعالی کیطرف منتقل ہوجاتا ہی تو سرایت نہوگی کیونکہ وہ فقط اوسی کا
حصّہ آزاد ہوگا اور دوسرے حصّہ مین (جو وقف ہی) سرایت نکریگا یعنی بوجہ سرایت حصّہ وقف شدہ
کی قیمت شریک پر لازم نہوگی اسلیے کہ وقف مین عتق بمباشرت (جسمین مباشر کا تنہا یا مع
شریک مالک غلام ہونا شرط ہی) جو اقوی و متبوع ہی نافذ نہین ہوتا پس عتق سرایت جو ضعیف
اور تابع ہی بطریق اولی نافذ نہوگا اور یہ قول اکثر علما کا مختار ہی بلکہ بعض نے اجماع کا بھی دعوی کیا ہی

ويلزم من القول بانتقاله الى الموقوف عليهم افتكاك الرق من التبعيض ويعتق بالسراية ويتبعه ان العتق مباشرة يتوقف على انحصار الملك في العبد المباشر مع شريكه او فيه شريكه وليس كذلك فانه افتكاك له او ازالة للرق شرعا فيصح ولو باقيه ويضمن الشريك القيمة لانه يجري مجرى الاتلاف وفيه تردد الثانية

اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ اگر مال موقوف کا مالک موقوف علیہم کیطرف منتقل ہونا تسلیم کرین تو حصۂ وقف شدہ بھی بوجہ سرایت عتق آزاد ہوجائیگا اور شریک حصۂ وقف شدہ کی قیمت کا ضامن ہوگا جو موقوف علیہم کو دلوائی جائیگی اسلیے کہ حدیث شریف من اعتق شقصا من عبد و له مال قوم علیه الباقي (جو شخص غلام مشترک مین سے اپنے حصہ کو آزاد کریگا اور مالدار ہوگا تو دوسرے حصہ کی قیمت بھی اوس سے دلوائی جائیگی) عام ہی خواہ دوسرا حصہ وقف ہوا ہو اور عتق مباشرت اگرچہ اقوی اور متبوع ہی لکن وہ اسوجہ سے نافذ نہین ہوتا کہ اوسمین مباشر کا تنہا یا مع شریک مالک غلام ہونا شرط ہی جو اس مقام پر مفقود ہی اسلیے کہ یہان حصۂ وقف شدہ سے ملک بطون بھی متعلق ہی بخلاف عتق سرایت کے کہ اوسکے نافذ ہونے سے کوئی مانع نہین ہی اسلیے کہ وہان پر از روئی شرع قید رقیت کا قہرًا (بدون اختیار) زوال ہوتا ہی بنا٭ علیہ حصۂ وقف شدہ بھی بوجہ سرایت آزاد ہوجائیگا اور شریک پر حصۂ وقف کی قیمت لازم ہوگی کیونکہ اس صورت مین شریک کا اپنے حصہ کو آزاد کرنا بمنزلۂ اتلاف حصۂ وقف ہی اور اقوی کا بوجہ فقدان شرط نافذ ہونا نفوذ ضعف کو باوجود اجتماع شرائط کے مانع نہوگا اور اس قول مین تردد ہی اسلیے کہ مقتضائے ادلہ وقف بقاء و دوام ہی پس حصۂ وقف کا بوجہ سرایت آزاد ہوجانا مقتضائے وقف کے خلاف ہی علاوہ برین اسمین حق موقوف علیہم کا ابطال لازم آتا ہی

دوسرا مسئلہ

اگر کسی مملوک (غلام یا کنیز) کو وقف کرے تو اوسکا نفقہ اوسکے کسب سے متعلق ہوگا خواہ اسکی شرط کی ہو یا نہ کی ہو اور اگر وہ مملوک کسب سے عاجز ہو تو اوسکا نفقہ موقوف علیہم سے متعلق ہوگا اور اگر دونون مسئلون مین (یعنے اکتساب سے عاجز ہو یا نہو) نفقۂ مملوک کے ذمہ موقوف علیہم سے متعلق ہونے کے قائل ہون تو اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہوگا اسلیے کہ مملوک کا نفقہ مالک کے ذمہ لازم ہوتا ہی اور اگر مملوک وقف شدہ زمین گیر ہوجائے تو ہمارے نزدیک وہ آزاد ہوجاتا ہی

ولو وقف مملوكا كانت نفقته في كسبه شرط ذلك او لم يشترط ولو عجز المملوك عن الاكتساب كانت نفقته على الموقوف عليهم ولو قيل في المسئلتين كذلك كان اشبه لان نفقة المملوك تلزم المالك ولو اقعد او عمي او جذم عتق عندنا فسقط ***

اور اوس ست خدمت مالک اور مالک سے اوسکا نفقہ ساقط ہو جاتا ہی **تیسرا مسئلہ** اگر مملوک وقف شدہ کسی پر عمداً جنایت کرے تو اوس سے حق قصاص متعلق ہوگا پس اگر وہ جنایت قتل نفس نہین ہی تو بعد قصاص باقی غلام وقف پر باقی رہیگا اور اگر جنایت قتل نفس ہوگی تو مجنی علیہ جسپر جنایت کی ہی اوکو اوس سے قصاص لینے کا اختیار ہوگا لکن اوسکے رقیق بنانے کا اختیار نہوگا اسلیے کہ صورت بقاء عین مین وقف کا دائمی ہونا اور باقی رہنا ضرور ہی پس اگر مجنی علیہ کو استرقاق (رقیق وغلام بنانا) کی اجازت دیجاسے تو لازم آئیگا کہ باوجود بقاء عین کے وقف باطل ہوجائے جو مقتضائے وقف کے خلاف ہی اور اگر از روئے خطا جنایت کرے تو اوسکی دیت مال موقوف علیہم سے متعلق ہوگی کیونکہ اوسکی ادائی رقبۂ غلام سے بوجہ وقف متعذر ہی اسلیے کہ اوسکی بیع جائز نہین ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ کسب مملوک سے متعلق ہوگی اسلیے کہ مملوک کی دیت مالک سے متعلق نہین ہوتی اور جنایت کا بے عوض چھوڑ دینا بھی جائز نہین ہی اور اوسکا آزاد ہونا ترقب نہین ہی اسلیے کہ وہ وقف ہی جسکا آزاد کرنا صحیح نہین ہی اور یہی قول اشبہ ہی اور اگر مملوک وقف شدہ پر کوئی شخص ایسی جنایت کرے جو موجب ارش (وہ قدر تفاوت جو صحیح ومعیب مین حاصل ہوا ہو) ہو (مثلاً کسی مملوک نے از روئے خطا یا کسی حرح جنایت کی ہو) تو اوسکے پانیکا موقوف علیہم مین سے اون لوگون کو استحقاق حاصل ہوگا جو موجود ہین اور اگر ایسی جنایت کرے جو موجب قصاص ہو (مثلاً مملوک وقف شدہ کو کوئی غلام قتل کرے) تو قصاص لینے کا استحقاق بھی موقوف علیہم کو حاصل ہوگا اور اگر ایسی جنایت کرے جو موجب دیت ہو (مثلاً مملوک وقف شدہ کو کوئی شخص از روئے خطا قتل کر ڈالے) تو دیت اوسکے جانی (جنایت کرنے والا) سے لیجائیگی اور آیا اوس دیت سے کسی مملوک کو خرید کرکے مملوک وقف شدہ کے قائم مقام کرنا واجب ہوگا یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہی کہ

واجب ہوگا اسلیے کہ یہ دیت رقبۂ مملوک وقف شدہ کا عوض ہی جس سے حق بطون بھی متعلق ہی
اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ واجب نہوگا بلکہ اس دیت کے موقوف علیہم مین سے وہ لوگ مستحق
ہونگے جو موجود ہین اور یہی قول اشبہ ہی اسلیے کہ عقد وقف اوسکی قیمت کو شامل نہین تھا پس
اوس سے حق بطون بھی متعلق نہوچوتھا مسئلہ اور جبکہ فی سبیل اللہ وقف کرے تو اون امور خیر کی
طرف منصرف ہوگا جو موجب اجر و ثواب اور باعث رضاء حضرت رب الارباب ہون
جیسے مجاہدین کی اعانت اور حج وعمرہ اور بناء مساجد و قناطر (پل) اور اسیطرح اگر واقف
کہے کہ مین نے فلان مال کو راہ خدا اور سبیل ثواب و خیر مین وقف کیا تب بھی یہی امور مراد
لیے جائینگے اور تینون عبارتون کا ایک ہی مفاد ہوگا اور اوس مال کے تین حصہ نہ کیے
جاوینگے جیساکہ شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ سے منقول ہی کہ اس صورت مین ایک حصہ مجاہدین اور
حج وعمرہ کے لیے مقرر کیا جائیگا جو راہ خدا سے مراد ہی اور دوسرا حصہ فقراء و مساکین کے لیے مقرر ہوگا جس سے
کہ سبیل ثواب عبارت ہی اور تیسرا حصہ اقسام زکوۃ کے لیے معین کیا جائیگا جو سبیل خیر کا مفاد ہی
اسلیے کہ الفاظ مذکورہ کا مفہوم لغوی و عرفی ایک ہی اور اس تخصیص پر جو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمائی ہی
کوئی دلیل موجہ جو مفہوم لغوی عرفی سے عدول کرنے کو مقتضی ہو موجود نہین ہی **پانچوان مسئلہ**
اگر واقف کے لیے دو قسم کے موالی آقا اور مملوک ہون ایک مولائے اعلیٰ (وہ آقا جسنے اپنے
غلام کو آزاد کیا ہو یا اوسکی طرف ولاء عتق منتہی ہوتی ہو) اور دوم مولائے اسفل وہ غلام جسکو
اوسکے آقا نے وقف کیا ہو) اور اپنے موالی پر وقف کرے پس اگر ان دونون قسمون سے
ایک کا مراد لینا معلوم ہوجائے تو مال موقوف تنہا اوسیکی طرف والا دونون کی طرف منصرف
ہوگا **چھٹا مسئلہ** اگر اولاد الاولاد پر وقف کرے تو اولاد پسری و دختری دونون شریک
ہونگی خواہ ذکور (لڑکے) ہون یا اناث (لڑکیان) اور اونمین تفصیل نہ کی جائیگی لکن اگر

وقفت علی من انتسب الی منهم (مین نے اپنی اوس اولاد پر وقف کیا جو میری طرف منتسب ہو) کہے تو اولاد دختری داخل نہوگی اور اگر اپنی اولاد پر وقف کرے تو فقط اوسکی اولاد صلبی مراد لیجائیگی اور اوسکے ساتھ اولاد الاولاد (پوتے پوتیان اور نواسے نواسیان) داخل وقف نہوگی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ یہ سب لوگ شریک اور داخل ہونگے اور قول اول اظہر ہی اسلیے لفظ ولد سے صورت اطلاق مین ولد الولد (اولاد کی اولاد) مفہوم نہین ہوتا اور اگر وقفت علی اولادی واولاد اولادی (مین نے اپنی اولاد اور اپنی اولاد کی اولاد پر وقف کیا) کہے تو وقف فقط دو پشتون سے مخصوص ہوگا اور اگر وقفت علی اولادی فان انقرضوا وانقرض اولاد اولادی فعلی الفقراء (مین نے اپنی اولاد پر وقف کیا پس اگر وہ منقرض ہوا اور اونکی اولاد بھی منقرض ہو جائے تو فقراء پر وقف کیا) کہے تو اوسکی اولاد صلبی پر حتماً وقف ہوگا پس جبکہ وہ منقرض ہو جائے (فنا اور نیست و نابود ہو جائے) تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ وقف اوسکی اولاد الاولاد کی طرف منصرف ہوگا اور جب وہ بھی منقرض ہو جائے تو فقراء کی طرف منصرف کیا جائیگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اولاد کی اولاد پر وقف نہوگا اسلیے کہ وقف اوسکو شامل نہین ہی لکن اوسکا انقراض فقراء پر وقف ہونے کے لیے شرط ہوگا اور یہی قول اشبہ اور قواعد مذہب کے موافق ہی ساتوان مسئلہ اگر کسی مسجد کو وقف کرے اور وہ خراب ہو جائے یا وہ قریہ یا محلہ برباد ہو جائے تو ملک واقف مین عود نہ کریگی اور وہ میدان وقف سے خارج نہوگا اور اگر کسی حجرہ کو سیلاب بہالیجائے اور اوسکے دستیاب ہونے سے ناامیدی حاصل ہو جائے تو اوسکا کفن ملک ورثہ مین عود کریگا آٹھوان مسئلہ اگر مکان موقوف منہدم ہو جائے تو اوسکا میدان وقف سے خارج نہوگا اور اوسکی بیع جائز نہوگی اور اگر موقوف علیہم مین ایسی نزاع واقع ہو جس سے مال موقوف کے خراب ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اوسکا بیع کرنا

جائز ہوگا اور اگر نزاع واقع نہو یا اوسکے خراب ہونے کا اندیشہ نہو یا نہ نزاع واقع ہو اوسکے
خراب ہونے کا اندیشہ ہو لیکن اوسکی بیع کرنے مین بہ نسبت باقی رکھنے کے موقوف علیہم کا نفع زائد ہوا
تو بعض فقہائے نے فرمایا ہی کہ اوسکی بیع جائز ہوگی ور عدم جواز بے وجہ نہین ہی اور اگر درخت خرما اکھڑ
جائے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ اوس سے بدون بیع
کوئی انتفاع ممکن نہین ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ جائز نہوگا اسلیے کہ اوسکو چھت پاٹنے یا دھنی وغیرہ
ڈالنے کے لیے اجارہ دینے سے انتفاع ممکن ہی اور یہی قول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہی نواں مسئلہ
جبکہ بطن اوّل مال وقف کو ایک مدت معینہ تک اجارہ دے اور اثناء مدت مین منقرض ہو جائے اور
موت کو مبطل اجارہ کہین تو اسمین کوئی کلام نہین اور اگر اسکے قائل نہون تو آیا بالخصوص یہ اجارہ باطل
ہوگا یا نہین اسمین تردد ہی اظہر یہ ہی کہ بطن ثانی کی اجازت پر موقوف ہوگا اسلیے کہ ہمنے بیان
کیا ہی کہ یہ مدت فقط بطن اوّل کی نہتھی پس بطن ثانی کو اجارہ کے باقی رکھنے اور فسخ کرنے مین اختیار
ہوگا پس اگر متاجر پوری مدت کی اجرت دیچکا ہوگا تو مدت باقی ماندہ کی اجرت بطن اوّل کے ترکہ
مین سے واپس لیگا دسوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص فقراء پر وقف کرے تو فقراء بلد واقف جو اوسمین حاضر
ہون مراد لیے جائینگے اور اسیطرح اگر علویین پر وقف کریگا تب بھی حاضرین بلد کیطرف منصرف
ہوگا اور اسیطرح اگر ایک شخص کی اوس اولاد پر وقف کرے جو بلاد مختلفہ مین منتشر ہون تو فقط موجودین
کی طرف منصرف ہوگا اور جو لوگ غائب اور غیر موجود ہین اونکا تفحص (تلاش کرنا) واجب نہوگا
اسلیے کہ اسمین مشقت ہی اور موقوف علیہ (جسپر وقف کیا گیا ہی) کو کنیز موقوفہ سے وطی کرنا جائز نہین ہی
اسلیے کہ کنیز موقوفہ کی ملکیت سے فقط اسیکو اختصاص نہین ہی بلکہ حق بطون بھی متعلق ہی علاوہ برین اوسکی
وطی سے کنیز کے ام ولد ہو جانیکا بھی احتمال ہی جبکو موت موقوف علیہ کے بعد آزاد ہونا چاہیے
اور اسمین حق بطون کا اتلاف لازم آتا ہی اور اگر موقوف علیہ سے اوس کنیز کے کوئی مولود (لڑکا

یا لڑکی) پیدا ہو تو آزاد ہوگا اور اوس مولود کی قیمت موقوف علیہ بطون کے لیے لازم ہوگی
اسلیے کہ اوسوقت وہ مستحق ہی اور انسان پر اپنے نفس کے لیے ضررتاوان کا لازم ہونا معقول نہین ہی
اور آیا اس صورت مین وہ کنیز ام ولد ہوجائیگی یا نہین یعنی اوسپر احکام ام ولد جاری کیے جائینگے
یا نہین) بعض علماءنے فرمایا ہی کہ ام ولد اور موت موقوف علیہ کے بعد آزاد ہوجائیگی اور
اوسکے ترکہ سے بطون آئندہ کے لیے قیمت کنیز لیجائیگی اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ مقتضائے
وقف بقاء و دوام اور عدم تغییر باسباب اختیاریہ و اضطراریہ ہی اور کنیز موقوفہ کا عقد کردینا
جائز ہی اور اوسکے مہر کا موقوف علیہم مین سے موجودین کو استحقاق ہوگا اسلیے کہ یہ مثل کرایہ
مکان کے داخل فائدہ ہی جسکا استحقاق موقوف علیہ کو ہوتا ہی اور اسیطرح مولود کنیز اوسکے نماء مین
داخل ہوگا بشرطیکہ مملوک سے پیدا ہو یا زنا سے مخلوق ہو اور اوس مولود کے ساتھ موقوف علیہم مین سے
وہی طبقہ مختص ہوگا جسکے زمانہ مین وہ پیدا ہوگا پس اگر کسی حر سے بوطی صحیح بہم پہونچیگا تو آزاد ہوگا
لکن اگر عقد مین اوسکے مملوک ہونے کی شرط کرلی گئی ہوگی تو مملوک ہوگا اور اگر کوئی حر اوس
کنیز سے وطی بالشبہ واقع کریگا تو اولاد بھی حر ہوگی اور واطی پر اوسکی قیمت موقوف علیہم کے لیے
لازم ہوگی اور اگر کنیز وقف شدہ سے خود واقف وطی کریگا تو حکم اجنبی اوسپر جاری ہوگا

دوسرا مطلب صدقہ کے بیان مین پس صدقہ وہ عقد ہی جو ایجاب اور قبول و اقباض
(قبضہ دینا) کی طرف احتیاج رکھتا ہی اور اگر مال صدقہ پر بدون رضاء مالک کوئی شخص معطی لہ
(جسکو کہ عطا کیا گیا ہی) کو قبضہ دیگا یا وہ ازخود قبضہ کریگا تو اوسکی طرف منتقل ہوگا اور صحت صدقہ
مین نیت قربت شرط ہی اور مال صدقہ کا قبضہ دینے کے بعد واپس لینا علی الاصح (مذہب صحیح کی
بنا پر) جائز نہین ہی اسلیے کہ صدقہ سے اجر و ثواب مقصود ہوتا ہی جو معطی (دینے والا) کو حاصل
ہوچکا پس صدقہ بمنزلہ ہبہ بالعوض ہی جس مین رجوع کرنا صحیح نہین ہی اور غیر ہاشمی کا صدقہ مفروضہ

جو صدقہ واجب ہو جیسے زکوۃ اور فطرہ) بنی ہاشم پر حالت اختیار مین حرام ہو اور صدقہ ہاشمی جو
حضرت ہاشم بن عبد مناف کی طرف منسوب ہی) مطلقًا (خواہ حالت اختیار ہو یا حالت اضطرار) اور صدقہ
غیر ہاشمی حالت اضطرار مین بنی ہاشم پر حرام نہین ہی ہان بنی ہاشم کو صدقہ مندوبہ (سنتی صدقہ جیسے
محل گندم و گوسفند وغیرہ) کے لینے مین مطلقًا (خواہ ہاشمی کا ہو یا غیر ہاشمی کا) مضائقہ نہین ہی اور
اس مقام پر تین مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** صدقہ مین بعد قبضہ رجوع کرنا علی الاصح
مطلقًا جائز نہین ہی خواہ اوسکا عوض حاصل ہوا ہو یا نہوا ہو اور خواہ اہل قرابت کو دیا ہو یا کسی
اجنبی کو **دوسرا مسئلہ** کافر ذمی کو صدقہ دینا جائز ہی اگرچہ اجنبی ہو اسلیے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی علی کل کبد حری اجر (ہر تفتیدہ جگر پر تصدق کرنے مین اجر و ثواب ہی)
جو کافر ذمی کو بھی شامل ہی اور حق سبحانہ و تعالی ارشاد فرماتا ہی لا ینہٰکم اللہ عن الذین لم
یقاتلوکم فی الدین (حق تعالی تمکو اون لوگون پر احسان کرنے سے منع نہین کرتا جنہون
نے تمہارے ساتھ دین اسلام کے بارہ مین مقاتلہ نہین کیا) **تیسرا مسئلہ** صدقہ جہر (علانیہ
تصدق کرنا) صدقہ سر (پوشیدہ تصدق کرنا) افضل و بہتر ہی لکن اگر صدقہ نہ دینے مین متہم ہو
تو دفع تہمت اور حفظ آبرو کے لیے صدقہ جہر بہتر اور افضل ہی

کتاب السکنی والحبس

سکنی (کسیکو سکونت مکان کا بخشدینا) وہ عقد ہی جو ایجاب و قبول اور قبضہ کیطرف احتیاج
رکھتا ہی اور اوس سے کسی کا استیفاء منفعت پر مع بقاء ملک مالک مسلط کرنا مقصود ہوتا ہی اور اسکے
اسماء اختلاف اضافت کیوجہ سے مختلف ہوتے ہین پس جبکہ عمر کے ساتھ مقرون ہوتی ہی تو اوسکو
سکنی اور عمری کہتے ہین اور جبکہ اسکان (مکان مین رہنے کی اجازت کرنا) سے مقرون کیجاتی ہی تو
سکنی کہلاتی ہی اور جب کسی مدت کے ساتھ مقرون ہوتی ہی تو سکنی اور رقبی کہتے ہین اور رقبی
یا ارتقاب سے ماخوذ ہی جسکے معنی انتظار کے ہین چونکہ مدت معینہ کا اوسمین انتظار کیا جاتا ہی اسلیے

اوسکو رقبی کہا گیا اور یا رقبہ ملک سے ماخوذ ہو جس سے علماء رقبہ ملک مراد ہو چونکہ مالک مکان
اوسکے رقبہ کو نفع حاصل کرنے کے لیے تا مدت معینہ عطا کر دیتا ہی اسلیے اوسکو رقبی کہنا صحیح ہوا
اس عقد کی عبارت اسکنتک یا اعمرتک یا ارقبتک ھذہ الدار یا ھاذہ الارض
یا ھذا المسکن عمرک یا عمری سنۃ معینۃ (مین نے تجھکو یہ مکان یا یہ زمین یا یہ گھر بعنوان سکنی
یا بعنوان عمری یا بعنوان رقبی تیری عمر یا اپنی عمر یا فلان مدت تک دیدیا ہی) اور علاوہ اسکے
جو عبارت اس مطلب کو مفید ہوگی وہی کافی ہوگی اور یہ عقد قبضہ دینے سے لازم ہو جاتا ہی اور
بعض علماء نے فرمایا ہی کہ لازم نہین ہوتا اور بعض نے فرمایا ہی اگر قصد قربت ہوگا تو لازم ہوگا
والا فلا لکن قول اول اشہر اور مختار اکثر ہی اور اگر لک سکنی ھذہ الدار ما بقیت یا
حییت (تجھکو اس مکان مین اپنی عمر بھر سکونت کرنے کا اختیار ہی) کہیگا تب بھی جائز ہوگا
اور حق سکنی (منفعت سکونت) وفات ساکن (سکونت کرنیوالا) کے بعد علی الاشبہ مسکن (سکنی کا
دینے والا) کی طرف عود کریگا لکن اگر لک سکنی ھذہ الدار ما بقیت فاذا مت رجعت
الی (تجھکو اس مکان مین اپنی عمر بھر سکونت کرنے کا اختیار ہی پس جب تو مر جائیگا تو میری طرف
عود کریگی) کہیگا تو قطعاً عود کریگا اور اگر اعمرتک ھذہ الدار لک ولعقبک (مین نے
اس مکان مین تجھکو اور تیری نسل کو بعنوان عمری دیا) کہے تو عقد عمری ہوگا اور جبتک کہ ساکن
کی نسل باقی رہیگی اوسوقت تک حق سکنی اوس سے متعلق رہیگا اور اوسکے منقرض ہو جانے
کے بعد مسکن کی طرف عود کریگا لکن عین مکان علی الاشبہ معمر (ساکن) یا اوسکی نسل جسکے لیے ابتداً سکونت کی گئی
اوسکی طرف منتقل نہوگا بلکہ ملک مالک پر باقی رہیگا جسطرح کہ ذکر نسل نہ کرنیکی صورت مین عین مکان
ملک مالک پر باقی رہتا ہی - اور جبکہ سکنی کو کسی مدت تک معین کر دے تو قبضہ دینے سے لازم ہو جاتی
ہی اور مسکن کو قبل انقضاء مدت معینہ اوسمین رجوع کرنیکا اختیار نہین رہتا اور اگر حق سکنی تا حیات

مالک دیا جائے تو موتِ معمر (جسکے لیے سکونت کا اختیار دیا گیا ہی) کے بعد مالک کیطرف عود نہ کریگا بلکہ تا حیات مالک اوسکے ورثہ کی طرف منتقل ہوگا اور اگر سکنی کو عمرِ معمر کے ساتھ مقرون کرے اور وہ مرجائے تو اوسکے وارث کی طرف منتقل نہوگی بلکہ مالک کیطرف عود کریگی اور اگر سکنی کے لیے کوئی مدت معین ہو تو مالک کو ہر وقت اوسکے فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا اور جس چیز کا وقف کرنا صحیح ہی اوسکا بعنوان عمریٰ دینا بھی صحیح ہی جیسے مکان اور مملوک اور اثاث (اسباب) وغیرہ اور بیع سے عقد عمریٰ باطل نہین ہوتا بلکہ مالک کو اوس شرط پر وفا کرنا واجب ہی جو ساکن کے لیے ہو چکی ہی (پس صورتِ بیع مین مالک کو تا مدت معینہ مشتری سے ساکن کے لیے منفعت سکونت پر وفا کرنے کی شرط کرنا لازم ہوگا) اور اطلاق سکنی فقط ساکن اور اوسکی اہل و اولاد کی سکونت کرنے کو مقتضی ہی اور ساکن کو علاوہ اپنی اہل و اولاد کے کسی اور کا ساکن کرنا جائز نہوگا ہاں اگر اسکی شرط کر لی ہوگی تو جائز ہوگا اور ساکن کو سکنی کا اجارہ دینا بھی جائز نہین ہی جسطرح کہ بلا اجازت مسکن کسی غیر کا ساکن کرنا جائز نہین ہی اور اگر کوئی شخص اپنے گھوڑے کو فی سبیل اللہ یا اپنے غلام کو خانۂ کعبہ یا مسجد کے لیے حبس کرے تو لازم ہوگا اور تا بقاء عین اوسکا متغیر کرنا جائز نہوگا لیکن اگر کوئی شی کسی شخص پر بلا تعیین مدت حبس کیجائے تو وہ شی وفات حابس کے بعد میراث ہو جائیگی اور اسیطرح اگر کوئی مدت معین ہو اور وہ گذر جائے تب بھی ورثۂ حابس کے لیے میراث ہوگی —

کتاب الہبات

اس کتاب مین دو مطلب ہین پہلا مطلب حقیقت ہبہ کے بیان مین پس ہبہ وہ عقد ہی جو عین مال کے بدون عوض اسطرح مالک کر دینے کو مقتضی ہی کہ منجز (غیر معلق علی الموت) اور نیتِ قربت سے مجرد (خالی) ہو اور کبھی ہبہ کی تعبیر لفظ نحلہ اور عطیہ سے بھی کیجاتی ہی اور یہ عقد ایجاب اور قبول و قبضہ کا محتاج ہی پس ایجاب سے ہر وہ لفظ مراد ہی جس سے تملیک (مالک کرنا) مذکور کا قصد کیا جائے

جیسے وھبتك (مین نے تجھکو ہبہ کیا) یا ملکتك ھذا (مین نے تجھکو فلان شی کا مالک کیا)
وغیرہ اور اس عقد کی صحت مین واہب (ہبہ کرنیوالا) کا بالغ اور کامل العقل و جائز التصرف
ہونا شرط ہی اور اگر اوس مال کو ہبہ کرے جو کسیکے ذمہ پر ہو پس اگر اوس شخص کے لیے ہبہ کیا ہو
جسپر واہب کا حق نہین ہی تو علی الاشبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ اوسکی صحت مین حصول قبضہ شرط ہی جو
محل فرض مین ممتنع ہی اور اگر اوس شخص کے لیے ہبہ کیا ہی جسپر واہب کا حق ہی تو صحیح ہوگا اور یہ
ہبہ ابرا کی طرف منصرف ہو جائیگا اور صحت ابراء (اوس مال کا ساقط کرنا جو کسیکے ذمہ ہو) مین
علی الاصح تحقق قبول شرط نہین ہی اور جبتک کہ مال موہوب (جسکے ساتھ ہبہ کیا گیا ہی) پر قبضہ
متحقق نہوگا اوسوقت تک ہبہ کے لیے کوئی حکم نہوگا اور اگر کوئی شخص کسی مال کے ہبہ کرنے اور
اوسپر دیدینے کا اقرار کرے تو موافق اوسکے اقرار کے حکم کیا جائیگا اگرچہ مال موہوب (جو ہبہ
کیا گیا ہی) واہب کی پاس ہو اور اگر بعد ازین اپنے اقرار سے عدول کریگا تو مقبول نہوگا اور اگر
شخص واہب (ہبہ کرنیوالا) بعد عقد اور قبل قبضہ مر جائے تو مال موہوب اوسکے میراث مین
داخل ہوگا اور قبضہ کی صحت مین اجازت واہب شرط ہی پس اگر مال موہوب پر بدون اوسکی
اجازت کے کوئی شخص قبضہ کرلے تو موہوب لہ (جس شخص کے لیے ہبہ کیا گیا ہو) کی طرف منتقل نہوگا
اور اگر اوس مال کو ہبہ کرے جسپر موہوب لہ قابض ہو تو صحیح ہوگا اور صحت قبضہ مین اجازت واہب
یا اوسقدر مدت کے گذر جانے کی احتیاج نہوگی جسمین کہ موہوب لہ کو قبضہ کرنا ممکن ہو لکن بعض
علماء رح اسکی طرف مائل ہوئے ہین اور اسیطرح اگر باپ یا دادا کوئی مال طفل صغیر کو ہبہ کرے تو یہ
ہبہ بنفس عقد سے لازم ہو جائیگا اسلیے کہ قبضہ ولی اوسی کی طرف سے ہے اور اگر طفل صغیر کو
باپ یا دادا کے علاوہ کوئی اور شخص ہبہ کرے خواہ واہب کو طفل مذکور پر ولایت حاصل ہو
(جیسے وصی) یا حاصل نہو تو جانب طفل سے قبضہ کا متحقق ہونا ضرور ہوگا پس اگر شخص واہب غیر ولی

ہوگا تو جانب طفل سے متولی قبض ولی طفل ہوگا یا حاکم شرع اور اگر شخص واہب ولی طفل کا نہو
(جیسے وصی) تو جانب طفل سے متولی قبض فقط حاکم شرع ہوگا اور مال مشاع (وہ مال مشترک
جسکے اجزاء ممتاز نہون جیسے نصف و ثلث و ربع وغیرہ) کا ہبہ جائز ہے اور صورت ہبہ مین مال مشاع پر
اوسیطرح قبضہ متحقق ہوگا جسطرح کہ بیع مین متحقق ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کچھ مال دو شخصون کو ہبہ
دے اور وہ دونون قبول کرنے کے بعد مال موہوب پر قبضہ کرلین تو اون دونون مین سے
ہر ایک شخص اوسقدر مال کا مالک ہوگا جسقدر کہ اوسکو ہبہ کیا گیا ہے پس اگر اون دونون مین سے
ایک شخص قبول کرے اور قابض ہوجائے اور دوسرا انکار کرے تو فقط قابض کے لیے ہبہ صحیح ہوگا
اور کسی مال کے ہبہ کرنے مین بعض اولاد کو بعض آخر پر ترجیح دینا جائز ہے اگرچہ مکروہ ہے اور جبکہ مال
موہوب پر قبضہ متحقق ہوجائے پس اگر موہوب لہ والدین (مان باپ) ہون تو واہب کو
اوسمین رجوع کرنا اجماعاً جائز نہوگا اور اسیطرح اگر موہوب لہ سوائے مان باپ کے اہل قرابت مین سے
کوئی اور ہو تب بھی رجوع کرنا جائز نہوگا اور اسمین بین العلماء اختلاف ہے اور اگر موہوب لہ
شخص اجنبی ہے اور عین مال باقی ہو تو واہب کو اوسمین رجوع کرنا جائز ہوگا اور اگر عین مال تلف ہوگیا
ہو تو رجوع کرنا جائز نہوگا اور اسیطرح اگر موہوب لہ (اجنبی) ہے اور واہب نے اوس سے مال
موہوب کے عوض مین کچھ لے لیا ہو تب بھی رجوع کرنا جائز نہوگا اگرچہ قلیل ہو اور اگر موہوب لہ
مال موہوب مین ایسا تصرف کرے جو متلف عین نہو (جیسے کپڑے کا پہن لینا) تو آیا ہبہ لازم
ہوجائیگا یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہے کہ لازم ہوجائیگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ لازم نہوگا اور یہی
قول اشبہ و اُصولِ مذہب کے موافق ہے اور اہل قرابت کے لیے ہبہ کرنا مستحب ہے اور خصوص
ولد و والدین مستحب موکد ہے اور اسیطرح ہبہ مین بین الاولاد تسویہ کرنا (اونکے نصیبون کا مساوی
قرار دینا ذکور ہون یا اناث یا متفرق) بھی مستحب ہے اور زوجہ کو ہبۂ زوج مین اور زوج کو

ہبۂ زوجہ مین رجوع کرنا مکروہ ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ زوج و زوجہ اس باب مین اہل قرابت کا حکم رکھتے ہین اور قول اوّل اشبہ اور قواعد و اصول کے موافق ہی **دوسرا مطلب** احکام ہبہ کے بیان مین اور وہ کئی مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص ہبہ کرے اور مال موہوب کو قبضہ دینے کے بعد غیر موہوب لہ کے ہاتھ فروخت کرے پس اگر موہوب لہ واہب کے اہل قرابت سے ہو تو بیع صحیح نہوگی اور اسیطرح اگر موہوب لہ شخص اجنبی ہو اور واہب اوس سے عوض لیچکا ہو تب بھی مال موہوب کی بیع صحیح نہوگی لیکن اگر موہوب لہ شخص اجنبی ہو اور واہب نے اوس سے عوض نہ لیا ہو اور مال موہوب کو فروخت کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ بیع باطل ہوگی اسلیے کہ اس صورت مین واہب نے اوس مال کو فروخت کیا ہی جسکا کہ وہ مالک تنہا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ صحیح ہوگی اسلیے کہ واہب کو صورت مذکورہ مین رجوع کرنا جائز ہی اور قول اوّل اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہی اور اگر ہبہ فاسد ہو تو عقد بیع ہر حال مین صحیح ہوگا خواہ موہوب لہ اہل قرابت سے ہو یا اجنبی خواہ واہب نے عوض لیا ہو یا نہ لیا ہو اور یہی کلام اوس صورت مین بھی جاری ہوگا جبکہ کوئی شخص اپنے مورث کے مال کو فروخت کرے اور اوسکی حیات کا اعتقاد رکھتا ہو اور فروخت کرنے کے بعد اوسکے مورث کا وقت بیع وفات پانا ظاہر ہو تو اس صورت مین بیع صحیح ہوگی اسلیے کہ صورت مفروضہ مین بائع نے در اصل اوسی مال کو فروخت کیا ہی جسکا کہ وہ مالک تھا اور اسیطرح اگر کوئی شخص اپنے غلام معتق (آزاد کردہ) کے ساتھ وصیت کرے اور بعد وصیت اوسکے عتق کا فساد ظاہر ہو تو وصیت صحیح ہوگی **دوسرا مسئلہ** قبضۂ موہوب لہ مین بعد عقد جبکہ تاخیر واقع ہو (یعنے عقد ہبہ کے بعد مال موہوب پر فوراً قبضہ نہو) پھر واہب اوسکو مال موہوب پر قبضہ دے تو انتقال ملک کا وقت قبضہ سے حکم کیا جائیگا نہ وقتِ عقد سے (یعنے قبضہ کو

انتقال ملک حین العقد سے کاشف نہ ہینگے) بخلاف وصیت کے کہ وہان پر انتقال وصیت کا موت موصی کے وقت سے حکم کیا جائیگا جبکہ وصی نے وصیت کو قبول کرلیا ہو اگرچہ بحقیق قبضہ مین موت موصی اور قبول وصی سے تاخیر واقع ہو **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص وھبت و لم اقبضہ (مین نے فلان مال فلان شخص کو ہبہ کر دیا ہی اور اوسکو قبضہ نہین دیا) کہے تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور مقرلہ (وہ شخص جسکے لیے اقرار کیا گیا ہی) کو اوس سے حلف لینے کا اختیار ہوگا اگر اوسکے قبضہ دینے کا مدعی ہو اور اسیطرح اگر وھبتہ وملکتہ (مین نے فلان شخص کو فلان مال ہبہ کر دیا ہی اور اوسکا مالک کر دیا ہی) کہے پھر حصول قبضہ کا انکار کرے تب بھی اوسی کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اوسکا اپنے وہم کی بنا پر خبر دینا ممکن ہو پس صورتیکہ اوسکے حق مین یہ احتمال قائم ہو تو اوسپر اقرار قبضہ کا الزام نہ دیا جائیگا **چوتھا مسئلہ** جبکہ واہب اوس ہبہ مین رجوع کرے جس مین کہ اوسکو رجوع کرنا صحیح ہو (مثلاً شخص اجنبی کے لیے بدون عوض واقع ہوا ہو) اور مال موہوب مین کوئی عیب بدنی یا دتی یا نقصان حادث ہو چکا ہو تو واہب کو موہوب لہ سے ارش (قدر تفاوت بین الصحیح والمعیب) کا مطالبہ صحیح نہوگا اسلیے کہ وہ ملک موہوب لہ مین حادث ہوا ہی جسپر مالک کیطرف سے اوسکو تسلط حاصل تھا خواہ عیب مذکور اوسی کے فعل سے حادث ہوا ہو یا اور کسی وجہ سے اور جبکہ مال موہوب مین کوئی نماء متصل (جیسے چوپایہ کا فربہ ہونا) حادث ہو تو واہب کا مال ہوگا اور اگر کوئی نماء منفصل (جیسے درخت مین ثمر کا اور حیوان سے بچہ کا پیدا ہونا) حاصل ہو پس اگر بعد عقد حاصل ہوئی ہو تو موہوب لہ کا اور اگر وقت عقد موجود ہوگی تو واہب کا مال ہوگا **پانچوان مسئلہ** جبکہ کوئی شخص کسیکو کچھ مال ہبہ کرے اور اوسکو کسی قید کے ساتھ مقید نکرے تو یہ ہبہ مشروط بہ ثواب (عوض دنیا) نہوگا پس اگر موہوب لہ کوئی شی بعوض ہبہ واہب کے حوالہ کرے اور وہ اوسکو قبول کرلے تو واہب کو ہبہ مین رجوع نا

صحیح نہوگا اسلیے کہ قبول عوض کے بعد عقد ہبہ لازم ہوجاتا ہی اپنے واہب کو ختیار رجوع
باقی نہین رہتا اور اگر واہب اپنی ہبہ کو مشروط بہ ثواب کریگا تو شرط صحیح ہوگی خواہ اوسکو
معین کرے یا نہ کرے اور واہب کو اپنی ہبہ مین اوسوقت تک رجوع کرنیکا اختیار رہوگا جبتک
کہ عوض مشروط (جسکی شرط لگی گئی ہی) اوسکے حوالہ نکردیا جائے اور جبکہ واہب مقدار عوض کو
معین نکرے تو موہوب لہ کو اختیار ہی جو مقدار چاہے اوسکے حوالہ کرے اگرچہ قلیل ہو اور
واہب کو اوس عوض پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے ہبہ مین رجوع کرنا صحیح نہوگا اور موہوب لہ
عوض مشروط کے دفع کرنے پر مجبور نکیا جائیگا بلکہ اوسکو مال موہوب اور عوض مشروط مین سے
ایک کے دفع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا اور اگر اس حالت مین مال موہوب اوسکے پاس تلف
ہوجائے یا اوسمین کوئی عیب حادث ہوجائے تو موہوب لہ اوسکا ضامن نہوگا اسلیے کہ یہ تلف
یا عیب) اوسکی ملک مین حادث ہوا ہی اور اسمین تردد ہی چھٹا مسئلہ جبکہ موہوب لہ پارچۂ
موہوب (وہ کپڑا جو ہبہ کیا گیا ہی) کو رنگ لیوے پس اگر قائل ہون کہ ایسا تصرف مانع رجوع
ہی تو واہب کو رجوع کرنا صحیح نہوگا اور اگر قائل ہون کہ ایسا تصرف (درصورتیکہ واہب
اجنبی ہو) مانع رجوع نہین ہی تو موہوب لہ پارچۂ مذکور وہین قیمتِ رنگ کے ساتھ اوسکا
شریک ہوگا ساتوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنے مرض مخوف (وہ بیماری جسمین انسان غالباً
ہلاک ہوتا ہو جیسے دق یا جس مین ہلاک ہوجائے خواہ غالباً مہلک ہو یا نہو علی الاختلاف القولین)
مین ہبہ کرے اور پھر اوس سے بری (صحیح) ہوجائے تو ہبہ صحیح ہوگا اور اگر اوسی مرض
مین ہلاک ہوجائے اور ورثہ اجازت نہ دین تو وہ ہبہ علی الاظہر اوسکے ثلث متروکہ مین نافذ ہوگا

کتاب السبق والرمایہ

سبق در مایہ وہ فن ہی جس مین گھوڑا وغیرہ دوڑانے
اور تیر اندازی وغیرہ کرنے سے شہسوار و تیر انداز کی حذاقت کا امتحان کیا جاتا ہی فائدہ اسکا

یہ ہو کہ انسان اس فن مین مہارت بہم پہونچا کر کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے لیے مستعد رہے اور یہ معاملہ
صحیح ہو اور مستند اوسکی شریعت کا قول رسول خدا ہو کہ لا سبق الا فی نصل وخف وحافر
یعنی سوا اون حربون کے جو نصل (نصل تیر و نیزہ کے پیکان اور بے قبضہ کی تلوار کو کہتے ہین) رکھتے
ہین یا اون حیوانون کے جو سُم یا ٹاپ رکھتے ہین سبق جائز نہین ہو اور نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
سے منقول ہو ان الملئکة لتنفر عند الرہان وتلعن صاحبہ ما خلا الحافر
والخف والریش یعنے فرشتے سبق و رہان (رہان کے معنے گھوڑا دوڑانے کے ہین گمیا یہان
مطلق حیوان کا دوڑانا اور تیر وغیرہ کا پھینکنا مراد ہو) کے وقت ہٹجاتے ہین اور صاحب معاملہ پر
لعنت کرتے ہین مگر جب ایسے حیوان کے ساتھ جو سُم یا ٹاپ رکھتا ہو یا ایسے آلہ کے ساتھ جو نصل
رکھتا ہو واقع ہو کہ یہ جائز اور مباح ہو اور فرشتے وہان حاضر رہتے ہین اور اس باب کی تحقیق چند
فصلون مین بیان ہوتی ہو **پہلی فصل** اون الفاظ کے بیان مین ہو جو اس فن مین زیادہ مستعمل ہین
پس سابق (اور اوسیکو مجلی بھی کہتے ہین) وہ گھوڑا ہو جسکی گردن اور شانہ نکلا رہے اور بعض
علما اونے یہ فرمایا ہو کہ جس گھوڑے کا کان نکلا رہے وہ بھی سابق ہو لکن پہلا قول کہ علما نے اختیار کیا ہو
اور مصلی وہ گھوڑا ہو کہ جسکا سر سُرین سابق کے کنارہ کے برابر ہو اور صلوان وہ دو ہڈیان ہین
جو دُم کے داہنی اور بائین طرف پیدا ہوتی ہین اور سبق بسکون با مصدر ہو جس سے یہ معاملہ خاص
مراد لیا جاتا ہو اور بالتحریک وہ عوض ہو جو اس معاملہ مین خرچ کیا جائے جسکو خطر بھی کہتے ہین اور
محلل وہ شخص درمیانی ہو جو سابق ہو جانے کی حالت مین عوض پانے کا مستحق ہوتا ہو اور سابق
نہونے کی صورت مین اوسپر کوئی تاوان لازم نہین آتا اور غایۃ گھوڑ دوڑ وغیرہ کی مسافت
کی انتہا کو کہتے ہین اور مناضلہ کے معنی باہم تیراندازی اور غلبہ حاصل کرنے کے ہین اور یہان پر
تیراندازی اور گھوڑ دوڑ وغیرہ دونون سے عام مراد ہو اور **سبق** بہ تشدید با اوسوقت کہا جاتا ہے

جب عوض کو نکالکر علیحدہ کردین اور اسیطرح جب عوض کے پانے کا مستحق ہوتا ہی تب بھی کہتے ہین آور رشق
بکسر رائے مہملہ عدد تیراندازی کو کہتے ہین اور بفتح را خود تیراندازی پر اطلاق کیا جاتا ہی اور رشق
وجہ یا رشق بدا وسوقت کہتے ہین جب ایک طرف کو تیر لگائے جائین یہانتک کہ عدد تیراندازی
ختم ہون اور تیر کے اوصاف مین یہ الفاظ مستعمل ہوتے ہین **حابی خاصر خازق خاسق**
مارق خارم پس حابی وہ تیر ہی جو زمین سے اوچٹ کر نشانہ پر پہونچے اور خاصر وہ تیر ہی
جو نشانہ کے ایک طرف جا کر لگے اور خازق وہ تیر ہی جو نشانہ کو پھاڑ دے اور خاسق وہ تیر ہی جو
نشانہ کو کشادہ کردے اور خود اوسمین ٹھہر جائے اور مارق وہ تیر ہی جو نشانہ کو توڑ کر نکلجائے اور
خارم وہ تیر ہی جو نشانہ کے کنارہ کو توڑ دے اور مزدلف وہ تیر ہی جو زمین پر لگے اور پھر
نشانہ مین جا کر قائم ہو (ظاہر مزدلف سم حابی ہے مصنف کے نزدیک سیقدر قوی ہی) اور غرض نشانہ ہی
جسپر تیر کا پہونچانا مقصود ہوتا ہی اور وہ غالبا کاغذ کا ٹکڑا ہوتا ہی اور ہدف وہ چیز ہی جسمین
نشانہ رکھا جاتا ہی مثل مٹی اور دیوار وغیرہ کے اور مبادرت کے معنی یہ ہین کہ ایک شخص
تیر لگانے مین سبقت کرے اور عدد تیراندازی مین مساوات ہو محاطہ عدد اصابہ مین سے
مساوی کے ساقط کرنے کو کہتے ہین **دوسری فصل** اون چیزون کے بیان مین ہی جنکے
ساتھ مسابقت اور تیراندازی جائز ہی اور محل جواز اس معاملہ مین محض نصل و خف اور حافر
ہے اور نصل مین تیر عربی اور تیر عجمی اور تلوار اور کل حربے مثل نیزہ کے داخل ہین اور خف کے
تحت مین فقط اونٹ اور ہاتھی داخل ہے اور حافر مین گھوڑا اور گدھا اور خچر داخل ہے
اور عقد مسابقہ پیدل دوڑنے اور پرند اوڑانے اور کشتی کرنے اور کشتی پیرانے کے ساتھ
جائز نہین ہی **تیسری فصل** عقد مسابقہ و رمایہ کے بیان مین یہ معاملہ مثل سائر معاملات کے
ایجاب و قبول کا محتاج ہی اور بعض علماء نے اسکو جعالہ مین داخل کیا ہی پس اس صورت مین قبول کی

ضرورت نہوگی اور بدل کرنا عوض کا کافی ہوگا اور بنا بر اول کے یہ معاملہ مثل اجارہ کے لازم اور بنا بر
ثانی کے جائز ہوگا خواہ عمل کو شروع کیا ہو خواہ نکیا ہو اور عوض کا عین یا دین ہونا صحیح ہی اور بدل
عوض غیر متسابقین سی اجماعاً صحیح ہی اور اگر متسابقین میں سے ایک شخص یا دونون بدل کرین تو بھی ہمارے
بیان صحیح ہی اگرچہ کوئی محلل ان دونون مین داخل نہو اور اگر امام علیہ السلام اس عوض کو بیت المال سے
صرف فرمائین تو جائز ہوگا اسلیے کہ اسمین مصلحت شرعیہ موجود ہی اور اگر دونون شریک مال سبق کو
محض محلل کے لیے بر تقدیر سبق مقرر کر دین تب بھی جائز ہوگا اور علی ہذا القیاس اگر یہ کہا جائے کہ
ہم تینون مین سے جو سابق ہوگا وہی مستحق عوض ہوگا تب بھی جائز ہوگا اسلیے کہ ادلہ اطلاق و عموم
محل فرض کو شامل ہین اور عقد مسابقت مین پانچ شرطون کی احتیاج ہی اول دوم مسافت کی
ابتدا اور انتہا کا مقرر کرنا سیوم تقدیر خطیر یعنی اوس مال کا جو غالب کے لیے فرض کیا جاوے معین کرنا
چہارم اوس چیز کا مقرر کرنا جسپر گھوڑا وغیرہ دوڑایا جائے پنجم احتمال سبقت مین دونون گھوڑون کا
مساوی ہونا اگرچہ احتمال سبقت ایک مین راجح ہو پس اگر ایک اون دونون مین الیا ضعیف ہو
کہ جسکا قصور دوسرے سے معلوم ہو تو معاملہ صحیح نہوگا اسلیے کہ مقصود اصلی استعلام (اوسپر اطلاع حاصل
کرنا) ہی جو صورت مفروضہ مین قبل مسابقت حاصل ہی

چوتھی فصل

عوض کا احد الشریکین یا محلل
کے لیے مقرر کرنا اور اگر سوا ان دونون کے اور کسیکے لیے معین کیا جائیگا تو جائز نہوگا اور آیا
کھڑے ہونے کی جگہ مین مساوات شرط ہی یا نہین بعض علمائے نے شرط کیا ہی لیکن شرط نہونا اظہر ہی کیونکہ یہ رضاء
طرفین پر موقوف ہی اور معاملہ رمی (یعنی تیر اندازی وغیرہ) مین چھ چیزون کا جاننا ضروری ہی
پہلے عدد رشق یعنے تیر وغیرہ پھیکنے کے عدد کا معین کرنا دوسرے عدد اصابت یعنے تیر کے نشانہ پر
پہونچنے کی مقدار کا مقرر کرنا تیسرے تیر وغیرہ کی صفات کا معین کرنا چوتھے مقدار مسافت
پانچوین نشانہ کی تعیین چھٹے تعیین اوس مال کی جو سابق کے لیے معین کیا جائے اور آلہ رمی کا

ہمجنس ہونا بھی شرط ہی اور مبادرت یا محاطہ کی شرط کرنیمین تردد ہی اور ظاہر یہ ہی کہ مشروط نہین ہی اسلیے کہ اطلاق عقد علی الاشہر محاطہ ہی کی طرف منصرف ہوگا اور اسیطرح کمان اور تیر کا معین کرنا بھی شرط نہین ہی

پانچوین فصل احکام سبق و رمایہ کے بیان مین یہان چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جب کوئی اجنبی پانچ شخصون سے کہے کہ تم مین سے جو شخص سابق ہوگا اوسکو پانچ درہم دیے جائینگے پس اگر پانچون شخص مساوی رہین تو کسیکو کچھ ندیا جائیگا کیونکہ یہان پر سبقت نہین پائی گئی اور اگر فقط ایک شخص سابق ہو تو پانچون درہم اوسی کو دیے جائینگے اور اگر دو شخص سابق ہون تو پانچون درہم فقط ان ہی دونون پر برابر تقسیم کیے جائینگے اور اسیطرح اگر تین یا چار شخص سابق ہون اور اگر اجنبی شخص یہ کہے کہ سابق کو دو درہم و مصلّی کو ایک درہم دیا جائیگا پس اگر سابق ایک یا دو یا چار ہونگے تو اونکو دو دو درہم دیے جائینگے اور اگر سابق ایک ہو اور مصلّی تین شخص ہون اور ایک متاخر رہجائے تو تنہا سابق کو دو درہم اور تینون مصلّیون کو ایک ایک درہم دیا جائیگا اور متاخر کو کچھ نہ ملیگا **دوسرا مسئلہ** اگر صاحب معاملہ فقط دو شخص ہون اور ہر ایک اون دونون مین سے کوئی عوض معین کرے اور کسی محلّل کو بھی داخل کر لین اور وہ دونون یہ کہین کہ ہم تینون مین جو سابق ہوگا اوسکو دونون عوض دیے جائینگے پس اگر ان دونون مین سے ایک شخص سابق ہوگا تو بنابر ہمارے مختار کے دونون عوض اسیکو دیے جائینگے اور اسیطرح اگر محلّل سابق ہوا اور اگر دونون شخص سابق ہون تو ہر ایک کو اوسی مال کے پانے کا استحقاق ہوگا جو اوسنے مقرر کیا ہی اور محلّل کو کچھ نہ ملیگا اور اگر ان دونون مین سے ایک شخص اور محلّل سابق ہون تو سابق کو پورا حصہ اوسکے مال کا اور آدھا متاخر کے مال کا دیا جائیگا اور نصف آخر مال متاخر کا محلّل کو دیا جائیگا اور اگر ان دونون مین سے ایک سابق ہو اور محلّل مصلّی رہے تو دونون عوض موافق شرط کے فقط سابق کو دیے جائینگے اور اسیطرح وہ صورت ہی کہ ان دونون مین سے ایک سابق ہو اور دوسرا اور محلّل متاخر ہو

دوسرا طریق وہ صورت ہے کہ ایک ان دونون مین سے سابق ہوا اور دوسرا مصلی ہوا۔ تحلیل متاخر ہو کر

تیسرا مسئلہ جبکہ مبادرت شرط ہو جائے اور عدد رشق (یعنے تیراندازی) بیس قرار پائین و عدد اصابت پانچ مقرر ہون اور ہر شخص ان دونون مین سے دس تیر لگائے پس اگر ہر ایک کے پانچ تیر نشانہ پر پہونچین تو کوئی شخص سابق نہوگا اور دونون عدد اصابت ورمی مین مساوی رہینگے اور عدد رشق کا کامل کرنا واجب نہوگا و الا مبادرت تو جب لازم آئیگا پس اگر ہر ایک شخص ان دونون مین سے دس تیر پھینکے اور ایک پانچ تیر اور دوسرے کے چار تیر نشانہ پر پہونچین تو جسکے پانچ تیر نشانہ پر پہونچے ہین وہ غالب اور سابق ہوگا اور اگر شخص متاخر عدد رشق سے پورا کرنیکا سوال کریگا تو اجابت اسکی واجب نہوگی اور اگر دونون مین محاطہ کی شرط ہوئی ہو اور ہر ایک شخص دس تیر لگائے اور ہر ایک کے پانچ تیر نشانہ پر پہونچین تو یہ پانچون تیر ساقط کردیئے جائینگے اور دونون عدد رشق کی تکمیل کرینگے اور اگر ایک شخص کے دس تیرون مین سے نو تیر اور دوسرے کے پانچ تیر نشانہ پر پہونچین تو نو مین سے پانچ تیر عوض مین دوسرے شخص کے پانچ تیرون کے ساقط ہونگے اور چار باقی رہینگے اور پھر دونون عدد رشق کی تکمیل کرینگے اور اگر مساوی کے ساقط کرنے کے بعد ایک ان دونون مین سے عدد اصابت کے تکمیل کی طرف سبقت کرے پس اگر عدد رشق دونون کے ختم ہو چکے ہون تو جسکو عدد اصابت حاصل ہو چکے ہین وہ غالب رہیگا اور اگر عدد رشق ختم نہوئے ہون اور وہ شخص کہ جسنے عدد اصابت کو بھی حاصل نہین کیا ہو عدد رشق کو کامل کرنا چاہے تو نظر کرے پس اگر اوسکے لیے کوئی فائدہ اس تکمیل مین شامل سکے کہ امید غلبہ رکھتا ہو یا دوسرے کے مساوی ہو جانے کا احتمال رکھتا ہو یا دوسرے کو نفس اصابت مین متفرد ہونے سے باز رکھنے کا احتمال رکھتا ہو) مترقب ہو تو اوس شخص کو کہ جسکے عدد اصابت زائد ہین مجبور کرینگے اور اگر کوئی فائدہ مترقب نہو تو جبر نہ کیا جائیگا مثلاً زید نے

پندرہ تیر لگائے اور سب نشانہ پر پہونچے اور خالد نے بھی پندرہ تیر لگائے مگر نشانہ پر فقط پانچ
ہی تیر پہونچے پس زید کے پندرہ تیرون مین سے پانچ تیر خالد کے پانچ تیرون کے مقابل گرا دئیے
سے دس تیر باقی رہے پس اگر یہ دونون شخص عدد رشق کو کامل کرینگے تو ایسی صورت مین خالد
اگر اپنے باقی پانچ تیرون کو نشانہ پر پہونچاوے تو کل عدد اسکے دس ہو جاوینگے اور زید کے پانچون
تیر جو باقی ہین اگر بیکار ہو جائین تب بھی زید کے پانچ تیر جو عدد اصابت ہین فاضل رہینگے
اور وہ خالد پر غالب آجاویگا پس ایسی صورت مین خالد کو عدد رشق کے کامل کرنے کا کوئی فائدہ
ظاہر نہین ہوتا **چوتھا مسئلہ** جب تیراندازی وغیرہ ختم ہو جاتی ہے تو شخص غالب عوض کا مالک
ہو جاتا ہے اور اسکو اوس عوض مین ہر طرح تصرف کرنا جائز ہے خواہ اپنے مصارف ذاتی
مین خرچ کرے یا اپنے احباب کی دعوت مین صرف کرے اسلیے کہ ہر شخص کو اپنے مال پر تسلط
ہوتا ہے ہان اگر عقد مین اپنے گروہ کے لیے اطعام عوض کی شرط کرے تو صحیح ہونا اس شرط کا
بعید نہین ہے **پانچوان مسئلہ** جبکہ عقد مسابقت فاسد ہو جائے (مثلاً جو عوض مقرر ہوا ہے
وہ شراب ہو یا مجہول ہو یا اور کوئی شرط صحت عقد کے شرائط مین سے مفقود ہو) تو عمل کی
اجرۃ المثل واجب ہوگی اور جو عوض مقرر ہوا تھا وہ بدون بدل ساقط ہو جائیگا اور اگر
عوض معین کسی دوسرے شخص کا مال ہو تو اوسکے عوض مین مثل یا قیمت واجب ہوگی **چھٹا مسئلہ** جبکہ
ایک شخص دوسرے پر اصابت مین غالب آئے اور شخص مغلوب یہ کہے کہ اس زیادتی کو مقابل مین فلان
مال یا عوض کے طرح کر دے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ طرح کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ مقصود اصلی
اس فن سے اظہار مہارت ہے پس اگر صورت مذکورہ مین اپنی زیادتی کو کسی عوض مین
طرح کر دیگا تو خلاف مقصود لازم آئیگا پس یہ معاوضہ باطل ہوگا اور اگر
کچھ لیا ہوگا تو واپس کرا دیا جائے گا

(متعلق صفحہ ۱۹۶)

شرط کرنا مقتضائے عقد کے منافی ہو گا ۱۲ مفصل بعض شروح

کتاب الوصایا اس کتاب مین چند فصلین ہین پہلی **فصل** وصیت کے بیان مین وصیت وہ عقد ہی جس سے عین مال یا منفعت بعد وفات منتقل ہوتی ہی اور یہ عقد بھی مثل باقی عقود کے ایجاب و قبول کی احتیاج رکھتا ہی پس ایجاب سے وہ لفظ مراد ہی جو قصد مذکور پر دلالت کرتا ہو مثلاً موصی (وصیت کرنے والا) کہے اعطوا فلانا بعد وفاتی (فلان شخص کو میری وفات کے بعد اسقدر مال دینا) یا بفلان کذا بعد وفاتی یا اوصیت لہ بکذا (فلان شخص کے لیے مین نے اسقدر مال کی وصیت کی) اور مال موصی بہ (جسکے ساتھ وصیت کیجائے) وصیت سے ملک موصی لہ (جس شخص کے لیے مال کے دینے کی وصیت کیجائے) کی طرف دو شرطون کے ساتھ منتقل ہوتا ہی ایک موت موصی (وصیت کرنے والا) دوسرے قبول موصی لہ اور فقط موت موصی سے علی الاظہر منتقل نہین ہوتا اور اگر موصی لہ قبل وفات موصی قبول کرے تو جائز ہوگا اور بعد وفات کے قبول کرنے مین استحکام زائد ہی اگرچہ تحقق قبول وفات موصی سے متاخر ہو جبتک کہ موصی لہ نے انکار نکیا ہو پس اگر موصی کی حیات مین قبول سے انکار کرے تو جائز ہی کہ بعد اوسکی وفات کے قبول کرلے کیونکہ انکار سابق کے لیے کوئی حکم نہین ہی ہان اگر موت موصی کے بعد قبول کرنے سے قبل انکار کردے تو وصیت باطل ہوجائیگی اور اسیطرح اگر قبضہ کرنے کے بعد اور قبول کرنے سے قبل انکار کرے تب بھی وصیت باطل ہوگی اور اگر موت و قبول کے بعد اور قبضہ کے قبل انکار کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ وصیت باطل ہوجائیگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ باطل نہوگی اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہی لیکن اگر قبول اور قبضہ دونون کے بعد انکار کرے تو اجماعاً باطل نہوگی اسلیے کہ انکار سے قبل ملک کا تحقق اور استقرار ہوچکا ہی اور اگر موصی لہ بعض موصی بہ (وہ مال جسکے ساتھ اوسکے لیے وصیت کی گئی ہو) کو قبول کرے اور بعض سے انکار کرے تو وصیت فقط اوتنے ہی مال مین صحیح ہوگی جسکو قبول کرچکا ہی اور اگر موصی قبول کرنے سے پہلے مرجائے تو اوسکا وارث قبول ورد

وصیت مین اوسکا قائم مقام سمجھا جائیگا **فرع** اگر کسی کنیز اور اوسکے حمل کے ساتھ وصیت کرے اور
موصی لہ اوس کنیز کا شوہر ہو اور وہ کنیز اسی شوہر سے حاملہ ہوا اور شوہر اوسکا قبل قبول مر جائے
تو اختیار قبول اوسکے وارث کی طرف منتقل ہوگا پس اگر وارث اوسکا قبول کرلے تو اس مولود
(فرزند) کا بھی مالک ہوگا بشرطیکہ یہ وارث اون لوگون مین سے ہو جو اوسکے مالک ہو سکتے ہین اور
یہ مولود (لڑکا یا لڑکی) موصی لہ آزاد نہوگا اسلیے کہ وہ اپنے مرنے کے بعد مالک نہین ہوا اور
اپنے باپ کا وارث نہوگا اسلیے کہ وہ اوسکے وارث کا مملوک ہو چکا ہے البتہ اگر وہ مولود اون
لوگون مین سے ہو جو وارث پر آزاد ہو جاتے ہین اور وارث دو یا زائد ہون تو ایسی صورت
مین وہ بھی اون ورثہ کے ساتھ میراث پانے مین شریک ہو جائیگا اسلیے کہ وہ قبل قسمت آزاد
آزاد ہو چکا ہے اور کسی معصیت مین وصیت کرنا صحیح نہین ہے پس اگر کسی مال کے ساتھ معابد نصاری
و یہود کے لیے وصیت کرے گا تو باطل ہوگی اور اسیطرح اگر اون کتابون کی کتابت (لکھنا) کے
لیے وصیت کرے جو اب توریت و انجیل کہلاتی ہین یا کسی ظالم کی اعانت کرنے مین وصیت
کرے تب بھی باطل ہوگی اور وصیت موصی کیطرف سے عقد جائز ہے جبتک کہ وہ زندہ ہے خواہ
وصیت بمال ہو یا بولایت اطفال خورد سال پس اگر موصی وصیت کو باطل کرنا چاہے تو ہر وقت
باطل کر سکتا ہے خواہ بلفظ صریح فسخ کرے جیسے رجعت یا فسخت (مین نے رجوع کی یا وصیت
کو فسخ کیا) کہے یا ایسے امور واقع کرے جو وصیت کے خلاف ہون پس اگر مال موصی بہ (وہ مال جسکے
ساتھ وصیت کی ہے) کو بیچ ڈالے یا اوسکے بیچ ڈالنے کی وصیت کرے یا کسی دوسرے شخص کو ہبہ
کرے اور اوسپر قبضہ دلادے یا اوسکو رہن (گرو) کرے تو وصیت سے رجوع شمار کیا
جائیگا اور اسیطرح اگر مال موصی بہ مین ایسا تصرف کرے جو اوسکو مسمی سے خارج کردے تو یہ تصرف بھی
داخل رجوع ہوگا مثلاً گیہون کے ساتھ وصیت کرنیکے بعد اوسکو پسوا ڈالے یا آرد گندم کو بعد وصیت خمیر کرڈالے

یا اوسکی روٹی پکالے اور اسیطرح اگر کسی روغن کے ساتھ وصیت کرے اور پھر اوسکو ایسے روغن مین مخلوط کرے جو اوس سے بہتر ہو یا گیہون کے ساتھ وصیت کرے بعد ازان اوسکو اور گیہون مین اسطرح ملا دے کہ تمیز باقی نہ رہے لکن اگر کسی روٹی کی وصیت کرے بعد ازان اوسکو ریزہ ریزہ کر ڈالے تو رجوع صادق نہ آئیگا اور وصیت باطل نہوگی

دوسری فصل

موصی کے بیان مین موصی مین کمال عقل اور حرّیت (آزاد ہونا) ضروری ہی پس وصیت مجنون صحیح نہوگی اور اسیطرح اوس طفل کی بھی وصیت صحیح نہوگی جسکا سن دس سال سے کم ہو ہان طفل دہ سالہ کی وصیت وجوہ بر و خیر مین علی الاشہر مطلقًا جائز ہی خواہ اپنے اقارب کے لیے وصیت کرے یا اورکسیکے لیے بشرطیکہ بصیرت رکھتا ہو (صاحب تمیز ہو) اور بعض علماء نے طفل ہشت سالہ کی وصیت کو بھی صحیح فرمایا ہی لکن جو روایت کہ اس قول کا مستند ہی وہ شاذ ہی اور اگر موصی اپنے نفس کو عمدًا (قصدًا) اسطرح زخمی کرے کہ جس مین اوسکی ہلاکت ہو اور پھر وصیت کرے تو وصیت اوسکی مقبول نہوگی اور اگر بعد وصیت اپنے تئین ہلاک کریگا تو وصیت مقبول ہوگی اور ولایت اطفال کے ساتھ وصیت کرنا سوا اب و جد (باپ و دادا) کے اور کسی شخص سے صحیح نہین ہی اور مان کو ولایت نہین ہی اور اوسکی وصیت بھی اطفال پر صحیح نہوگی اور اگر اطفال کے لیے کسی مال کے ساتھ وصیت کرے اور کوئی وصی قائم کر دے تو اوس وصی کا تصرف اوسکے اصل ترکہ مین اور اون حقوق کے نکالنے مین جو اوسپر ثابت ہین صحیح ہوگا اور اولاد پر وصیت اوسکی نافذ نہوگی

تیسری فصل

موصی بہ (وہ مال جسکے ساتھ وصیت کیجائے) کے بیان مین اور اوسمین کئی مطلب ہین

پہلا مطلب

متعلق وصیت کے بیان مین متعلق وصیت یا عین مال ہی یا منفعت اور ہر تقدیر پر اوسکا مملوک ہونا (یعنے ایسی شی ہونا جسکا مسلمان مالک ہو سکتا ہی) صحت وصیت مین شرط ہی پس شراب اور خنزیر (خوک) اور کلب ہراش (سگ ہرزہ گرد) کے ساتھ وصیت کرنا صحیح نہین ہی اور اسیطرح ہر اوس چیز کے ساتھ بھی

وصیت صحیح نہین ہی جس مین کوئی نفع معتد بہ نہو جیسے ایک دانہ گندم اور مقدار اوس مین مال یا
منفعت کی جس مین کہ وصیت نافذ ہوتی ہی فقط ثلث مال یا اوس سے کم ہے پس اگر ثلث مال
سے زائد کی وصیت کریگا تو فقط زائد از ثلث مین وصیت باطل ہوگی البتہ اگر ورثہ اجازت دین
تو صحیح ہوگی اور اگر ورثہ میت دو یا زائد ہون اور اونمین سے بعض اجازت دین تو اونکا
جسقدر حصہ زیادتی مین ہوگا اوسقدر مین اجازت اونکی نافذ ہوگی اور وارث کی اجازت
بعد وفات موصی معتبر ہی اور آیا قبل وفات بھی صحیح ہی یا نہین اسمین دو قول ہین مشہور ان دو قول
مین یہ ہی کہ وہ صحیح ہی اور وارث کی طرف سے لازم ہی اور جبکہ وارث کی اجازت بعد وفات
موصی حاصل ہو تو یہ اجازت فعل موصی کا نفوذ سمجھا جائیگا اور وارث کی طرف سے عطیہ ابتدائی
نہ سمجھا جائیگا پس صحت اوسکی قبضۂ موصی لہ پر موقوف نہوگی اور عمل کرنا اوس چیز پر کہ جسکو موصی
نے مقرر کیا ہی واجب ہی بشرطیکہ خلاف شرع نہو اور ثلث کا اعتبار وقت وفات ہی نہ وقت
وصیت پس اگر کسی مال کی وصیت کرے اور وقت وصیت خوشحال ہو اور عند الوفات تنگدست
ہو جائے تو اوسکی خوشحالی کا اعتبار ساقط ہو جائیگا اور اسیطرح اگر وقت وصیت فقیر ہو پھر
عند الوفات خوشحال ہو جائے تو اوسکی خوشحالی کا اعتبار ہوگا اور اگر موصی کو وصیت کے بعد کوئی
شخص قتل یا زخمی کر ڈالے تو اوسکی وصیت اوسکے ثلث متروکہ اور دیت اور ارش جراحت مین
نافذ ہوگی اور اگر کوئی شخص اپنے کل متروکہ یا بعض کے ساتھ مضاربہ کرنے کی کسی انسان کو باین شرط
وصیت کرے کہ جو نفع حاصل ہو وہ اوسمین اور موصی کے ورثہ مین برابر تقسیم ہوا کرے تو یہ وصیت
صحیح ہو جائیگی اور بعض علما نے مال موصی بہ کے بقدر ثلث یا کمتر ہونے کو اس صورت مین بھی
شرط کیا ہی لکن پہلا حکم روایت مین وارد ہی اور اگر واجب اور غیر واجب دونون کے ساتھ
وصیت کرے پس اگر ثلث مین گنجائش ہو تو سب پر عمل کیا جائیگا اور اگر ثلث سے کم ہو اور ورثہ

اجازت نہ دین تو بقدر واجب اصل مال سے نکالا جائیگا اور باقی ثلث سے اور اخراج مین ہم فالاہم
ابتدا کیجائیگی اور اگر کل غیر واجب ہوے تو اول فالاول سے ابتدا کیجائیگی یہانتک کہ ثلث مال ختم ہو اور اگر
ایک شخص کے لیے ثلث مال کی اور دوسرے کے لیے ربع مال کی اور تیسرے کے لیے سدس مال کی وصیت
کرے اور ورثہ اجازت نہ دین تو فقط اول کو ثلث مال دلوایا جائیگا اور باقی کے لیے وصیت
باطل ہو جائیگی اور اگر ثلث مال کی وصیت ایک شخص کے لیے کرے اور پھر ثلث مال کی دوسرے
شخص کے لیے تو پہلے شخص سے دوسرے کی طرف رجوع سمجھی جائیگی اور اگر اول مشتبہ ہو جائے تو قرعہ
سے نکالا جائیگا اور اگر اپنے کل غلامون اور کنیزون کے آزاد کرنے کے ساتھ وصیت کرے
تو اوسکے غلامون اور کنیزون مین سے ہر وہ شخص داخل وصیت ہو گا جسکا کہ وہ مالک ہے خواہ
تنہا اوسکا مالک ہو یا کسی دوسرے کا شریک ہو لکن صورت شرکت مین فقط اسی کا حصہ آزاد ہوگا
اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اسکے شریک کے حصہ کی اسپر قیمت قائم کیجائیگی اگر ثلث مال
اسکی گنجائش رکھتا ہو والا اوتنے ہی غلام آزاد ہونگے جتنے کی اوسکا ثلث مال گنجائش رکھتا ہو اور
اس قول کے موافق ایک روایت ضعیفہ بھی وارد ہوئی ہے اور اگر ایک شی کے ساتھ دو شخصون
کے لیے وصیت کرے اور مال موصی بہ ثلث سے زائد ہو اور ورثہ اجازت نہ دین تو اون
دونون کو بقدر ثلث دیا جائیگا اور باقی مین وصیت باطل ہو گی اور اگر ان دونون مین سے
ہر ایک کے لیے بترتیب کچھ مال معین کرے تو عطیہ اول کے ساتھ ابتدا کیجائیگی اور نقصان دوسرے
پر واقع ہو گا اور اگر اپنے نصف مال کے ساتھ وصیت کرے اور ورثہ موصی اجازت دین
اور بعد ازان مدعی ہون کہ ہمکو اوسکا قلیل ہونا مظنون تھا اسلیے اجازت دی تھی تو اونکا قول
قبول کر لیا جائیگا اور زائد پر قسم لیجائیگی اور اسمین تردد ہے لکن اگر غلام یا مکان کے ساتھ وصیت کرے
اور ورثہ موصی اجازت دینے کے بعد یہ دعوی کرین کہ ہم مال موصی بہ کو بقدر ثلث متروکہ یا کسی قدر

زاید گمان کرتے تھے تو اونکا دعوی قابل التفات نہوگا اسلیے کہ بیان اوس شی پر اجازت واقع ہوئی
ہی جو اونکو معلوم تھی اور اگر موصی اپنے ثلث مال شاع کے ساتھ وصیت کرے تو موصی لہ کو ہر شی کا ثلث
دیاجائیگا اور اگر کسی ایسی شی معین کے ساتھ وصیت کرے جو بقدر ثلث ہو تو وفات موصی کے
بعد اوسکا مالک موصی لہ ہوجائیگا اور اوسمین ورثہ کو کوئی محل اعتراض نہوگا اور اگر موصی کا کچھ
مال غائب ہو تو موصی لہ کو عین موجود سے اوسقدر دلایا جائیگا جسقدر کہ مال حاضر کا ثلث
گنجائش رکھتا ہو اور باقی مین مال غائب کا انتظار کیا جائیگا اسلیے کہ مال غائب معرض تلف مین ہے

فرع اگر کوئی شخص ثلث غلام کے ساتھ وصیت کرے بعد ازان اوسکے دو ثلث کا ملک غیر
ہونا ثابت ہو تو وصیت ثلث باقی مین نافذ ہوگی تاکہ حتی الامکان وصیت پر عمل ہوجائے
اور اگر ایسی شی کے ساتھ وصیت کرے جسکا نام حلال وحرام دونون پر واقع ہوتا ہو تو اوس سے
فقط حلال ہی مراد لیجائیگی تاکہ مرد مسلم قصد حرام سے محفوظ رہے مثلاً کسی شخص کے پاس عود لہو اور
عود حرب دونون قسم کے عود موجود ہون اور اونمین سے ایک عود (رباب جو باجہ کی قسم ہی)
کے ساتھ وصیت کرے اور اگر اوسکے پاس سوائے عود لہو کے کوئی دوسرا عود موجود نہو تو
بعض علماء نے فرمایا ہی کہ وصیت باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہی کہ وصیت صحیح ہوگی اور اوسکی صفت
محرمہ کو اوس سے دور کرنا ضرور ہوگا ہان اگر اوسمین کوئی منفعت سوا حرام کے نہو تو
وصیت باطل ہوگی اور سگہائے مملوکہ (وہ کتے جنکا مسلمان مالک ہوسکتا ہی) کے ساتھ وصیت
کرنا صحیح ہی جیسے سگ شکاری و سگ ماشیہ و سگ حائط و سگ زراعت

دوسرا مقام
وصیت مبہمہ کے بیان مین جو شخص اپنے مال مین سے کسی جزء غیر معین کے ساتھ وصیت
کرے تو اوسمین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین مشہور اون دونون مین یہ ہی کہ جزء سے
عشر ترکہ (متروکہ کا دسوان حصہ) مراد ہوگا اور ایک روایت مین ثلث متروکہ کا ساتوان حصہ

متعلقہ کتاب الوصایا صفحہ ۲۰۳)

منافی نہین ہے پس مخالفت صدوقین اجماع مین قادح نہوگی ۱۲ محصل بعض شروح

[illegible]

وارد ہوا ہی اور اگر ایک سہم کے ساتھ وصیت کرے تو اوس سے آٹھوان حصہ مراد ہوگا اور
اگر شی کے ساتھ وصیت کرے تو چھٹا حصہ مراد ہوگا اور اگر وصیت کرے کہ میرا مال کسی وجہ نیک مین
صرف کیا جائے تو وجوہ بر و خیر مین صرف کیا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہی کہ یہ مال میراث
ہو جائیگا اور اگر کسی تلوار معین کے ساتھ وصیت کرے اور وہ اپنے نیام مین رکھی ہو تو اوسکا
نیام اور زیور بھی وصیت مین داخل ہوگا اور اسی طرح اگر کسی صندوق کی وصیت کرے اور اوسمین
کپڑے رکھے ہون یا کسی کشتی کی وصیت کرے اور اوسمین متاع موجود ہو یا کسی جراب (بر وزن
کتاب ایک قسم کا ظرف ہی جو جلد گوسفند سے بنایا جاتا ہی) کے ساتھ وصیت کرے اور اوسمین کوئی
قماش (متاع) موجود ہو تو ان جملہ صورتون مین ظرف مع اپنے مظروف کے داخل وصیت ہوگا
اور اسمین ایک قول اور ہی جو بعید ہی اور اگر اپنے بعض ترکہ سے اولاد کے اخراج (نکال دینا) کی وصیت
کرے تو صحیح ہوگی اور آیا یہ کلام اوسکا محض لغو ٹھرایا جائیگا یا نہین اسمین تردد ہی بعض علما قائل
ہوئے ہین کہ باطل ہوگا اور بعض علما قائل ہوے ہین کہ یہ کلام اوس وصیت کے قائم مقام سمجھا جائیگا جسمین
تمام مال کی وصیت سوا بعض اولاد کے کی گئی ہو کہ محض ثلث مین نافذ ہوگی اور جسکو خارج کیا ہی
اوسکو باقی مال مین سے بطور میراث حصہ دیا جائیگا لکن قول اول اقرب اور خالی از وجہ نہین ہی
اور یہان پر ایک روایت اور بھی وارد ہوئی ہی جو متروک العمل ہی اور اگر کسی ایسی لفظ مجمل کے
ساتھ وصیت کرے جسکی تفسیر شرع مین وارد نہین ہوئی تو اوسکی تفسیر مین وارث کی طرف
رجوع کیجائیگی مثلاً موصی کہے کہ فلان شخص کو میرے مال مین سے ایک خط یا قسط یا نصیب یا قلیل یا جزیل
دیا جائے اور اگر کہے کہ فلان شخص کو میرے متروکہ سے مال کثیر عطا کیا جائے تو بعض علما نے فرمایا ہی
کہ اسی درہم دئیے جائینگے جسطرح کہ نذر مین دئیے جاتے ہین اور بعض نے فرمایا ہی کہ یہ تفسیر نذر ہی
کے ساتھ مخصوص رہیگی تاکہ مقام نقل ہی پر اقتصار رہے اور ثلث مال سے کم کے ساتھ وصیت کرنا

الطرف الثالث في احكام الوصية

افضل ہی حتی کہ ربع مال کی وصیت ثلث سے افضل ہی اور خمس مال کی ربع سے **تفریع** جبکہ موصی لہ
کے لیے کوئی شی معین کردیجاوے اور موصی لہ اسکا دعویٰ کرے کہ موصی نے اس لفظ سے شی معین مراد
لی ہی اور وارث اسکا انکار کرتا ہو تو وارث کا قول معتبر ہوگا البتہ وارث کو قسم دیجائیگی بشرطیکہ موصی لہ
علم وارث کا دعویٰ کرتا ہو والا قسم کی ضرورت نہوگی **تیسرا مقام** احکام وصیت کے بیان مین
اگر کوئی شخص دو مختلف وصیتین یکے بعد دیگرے واقع کرے (مثلاً اپنے چوتھائی مال کی زید کے لیے
وصیت کرے اور پھر اوسی مال کی عمر کے لیے بھی وصیت کرے) تو اخیر پر عمل کیا جائیگا اور اگر کسی کنیز
کے حمل کی وصیت کرے اور وہ حمل چھ ماہ (جو اقل مدت حمل ہی) سے کم مدت مین پیدا ہو تو
وصیت صحیح ہوجائیگی اسلیے کہ اس صورت مین اوسکا وقت وصیت موجود ہونا واضح ہی اور اگر وقت
وصیت سے دس ماہ (جو بقول اقصائے مدت حمل ہی) کے بعد پیدا ہو تو وصیت صحیح نہوگی اسلیے
کہ اس صورت مین اوسکا وقت وصیت معدوم ہونا واضح ہی اور اگر چھ مہینے اور دس ماہ کے
اندر پیدا ہوا اور وہ کنیز کوئی آقا اور شوہر اپنا نہ رکھتی ہو (مثلاً اوسے ایسے شخص نے جدا کیا ہو
جسکو اوس سے وطی کرنا مباح تھا) تو وہ حمل موصی لہ کا مال ہوگا اسلیے کہ اس صورت مین اوسکا
قبل وصیت موجود ہونا ظاہر ہی اور اگر اوس کنیز کے لیے شوہر یا آقا ہو تو حمل پر موصی لہ کے
مال ہونے کا حکم نہ کرینگے اسلیے کہ احتمال ہی کہ وقت وصیت موصی کو حمل ہونے کا توہم ہوا ہو
اور در اصل بعد وصیت حادث ہوا ہو اور اگر موصی کہے کہ اس کنیز کے شکم مین لڑکا ہو تو اوسکو
دو درہم دیئے جائین اور اگر لڑکی ہو تو ایک درہم دیا جائے پس اگر لڑکی اور لڑکا دونون پیدا
ہون تو اون دونون کو تین درہم دیئے جائینگے ہان اگر یہ کہے کہ اس حمل کو جو اسکے شکم مین ہی
اگر لڑکا ہی تو دو درہم اور اگر لڑکی ہی تو ایک درہم دیا جائیگا اور پھر لڑکی اور لڑکا دونون
پیدا ہون تو اون دونون کو کچھ بھی نہ دیا جائیگا اسلیے کہ یہ صورت عبارت موصی سے خارج ہی اور

ويصح الوصية بحمل و بما يحمله [illegible] و بغلة [illegible] و تصح الوصية بسكنى الدار مدة معلومة و ابدا [illegible]

حمل کنیز یا چوپایہ یا درخت کے ساتھ وصیت کرنا صحیح ہے جسطرح کہ مکان میں رہنے کے ساتھ صحیح ہے
اور اگر غلام کی خدمت اور باغ کے ثمر یا مکان کی سکونت وغیرہ کے ساتھ وصیت کرے خواہ
مدت معین کرے یا نہ کرے تو منفعت کی قیمت لگائی جائیگی پس اگر ثلث ترکہ میں اس قیمت کی
گنجائش ہو فبہا والا موصی لہ کو اوتنی ہی منفعت کا استحقاق ہوگا [illegible]
اگر اپنے غلام کی خدمت کے ساتھ ایک مدت معین تک [illegible]
موصی کے ذمہ ہوگا اسلیے کہ نفقہ تابع ملک ہے پس موصی لہ کو [illegible] تصرف کرنا
صحیح ہوگا جو عین مال کو مضر نہو اور ورثہ کو اوس غلام کے بیچنے [illegible]
اور ورثہ کے اس تصرف سے موصی لہ کا حق باطل نہوگا اور اگر کسی شخص [illegible]
کرے تو قوس نشاب (کمان فارسی) اور قوس نبل (کمان عربی) [illegible] قسم کی
کمان ہے جسکے تیر چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور ایک نشت میں جمع کرکے [illegible]
ہیں اور وہ تیر اپنی پوری قوت سے جس شے پر گذرتے ہیں اوسکو زخمی کر دیتے ہیں اسمیں داخل ہونگی
پس موصی لہ کو اُن تینوں کمانوں میں سے ایک کمان دیجائیگی ہان اگر قرینہ سے [illegible] کمانہا
متعارفہ کے کوئی اور کمان مراد ہو تو وہی دیجائیگی اور اگر کوئی لفظ اشیا [illegible] بالسویہ
صادق آتا ہو (مثلاً متواطی ہو) تو ورثہ کو اون میں سے ایک کے مقرر کرنے کا اختیار ہوگا لیکن اگر
موصی کہے کہ فلاں شخص کو میری کمان دیدو اور اوسکے پاس ایک [illegible] تو وہی کمان
مراد لیجائیگی کسی جنس کی ہو اور اگر اپنے غلاموں اور کنیزوں میں سے [illegible] ساتھ وصیت
کرے تو اوسکے معین کرنے میں ورثہ کو اختیار ہوگا خواہ چھوٹا ہو یا بڑا عیب دار ہو یا بے عیب
اور اگر وفات موصی کے بعد اوسکے جملہ غلام مر جائیں اور فقط ایک باقی رہجائے تو حق موصی لہ
اسی میں منحصر ہو جائیگا اور اگر ایک بھی باقی نہ رہے تو وصیت باطل ہوگی اور اگر قتل کر ڈالے

فان خرجت من الثلث فالموصی لہ [illegible] والا کان [illegible] الثلث [illegible] و نفقتہ علی [illegible] ملکہ [illegible] و ان باعہ الورثۃ بطل [illegible] والموصی لہ [illegible] و بقوس [illegible] و [illegible]

[illegible] فان ماتوا بطلت الوصیۃ [illegible] تعیین العطیۃ [illegible] وفاتہ الا واحدا [illegible]

جائین تو وصیت باطل ہوگی اور ورثہ موصی کو اختیار ہوگا کہ اونمین سے موصی لہ کے لیے جسکو چاہین
مقرر کرین اور اوسکی قیمت دیدین بشرطیکہ قیمت نے انکی طرف عود کیا ہو والا موصی لہ اوس قیمت
کا قاتل سے مطالبہ کریگا اور وصیت دو مسلمان عادلون کی شہادت سے ثابت ہوتی ہو
اور اگر مسلمانون مین سے کوئی عادل موجود نہو تو عند الضرورت اہل ذمہ کی شہادت بھی
مقبول ہوگی بشرطیکہ وہ اپنے مذہب مین عادل شمار کیے جاتے ہون اور رجال کی شہادت
مین عدل واحد کا قول بھی مع قسم مقبول ہو اوسیطرح ایک عادل اور دو ثقہ عورتون کا قول
بھی مقبول ہو اور ایک عورت کی شہادت اوس چیز کی ربع مین قبول کیجائیگی جسکی کہ اوسنے شہادت
دی ہو اور دو عورتون کی شہادت نصف مین اور تین کی تین ربع مین اور چار کی پوری شی مین
مقبول ہوگی لیکن وصیت ولایت فقط عدلین (دو شاہد) کے قول سے ثابت ہوتی ہو اور عورتون
کی شہادت کا بیان پر اعتبار نہین ہو اور آیا وصیت بالولایت مین ایک شاہد کی شہادت مع قسم مقبول
ہوگی یا نہین اسمین تردد ہو اظہر منع ہو اور اگر کوئی شخص اپنے دو غلامون کو اپنی کنیز کے حمل پر
شاہد کرے کہ یہ حمل مجھسے ہو اور پھر مرجائے اور وارث موصی اون دونون کو آزاد کردے
بعد ازان وہ دونون غلام شہادت دین تو مقبول ہوگی اور وہ مولود آزاد سمجھا جائیگا
اور معلوم ہوجائیگا کہ جس شخص نے ان دونون غلامون کو آزاد کیا تھا وہ دراصل وارث موصی
نہ تھا لیکن اس مولود کو اون دونون کا مملوک کرنا (بندہ بنانا) بنا برایک قول کے جائز نہین ہو اور
بنا برایک قول کے مکروہ ہو اور یہی اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور شہادت وصی جس چیز
مین کہ وہ وصی ہو مقبول نہین ہو اور اسیطرح اوس چیز مین بھی شہادت اوسکی مقبول نہوگی جسمین خود
اسکا کوئی نفع ہو یا اسکو کوئی ولایت حاصل ہوجائے پس اگر وہ شخص مال معین کے خارج کرنے
مین وصی ہو اور ایسی شہادت ادا کرے جسکی وجہ سے وہ مجموع مال ثلث متروکہ سے نکالا جائے

تو اوسکا قول مقبول ہوگا اور اس مقام پر چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی شخص اپنے کل غلامون کے آزاد کرنے کے ساتھ وصیت کرے اور ورثہ اجازت نہ دین اور اونکے سوا کوئی مال نرکھتا ہو تو اونکا ثلث قرعہ سے آزاد کیا جائیگا اور اگر یکے بعد دیگرے اونکے آزاد کرنے کی وصیت کی ہو تو اول فالاول موافق ترتیب کے آزاد کیا جائیگا یہانتک کہ ثلث ترکہ ختم ہو جائے اور باقی مین وصیت باطل ہوگی اور اگر اپنے غلامون مین سے کسی عدد معین کے آزاد کرنے کی وصیت کی ہو تو وہ عدد قرعہ سے نکالا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ ورثہ کو اس عدد کے معین کرنے مین اختیار ہوگا اور قرعہ سے نکالنا مستحب ہے اور قول اخیر بہتر ہو **دوسرا مسئلہ** اگر اپنے غلام کو عند الوفات آزاد کرے اور ما بعد موت کے ساتھ مقید نہ کرے اور اوسکے پاس علاوہ اوسکے کوئی مال نہو تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ پورا غلام آزاد ہو جائیگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ فقط ثلث آزاد ہوگا اور اپنی باقی قیمت اپنے کسب سے بہم پہونچا کر ورثہ کے حوالہ کریگا اور یہی قول اشہر ہو اور اگر اپنی وفات کے وقت ثلث غلام کو آزاد کرے تو باقی کی قیمت مین سعی کریگا اور اگر اس شخص کے پاس علاوہ اوس غلام کے اور بھی مال ہوگا تو باقی اوسکے ثلث متروکہ سے آزاد کیا جائیگا۔ **تیسرا مسئلہ** اگر کسی بندۂ مومن (شیعہ) کے آزاد کرنے کی وصیت کرے تو ایسے ہی بندہ کا آزاد کرنا واجب ہوگا پس اگر ایسا شخص دستیاب نہو تو وہ شخص آزاد کیا جائیگا جو معروف بعداوت اہلبیت علیہم السلام نہو اور اگر کسی غلام کو شیعہ سمجھکر آزاد کرے بعد ازان اوسکا غیر شیعہ ہونا معلوم ہو تو موصی کیطرف سے اوسی کا آزاد کر دینا کافی ہو جائیگا **چوتھا مسئلہ** اگر کسی بندہ کے آزاد کرنے کی قیمت معینہ کے ساتھ وصیت کرے اور بالفعل اوس قیمت مین کوئی بندہ دستیاب نہو تو اوسکا زائد قیمت کے ساتھ خرید کرنا واجب نہوگا اور ایسے بندہ کا انتظار کیا جائیگا جو قیمت معینہ مین خرید کر لیا جائے اور اگر کوئی بندہ قیمت معینہ سے

کم مین دستیاب ہو تو اوسکو خرید کر آزاد کردے اور باقی قیمت اوسکے حوالہ کرے **چوتھی فصل**
موصی لہ کے بیان مین موصی لہ (جسکے لیے وصیت کیجائے) کا وقت وصیت موجود ہونا صحت وصیت مین شرط ہے پس اگر
معدوم ہوگا تو اوسکے لیے وصیت کرنا صحیح نہوگا مثلاً کوئی شخص کسی میت کے لیے وصیت کرے
یا اپنے گمان مین موصی لہ کو موجود جانتا ہو بعد ازان اوسکا وقت وصیت میت ہونا ظاہر ہو
اس صورت مین وصیت باطل ہوگی اور اسیطرح اگر اوس حمل کے لیے وصیت کرے جسکے ساتھ
فلان عورت آئندہ حاملہ ہوگی یا اوس شخص کے لیے وصیت کرے جو آئندہ فلان شخص کی اولاد
مین پیدا ہوگا تب بھی وصیت صحیح نہوگی اور وصیت کرنا اجنبی اور وارث دونون کے لیے
صحیح ہے اور اسیطرح کافر ذمی کے لیے بھی وصیت صحیح ہے اگرچہ اجنبی ہو اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ مطلقاً
جائز نہین ہے اجنبی ہو یا نہو اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اگر کافر ذمی اہل قرابت سے ہو تو اوسکے
لیے وصیت کرنا صحیح ہے ورنہ باطل اور قول اول اشہر ہے اور کافر حربی کے لیے وصیت ہونے مین تردد
ہے اظہر عدم صحت ہے اور کسی اجنبی کے رقیق یا مدبر یا ام ولد یا اوسکے اوس مکاتب مشروط کے
لیے وصیت کرنا صحیح نہین ہے جسنے مال کتابت مین سے کچھ ادا نکیا ہو اگرچہ اوس غلام کا آقا اجازت
بھی دیدے یا ندے اور وصیت اپنے رقیق یا مدبر یا مکاتب یا ام ولد کے لیے وصیت کرے تو صحیح ہوگی اور جس
مال کی اپنے مملوک کے لیے وصیت کی ہے اوسکا غلام مذکور کے ثلث مال سے خارج ہونے کے بعد اعتبار
ہوگا پس اگر مال موصی بہ اوس مملوک کی قیمت کے مساوی ہوگا تو وہ آزاد ہوجاویگا اور مال موصی بہ
کے ورثہ موصی مالک ہونگے اور اگر اوسکی قیمت مال موصی بہ سے کم ہو تو بقدر زیادتی اسکے حوالہ
کیا جائیگا اور اگر اوسکی قیمت مال موصی بہ سے زائد ہو تو ما بقی مین ورثہ کے لیے سعی کریگا جبتک کہ
قیمت اسکی مال موصی بہ سے دوچند نہو ورنہ یہ وصیت باطل ہوجائیگی اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ
وصیت صحیح ہے اور باقی کے لیے سعی کریگا اور یہ قول خوب ہے اور جبکہ اپنے غلام کے آزاد

کرنے کی وصیت کرے اور اوسکے پاس سوائے غلام مذکور کے اور کوئی مال نہو اور مدیون
بھی ہو پس اگر اوس غلام کی قیمت مقدار دین سے دوچند ہوگی تو آزاد ہو جائیگا اور اپنی قیمت کے
پانچ سدس مین سعی کریگا جس مین تین سدس قرضخواہ کو اور دو سدس ورثہ کو دیئے جائینگے
اور اگر اوسکی قیمت مقدار دین سے کم ہو تو وصیت باطل ہو جائیگی اور یہ قول قواعد وصیت
کے مخالف ہے اور قواعد کے موافق یہ ہے کہ صورت مذکورہ مین اول دین ادا کیا جائیگا اسلیے
کہ دین وصیت پر مقدم ہے اور باقی مین سے ثلث غلام حسب وصیت آزاد کیا جاویگا اور ورثہ
و قرضخواہ کے لیے سعی کریگا ہان اگر موصی وصیت بعتق نکرتا بلکہ عتق منجز واقع کرتا تو جو حکم اول مذکور
ہوا وہی متعین تھا جیسا کہ روایت عبدالرحمن بن الحجاج مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہوا ہے اور روایت مین عتق کو عتق منجز اور وصیت بالعتق سے عام مراد لینا خلاف
ظاہر ہے اور اگر کسی دوسرے شخص کے مکاتب مطلق کے لیے وصیت کرے اور وہ مکاتب
مال کتابت مین سے بعض مال کو ادا کر چکا ہو تو اوس وصیت مین سے اوتنے ہی حصہ کی وصیت
صحیح ہوگی جتنا کہ آزاد ہو چکا ہے اور اگر انسان اپنی ام ولد کے لیے وصیت کرے تو صحیح ہوگی
اور آیا ام ولد وصیت سے آزاد ہوگی یا نصیب ولد (فرزند) سے آزاد کیجائیگی بعض علمانے
فرمایا ہے کہ نصیب ولد سے آزاد ہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ وصیت سے آزاد ہوگی اسلیے کہ
میراث بعد وصیت ہوتی ہے اور اطلاق وصیت کی صورت مین موصی لہم مساوی قرار دیے
جائینگے پس جبکہ اپنی اولاد کے لیے وصیت کرے اور اون مین سے بعض اولاد ذکور (مرد) اور
بعض اناث (عورتین) ہون تو وصیت مین باہم مساوی شمار کیے جائینگے اور مثل میراث کے ذکور
و اناث مین تفاوت نہوگا اور اسیطرح اگر اپنے ماموں اور خالہ یا اپنے چچا اور پھوپھیون کے
لیے وصیت کرے اور اگر اپنے ماموں یا چچا دونون کے لیے وصیت کرے تب بھی باہم

كتاب الوصايا

مذہب صحیح کے مساوی ہونگی اور اس مقام پر ایک روایت اور وارد ہوئی ہے جس پر عمل متروک ہے یا اگر موصی تفصیل کریگا تو عمل اوسپر ضروری ہوگا اور اگر اپنے اہل قرابت کے لیے وصیت کرے تو اوس سے وہ لوگ مراد ہونگے جو موصی کی نسبت کے ساتھ مشہور ہون اور شاید اسپر اہل عرف ہین اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اہل قرابت سے ہر وہ شخص مراد لیا جائیگا جو اس شخص سے بہ نسبت اسلام مین باپ اور مان کی طرف سے قرابت رکھتا ہے خواہ ادنی ہو خواہ اعلی اور اس قول کا کوئی شاہد نہین ہے اور اگر اپنی قوم کے لیے وصیت کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یہ وصیت اون لوگون کے لیے ہوگی جو اسکے ہمزبان ہین اور اگر اپنے اہلبیت کے لیے وصیت کرے تو اوسمین اولاد اور ماں اور باپ اور دادا اور دادی اور نانا اور نانی داخل ہونگی اور اگر اپنے قبیلہ کے لیے وصیت کرے تو جو لوگ اسکے نسب مین قریب تر ہین وہ مراد لیے جائینگے اور اگر اپنے ہمسایون کے لیے وصیت کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وہ لوگ مراد ہونگے جنکے مکان اسکے مکان سے چالیس ہاتھ کا فاصلہ ہر جانب سے رکھتے ہونگے اور اسمین ایک قول اور بھی ہے جو بعید ہے اور وصیت اوس حمل کے لیے بھی صحیح ہے جو وقت وصیت موجود ہو لیکن وصیت کا استقرار اوسوقت سمجھا جائیگا کہ جب وہ حمل زندہ پیدا ہو اور اگر مردہ پیدا ہوگا تو وصیت باطل ہوجائیگی اور اگر زندہ پیدا ہونے کے بعد مرجائے تو یہ وصیت اوسکے ورثہ کی طرف منتقل ہوگی اور جسوقت کہ کوئی شخص فقراء مسلمین کے لیے وصیت کرے تو وہ فقراء مراد ہونگے جو اسکے ہم مذہب ہین اور اگر موصی کافر ہو تو اوسکے ہم مشرب مراد ہونگے اور اگر کسی انسان کے لیے وصیت کرے اور وہ قبل موصی مرجائے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ وصیت باطل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ اگر موصی رجوع کرے تو وصیت باطل ہوگی خواہ قبل موت موصی لہ رجوع کی ہو یا بعد اور اگر موصی نے رجوع نہین کی تو وصیت موصی لہ کے ورثہ کی طرف منتقل ہوگی اور یہ قول اشہر ہے اور اگر موصی لہ اپنا کوئی وارث نہ چھوڑے تو وصیت موصی کی ورثہ کی طرف رجوع کریگی اور اگر موصی

کہے کہ فلان شخص کو اسقدر مال دیدو اور کوئی مصرف بیان نہ کرے تو وہ مال
موصی لہ کو دیا جائیگا اور اگر وصیت کرے کہ میرا مال فی سبیل اللہ صرف کیا جائے تو
اون اُمور مین صرف کیا جائیگا جن مین اجر و ثواب ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ سبیل اللہ سے
فقط جہاد مراد ہوگا اور قول اول اشبہ ہو اور اہلِ قرابت کے لیے وصیت کرنا سنت ہو وارث ہون
یا نہون اور اگر اقرب کے لیے وصیت کرے تو موافق میراث کے الاقرب فالاقرب باعتبار مرتبہ کے
مراد ہوگی اور ابعد کو اقرب کے ساتھ نہ دیا جائیگا

پانچوین فصل

اوصیاء کے بیان مین وصی مین
عقل اور اسلام معتبر ہو اور عدالت کے اعتبار مین دو قول ہین بعض علماء نے اعتبار کیا ہو اسلیے
کہ فاسق مین صفت امانت نہین ہوتی اور بعض نے اعتبار نہین کیا اسلیے کہ مسلم محل امانت ہو جیساکہ
وکالت اور ودیعت رکھنے مین امین سمجھا جاتا ہو اور اسلیے کہ وصیت ایسی ولایت ہے جو اختیار
موصی کے تابع ہو پس اوسکے معین کرنے سے متحقق ہو جائیگی ہان اگر کسی عادل کی طرف وصیت کرے
اور وہ وفات موصی کے بعد فاسق ہو جائے تو بطلان وصیت کا قائل ہونا ممکن ہو کیونکہ وثوق
موصی کا اوسکی صلاح کیوجہ سے ہونا محتمل ہو جو زوال صلاح کے بعد باقی نہ رہیگا پس اسوقت مین امام اوس
موصی لہ کو حاکم معزول کر کے اوسکی جگہ دوسرے شخص کو مقرر کریگا اور وصیت کسی غلام کی طرف بدون
اوسکے آقا کی اجازت کے جائز نہین ہو اور وصیت تنہا نابالغ کی طرف صحیح نہین ہو ہان بالغ
کے ساتھ شریک کر کے صحیح ہو لکن قبلِ حصول بلوغ تصرف نہین کر سکتا اور اگر دو شخصون کی طرف
وصیت کرے کہ ایک ان دونون مین صغیر ہو تو تنہا کبیر تصرف کر سکتا ہو جبتک کہ صغیر بالغ
نہو اور جب بالغ ہو جائے تو کبیر کو تنہا تصرف کرنا جائز نہوگا اور اگر صغیر مر جائے یا حالت فساد
عقل مین بالغ ہو تو بالغ عاقل کو وصیت کے ساتھ تفرد رہیگا اور حاکم کی مداخلت صحیح نہوگی
اسلیے کہ میت کے لیے وصی مستقل موجود ہو اور اگر بالغ تصرف کرے اور پھر صغیر بھی بالغ ہو جائے

تو اس صغیر کو بعد بلوغ کبیر کے اون تصرفات مین تعرض صحیح نہوگا جو اسکے بالغ ہونے سے پہلے کرچکا
ہے جبتک کہ کوئی تصرف اوسکا مقتضائے وصیت کے مخالف نہو اور کافر حربی کی طرف وصیت
جائز نہین ہے اگرچہ اہل قرابت سے بھی ہو ہان کافر اپنے مثل کیطرف وصیت کرسکتا ہے اور عورت
کیطرف وصیت کرنا صحیح ہے جبکہ شرائط مجتمع ہون اور اگر دو شخصون کی طرف وصیت کرے تو اون
دونون مین سے ہر ایک کو تنہا تصرف کرنا جائز نہوگا خواہ اونکے اجتماع کو شرط کرے یا نہ کرے
اور اگر ان دونون مین اختلاف ہو تو جو تصرف ہر ایک تنہا کریگا وہ نافذ نہوگا ہان اگر ایسا
ضروری شئ ہو کہ جسکے بدون چارہ نہو جیسے یتیم کا کھانا اور کپڑا تو صحیح ہوجائیگا اور حاکم
شرع ان دونون کو اجتماع پر مجبور کریگا اور اگر اجتماع ان دونون کا دشوار ہو تو حاکم کو اونکی
جگہ کسی دوسرے شخص کا مقرر کردینا جائز ہوگا اور اگر حاکم ان دونون مین مال موصی بہ (جس مال کے
ساتھ وصیت کی گئی ہو) کو تقسیم کردے تو جائز نہوگا اور اگر ان دونون مین سے ایک شخص بیمار
یا عاجز ہوجائے تو حاکم شرع اسکے لیے کوئی معین (مددگار) معین کریگا ہان اگر ان دونون
مین سے ایک شخص مرجائے یا فاسق ہوجائے تو حاکم کو دوسرے کے ساتھ (جو زندہ ہے) کسی اور شخص کا مقرر
کرنا صحیح نہوگا اور اوسکو تنہا تصرف کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ جب وصی موجود ہو تو حاکم کی ولایت
ساقط ہے اور اسمین تردد ہے اور اگر موصی ان دونون کے لیے تنہا تصرف کرنے کی تصریح کردے
تو ہر ایک کا تنہا تصرف بھی نافذ ہوگا اور اس صورت مین اون دونون کو مال وصیت کا باہم
تقسیم کرلینا اور اپنے اپنے حصہ مین تصرف کرنا جائز ہوگا اور موصی لہ کو وصیت سے اوسوقت تک
انکار کرنا جائز ہے جبتک کہ موصی زندہ ہے بشرطیکہ انکار اوسکا موصی تک پہونچ جائے اور اگر
قبل انکار مرجائے یا بعد انکار مرے لکن انکار اوسکا موصی تک نہ پہونچا ہو تو اوس انکار کا کوئی
اثر نہوگا اور وصیت اس وصی کو لازم ہوگی اور اگر وصی سے عجز ظاہر ہو تو اوسکا کوئی معین

مقرر کیا جائیگا اور اگر وصی سے کوئی خیانت ظاہر ہو تو حاکم شرع پر اوسکا معزول کرنا واجب ہوگا اور اوسکی جگہ پر کسی دوسرے امین کو مقرر کریگا اور وصی امین ہی پس جو چیز تلف ہو جائیگی وہ اوسکا ضامن نہوگا ہان اگر کوئی تصرف مقتضائے وصیت کے خلاف کرے یا تفریط کرے تو ضامن ہوگا اور اگر وصی کا میت پر دین ہو تو اوسکو بے اذن حاکم اپنے دین کا اوس مال میت سے وصول کر لینا جائز ہوگا جو اوسکے قبضہ مین ہی جبکہ وصی کے پاس اپنا حق ثابت کرنے کے لیے کوئی حجت نہو اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ مطلقًا جائز ہی خواہ اثبات حق پر کوئی حجت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اور اگر وصی اپنے لیے اپنے نفس سے کوئی شی خرید کرے تو اوسکے جواز مین تردد ہی لیکن اشبہ جواز ہی بشرطیکہ واقعی قیمت پر خرید کرے اور جبکہ وصی کو کسی دوسرے شخص کے وصی مقرر کرنے کی موصی نے اجازت دی ہو تو اجماعًا جائز ہی اور اگر اجازت نہ دی ہو لیکن منع بھی نہ کیا ہو پس آیا اوسکو وصی مقرر کرنا جائز ہی یا نہین اسمین خلاف ہی لیکن اظہر عدم جواز ہی اور اوسکے بعد حاکم شرع ناظر رہیگا اور اگر کوئی انسان مر جائے اور کوئی وصی اوسکا نہو تو اوسکے ترکہ مین حاکم شرع ناظر ہوگا اور اگر کوئی حاکم شرع وہان نہو تو مومنین مین سے اوس شخص کو ناظر ہونا جائز ہوگا جسپر وثوق حاصل ہو اور اسمین تردد ہی اور اگر اپنی اولاد کے مال مین کسی اجنبی کو ناظر رہنے کی وصیت کرے اور اوسکا باپ موجود ہو تو صحیح نہوگی اور یتیم کی ولایت اوسکے دادا کو حاصل ہوگی نہ وصی کو اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ یہ وصیت فقط ثلث ترکہ اور ادائے حقوق مین صحیح ہوگی اور جسوقت کہ کسی شی معین مین ناظر رہنے کے ساتھ وصیت کرے تو ولایت اوسکی وسی شی معین سے مخصوص ہوگی اور غیر مین تصرف صحیح نہوگا اور مثل اوس وکیل کے سمجھا جائیگا جو کسی شی معین مین وکیل کیا گیا ہو کہ اختصار اوسکی وکالت کا اسی شی معین پر رہیگا اور اس مقام پر تین مسئلے ہین پہلا مسئلہ جن صفات کی رعایت وصی مین لازم ہی اونکا اعتبار وقت وصیت ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ وقت وفات ہی پس اگر نابالغ کو

وصی مقرر کرے اور وہ بالغ ہو جائے بعد ازان موصی مرجائے تو وصیت صحیح ہوگی و رہی کلام حریت و عقل مین بھی جاری ہی اور قول اول اشبہ ہی دوسرا مسئلہ موصی کو ہر اوس شخص پر وصیت کرنا صحیح ہی جسپر کہ اوسکو ولایت شرعیہ حاصل ہی جیسے بیٹا اور پوتا بشرطیکہ صغیر ہون پس اگر اپنی اوس اولاد پر وصیت کرے جو بالغ عاقل ہو یا اپنے باپ یا اور اقارب پر وصیت کرے تو نافذ نہوگی اور اگر اپنی وصیت مین اوس مال پر کسی شخص ناظر کو مقرر کرے جو اونکے لیے چھوڑا ہے تو اوس وصی کو مال مذکور یا اوسکے ثلث مین تصرف کرنا صحیح نہوگا ہان اگر اپنے حقوق کے خارج کرنے مین مثل دیون اور صدقات کے وصی مقرر کرے تو وصیت صحیح ہوگی تیسرا مسئلہ جو شخص مال یتیم کے لیے ولی شرعی ہو اوسکو مال یتیم سے اوسکے مال مین ناظر رہنے کے مقابل اجرۃ المثل کا لے لینا جائز ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ بقدر کفایت لے سکتا ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ اجرۃ المثل اور قدر کفایت مین جو مقدار کم ہو اوسکا لینا صحیح ہوگا لکن قول اول اظہر ہی **چھٹی فصل** لواحق کے بیان مین اور اسمین دو قسمین ہین **پہلی قسم** اسمین چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جبکہ کسی اجنبی کے لیے اپنے بیٹے کے نصیب کے برابر وصیت کرے اور اوسکے ایک ہی بیٹا ہو تو اوسکا بیٹا اور اجنبی اوسکے ترکہ مین شریک ہوجائینگے اور موصی لہ کو نصف متروکہ دیا جائیگا پس اگر وارث اجازت نہ دین تو اوسکو فقط ثلث متروکہ دیا جائیگا اور اگر موصی کے دو لڑکے ہون تو اجنبی کے لیے ثلث کی وصیت ہوگی اور اگر تین لڑکے ہون تو ربع کی وصیت ہوگی اور اس مقام پر ضابطہ یہ ہی کہ وہ اجنبی ایک وارث کے مثل قرار دیا جائیگا پس اگر سہام ورثہ مساوی ہونگے تو اوسکو بھی مثل ایک وارث کے دیا جائیگا اور اگر مختلف ہونگے تو وہ مثل اوس وارث کے قرار دیا جائیگا جسکا سہم کمتر ہو ہان اگر موصی اسکی تصریح کردے کہ اجنبی کو مثل اوس وارث کے حصہ دیا جائے جسکا حصہ زائد ہو تو اوسکی وصیت کے موافق عمل کیا جائیگا بشرطیکہ ثلث مال سے زائد نہو پس اگر وصی اجنبی کا حصہ مثل

کتاب الوصایا

اپنی بیٹی کے قرار دے تو ہمارے نزدیک اوس اجنبی کو نصف متروکہ دیا جائیگا جبکہ مورث کا کوئی
وارث سوائے اوس بیٹی کے نہو اور اگر وہ لڑکی اجازت نہ دے تو فقط ثلث متروکہ دیا جائیگا اور
اگر موصی کی دو لڑکیاں ہوں تو اجنبی کو ثلث دیا جائیگا کیونکہ مال ہمارے نزدیک فقط دونوں
بیٹیوں کو دیا جائیگا نہ عصبہ (اقارب پدری) کو پس اجنبی بمثل تیسری بیٹی کے شمار کیا جائیگا اور اگر
موصی کی تین بہنیں اخیافی ہوں اور تین بھائی علاتی ہوں اور اجنبی کے لیے ایک وارث کے حصہ کے
برابر وصیت کرے تو وہ مثل ایک بہن کے قرار دیا جائیگا پس اوسکو دس میں سے ایک سہم دیا جائیگا اور
اخیافی بہنوں کو تین اور علاتی بھائیوں کو چھ سہم دیئے جائینگے اور اگر موصی کی ایک زوجہ اور
ایک بیٹی ہو اور اجنبی کو سہم دختر (بیٹی) کے مساوی مال کی وصیت کرے اور ورثہ اجازت دیدیں
تو اجنبی اور بیٹی کو سات سات سہم دیئے جائینگے اور زوجہ کو دو سہم دیئے جائینگے اور اگر کہا
جائے کہ اوسکی زوجہ کو پندرہ میں سے ایک سہم دیا جائے تو اولی ہوگا اور اگر موصی کی چار زوجائیں
اور ایک بیٹی ہو اور مثل نصیب ایک زوجہ کے اجنبی کے لیے وصیت کرے تو فریضہ بتیس سے
ہوگا پس چاروں زوجہ کے سہم چار ہونگے اور اوس اجنبی کو بھی مثل ایک زوجہ کے ایک سہم
دیا جائیگا اور ستائیس سہم بیٹی کو ملینگے اور اگر قائل ہوں کہ فریضہ تینتیس سے ہو تو اشبہ ہوگا
دوسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی اجنبی کے لیے وصیت کرے کہ اوسکو میرے لڑکے کا حصہ دیا جائے
تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ وصیت باطل ہوگی اسلیے کہ یہ دوسرے کے حق کی وصیت ہی
اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ صحیح ہوگی اور قول مذکور اوس قول کے مثل ہوگا جس میں نصیب پسر (بیٹا)
کے مساوی کی وصیت کرتا اور یہی اشبہ ہو اور اگر اوسکا لڑکا قاتل ہو اور اوسکے
نصیب کے مثل کی کسیکے لیے وصیت کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ وصیت صحیح ہوگی اور
بعض نے فرمایا ہو کہ صحیح نہوگی اسلیے کہ اس صورت میں اوسکے لیے کوئی نصیب نہیں ہو اور یہی قول

الشبهة الثالثة ولو اوصى بضعف نصيب ولده كان له مثلاه ولو قال ضعفاه كان له اربعة وقيل ثلاثة وهو اشبه اخذا بالمتيقن وكذا لو قال ضعف ضعف نصيبه الرابعة اذا اوصى بثلثه للفقراء وله اموال متفرقة جاز صرف كل ما في بلد الى فقرائه ولو صرف الجميع الى فقراء بلد الموصي جاز ايضا وبالدفع الى الموجودين في البلد ولا يجب تتبع من غاب وهل يجب ان يعطى ثلاثة فصاعدا قيل نعم وهو الاشبه عملا بمقتضى اللفظ وكذا لو قال اعتقوا رقابا وجب ان يعتق ثلاثة فما زاد الا ان يقصر الثلث

كتاب الوصايا

الخامسة اذا اوصى لانسان بعبد ولآخر بتمام الثلث ثم حدث في العبد عيب قبل تسليمه الى الموصى له كان للموصى له بالتكملة تكملة الثلث بعد وضع قيمة العبد صحيحا لان الوصية له بالتكملة اشبه عطية قيمة العبد صحيحا وكذلك لو مات العبد قبل موت الموصي بطلت الوصية واعطي الآخر ما زاد عن قيمة العبد الصحيح ولو كان الثلث بقدر قيمة العبد بطلت الوصية للآخر السادسة لو اوصى له بابيه فقبل الوصية

اشبہ ہے تیسرا مسئلہ اگر حصہ پسر کے ضعف (دوچند) کی وصیت کرے تو موصی لہ کو نصیب پسر کے دو مثل دیئے جائینگے اور اگر اوسکے دو ضعف (دوچند کا دوچند) کی وصیت کرے تو چار مثل دیئے جائینگے اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ تین مثل دیئے جائینگے اور یہی اشبہ ہے اسلیے کہ اسمین قدر یقینی پر اقتصار ہے اور اسیطرح اگر کہے کہ اوسکے نصیب کے ضعف کا ضعف دیا جائے تب بھی یہی حکم ہوگا چوتھا مسئلہ جبکہ فقرا کے لیئے ثلث مال کی وصیت کرے اور اوسکا مال بلاد متفرقہ مین موجود ہو تو جائز ہے کہ ہر مقام کا مال وہی مقام کے فقراء کو دیا جائے اور اگر مجموع مال بلد موصی کے فقراء کو دیا جائے تب بھی جائز ہوگا اور جو فقراء بالفعل شہر مین موجود ہین اونھین کو دینا صحیح ہوگا اور جو لوگ غائب ہین اونکا انتظار واجب نہوگا اور آیا کم سے کم تین فقیرون کو یا زائد کو دینا واجب ہوگا یا نہین بعض علمانے فرمایا ہے کہ واجب ہوگا اور یہی قول اشبہ ہے اسلیے کہ اسمین مقتضائے لفظ پر عمل ہے اور اگر کہے کہ اعتقوا رقابا (تم لوگ کچھ بندے آزاد کردینا) تو تین یا زائد غلامون کا آزاد کرنا واجب ہوگا ہان اگر موصی کا ثلث مال قاصر ہو تو اوسیقدر پر اقتصار کیا جائیگا جسکی ثلث مال گنجائش رکھتا ہو پانچوان مسئلہ جبکہ کسی انسان کے لیے ایک غلام کے ساتھ اور دوسرے کے لیے تمام ثلث کے ساتھ وصیت کرے پھر غلام مذکور مین موصی لہ کے قبضہ پانے سے قبل کوئی عیب حادث ہوجائے تو دوسرے موصی لہ کو غلام کی اوس قیمت کے وضع کرنے کے بعد تمام ثلث دیا جائیگا جو اوسکی قیمت حالت صحت مین تھی اسلیے کہ موصی نے اوسی وقت مین تمام ثلث دوسرے موصی لہ کو دینے کا قصد کیا تھا اور اسیطرح اگر وہ موت موصی کے قبل مرجائے تو جو وصیت غلام سے متعلق تھی وہ باطل ہوجائیگی اور دوسرے موصی لہ کو اتنا مال دیا جائیگا جو غلام کی حالت صحت کی قیمت سے زائد ہوگا اور اگر غلام کی قیمت بقدر ثلث ہوگی تو دوسرے کی وصیت باطل ہوگی چھٹا مسئلہ اگر موصی لہ کو اوسکے باپ کے ساتھ وصیت کیجائے اور وہ وصیت کو

یعنے علاوہ غلام کی قیمت کے جتنے مال سے ثلث مال کا کمال ہو ١٢

کو قبول کرلے اور موصی لہ بیمار بھی ہو تو اوسپر اوسکا باپ بالاتفاق اصل مال سے آزاد ہو جائیگا اسلئے کہ ثلث مال سے اوس چیز کا اعتبار ہوتا ہے کہ جسکو بیمار اپنی ملک سے خارج کرے اور بیمار نے اوسنے اپنے باپ کو ملک سے خارج نہین کیا بلکہ قبول سے اوسکا مالک ہوگیا بعدہ بہ تبعیت ملک آزاد ہوگیا ہے ساتوان مسئلہ جبکہ موصی لہ کو کسی مکان کے ساتھ وصیت کرے پھر وہ مکان منہدم ہو جائے اور کوئی نشان اوسکا باقی نرہے اور پھر موصی مرجائے تو وصیّت باطل ہو جائیگی اسلیئے وہ مکان کے نام سے خارج ہوگیا اور اسمین تردد ہے آٹھوان مسئلہ اگر موصی کہے کہ زید کو اور فقرا کو ہقدر مال دیدینا تو زید کو نصف مال کا استحقاق ہوگا اور بعض علما ربع کے قائل ہوئے ہین اور قول اول اشبہ ہے **دوسری قسم** تصرفات مریض کے بیان مین تصرفات مریض کی دو قسمین ہین

پہلی قسم وہ تصرفات ہین جو موت پر معلق ہون اور اونکو موجلہ (جنکیلیے کوئی مدت معین ہو) کہتے ہین **دوسری قسم** وہ تصرفات ہین جو موت پر معلق نہون اور انکو منجزہ کہتے ہین پس تصرفات موجلہ اجماعاً وصیت کا حکم رکھتے ہین جسکا ذکر ہوچکا ہے اور یہی حکم صحیح کے تصرفات کا بھی ہے اگر مابعد موت کے ساتھ مقرون ہون لیکن مریض کے تصرفات منجزہ جبکہ تبرع (احسان) کے قبیل سے ہون جیسے ہبہ و وقف وعتق کرنا یا بیع بالمحاباۃ (کسی شی کا ثمن مثل سے کم کے ساتھ فروخت کرنا) پس بعض علما نے فرمایا ہے کہ یہ تصرفات اصل مال مین نافذ ہونگے اور بعض نے فرمایا ہے کہ فقط ثلث مال مین نافذ ہونگے لیکن دونون قائل اس امر پر متفق ہین کہ اگر مریض صحیح تندرست ہو جائے تو یہ تصرفات جہت وارث سے بھی لازم ہونگے ہان اگر وہ مریض کسی مرض مین مرجائے تو اس صورت مین اختلاف ہے پس اون امراض کا بیان کرنا ضروری ہوا کہ جنمین تصرفات مریض ثلث مال پر موقوف ہین پس ہر وہ مرض کہ جس سے غالباً انسان ہلاک ہو جاتا ہے وہی مرض مخوف مین داخل ہے جیسے تپ دق اور سل اور خون تھوکنا یا گرتا اور سوداوی اور خونی

کتاب الوصایا

ورم اور اسہال بدبو اور وہ اسہال جسمین ذو ہنیت یا ایسا براز سیاہ مخلوط ہو جسمین زمین پر گرنے کے بعد غلیان پیدا ہوا ور اسیطرح مثل امراض مذکورہ کے جس مرض مین ہلاکت ہوتی ہو لیکن وہ امراض کہ غالب اونمین سلامتی ہو وہ حکم صحت رکھتے ہین جیسے حمائے یومی اور درد سر خواہ مادہ سے حادث ہو یا غیر مادہ سے اور آشوب چشم اور سلاق (وہ غلاظت ہی جو پلکون مین کسی مادہ ردیہ اور غلیظہ سے حادث ہوتی ہی جسکی وجہ سے پلکین سرخ ہوجاتی ہین اور کبھی اوس سے آنکھ بھی فاسد ہوجاتی ہی اور پلکین گرجاتی ہین) اور اسیطرح جن امراض مین دونون احتمال ہون انکا بھی یہی حکم ہی جیسے حمائے عفن اور زحیر (وہ حرکت ہی جو ورم یا خلط الاذع کیوجہسے حادث ہوتی ہی) اور اورام بلغمیہ اور اگر کہا جائے کہ حکم اوس مرض سے متعلق ہوگا کہ جسمین مریض مرجائے خواہ عادۃً خوفناک ہو یا نہو تو خوب ہو لیکن وقت تیر اندازی لڑائی مین یا دردزہ عورت کے لیے اور تلاطم موج دریا مین پس انسے یہ حکم متعلق ہوگا اسلیے کہ یہ چیزین اطلاق مرض سے خارج ہین اور یہ چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ جسوقت کہ مریض ہبہ کرے یا بیع بالمحابات (ثمن مثل سے کم کے ساتھ بیچنا) واقع کرے پس اگر ثلث مال وسکی گنجائش رکھتا ہو فبہا والا اول فالاول کے ساتھ ابتدا کیجائیگی یہانتک کہ ثلث متروکہ پورا ہوجائے اور نقصان اخیر پر ہوگا دوسرا مسئلہ جبکہ بعض تصرفات منجز اور بعض موجل ہون تو منجز مقدم ہونگے پس اگر ثلث مین باقی کی بھی گنجائش ہو تو نافذ ہونگے والا جسکی کہ ثلث متروکہ گنجائش رکھتا ہو فقط وہی صحیح ہونگے اور جو زائد عن الثلث ہونگے وہ باطل ہونگے تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص ایک کر جسکی مقدار سات سو بیس صاع ہی اور ایک صاع تقریبًا تین آثار کا ہوتا ہی) گندم کو جسکی قیمت چھ دینار ہون اور اوسکے پاس علاوہ اوسکے اور کوئی مال نہو اوس کر کے ساتھ فروخت کرے جسکی قیمت تین دینار ہون تو محابات اس مقام پر ترکہ مریض مین نافذ ہوگی جو ثلث ترکہ مین نافذ ہوگی پس اگر سدس کو ورثہ مریض پر رد کرین تو سود

لازم آئیگا اور تصحیح اوسکی باین طریق ممکن ہے کہ ورثہ پر اونکے گر کا ثلث رد کیا جائے اور مشتری پر
دو سکے گر کا ثلث رد کیا جائے پس ورثہ کے پاس مشتری کے گر کے دو ثلث باقی رہینگے کہ جنکی قیمت
دو دینار ہوگی اور مشتری کے پاس دو ثلث گر باقی رہینگے جنکی قیمت چار دینار ہوگی پس مشتری کے
پاس دو دینار فاضل رہینگے جو چھ دیناروں کے ثلث کی مقدار ہے چوتھا مسئلہ اگر مریض اپنے
اوس غلام کو جسکی قیمت دوسو درہم ہو اور کوئی مال سوا اوسکے نہ رکھتا ہو سو درہم کے ساتھ
فروخت کرے اور بیماری سے صحیح ہو جائے تو عقد لازم ہوگا اور اگر مر جائے اور ورثہ اجازت
نہ دین تو نصف غلام مین اوس قیمت کے مقابل بیع صحیح ہوگی جو مشتری نے ادا کی اور مریض کی طرف سے
جسکی مقدار غلام کے چھ سہمون مین سے تین سہم ہونے اور ادا سکے دو سدس مین محابات صحیح ہوگی
جسکی مقدار دو سہم ہوئے جو غلام کے چھ سہمون کا ثلث ہے پس مقدار مجموع غلام کے پانچ سدس
ہوئے جو مشتری کو دیئے جائینگے اور ثلث سے زائد مین محابات باطل ہوگی جسکی مقدار سدس
غلام ہے جو ورثہ کی طرف رجوع کریگا اور مشتری کو عقد بیع کی اجازت دینے اور تبعض صفقہ کی وجہ سے
فسخ کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور اگر مشتری اوس سدس کا عوض دینا چاہے تو ورثہ کو انکار اور
قبول کرنے مین اختیار ہوگا اسلئے کہ اونکا حق عین غلام سے متعلق ہے **پانچوان مسئلہ** جب کوئی شخص
اپنی کنیز کو مرض الموت مین آزاد کرے اور اوس سے عقد کرے اور اوسکے عتق کو اوسکا
مہر مقرر کرے اور اوس سے دخول کرے تو عتق اور عقد دونون صحیح ہونگے اور زن
مذکورہ اوسکی وارث ہوگی اگر ثلث متروکہ سے خارج ہو اور اگر ثلث سے خارج نہو تو وجہ
اختلاف کہ سابقاً مذکور ہوا یہان بھی جاری ہوگا پس اگر اصل متروکہ سے خروج کے قائل ہین
تو عتق اور عقد دونون صحیح ہونگے اور وارث ہوگی اور اگر ثلث متروکہ سے خروج کے
قائل ہون تو اوس کنیز مین سے اوسقدر حصہ جو بقدر ثلث مال ہے آزاد ہوگا **چھٹا مسئلہ** اگر بیمار اپنی کنیز کو آزاد کرے

اور قیمت اوسکی ثلث متروکہ ہو پھر اوسکا دوسرا ثلث مقرر کیے اور دخول کرے اور
پھر مر جائے پس نکاح صحیح ہوا اور مہر مسمی باطل ہوگا اسلیے کہ وہ ثلث پر زائد ہوا اور اوسکی وارث بھی
ہوگی اور مہر مثل کے ثبوت مین تردد ہوا اور دوسرے قول کی بنا پر جملہ تصرفات صحیح ہونگے

کتاب النکاح نکاح کی تین قسمین ہین **پہلی قسم** نکاح دائم کے بیان مین ہمین
ہین فصلین ہین **پہلی فصل** آداب عقد اور خلوت اور لواحق خلوت کے بیان مین پس
بیان تین مقام ہین **پہلا مقام** آداب عقد کے بیان مین پس اوس شخص کے لیے نکاح کرنا
مستحب ہے جسکا نفس اشتیاق رکھتا ہو خواہ مرد ہو یا عورت ہان جو مشتاق نہو اوسمین
اختلاف ہے لیکن مشہور اس صورت مین بھی استحباب نکاح ہے دلیل اسکی آیات و اخبار کثیرہ
ہین منجملہ اونکے حدیث شریف تناکحوا تناسلوا (نکاح کرو اور نسل بڑھاؤ) اور شرار
موتاکم العزاب تمھارے مُردون مین بدتر وہ مرد و عورت ہین جو بے زوجہ و شوہر کے
مرے ہین) اور ما استفاد امرء فائدة بعد الاسلام افضل من زوجة مسلمة تسرہ
اذا نظر الیها و تطیعه اذا امرها و تحفظه اذا غاب عنها فی نفسها و ماله (کسی
شخص نے کوئی فائدہ اسلام کے بعد ایسا حاصل نہین کیا جو زوجہ مسلمہ سے افضل ہو جب وہ اوسکی
طرف نظر کرے تو اوسکو مسرور کرے اور جب اوسکو کسی شی کا حکم کرے تو اوسکی اطاعت کرے اور
جب یہ اوس سے غائب ہو تو وہ اوسکے مال اور اپنے نفس کو محفوظ رکھے) ہے اور جن لوگون نے
کہ اس صورت مین استحباب نکاح کو منع کیا ہے اونھون نے یہ استدلال کیا ہے کہ حضرت یحیی
علیہ السلام کی حصور کے ساتھ مدح کرنے مین اس وصف کے رجحان کی طرف اشعار ہے پس اس
رجحان کا کمال اس صورت پر کیا جائیگا کہ جب نفس مشتاق نہو بلکہ نکاح نکرنا ایسی صورت مین
مستحب ہوگا اور اس استدلال سے اسطرح جواب ممکن ہے کہ حصور ہونے کی مدح حضرت یحیی کی

شریعت مین کرنے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ ہماری شریعت مین بھی ممدوح ہو اور جو شخص کہ ارادہ
عقد رکھتا ہو اسکے واسطے سات امر مستحب ہین پہلا امر عورتون مین سے ایسی عورت کا
اختیار کرنا جس مین یہ چار صفتین جمع ہون اول کرم اصل یعنی وہ عورت یا کوئی اوسکے آباو
امہات مین زنا زادہ نہو) دوم باکرہ ہونا سوم ولود ہونا (یعنی بانجھ اور صغیرۃ السن اور
ایسی بوڑھی نہو جسکو خون حیض آنا موقوف ہو گیا ہو) چہارم عفیفہ ہونا اور محض جمال ومال
پر اختصار نکرے ورنہ بسا ہے کہ ان دونون سے محروم رہیگا دوسرا امر کسی عورت سے
معین ہونے یا عقد کرنے سے قبل دو رکعت نماز پڑھنا تیسرا امر بعد نماز کے یہ دعا پڑھنا
اللهم انی ارید ان اتزوج فقدر لی من النساء اعفهن فرجا واحفظهن لی فی نفسها
ومالی واوسعهن رزقا واعظمهن برکة یا سوا اسکے اور کوئی دعا پڑھنا چوتھا امر شاہد
دو عادلون کے سامنے عقد کا واقع کرنا) پانچوان امر اعلان چھٹا امر قبل عقد کے خطبہ
پڑھنا ساتوان امر عقد کو شب مین واقع کرنا اور عقد کا قمر در عقرب مین واقع کرنا مکروہ ہے
دوسرا مقام آداب خلوت کے بیان مین اور اسکی دو قسمین ہین پہلی قسم جو شخص دخول کا
ارادہ کرے اوسکو دو رکعت نماز پڑھنا اور اوسکے بعد دعاء منقول پڑھنا تب ہے اور
اسیطرح جب عورت کو اپنے پاس آنے کا حکم کرے تو اوسکو بھی دو رکعت نماز پڑھنا اور
دعا کرنا مستحب ہے اور اسیطرح دونون کا باطہارت ہونا بھی مستحب ہے اور اسیطرح جب عورت
داخل ہو تو اپنا ہاتھ اوسکی پیشانی پر رکھکر یہ دعا پڑھنا بھی مستحب ہے اللهم علی کتابک
تزوجتها وفی امانتک اخذتها وبکلماتک استحللت فرجها فان قضیت
فی رحمها شیئا فاجعله مسلما سویا ولا تجعله شرک شیطان اور مستحب ہے کہ عورت
کے پاس شب کو آئے اور وقت جماع بسم اللہ پڑھے اور حقتعالی سے سوال کرے کہ اوسکو فرزند

تزئین حرمت فرماوے اور وقت زفاف ایک یا دو دن ولیمہ کرنا مستحب ہے اور اسیطرح مومنین کی اسکے کھانے مین دعوت کرنا بھی مستحب ہی لیکن اس دعوت کا اونپر قبول کرنا واجب نہین ہو اگرچہ مستحب ہی ہان آنے کے بعد کھانا مستحب ہی اگرچہ سنتی روزہ بھی رکھے ہوا ور جو مال مثل خرمے و اخروٹ وغیرہ کے شادی کے وقت نثار کیا جاتا ہی اوسکا کھانا جائز ہی لیکن اوسکا بے اجازت مالک لینا جائز نہین ہی خواہ کہنے سے اجازت حاصل ہو یا شاہد حال سے اور آیا اخذ کرنے کے بعد یہ شخص مالک بھی ہو جائیگا یا اسکو فقط تصرف کی اباحت حاصل ہو گی اظہر یہ ہی کہ مالک ہو جائیگا

دوسری قسم آٹھ وقتون مین جماع کرنا مکروہ ہی **پہلے** چاند گہن کی رات **دوسرے** سورج گہن کا دن **تیسرے** وقت زوال **چوتھے** وقت غروب آفتاب یہانتک کہ سرخی شفق زائل ہو **پانچوین** محاق (مہینے کے آخر کی دو تین راتین جسمین چاند چھپ جاتا ہی) **چھٹے** بعد طلوع فجر طلوع آفتاب تک **ساتوین** ہر مہینہ کی پہلی رات سوائے ماہ رمضان کے **آٹھوین** شب نصف ماہ اور علاوہ اسکے اور بھی چند مقام مین جماع کرنا مکروہ ہے **اول** سفر مین جبکہ اسکے پاس غسل کرنے کے لیے پانی نہو **دوم** جب سیاہ یا زرد آندھی چلتی ہو **سوم** وقت زلزلہ **چہارم** ... کہ محتلم بعد احتلام غسل یا وضو کرنے سے پہلے ہان چند مرتبہ بدون غسل کے جماع کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہی جبکہ آخر مین غسل کرلے **ششم** جب اسکے پاس طفل ممیز ہو اور نظر کرتا ہو اور اسیطرح فرج زن کی طرف نظر کرنا مطلقاً مکروہ ہی خواہ اوس وقت جماع کرتا ہو یا نکرتا ہو اور اسیطرح رو بقبلہ اور پشت بقبلہ جماع کرنا یا کشتی مین جماع کرنا بھی مکروہ ہی اور اسیطرح وقت جماع سوائے ذکر خدا کے اور کوئی کلام کرنا بھی مکروہ ہی **تیسرا مقام** لواحق کے بیان مین اور وہ تین امر ہین **پہلا امر** جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ کرے اوسکے چہرہ پر نظر کرنا جائز ہی اگرچہ اوس سے اجازت نلی ہو اور جواز نظر محض اوسکے چہرے

اور دونون کف دست کے ساتھ مخصوص ہی اور اسیطرح اوسکی طرف مکرر نظر کرنا یا اوسپر کھڑے ہونے یا چلنے کے وقت نظر کرنا بھی جائز ہی اور ایک روایت مین اوسکے بال و محاسن اور بدن کی طرف نظر کرنے کی اجازت بھی وارد ہوئی ہی ہان اوسکے بدن پر نظر کرنے مین کپڑون کے اوپر سے نظر کرنا شرط ہی اور اسیطرح اوس کنیز کیطرف بھی نظر کرنا جائز ہی جسکو خرید کرنا چاہتا ہو اور اوسکے بال و محاسن (زینت کرنے کے مقامات) پر بھی نظر کرنا جائز ہی اور اہل ذمہ کی عورت پر اور اوسکے بالون پر بھی نظر کرنا جائز ہی کیونکہ وہ مسلمانون کی کنیزون کے مثل ہین لیکن حصول لذت کی غرض سے نظر کرنا جائز نہین ہی اور اسیطرح مقام ریبہ (کسی فعل حرام مین واقع ہونے کا خوف) مین نظر کرنا بھی جائز نہین ہی اور مرد کو دوسرے مرد کیطرف سواے عورتین کے نظر کرنا جائز ہی خواہ بوڑھا ہو یا جوان ہو خوبصورت ہو یا بدصورت جبتک کہ ریبہ یا تلذذ کے ساتھ نظر نہو اور عورت کا بھی یہی حکم ہی اور مرد کیلیے اپنی زوجہ کے ظاہر اور باطن بدن پر نظر کرنا جائز ہی اور اسیطرح محارم (وہ لوگ جنکا نکاح حرام موبد ہی خواہ نسب کی وجہ سے ہو یا رضاع وغیرہ کے سبب سے) کی طرف بھی سواے عورتین کے نظر کرنا جائز ہی اور عورت کا بھی یہی حکم ہی لیکن زن اجنبیہ کی طرف بلا ضرورت نظر کرنا جائز نہین ہی ہان اوسکے چہرہ اور کفین پر فقط ایکمرتبہ نظر کرنا جائز ہی اگرچہ مکروہ ہی مکرر دوبارہ نظر کرنا جائز نہین ہی اور عورت کا بھی یہی حکم ہی اور عند الضرورۃ زن اجنبیہ پر بھی نظر کرنا (جیسے اوسپر شہادت دینا) جائز ہی لیکن قدر ضرورت پر اختصار کرنا واجب ہی پس اگر طبیب کو نظر کرنے کی ضرورت ہو تو جسقدر مقام پر نظر کرنے کی علاج کرنے مین ضرورت ہوگی اوسیقدر پر نظر کرنا جائز ہوگا اگرچہ عورتین ہی پر نظر کرنے کی ضرورت ہو اسلیے کہ رفع ضرر واجب ہی اور یہان پر دو مسئلے ہین پہلا مسئلہ آیا خصی (وہ شخص جسکا عضو تناسل اور خصیتین قطع کردیے جائین) کیلیے اپنی مالکہ یا زن اجنبیہ کیطرف نظر کرنا جائز ہی یا نہین

بعض علمانے فرمایا ہو کہ جائز ہی اور بعض نے فرمایا ہو کہ جائز نہین ہو اور یہی قول اظہر ہی اسلیے کہ
نظر کرنے کی حرمت عام ہو اور ملک یمین خنکی طرف نظر کرنا جائز ہو اور قرآن مین اونکا استثنا
ہوا ہو اوس سے فقط کنیزین مراد ہین **دوسرا مسئلہ** نابینا کو زن اجنبیہ کی آواز کا
سُننا جائز نہین ہو کیونکہ اوسکی آواز بھی حکم عورت رکھتی ہو اور اسیطرح زن اجنبیہ کو بھی اوسکی طرف نظر کرنا جائز نہین
ہو کیونکہ نابینا پر نظر کرنا بھی مثل صاحب بصارت کے ممنوع ہو **دوسرا امر** اسمین پانچ مسئلے
ہین **پہلا مسئلہ** وطی فی الدبر مین دو قسم کی روایتین وارد ہوئی ہین ایک کا مفاد جواز وطی ہو اور یہی فقہا مین
مشہور ہو لکن کراہت اسمین شدید ہو **دوسرا مسئلہ** منکوحہ دائمی سے عزل کرنا (قطرات منی کا خارج
فرج گرانا) بعض علما کے نزدیک حرام ہو جبکہ عقد مین اوسکی شرط منوی ہوا ور زوجہ نے
اجازت بھی نہ دی ہو اور بصورت عزل مین دس دینار کا دیت نطفہ کے عوض زوجہ کے
حوالہ کرنا واجب ہوگا اور بعض علما کے نزدیک مکروہ ہو اگرچہ دیت واجب ہو اور یہی قول
اشبہ ہو **تیسرا مسئلہ** مرد کو اپنی زوجہ دائمی کے وطی کا چار مہینے سے زیادہ ترک کرنا جائز نہین ہو
چوتھا مسئلہ نو برس سے کم سن عورت کے ساتھ دخول کرنا حرام ہو اور اگر دخول کریگا
تو وہ اسپر حرام نہوگی اگرچہ شخص گنہگار ہوگا ہان اگر اسکے وطی کرنے سے افضا ہو جاے
تو اسپر حرام موبد ہو جائیگی مگر اسکے عقد مین باقی رہین **پانچوان مسئلہ** مسافر کو اپنے اہل
کے پاس وقت شب داخل ہونا مکروہ ہو **تیسرا امر** خصائص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
بیان مین اور وہ پندرہ خصلتین ہین بعض اونمین سے وہ خصائل ہین جو نکاح سے متعلق ہین
اور بعض علاوہ اسکے ہین پس جو خصائل متعلق بہ نکاح ہین وہ چھ ہین **اول** یہ کہ حضرت کو چار
عورتون سے زائد کے ساتھ عقد کرنے کی اجازت تھی اور وجہ اسکی یہ بھی ہوسکتی ہو کہ حضرت کے نسبت
ازواج مین عدل کرنے کا پورا پورا وثوق حاصل تھا **دوم** عقد کا بلفظ ہبہ صحیح ہونا بعد اسکے

حضرت پر بن مہر کی وجہ سے مہر کا ابتداً یا انتہاءً لازم نہونا سوم حضرت کو اپنی ازواج
کا اس امر بین مخیر کر دینا کہ چاہین وہ حضرت کے پاس حضرت کی مرضی کے موافق رہکر بسر کرین یا
حضرت سے مفارقت کرین چہارم وطی اماء (کنیزان) کا بذریعہ عقد حرام ہونا پنجم یہ کہ حضرت
کو اپنی ازواج کا بدل دینا حرام تھا ششم زیادتی کرنا اپنی ازواج موجودہ پر جائز نہ تھا
یہانتک کہ یہ حکم آیات احللنا لك ازواجك الخ سے منسوخ ہو گیا اور جو خصائل کہ نکاح
از نکاح ہین وہ نو ہین اول مسواک کا واجب ہونا دوم نماز وتر کا واجب ہونا سوم نماز ضحی
کا واجب ہونا چہارم قیام شب کا واجب ہونا پنجم صدقہ واجبہ کا حرام ہونا لکن صدقہ مندوبہ
مین اختلاف ہی ششم آنکھون سے کسی بات کی طرف بھی یا اشارہ کرنا حضرت پر حرام تھا
ہفتم صوم وصال کا مباح ہونا ہشتم حضرت کی چشم مبارک فقط سوتی تھی اور قلب طاہر بیدار
رہتا تھا نہم حضرت اپنے پیچھے کی چیز کو مثل آگے کی چیز کے دیکھتے تھے اور علاوہ ان خصائص کے
اور بھی خصائص حضرت کے ذکر کیے گئے ہین لیکن یہ خصائص جو مذکور ہوے ظاہر تر ہین اور آنحضرت سے
اور متعلق مین پہلا مسئلہ حضرت کی ازواج حضرت کے غیر پر حرام تھین پس جن ازواج
سے کہ دخول واقع ہو چکا تھا وہ حضرت کی وفات کے بعد اجماعاً حلال نہین تھین اور علی الظاہر
غیر مدخول بہا کا بھی یہی حکم تھا ان جو زوجہ فسخ یا طلاق کے ساتھ جدا ہوئی ہو اوسکے بارہ مین
اختلاف ہی لکن ظاہر وہ بھی حلال نہ تھی اور حضرت کے ازواج کی حرمت اونکے امہات مومنین
یا حضرت کے ولد المومنین ہونیکی وجہ سے نہ تھی بلکہ وجہ اسکی حکم قرآن ہی دوسرا مسئلہ بعض فقہا نے
گمان کیا ہی کہ حضرت پر اپنی ازواج مین قسمت واجب تھی اسلیے کہ حق تعالے فرماتا ہی کہ ترجی
من تشاء وتووی من تشاء (تم جس زوجہ سے چاہو ہم بستری ترک کر سکتے ہو اور جسکو چاہو اوس سے
ہم بستری کر سکتے ہو) اور یہ استدلال ضعیف ہی کیونکہ آیت مین یہ بھی احتمال ہی کہ مشیت ترک

ہم بستری این نقط اون ازواج سے متعلق ہو جنکا عقد بلفظ ہبہ واقع ہوا ہو پس جن ازواج کا عقد بلفظ نکاح وغیرہ ہوا تھا اونکا حکم معلوم نہوگا دوسری **فصل** عقد نکاح کے بیان مین اس مین دو امر ہین صیغہ اور حکم۔ پہلا امر نکاح مین ایسے ایجاب قبول کی ضرورت ہی جو قصد تزویج پر صراحتہً دلالت کرتے ہون او احتمال خلاف نرکھتے ہون پس ایجاب کے لیے دو لفظ معین ہین زوجتک اور انکحتک اور متعتک کے کافی ہونے مین تردد ہی لیکن راجح یہ ہی کہ کافی ہی اور قبول مین قبلت التزویج یا قبلت النکاح یا مثل سکے جو الفاظ رضا بالایجاب پر دلالت کرتے ہون کفایت کرتے ہین اور رفقط قبلت پر بھی اقتصار جائز ہی اور رایجاب و قبول کا بلفظ ماضی واقع ہونا جو صریحاً انشاء پر دلالت کرتا ہو ضروری ہی تاکہ قدر یقینی پر اقتصار رہی اور شبہ اباحت سے محفوظ رہے اور راگر لفظ امر کے ساتھ قصد انشا کیا جائے مثلاً زوج سکو کہ تزوجنیہا اور رولی زوجہ کہے کہ زوجتک تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ صحیح ہوگا جیسا کہ روایت سہل ساعدی مین منقول ہی اور یہ قول خوب ہی اور راگر بلفظ مستقبل قبول کو واقع کرے اور مثلا اتزوجکِ کہے اور زوجہ زوجتُکَ کہے تو جائز ہو جائیگا بعض علمانے فرمایا ہی کہ بعد اسکے شوہر کو قبلت وغیرہ کا تلفظ بھی ضرور ہوگا اور روایت ابان ابن تغلب مین روایت وارد ہوا ہی کہ جب مرد اتزوجکِ متعةً کہے اور عورت نعم کہے تو وہ اوسکی زوجہ ہو جائیگی اور راگر زوجہ یا اوسکا ولی متعتک بکذا کہے اور مدت کا ذکر نکرے تو عقد دائمی ہو جائیگا اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ عقد دائمی بلفظ تمتع بھی منعقد ہو سکتا ہی اور قبول مین جواب ایجاب کے ساتھ مطابقت ضروری نہین ہی بلکہ ہو سکتا ہی کہ ایجاب ایک لفظ مین واقع ہوا اور قبول دوسری لفظ مین لیکن اگر عورت زوجتک کہے اور مرد قبلت النکاح کہے یا عورت انکحتک کہے اور مرد قبلت التزویج کہے تب بھی صحیح ہو جائیگا اور اگر کسی شخص سے یہ کہا جائے

کہ زوجت بنتک من فلان اور شخص نعم کہے بعد اوسکے زوج قبلت کہے تو عقد
صحیح ہو جائیگا اسلیے کہ لفظ نعم اعادۂ سوال کو متضمن ہی اگرچہ لفظ کا اعادہ نکیا جائے
لکن اس مین تردد ہی اور ایجاب کا مقدم ہونا شرط نہین ہی بلکہ اگر مرد تزوجت کہے اور ولی
زوجتہ زوجتک کہے تب بھی صحیح ہو جائیگا اور لفظ زوجتک اور انکحتک سے اونکے
ترجمہ کیطرف عدول کرنا سوائے زبان عربی کے جائز نہین ہی ہان اگر عربی سے عاجز ہو تو ترجمہ
کافی ہوگا اور اگر دونون مین ایک عاجز ہو تو ہر ایک اوس زبان کو اختیار کرے جسکو وہ بہتر ادا
کر سکتا ہو اور اگر دونون یا دونون مین سے ایک شخص کلام کرنے سے عاجز ہو یعنی عاجز ہی وہ اشارہ
پر اکتفا کریگا اور عقد نکاح بلفظ بیع یا ہبہ یا تملیک یا اجارہ منعقد نہین ہوتا مہر کا ذکر
کرے خواہ نکرے دوسرا امر حکم کے بیان مین اسمین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ نکاح مین نابالغ
اور مجنون کی عبارت کا ایجاب و قبول مین اعتبار نہین ہی اور ایسا سکران (وہ مرد جسکی عقل
نشہ سے زائل ہو گئی ہو) جو اپنے کلام کو خود نہ سمجھتا ہو اوسمین تردد ہی اظہر یہ ہی کہ صحیح نہین ہی اگرچہ
بعد افاقہ اجازت بھی دیدے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ جب سکری یعنی وہ عورت
جسکی عقل نشہ سے زائل ہو گئی ہو کسی سے اپنا عقد کرے اور بعد افاقہ راضی ہو جائے یا زوج
اوس سے دخول کرے اور وہ بعد افاقہ اقرار کرے تو عقد صحیح ہیگا دوسرا مسئلہ بالغہ
رشیدہ کے نکاح مین اجازت ولی اور حضور شاہدین شرط نہین ہی پس اگر مرد و عورت یا اونکے
ولی نکاح کو پوشیدہ واقع کرین تو بھی جائز ہوگا اور اگر نکاح کے پوشیدہ کرنے پر دونون اتفاق
کرلین تب بھی باطل نہوگا تیسرا مسئلہ اگر بعد ایجاب کے مجنون ہو جائے یا بیہوشی طاری ہو جائے
تو اوس ایجاب کا حکم باطل ہو جائیگا پس اگر اس ایجاب کے بعد قبول واقع ہو تو لغو ٹہریگا اور اسیطرح
اگر قبول پہلے واقع ہو اور بعد اوسکے عقل اوسکی زائل ہو جائے پس اگر بعد اسکے ایجاب

واقع ہو تو لغو ہوگا اور یہی حکم بیع وغیرہ مین بھی جاری ہے چوتھا مسئلہ عقد نکاح مین مہر کے
مقرر کرنے کا اختیار شرط کر دینا صحیح ہے اور اس سے عقد فاسد نہین ہوتا پانچوان مسئلہ
اگر کوئی شخص کسی عورت کی بہ نسبت اپنی زوجہ ہونے کا اقرار کرے اور عورت اوسکی تصدیق کرے
یا عورت کسی شخص کے شوہر ہونے کا اقرار کرے اور وہ شخص اوسکی تصدیق کرے تو ظاہر مین زوجیت
کا حکم کیا جائیگا اور ایک دوسرے کا وارث بھی ہوگا اور اگر فقط ایک شخص اقرار کرے تو تنہا اوسی پر
عقد کے احکام جاری کیے جائینگے چھٹا مسئلہ جب کسی شخص کی چند لڑکیان ہون اور اونمین سے
ایک کا نکاح کرے اور بہ نیت نکاح اوسکا نام نہ لے لیکن نیت سے اوسکی تعیین کرے بعد اوسکے
اوس لڑکی مین اختلاف ہو جسپر عقد واقع ہوا ہے پس اگر شوہر اوسکی سب لڑکیون کو دیکھ چکا تھا تو
عقد صحیح ہوگا اور ایک کے معین کرنے مین باپ کا قول معتبر ہوگا کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ شوہر نے [illegible]
باپ کو ایک کے معین کرنے مین وکیل کر دیا تھا لیکن باپ پر یہ لازم ہوگا [illegible]
سپرد کرے جسکی نیت کی تھی اور اگر شوہر نے اونکو دیکھا نہ تھا تو عقد باطل ہوگا [illegible]
نکاح مین زوجہ کا غیر زوجہ سے ممتاز ہونا شرط ہے اشارہ سے یا نام یا صفت سے پس اگر اپنی
[illegible] بیٹیون مین سے بلا ایک کے قصد و امتیاز کے عقد کرے تو صحیح نہوگا اور [illegible]
[illegible] مین نے اس حمل کا عقد کیا تب بھی صحیح نہوگا آٹھوان مسئلہ جبکہ کوئی شخص کسی عورت کی
زوجیت کا دعویٰ کرے اور اوس عورت کی بہن اوسی شخص کی بہ نسبت اپنی زوجیت کا
دعویٰ کرے اور ہر ایک ان دونون مین سے بینہ قائم کرے پس اگر مدعیہ سے دخول واقع
[illegible] ہو تو اوسکی بینہ کو ترجیح دیجائیگی کیونکہ داخل اپنے ظاہر فعل سے مدعیہ کی تصدیق کرتا ہے
[illegible] اس صورت مین بھی جاری ہوگا کہ جب بینہ مدعیہ کی تاریخ سابق ہو اور جب
[illegible] مین سے کوئی امر متحقق نہوگا تو بینہ مدعی کو ترجیح دیجائیگی نوان مسئلہ
[illegible] واقع ہوا ہو [illegible] سابق ہو

اذا عقد علی امرأة فادعی آخر زوجیتها لم یلتفت الی دعواه الا مع البینة العاشر اذا تزوج العبد بمملوکة ثم اذن له المولی فی ابتیاعها فان اشتراها لمولاه فالعقد باق وان اشتراها لنفسه باذنه او ملکه [illegible]

جبکہ کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ عقد کرے اور کوئی دوسرا شخص اوس عورت پر اپنی زوجہ
ہونے کا دعویٰ کرے تو بدون بینہ اوسکے دعوی کی سماعت نکیجاویگی دسوان مسئلہ
جبکہ کوئی غلام کسی کنیز سے عقد کرے بعد ازان غلام مذکور اپنے آقا کی اجازت سے اوس کنیز کو خرید کیے
پس اگر یہ غلام اوس کنیز کو اپنے آقا کے لیے خرید کریگا تو عقد باقی رہیگا اور اگر اپنے لیے
آقا کی اجازت سے خرید کرے یا خرید کرنے کے بعد آقا اوسکو کنیز مذکور کا مالک کردے پہلی
اگر قائل ہون کہ غلام مالک ہو سکتا ہے تو عقد باطل ہو جائیگا ورنہ باقی رہیگا اور اگر کسی
[illegible] اپنی زوجہ کو خرید لے تو نکاح ان دونون کا باطل ہوگا
[illegible] کیا ہو یا اوس [illegible] سے خرید ا ہو جو ہمین اور اسکے آقا مین

پہلی فصل

[illegible] دو فصلین ہین پہلی فصل [illegible]
[illegible] مین سوا باپ و دادا و آقا اور وصی او حاکم شرع
[illegible] دادا کی ولایت مین باپ کا باقی رہنا شرط ہے یا نہین بعض
[illegible] کے موافق ایک روایت [illegible] ہوئی ہے
[illegible] نہین ہے اور باپ و دادا کی ولایت [illegible] ثابت رہتی ہے اگرچہ بکارت
اوسکی وطی وغیرہ سے زائل ہو جائے اور اوس صغیرہ کو علی الاشہر بعد بلوغ فسخ کا اختیار
نہوگا اور اسیطرح دادا یا باپ اگر لڑکے صغیر کا عقد کرے تو عقد لازم ہوگا اور اسکو بھی بلوغ
و رشد کے بعد علی الاشہر اختیار فسخ نہوگا اور آیا باپ و دادا کی ولایت زن باکرہ رشیدہ پر
ثابت ہے یا نہین ہمین دو قسم کی روایتین ہین اظہر ان دونون مین یہ ہے کہ اوس سے اون
دونون کی ولایت ساقط ہے اور نکاح اور متعہ دونون مین اوسکو اپنے نفس کی خود ولایت
حاصل ہو اور اگر باپ یا دادا مین سے کوئی شخص اوسکا عقد واقع کرے تو بے اوسکی رضا کے

[illegible]

نافذ ہوگا اور بعض اصحاب نے نکاح دائم مین اوسکو اجازت دی ہو نہ متعہ مین اور بعض نے اسکے برعکس حکم کیا ہو اور
بعض اصحاب نے باپ یا دادا کے ہوتے لڑکی رضا کا اعتبار نہین کیا ہو اس مقام پر ایک روایت وارد ہی جو اس امر پر
دلالت کرتی ہو کہ بالغہ رشیدہ باپ یا دادا کا ساتھ ولایت مین شریک ہو اور ان دونون مین سے کسیکو
بدون اوسکی رضا کے عقد کر دینا جائز نہین ہو لکن اگر بالغہ رشیدہ کا ولی باوجود اوسکی
رغبت کے کفو سے عقد نہ کرے تو اوسکو اپنا عقد خود ہی کرلینا اجماعاً جائز ہوگا اگرچہ وہ دونون
ناخوش بھی ہون اور اون دونون کو زن ثیبہ (جسکی بکارت بوجہ وطی زائل ہوگئی ہو
اگرچہ زنا یا وطی بالشبہ سے زائل ہوئی ہو) پر ولایت ثابت نہین ہی جبکہ بالغہ رشیدہ ہو اور اسیطرح
بالغ رشید پر بھی ثابت نہین ہو ہان حالت جنون مین اون دونون کی ولایت ان سب (باکرہ
اور ثیبہ اور بالغ) پر ثابت ہی جبکہ صغر اوسکا متصل بہ جنون ہوا ہو ورنہ مسئلہ اختلافی ہو اور انمین
سے کسیکو بعد افاقہ کے اختیار فسخ نہین ہو اور مولی کو اپنی کنیز کا عقد کر دینا جائز ہی صغیرہ ہو یا
کبیرہ عاقلہ ہو یا مجنونہ اور کنیز کو آقا کے ہوتے کوئی اختیار نہین ہو اور غلام کا بھی یہی حکم ہو اور
حاکم کو نکاح مین صغیر اور بالغ رشید پر ولایت نہین ہو ہان جو شخص کہ غیر رشید بالغ ہوا ہو یا رشد کے
بعد اوسکی عقل فاسد ہوگئی ہو اوسپر ولایت حاکم ثابت ہی بشرطیکہ نکاح اوسکا قرین مصلحت ہو
اور وصی کو نکاح مین علی الاظہر ولایت حاصل نہین ہو اگرچہ موصی نے تصریح بھی کر دی ہو ہان
وصی کو اوس شخص کا عقد کر دینا صحیح ہی جو فاسد العقل بالغ ہوا ہو بشرطیکہ اوسکو نکاح کی ضرورت ہو
اور محجور علیہ (ممنوع التصرف) کو بدون ضرورت اپنا عقد کرنا صحیح نہین ہی اور اگر واقع کریگا
تو عقد فاسد ہوگا اور اگر نکاح کی ضرورت ہو تو حاکم شرع کو جائز ہو کہ عقد کرنے کی اجازت
دے خواہ زوجہ کو معین کرے یا نہ کرے اور اگر اوسوقت مین قبل اجازت عقد کرلے تب بھی
صحیح ہوگا پس اگر مہر مین مہر المثل سے زیادتی کریگا تو فقط زائد باطل ہو جائیگا اور اگر کوئی اجنبی

(وہ شخص جو ولی یا وکیل نہو اور ایسے ہی عقد کو عقد فضولی کہتے ہین) کسی کا عقد کرے تو اجازت پر موقوف رہیگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ باطل ہوگا لکن پہلا قول اولی ہے

دوسری فصل

لواحق کے بیان مین اس مین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ بالغہ رشیدہ کسیکو اپنے عقد مین وکیل کرے اور کسی شوہر کی تعیین نکرے تو وکیل کو اوسکا عقد اپنے ساتھ کرلینا بدون اوسکی اجازت کے صحیح نہوگا اور اگر اوسکو اوسیکے ساتھ عقد کرنیمین وکیل کرے تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ صحیح نہوگا جیساکہ روایت عمار سے ثابت ہے اسلیے کہ ایک ہی شخص کا موجب اور قابل ہونا لازم آئیگا لکن قول بجواز اشبہ اور اصل مذہب کے موافق ہے اسلیے کہ روایت مشارالیہا ضعیف ہے اور مغایرت اعتباری موجب اور قابل مین کافی ہے لکن اگر اوسکا دادا اوسکے بیٹے کے لڑکے سے عقد کرے یا اوسکا باپ اپنے موکل سے عقد کرے تو جائز ہوگا

دوسرا مسئلہ جبکہ عورت کا ولی اوسکا عقد مہر المثل سے کم پر واقع کرے تو آیا اوسکو تعرض جائز ہے یا نہین اظہر جواز ہے

تیسرا مسئلہ بالغہ رشیدہ کی عبارت عقد مین معتبر ہے پس جائز ہے کہ اپنا عقد کرے یا کسی دوسرے کی وکیل ہو جائے

چوتھا مسئلہ عقد نکاح علی الاظہر اجازت پر موقوف ہے پس اگر کسی صبیہ کا سوائے اوسکے باپ یا دادا اوسکا اور کوئی عزیز قریب یا بعید عقد کرے تو بدون اوسکی اجازت کے نافذ نہوگا اگرچہ اوسکا بھائی یا چچا ہی کیون نہو اور باکرہ سے قبول مین بجائے نطق سکوت پر اکتفا ہوسکتی ہے اور ثیبہ کو نطق کی تکلیف دیجائیگی اور اگر کنیز ہو تو اجازت مالک پر موقوف رہیگا اور اسیطرح اگر صغیرہ ہو اور اوسکا باپ یا دادا اجازت دیدے تب بھی صحیح ہوگا

پانچوان مسئلہ کافر کی ولایت صحیح نہین ہے اور اگر باپ کافر ہو تو فقط دادا کو ولایت حاصل ہوگی اور اسیطرح اگر باپ مجنون یا بیہوش ہو جائے تب بھی اوسکی ولایت دادا کو حاصل ہوگی اور بعد افاقہ اوسکی ولایت پھر عود کریگی اور اگر باپ اور دادا مین سے ہر ایک شخص ایک شوہر تجویز کرے تو جسکا عقد سابق ہوگا وہ

صحیح ہوگا اور متاخر باطل ہو جائیگا اور صورت نزاع مین دادا کا مختار مقدم رہیگا اور اگر
دونون ایک ہی وقت مین عقد کرین تو فقط دادا کا عقد ثابت رہیگا **چھٹا مسئلہ**
اگر ولی صغیرہ اوسکا عقد کسی مجنون یا خصی (خواجہ سرا) کے ساتھ واقع کرے تو صحیح ہوگا لکن بعد بلوغ
اختیار فسخ ثابت ہوگا اور اسیطرح اگر صغیرہ کا عقد اوس عورت سے کر دیا جائے جس مین
کوئی ایسا عیب موجود ہو جسکی وجہ سے اختیار فسخ حاصل ہوتا ہو تو بھی عقد صحیح ہوگا لکن بعد
بلوغ اختیار فسخ ثابت ہوگا اور اگر صغیرہ کا عقد کسی غلام کے ساتھ کرے تو اوسکو بعد بلوغ
اختیار فسخ نہوگا اور یہی حکم صغیر کا بھی ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ صغیر کو بعد بلوغ اختیار رہیگا
اسلیے کہ کنیز کے ساتھ نکاح کرنے مین خوف وقوع فی الزنا شرط ہے جو حق صغیر مین متصور نہین ہے
ساتوان مسئلہ کنیز کا نکاح بدون مالک کی اجازت کے جائز نہین ہے اگرچہ عورت ہی اوسکی
مالک ہو نکاح ہو یا متعہ اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ کنیز کو بدون اجازت مالکہ متعہ کرنا جائز ہے
لکن قول اول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہے **آٹھوان مسئلہ** جبکہ صغیرین کا عقد اونکے باپ
یا دادا واقع کرین تو لازم ہوگا اور بعد بلوغ فسخ کرنے کا اختیار نہوگا پس اگر انمین سے ایک
مرجائے تو دوسرا اوسکا وارث ہوگا اور اگر سوائے باپ اور دادا کے اور کوئی عقد کرے اور
انمین سے ایک شخص قبل بلوغ مرجائے تو عقد باطل ہوگا اور مہر و میراث ساقط ہوگی اور اگر
اون دونون مین سے ایک بالغ ہوکر راضی ہو جائے تو فقط اوسیکی طرف عقد لازم ہوگا
پس اگر وہ مرجائے تو دوسرے کا حصہ اوسکے ترکہ سے نکالا جائیگا پس اگر بالغ ہوکر عقد کی
اجازت دیکے تو اوسکو اس امر کی قسم دیجائیگی کہ اوسنے میراث پانے کی غرض سے اجازت
نہین دی اور بعد حلف اوسکا حصہ اوسکے حوالہ کیا جائیگا اور اگر وہ صغیر مرجائے جسنے
اجازت نہین دی ہی تو عقد باطل ہوگا اور میراث بھی نہوگی **نوان مسئلہ** جب کوئی شخص اپنے

غلام کو عقد واقع کرنے کی اجازت دے تو صحیح ہو جائیگا پس اگر آقا نے کوئی مقدار مہر کی معین
نہین کی تھی تو مہر المثل پر اقتصار لازم ہوگا پس اگر صورت اطلاق مین مہر المثل سے زائد مقرر
کریگا تو بقدر زائد غلام کے ذمہ پر ثابت ہوگا اور آزاد ہو جانے کے بعد اوس سے لیا جائیگا
اور مہر المثل اوسکے آقا پر ثابت ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ کسب غلام سے متعلق ہوگا
اور قول اول اظہر ہے اور یہی قول نفقہ مین بھی جاری ہوگا دسوان مسئلہ جس غلام کا کوئی جزو
آزاد ہو چکا ہو اوسکو اوسکا آقا نکاح کرنے پر مجبور نہین کر سکتا گیارھوان مسئلہ جبکہ کوئی کنیز کسی
ایسے شخص کی مملوک ہو جسپر کسی شخص کو ولایت حاصل ہو تو اوس کنیز کے نکاح کا اوس شخص کے ولی کو
اختیار حاصل ہوگا پس اگر اوسکا عقد کرے تو لازم ہوگا اور کنیز کے مالک کو اوسکے ولایت
دور ہونے کے بعد اختیار فسخ نہوگا اور عورت کے لیے نکاح مین اپنے باپ سے اجازت لے لینا
مستحب ہے باکرہ ہو یا ثیبہ اور اسیطرح اگر کسی عورت کا باپ یا دادا موجود نہو تو اوسکو اپنے
بھائی کا وکیل کرنا مستحب ہے اور اگر کئی بھائی ہون تو بڑے بھائی پر اعتماد کرنا مستحب ہے اور اگر
بڑے اور چھوٹے بھائی مین سے ہر ایک شخص ایک شوہر کو تجویز کرے تو جسکو بڑے بھائی نے تجویز کیا
ہے اوسی کو یہ بھی اختیار کرے ہان اگر چھوٹا بھائی دانا تر ہو اور جسکو اوسنے اختیار کیا ہو وہ رجحان
رکھتا ہو تو اوسی کے مختار کو اختیار کرے اور یہان پر تین مسئلے ہین پہلا مسئلہ جب کسی عورت
کا اوسکے دو بھائی دو شخصون سے عقد کر دین پس اگر ان دونون کو اسنے وکیل کیا تھا تو جسکا
عقد پہلے واقع ہوا ہے وہی صحیح ہوگا اور اگر اوس شخص سے دخول واقع ہو جس سے بعد کو عقد
ہوا تھا اور وہ عورت اوس سے حاملہ ہو جائے تو مولود (لڑکا یا لڑکی) اوسی سے ملحق ہوگا
اور اوسپر بعوض وطی مہر المثل لازم ہوگا اور اوسکے عدہ کے بعد اول کے پاس چلی جائیگی اور
اگر دونون عقد ایک ہی وقت مین واقع ہون تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ فقط بڑے بھائی کا عقد

صیح ہوگا اور یہ قول بے دلیل ہی بلکہ دونون عقد باطل ہو جا وینگے اور اگر دونون کو اوسنے وکیل کیا ہو اور اگر کسی کو وکیل نہ کیا تھا تو جسکے عقد کی اجازت دیگی وہی صحیح ہوگا لکن عورت کو بڑے بھائی کے عقد کی اجازت دینا بہتر ہی اور اون دونون شوہرون مین سے جسکے ساتھ قبل اجازت دخول کریگی اوسی کا عقد صحیح ہوگا اور یہ فعل اوسکا اجازت سمجھا جائیگا **دوسرا مسئلہ** مان کے لیے اپنی اولاد پر ولایت نہین ہی پس اگر وہ کسی لڑکے کا عقد کرے اور وہ راضی ہو جاوے تو عقد لازم ہوگا ورنہ باطل اور مہر اوسکی مان پر لازم ہوگا اور اسمین تردد ہی اور جس روایت مین یہ مضمون وارد ہی اوسکو بعض علما نے اوس صورت پر محمول کیا ہی جہان اوس لڑکے کی مان اوسکی طرف سے اپنے وکیل ہونے کا دعوی کرتی ہو **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی اجنبی کسی عورت کا عقد کردے اور زوج اوس عورت سے کہے کہ تیرا عقد فلان اجنبی نے بدون تیری اجازت کے کردیا ہی اور عورت کہے کہ مین اجازت دیچکی تھی پس اس صورت مین عورت کا قول اوسکی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا خواہ عقد فضولی کو باطل کہین یا اجازت پر موقوف سمجھین اسلیے کہ عورت صحت عقد کا دعوی کرتی ہی اور مرد بطلان عقد کا مدعی ہی اور مدعی صحت کا قول عقد مین مقدم ہی

چوتھی فصل اسباب تحریم کے بیان مین اور وہ چھ ہین

پہلا سبب نسب ہی

پس نسب کیوجہ سے عورتون کی سات قسمین مرد پر حرام ہین **اوّل** مان اور دادی اور نانی اعلی ہون یا ادنی **دوم** بیٹی اور نواسیان اور اونکی اولاد اور علی ہذا القیاس **سوم** بہنین اعیانی ہون یا علاتی یا اخیافی **چہارم** بھانجیان اور اونکی اولاد **پنجم** پھوپھیان خواہ باپ کی اعیانی بہنین ہون یا علاتی یا اخیافی اور اجداد کی بہنون کا بھی یہی حکم ہی **ششم** خالائین خواہ مان کی اعیانی بہنین ہون یا علاتی یا اخیافی اور باپ اور مان کی خالہ اور دادا اور نانا کی خالہ کا بھی یہی حکم ہی **ہفتم** بھتیجیان خواہ بھائی اعیانی کی اولاد ہون یا علاتی اور اخیافی کی

اور بھائی کی صلبی اولاد ہون یا اوسکی اولاد کی اولاد اور اسیطرح بھتیجیون کی بیٹیان اور اونکی بیٹیون
کی بیٹیان بھی علی ہذا القیاس حرام ہین اور اسیطرح مرد بھی عورتون پر حرام ہین پس باپ اور دادا
اور نانا اور بیٹا اور پوتا اور بھائی اور بھتیجا اور بھانجا اور چچا اور ماموں عورت پر حرام ہو
اور بیان تبیین فرعین مذکور ہوتی ہین اول نسب نکاح صحیح اور شبہ سے ثابت ہوتا ہے اور زنا
سے ثابت نہین ہوتا پس اگر کوئی شخص زنا کا مرتکب ہو اور اوسکے لڑکا پیدا ہو اور یقین ہوجائے کہ
یہ لڑکا اوسی زانی کے آب منی سے مخلوق ہوا ہے تو شرعًا اوسکا بیٹا نہوگا اور آیا زانی اور زانیہ پر
حرام ہوگا یا نہین ظاہر یہ ہے کہ حرام ہوگا اسلیے کہ یہ لڑکا باعتبار لغت اوسکا بیٹا ہے دوم اگر کوئی
شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور بعد طلاق کوئی دوسرا شخص اوس سے وطی بالشبہ واقع کرے اور وہ حاملہ
ہوجائے پس اگر چھ ماہ سے کم مدت مین دوسرے شخص کی وطی سے اور پورے چھ ماہ کے بعد مطلق کی
وطی سے مولود پیدا ہو تو مطلق سے ملحق ہوگا لیکن اگر دوسرے شخص کی وطی سے چھ ماہ سے کم نہین اور
مطلق کے وطی سے انقضائے مدت حمل کے بعد پیدا ہو تو ان دونون مین سے کسی سے بھی ملحق نہوگا
اور اگر اوسین دونون سے ملحق ہونے کا احتمال ہو تو قرعہ سے استخراج کیا جائیگا اور اسمین تردد ہے
لیکن اوسکا ثانی سے ملحق ہونا اشبہ اور اصول کے موافق ہے اور حکم لبن تابع نسب ہے سوم اگر صاحب
فراش مولود کی نفی کرے اور لعان واقع کرے تو وہ اوس سے ظاہر مین مسلوب ہوجائیگا
اور لبن بھی اوسکا تابع ہوگا اور اگر بعد لعان اوسکا اقرار کریگا تو فقط اوسکا نسب عود کریگا اگرچہ
یہ اوسکا وارث نہوگا **دوسرا سبب** رضاع کے بیان مین اس مقام پر دو امر قابل ذکر ہین
پہلا امر اون شروط کے بیان مین جنسے کہ رضاع متحقق ہوتا ہے اور وہ تین **شرطین** ہین
پہلی شرط دودھ کا نکاح صحیح سے پیدا ہونا پس اگر خود بخود پیدا ہوجائے تو باعث نشر
حرمت نہوگا اور اسیطرح اگر زنا سے پیدا ہو تب بھی باعث حرمت نہوگا اور وطی بالشبہ مین

تردد ہے اشبہ یہ ہے کہ اسکا حکم نکاح صحیح کے مثل ہے اور اگر شوہر اپنی زوجہ کو طلاق دے اور وہ اوس
سے حاملہ یا مرضعہ (دودھ پلانیوالی) ہو بعد ازان کسی مولود کو دودھ پلاوے تو باعث نشر حرمت
ہوگا جیساکہ اسکے عقد مین ہوتی اور دودھ پلادیتی اور اسیطرح اگر کسی دوسرے شخص سے عقد کرے
اور اوس سے حاملہ ہو جائے اور شوہر اول کا دودھ بحالہ باقی ہو اور کسی مولود کو دودھ پلاوے
تب بھی یہی حکم ہوگا ہان اگر شوہر اول کا دودھ منقطع ہو جائے اور پھر ایسے وقت مین عود کرے کہ
شوہر ثانی کا ہوسکتا ہو تو اوسیکا قرار دیا جائیگا نہ اول کا اور اگر اوس عورت کا دودھ بہاتا
باقی رہے کہ دوسرے شوہر سے وضع حمل ہو تو وضع حمل تک شوہر اول کا اور بعد وضع سے شوہر ثانی
کا شمار کیا جائیگا دوسری شرط دودھ کا اوسقدر ہونا جس سے گوشت پیدا ہوا اور ہڈی
مین قوت حاصل ہو اور دس دفعہ سے کم پینے کا اعتبار نہین ہے ہان ایک روایت شاذہ مین اوسکا
بھی اعتبار منقول ہے اور آیا دس دفعہ پینے مین نشر حرمت ہوتا ہے یا نہین اسمین دونون قسم کی روایتین
ہین لیکن ان دونون مین جو روایت زیادہ صحیح ہے اوسکی بنا پر حرمت حاصل نہین ہوتی ہان شب
و روز یا پندرہ دفعہ پینے مین حرمت حاصل ہو جاتی ہے جبکہ شرائط ذیل متحقق ہون اول یہ کہ
ہر رضعہ (ایک دفعہ دودھ پینا) کامل ہو دوسرے یہ کہ برابر واقع ہون (یعنے قبل پندرہ دفعہ
پینے کے کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیے) تیسرے یہ کہ عورت کی پستان سے دودھ
پیا جائے اور مقدار رضعہ مین عرف کی طرف رجوع کیا جائیگی اور بعض علماء نے اوسکی مقدار یہ بیان
کی ہے کہ مرتضع (دودھ پینیوالا) پینے کے بعد از خود چھوڑ دے پس اگر عورت کی پستان
منہ مین لیکر چھوڑ دے اور پھر پینے کی طرف عود کرے پس اگر مرتضع نے دودھ پی کر بقصد اعراض
اپنا منہ ہٹا لیا تھا تو پورا رضعہ شمار کیا جائیگا اور اگر اوسنے اعراض کی نیت سے نہ چھوڑا تھا
بلکہ سانس لینے یا کسی کھیلنے کی چیز کی طرف دیکھنے یا ایک پستان کو دوسری کی طرف نقل کرنے کو

غرض سے چھوڑا تھا تو کل ملکر ایک ہی رضعہ شمار کیا جائیگا اور اگر مرتضع رضعہ کامل کرنے کے قبل شیر
سے روک دیا جائے تو اس پینے کا عدد رضاعت مین اعتبار نہوگا اور رضاعت کا پے در پے
واقع ہونا یعنی ایک ہی عورت کا تمام رضعات کو پورا پلانا ضرور ہو پس اگر ایک عورت سے
کچھ رضعات پی کر دوسری عورت سے باقی کو پی لے تو پہلی کا حکم باطل ہو جائیگا پس اگر یکے
بعد دیگرے بہت سی عورتین دودھ پلائین تو اوسوقت تک حرمت نہوگی جبتک کہ ایک ہی
عورت سے پندرہ عدد کامل برابر پیے گا اور جب دودھ پلانیوالی عورتین مختلف ہون تو نہ
صاحب لبن باپ ہوگا نہ اوسکا باپ دادا ہوگا اور نہ دودھ پلانیوالی مان شمار کیجائیگی
اور بنا بر مشہور کے پستان ہی سے پینا ضروری ہی اسلیے کہ سواے ارتضاع بدون اوسکے حاصل
نہین ہوتا پس اگر کسی عورت کا دودھ مرتضع کے حلق مین ٹپکا دیا جائے یا پچکاری وغیرہ سے
اوسکے پیٹ مین پہونچا دیا جائے تو حرمت نہوگی اور اسیطرح اگر دودھ کا پنیر بنا لیا جا بعد ازان
مرتضع اوسکو کھا لیوے تب بھی نشر حرمت نہوگا اور اسیطرح دودھ کا اپنی حال پر باقی رہنا نشر حرمت مین
شرط ہی پس اگر دوسری چیز مین ملا دیا جائے مثل اسکے کہ مرتضع کے منہ مین کوئی پتلی چیز ڈالدی جاکہ اوسکے بعد
اور دودھ ممزوج ہوکر دودھ نرہے تو حرمت متحقق نہوگی اور اگر کسی مردہ عورت کی چھاتی سے دودھ پیے یا بعض رضعات
زندگی مین اور باقی کو مرنے کے بعد پورا کرے تب بھی حرمت متحقق نہوگی کیونکہ عورت مین مرجانے
کے بعد تعلق احکام کی قابلیت باقی نہین رہتی پس وہ دودھ پلانیوالی چوپایہ کے مثل ہی اور اسمین
تردد ہی **تیسری شرط** رضاع (دودھ پینا) کا دوسال کے اندر واقع ہونا پس جو دودھ
دوسال کے بعد پیا جائیگا اوسکا اعتبار نہوگا اور اسمین مرتضع کا اعتبار ہی اسلیے کہ امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا ہی لا رضاع بعد فطام یعنی بعد دودھ بڑھائی کے (جسکی مدت دوسال ہی)
حکم رضاع جاری نہین ہوتا اور آیا ولد مرضعہ مین بھی دوسال کا اعتبار ہی یا نہین اسمین دو قول ہین

لیکن صحیح یہ ہی کہ اسکا اعتبار نہین ہی پس اگر ولد مرضعہ کو دو سال سے زائد گذر چکے ہون اور غیر
دو سال سے کم کے مولود کو دودھ پلاوے تو باعث حرمت ہوگا اور اگر دو سال کے اندر
چودہ رضعات متحقق ہوے ہون اور پندرھوان دو سال ختم ہونے کے بعد پیا جائے تو بھی باعث
حرمت نہوگا اور اسیطرح اگر دو سال کامل ہو جائین اور آخر کے رضعہ سے سیر ہوکر نہ پیا ہو تب بھی
حرمت متحقق نہوگی ہان اگر دو سال ختم ہونے کے ساتھ رضعہ بھی تمام ہو جائے تو حرمت متحقق ہوگی
چوتھی شرط دودھ کا ایک ہی شوہر سے ہونا پس اگر مرضعہ ایک شوہر کا دودھ متعدد بچون کو پلائے
تو ان سب مین باہم حرمت متحقق ہوگی اور اسیطرح اگر ایک شخص دس عورتون سے نکاح کرے اور
ہر ایک عورت ایک مولود یا زائد کو دودھ پلاوے تو ان سب کو آپس مین نکاح کرنا حرام
ہوگا اور اگر مرضعہ دو بچون کو دو شوہرون کا دودھ پلاوے تو ایک دوسرے پر حرام نہوگا
اور اس مقام پر ایک روایت مین حرمت بھی وارد ہوئی ہی لیکن عمل اوس پر متروک ہی اور جبکہ کوئی
مولود کسی عورت کا باشرائط دودھ پیے تو اوس پر مرضعہ کی نسبی اولاد بھی حرام ہو جائیگی اور
دودھ پلانے کے لیے ایسی عورت اختیار کرنا مستحب ہی جو مسلمہ اور عاقلہ اور عفیفہ اور حسینہ ہو اور
زن کافرہ سے دودھ نہ پلوائے اور ضرورت کے وقت ذمیہ سے دودھ پلوا سکتے ہین مگر اوسکو
شراب پینے اور گوشت خوک کھانے سے باز رکھنا چاہیے اور مولود کا اسلیے زن ذمیہ کے سپرد
کرنا مکروہ ہی کہ وہ اوسکو اپنے مکان پر لیجائے اور زن مجوسیہ سے دودھ پلوانے مین کراہت
شدید ہی اور جس عورت کا دودھ زنا سے پیدا ہوا ہو اوس سے دودھ پلوانا بھی مکروہ ہی
اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اگر آقا اپنی کنیز کے فعل کو حلال کردے تو اوسکے دودھ
سے کراہت زائل ہو جائیگی اور یہ شاذ ہی **دوسرا امر** احکام رضاع کے بیان مین بیانہ چند
مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جب رضاع حاصل ہو جائیگا تو مرضعہ اور اوسکے شوہر سے مرتضع کی طرف

اور مرتضع سے مرضعا اور اوسکے شوہر کی طرف حرمت سرایت کریگی پس مرضعہ اوسکی ماں ہوجائیگی
اور اوسکا شوہر اوسکا باپ اور اون دونون کے باپ اوسکے دادا اور نانا اور اون دونون
کی مائین اوسکی دادی اور نانی اور اون دونون کی اولاد اوسکے بھائی اور اون دونون کے بھائی
اوسکے چچا اور ماموں ہوجائینگے **دوسرا مسئلہ** جو اولاد شوہر مرضعہ کیطرف منسوب ہوگی
وہ مرتضع پر حرام ہوجائیگی خواہ اوسکی اولاد نسبی ہو یا رضاعی اور اسیطرح مرضعہ کی اولاد نسبی
بھی مرتضع پر حرام ہوجائیگی لیکن اوس مرضعہ کی اولاد رضاعی اوس پر حرام نہوگی مثلاً اگر ایک عورت
دو بچون کو دو شوہرون کا دودھ پلائے تو وہ دونون اوسکی اولاد رضاعی ہونگی لیکن ان
دونون مین باہم نکاح حرام نہوگا اسلیے کہ تحقق حرمت کے لیے شوہر کا متحد ایک ہونا ضروری ہے
تیسرا مسئلہ مرتضع کا باپ صاحب شیر کی اولاد سے نکاح نہین کرسکتا خواہ اوسکی اولاد
نسبی ہو یا رضاعی اور اسیطرح مرتضع کا باپ زن مرضعہ (جو صاحب شیر کی زوجہ ہے) کی اولاد
نسبی سے بھی نکاح نہین کرسکتا اسلیے کہ وہ سب مرتضع کے باپ کی اولاد کے حکم مین ہوجاتے ہین
اور آیا مرتضع کے باپ کی وہ اولاد جسنے اوس دودھ کو نہین پیا ہے مرضعہ یا اوسکے شوہر
(جو صاحب شیر ہے) کی اولاد سے نکاح کرسکتی ہے یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہے کہ نہین کرسکتی
او جواز نکاح بیوجہ نہین ہے لیکن اگر کوئی عورت کسی قوم کے ایک لڑکے کو اور دوسری قوم کی
لڑکی کو دودھ پلاوے تو اون دونون مین سے ہر ایک کے بھائی بہن کو دوسرے کے بھائی بہن سے
نکاح کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ انمین باہم نہ نسب ہے نہ رضاع — **چوتھا مسئلہ** جو رضاع کہ باعث
نشر حرمت ہے اگر قبل نکاح حاصل ہوگا تو نکاح صحیح نہوگا اور اگر بعد نکاح حاصل ہوگا تو نکاح کو
باطل کریگا پس اگر کسی دودھ پیتی لڑکی سے اپنا عقد کرے پھر زید کی ماں یا دادی یا نانی
یا بہن اوس لڑکی کو دودھ پلادے تو زید کا نکاح باطل ہوجائیگا اور اسیطرح اگر اوسکو زید کے

باپ یا بھائی کی زوجہ دودھ پلادے تب بھی نکاح باطل ہوجائیگا بشرطیکہ مرضعہ کا دودھ اوتھین دونون سے ہو پس اگر کسی کی زوجۂ شیرخوار از خود اوس عورت کا دودھ پی لے جسکی وجہ سے نکاح باطل ہوجاتا ہی اور مرضعہ کو خبر نہو تو اوسکا مہر ساقط ہوجائیگا اسلیے کہ وہ عقد ہی باطل ہوگیا جسکی وجہ سے مہر ثابت ہوتا ہی اور اگر زن مرضعہ اوس زوجۂ شیرخوار کو اپنے اختیار سے دودھ پلاوے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اس زوجۂ شیرخوار کو آدھا مہر دلوایا جائیگا اسلیے کہ یہ وہ فسخ ہی جو قبل دخول حاصل ہوا ہی اور ساقط اسلیے نہوگا کہ عقد کا بطلان صورتِ مذکورہ مین زوجہ کی طرف سے نہین ہوا اور شوہر کو مرضعہ سے اوس مقدار کا مطالبہ صحیح ہوگا جو اوسنے اپنی زوجہ کو دی ہی اگر مرضعہ نے خود نکاح باطل کرنے کا قصد کیا ہوگا لکن یہ سب محل تردد ہی اسلیے کہ منفعت فرج باطل کرنے کے سبب سے لزوم ضمانت مشکوک ہی اور اگر ایک شخص کی دو زوجائین ہون ایک کبیرہ اور ایک صغیرہ اور زوجۂ کبیرہ صغیرہ کو دودھ پلادے تو وہ دونون حرام موبد ہوجائینگی اگر زوجۂ کبیرہ سے دخول واقع ہوچکا ہو والا فقط کبیرہ حرام ہوگی اور کبیرہ کو اوسکا مہر دلوایا جائیگا اگر اوس سے دخول ہوچکا ہی والا اوسکے لیے مہر نہوگا اسلیے کہ بطلان عقد اوسی کیوجہ سے ہوا ہی اور صغیرہ کو پورا مہر دلوایا جائیگا اسلیے کہ اوسکا عقد اوسکی وجہ سے باطل نہین ہوا بلکہ اسلیے باطل ہوا ہی کہ زن کبیرہ مین اور اوسمین اوسکے ربیبہ ہونے کیوجہ سے جمع کرنا صحیح نہین ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ جو مقدار مہر صغیرہ کو شوہر نے دی ہی اوسکو کبیرہ سے لے سکتا ہی اور اگر کسیکی زوجۂ کبیرہ اوسکی دو شیرخوار زوجاؤن کو دودھ پلائے پس اگر کبیرہ کے ساتھ دخول واقع ہوا ہی تو تینون زوجائین شوہر پر حرام ہوجائینگی والا فقط کبیرہ حرام ہوگی اور اگر کسی شخص کی دو زوجائین کبیرہ اور ایک شیرخوار ہو پس اگر زوجۂ شیرخوار کو یکے بعد دیگرے وہ دونون زوجائین دودھ پلاوین تو

وہ زوجہ کہ جسنے پہلے دودھ پلایا ہو اور زوجہ شیرخوار دونون حرام ہوجائینگی ہان جسنے بعد کو دودھ پلایا ہو وہ حرام نہوگی اسلیے کہ اوسنے اوسکی زوجۂ شیرخوار کو بعد اوسکی بیٹی ہوجانے کے دوُدھ پلایا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ یہ بھی حرام ہوجائیگی اسلیے کہ یہ اوس عورت کی ماں ہوجاتی ہو جو اوسکی زوجہ تھی اور یہی قول اولی ہو اور ان جملہ صورتون مین کل کا نکاح باطل ہوجائیگا کیونکہ انکا نکاح مین جمع کرنا حرام ہو اور وجہ حرام ہونے کی ہم بیان کرچکے اور اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے اور وہ اوسکی زوجۂ شیرخوار کو دوُدھ پلائے تو دونون حرام ہوجائینگی بشرطیکہ کبیرہ سے دخول واقع ہوچکا ہو پانچوان مسئلہ اگر کسی شخص کی وہ کنیز جس سے یہ وطی کرتا ہو اوسکی زوجۂ شیرخوار کو دودھ پلاوے تو دونون حرام ہوجائینگی اور صغیرہ کا مہر اوسکے شوہر پر ثابت ہوگا اور اوس مہر کی رجوع کنیز پر صحیح نہوگی اسلیے کہ آقا کا اوسکے مملوک کے ذمہ کوئی مال ثابت نہین ہوسکتا ہان اگر وہ کنیز موطوئہ بالعقد ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ اوس سے مہر کا مطالبہ صحیح ہوگا اور اوسکے رقبہ پر مہر ثابت ہوگا اور میرے نزدیک اسمین تردد ہو اگرچہ اسکے قائل ہوجائین کہ رجوع بالمہر واجب ہو کیونکہ ہمنے بیان کیا ہو کہ بیع مملوکہ اوسمین صحیح ہو بلکہ آزاد ہونے کے بعد اوس سے مطالبہ کیا جائیگا چھٹا مسئلہ اگر دو شخصون کے پاس دو زوجہ ہون ایک صغیرہ اور ایک کبیرہ اور ہر ایک اپنی زوجہ کو طلاق دے اور دوسری سے عقد کرے اور پھر کبیرہ صغیرہ کو دوُدھ پلائے تو کبیرہ دونون پر حرام ہوجائیگی اور صغیرہ فقط اوس شخص پر حرام ہوگی جو کبیرہ سے دخول کرچکا ہو ساتوان مسئلہ جب کوئی شخص کسی عورت کی بہ نسبت کہے کہ یہ میری رضاعی بہن ہو یا میری بیٹی ہو اور اس دعوی کا صحیح ہونا ممکن ہو پس اگر یہ دعوی قبل عقد صادر ہو تو ظاہر مین اوس پر حرمت کا حکم کیا جائیگا اور عقد کرنا اوسکو صحیح نہوگا اور اگر عقد کے بعد ہوا اور بینہ رکھتا ہو تب بھی حکم حرمت کیا جائیگا پس اگر قبل دخول ہو تو مہر نہوگا

اور اگر بعد دخول ہی تو مہر مسمّی دلوایا جائیگا اور اگر بینہ نہو اور زوجہ انکار کرتی ہو تو اوسپر کل مہر لازم نہوگا اگر دخول واقع ہوچکا ہی والا بنا بر شوہر کے نصف مہر لازم ہوگا اور اگر عورت بعد عقد اوسکے رضاعی بھائی ہونے کا دعویٰ کرے تو اوسکا دعوی شوہر کے حق مین بے بینہ کے مقبول نہوگا اور اگر قبل عقد ہو تو عورت پر اوسکے اقرار کی بنا پر حرمت نکاح کا حکم کیا جائیگا **آٹھوان مسئلہ** شہادتِ رضاع بے تفصیل کے مقبول نہوگی اسلیے کہ جن شرائط کیوجہ سے حرمت متحقق ہوتی ہی اونمین اختلاف ہی پس اگر تفصیل کا اعتبار نہ کرین تو احتمال رہیگا کہ شاہد نے اپنے اعتقاد کے موافق بیان کیا ہو پس جو شخص کہ رضاع کی شہادت دے اوسکو بیان کرنا چاہیے کہ مین نے شیر خوار کو دیکھا ہی کہ مرضعہ کی پستان کو اپنے دہن مین لیکر چوستا تھا اور حسب عادت جتنی دیر مین مرتضع سیر ہوکر منھ اپنا ہٹاتا ہی اوتنی ہی دیر مین وہ اپنا منھ ہٹاتا تھا **نوان مسئلہ** جب زن کبیرہ کسی طفل صغیر سے عقد کرے اور پھر عقد کو فسخ کرے خواہ اسوجہ سے کہ اوس صغیر مین کوئی عیب موجب فسخ تھا یا اسوجہ سے کہ وہ کسی کی کنیز تھی اور اب آزاد ہوگئی یا اور کسی سبب سے اور بعد ازان کسی دوسرے شخص سے عقد کرے اور اسکا دودھ اوس صغیر کو پلادے تو دوسرے شوہر پر حرام ہوجائیگی اسلیے کہ یہ اوسکے رضاعی بیٹے کی زوجہ تھی اور صغیر پر اسلیے حرام ہوجائیگی کہ یہ اوسکے باپ کی منکوحہ ہی **دسوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے فرزند شیر خوار کا اپنی شیر خوار بھتیجی سے عقد کرے بعد ازان اون دونون کی دادی یا نانی ایک کو دودھ پلادے تو اون دونون کا نکاح باطل ہوجائیگا اسلیے کہ ان دونون مین جسنے دودھ پیا ہی اگر وہ لڑکا ہی پس اگر دادی کا دودھ پیا ہی تو اپنی زوجہ کا چچا ہوجائیگا اور اگر نانی کا دودھ پیا ہی تو اپنی زوجہ کا ماموں ہوجائیگا اور اگر دودھ پینے والی لڑکی تھی تو اپنے شوہر کی پھوپھی ہوجائیگی یا خالہ **تیسرا سبب** مصاہرت (وہ علاقہ ہی جو نکاح کے سبب سے زن و شوہر اور اونکے اقربا مین حادث ہوتا ہی) ہی

مصاہرت وطی صحیح کے ساتھ متحقق ہوتی ہے اور زنا یا وطی بالشبہ اور نظر بالمس کے ساتھ اوسکے متحقق ہونے مین اشکال ہے پس بیان چار امرون مین بحث کرنا ضرور ہے امر اول نکاح ہے پس جو شخص کسی عورت سے بعقد صحیح یا بملک وطی کریگا تو اوس شخص پر اوس عورت کی مان اور نانی اور دادی اگرچہ بعید ہون اور اوسکی بیٹیان اور نواسیان اور اونکی اولاد اور اولاد الاولاد حرام ہو جائینگی خواہ اوسکی اولاد قبل وطی پیدا ہو چکی ہو یا بعد وطی پیدا ہوئی ہو اگرچہ اوسکی اولاد نے اس شخص کے کنار مین پرورش پائی ہو اور اوس عورت پر اوس شخص کا باپ اور دادا اور اولاد حرام موبد ہو جائینگی اور اگر کسی عورت سے عقد ہوا ہو اور وطی واقع نہوئی ہو تو زوجہ اوسکی اوسکے باپ اور اولاد پر حرام ہو جائیگی اور زوجہ کی بیٹی جمعاً حرام ہے نہ عیناً پس اوسکی مفارقت کے بعد اوسکی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور زوجہ کی مان علی الاشہر محض عقد سے حرام ہو جاتی ہے اگرچہ دخول واقع نہوا ہو اور باپ کی کنیز محض ملک سے بیٹے پر حرام نہین ہوتی اور اسیطرح بیٹے کی کنیز باپ پر ہان اگر اون دونون مین سے کوئی شخص اپنی کنیز سے دخول کرے تو دوسرے پر حرام ہو جائیگی اور کسیکو ان دونون مین سے دوسرے کی کنیز سے وطی کرنا بے عقد یا ملک کے جائز نہین ہے اور باپ کو بیٹے کی کنیز کا بقیمت خرید کرنا اور پھر اوس سے وطی کرنا جائز ہے اور اگر اون دونون مین سے ایک شخص دوسرے کی کنیز سے بدون شبہ کے وطی کریگا تو زنا ہوگا لیکن باپ پر حد جاری نکیجائیگی بخلاف بیٹے کے کہ اوسپر حد بھی جاری ہوگی اور اگر وطی بالشبہ واقع ہوئی ہوگی تو حد ساقط ہو جائیگی اور اگر باپ کی کنیز بیٹے سے بوطی شبہ حاملہ ہو جائے تو لڑکا آزاد ہو جائیگا اور قیمت سب بیٹے پر نہوگی اور اگر بیٹے کی کنیز باپ سے حاملہ ہو جائے تو لڑکا آزاد ہوگا اور باپ پر اوسکی قیمت دیکر آزاد کرنا واجب ہوگا ہان اگر مولود لڑکی ہوگی تو آزاد ہو جائیگی اور باپ پر قیمت لازم ہوگی اور اگر باپ اپنے بیٹے کی زوجہ سے وطی بالشبہ کرے

ان يكون انثى ولو وطي الاب زوجة ابنه لشبهة

تو بیٹے پر حرام نہوگی اسلیے کہ حلیت عقد باپ کی وطی سے پہلے ہو چکی ہی اور بعض علمار نے
فرمایا ہی کہ حرام ہو جایگی اسلیے کہ وہ عورت اوسکے باپ کی منکوحہ ہوگئی اور باپ پر مہر
اوسکا لازم ہوگا اور اگر اوس عورت سے بیٹا دوبارہ وطی کرے پس اگر اسکے قائل ہو جاتے
کہ وطی بالشبہ باعث حرمت ہی تو بیٹے پر دو مہر لازم ہونگے ایک مہر مسمّی (جو وقت عقد مقرر
ہوا تھا) اور دوسرا مہر المثل وطی ثانی کے عوض اور اگر قائل ہون کہ وطی بالشبہ باعث حرمت نہین ہی
تو اوسپر سوائے مہر اول کے کوئی مہر ثابت نہوگا اور یہی قول صحیح ہی اور منجملہ توابع مصاہرت کے
یہ ہی کہ زوجہ کی بہن جمعًا حرام ہو جاتی ہی نہ عینًا اور اسیطرح بدون زوجہ کی رضا کے اوسکی بھانجی یا بھتیجی
بھی جمعًا حرام ہی ہان اگر اجازت دیدے تو صحیح ہی لیکن پھوپھی اور خالہ کو اونکی بھتیجی اور بھانجی پر داخل کرنا
جائز ہی اگرچہ بھتیجی یا بھانجی اونکے داخل کرنے سے ناخوش بھی ہو ہان پھوپھی اور خالہ کو اونکی بھتیجی
اور بھانجی ہونے کا علم ہو والا صحیح نہوگا اور اگر بھتیجی یا بھانجی کو اونکی پھوپھی یا خالہ پر بدون
اونکی اجازت کے داخل کریگا تو عقد باطل ہوگا اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ پھوپھی اور خالہ کو عقد کے
باطل کرنے اور باقی رکھنے یا اپنے عقد کے باطل کر دینے مین بدون طلاق اختیار رہوگا لیکن پہلا مذہب
صحیح تر ہی **امر دوم** زنا ہی پس اگر زنا عقد کے بعد واقع ہو تو باعث حرمت نہوگی مثلًا کوئی
شخص کسی عورت سے عقد کرے پھر اوسکی مان یا بیٹی سے زنا کرے یا اوسکے بھائی یا باپ یا بیٹے سے
لواطہ کرے یا اپنے باپ کی یا بیٹے کی کنیز مدخولہ سے زنا کرے تو ان سب صورتون مین عقد نکاح
باقی رہیگا اور یہ امور لاحقہ اوسکو باطل نہ کرینگے اور اگر زنا عقد سے پہلے واقع ہوئی ہو تو
مشہور یہ ہی کہ پھوپھی اور خالہ کی بیٹی جبکہ ان دونون کی مان سے زنا کرے حرام ہو جائینگی لیکن
سوائے ان دونون کے اگر اور کسی سے قبل عقد زنا واقع ہو تو آیا مثل وطی صحیح کے باعث حرمت
مصاہرت ہوگی یا نہین بنا بر بعض روایات کے باعث حرمت ہوگی اور اسی روایت کی

كتاب النكاح

سند وضیح تر ہی اور بنا بر بعض روایات کے ہنوگی **تیسرا امر وطی بالشبہ ہی** پس شیخ الطائفہ نے بنا بر اپنے احتیاط کے فرمایا ہی کہ وطی بالشبہ مثل نکاح صحیح کے ہجی جائیگی لیکن ہمین تردد ہی اظہر یہ ہی کہ وطی بالشبہ باعث حرمت نہین ہی لیکن نسب اسکے ساتھ ملحق ہوگا **چوتھا امر نظر اور لمس ہی** پس جو نظر یا لمس غیر مالک کو جائز ہی جیسے چہرہ پر نظر کرنا اور کف دست کا چھونا وہ باعث حرمت نہین ہی اور جو غیر مالک کو جائز نہین ہی جیسے فرج پر نظر کرنا یا بوسہ لینا یا باطن جسد کا بشہوت لمس کرنا اسمین تردد ہی لیکن اوسکا باعث کراہت ہونا اظہر ہی اور جو لوگ حرمت کے قائل ہین اونھون نے فقط حرمت کو لامس اور ناظر کے باپ اور بیٹے پر مقصور کیا ہی اور زن منظورہ و ملموسہ کی مان اور بیٹی کی نسبت حرمت کے قائل نہین ہوے ہین اور حکم رضاع اس باب مین حکم نسب ہی اور اسمین دو مقصد ہین **پہلا مقصد تحریم جمع کے بیان مین** اسمین چھ مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کوئی شخص دو بہنون سے یکے بعد دیگرے عقد کرے تو پہلی عورت کا عقد صحیح اور دوسری کا باطل ہوگا اور اگر دونون سے ایک ہی عقد مین نکاح کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ دونون کا نکاح باطل ہوگا اور یہی مذہب اشبہ ہی اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ اون دونون مین سے جسکو چاہے اختیار کرے اور یہ روایت ضعیف ہی **دوسرا مسئلہ** اگر کسی کنیز سے بملک وطی کرے پھر اوسکی بہن سے عقد کرے تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ عقد صحیح ہوجائیگا اور جبتک یہ منکوحہ اوسکے عقد مین ہی پہلی موطوئہ بالملک حرام رہیگی اور اگر کسی شخص کے پاس دو کنیزین ہون اور دونون سے وطی واقع ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ پہلی حرام ہوجائیگی یہانتک کہ دوسری اسکی ملک سے خارج ہو اور بعض نے فرمایا ہی کہ اگر جاہل تحریم تھا تو پہلی حرام نہوگی اور اگر عالم تحریم تھا تو حرام ہوجائیگی یہانتک کہ دوسری اسکی ملک سے خارج ہو اور بعد اسکے حلال ہوجائیگی بشرطیکہ دوسری کو پہلی کیطرف رجوع کرنیکی غرض سے خارج نکیا ہو ورنہ اس حال مین حلال نہوگی اور صحیح یہ ہی کہ دوسری

بہر حال حرام ہو جائیگی خواہ عالم تحریم ہو یا نہو اور پہلی حلال رہیگی **تیسرا مسئلہ** حر (مرد آزاد) کو کنیز سے عقد کرنا جائز نہین ہو مگر دو شرطون کے ساتھ کر سکتا ہو ایک یہ کہ حرہ کے مہر اور اور نفقہ پر قدرت نرکھتا ہو دوسری یہ کہ عقد نہ کرنے مین ایسی مشقت ہو جسکی وجہ سے زنا مین مبتلا ہو جانیکا خوف ہو اور بعض علما نے بدون ان دونون شرطون کے کنیز سے عقد کرنے کو مکروہ فرمایا ہو اور یہی مذہب زیادہ مشہور ہو اور مذہب اول کی بنا پر فقط ایک ہی کنیز سے عقد کرنا جائز ہوگا اسلیے کہ مشقت دور ہو جاتی ہو اور مذہب ثانی کی بنا پر دو کنیزون تک عقد کرنا جائز ہوگا اور دو کنیز سے زائد کے ساتھ عقد کرنا اجماعاً مباح نہین ہے **چوتھا مسئلہ** غلام کو دو حرہ سے زائد کے ساتھ عقد کرنا جائز نہین ہو **پانچوان مسئلہ** اگر کسی شخص کے پاس زوجۂ حرہ موجود ہو تو بے اوسکی اجازت کے کنیز سے عقد کرنا جائز نہوگا پس اگر بے اوسکی اجازت کے عقد کرے گا تو باطل ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ حرہ کو عقد کنیز کے باطل کرنے اور باقی رکھنے اور اپنے عقد کے فسخ کر دینے مین اختیار حاصل ہوگا اور قول اول اشبہ اور قاعدہ کے موافق ہو لیکن اگر کنیز منکوحہ موجود ہو اور حرہ سے عقد کرے تو صحیح ہوگا اور حرہ کو اپنے عقد کے فسخ کرنے کا اختیار ہوگا اگر قبل عقد نجانتی ہو کہ اوسکے عقد مین کنیز ہی اور اگر ایک عقد مین اون دونون کو جمع کرے تو حرہ کا عقد صحیح ہو جائیگا اور کنیز کا عقد باطل ہو جائیگا یا حرہ کی رضا پر موقوف رہیگا علی الاختلاف القولین **چھٹا مسئلہ** جب کوئی شخص اپنی اوس زوجہ سے دخول کرے جسکا سن نو برس سے کم ہو اور افضا (پیشاب اور حیض کی راہ کا ایک ہو جانا) ہو جائے تو اوسکی وطی حرام موبد ہو جائیگی اور اوسکے عقد سے خارج نہوگی اور اگر افضا نہو تو حرام نہوگی یہی مذہب زیادہ صحیح ہو **دوسرا مقصد** اون تحریم عینی کے چند مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** جو شخص کسی عورت سے اوسکے عدہ مین

کتاب النکاح

دانستہ عقد کریگا تو اوسپر ہمیشہ کے لیے حرام ہوجائیگی اور اگر عدہ اور تحریم کو نجانتا ہو اور دخول واقع ہو تو بھی حرام ہوجائیگی والّا یہ عقد باطل ہوجائیگا اور اوسکو انقضائے عدہ کے بعد از سر نو عقد کرلینا جائز ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی عورت سے اوسکے عدہ مین عقد کرے اور دخول واقع ہو اور وہ عورت حاملہ ہوجائے پس اگر جاہل تھا تو مولود اسی شخص سے ملحق ہوگا بشرطیکہ اس شخص کے دخول کرنے سے پورے چھ مہینے یا زیادہ کے بعد پیدا ہوا ہو اور ان دونون مین حرمت موبدہ ہوجائیگی بلکہ اوسسے علٰحدگی کردینا واجب ہوگا اور مہر مسمّٰی اوس شخص کے ذمہ ثابت ہوگا اور اوس عورت کو پہلے شوہر کا عدہ تمام کرنے کے بعد دوسرے شخص کے لیے دوسرا عدہ رکھنا ضرور ہوگا اور بعض علماء ایک ہی عدہ کو کافی جانتے ہین اور اوس عورت کا ایک مہر اول پر اور ایک دوسرے پر لازم ہوگا بشرطیکہ جاہل تحریم ہو اور اگر عالم تحریم تھی تو کچھ استحقاق نہوگا **تیسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص زنِ بے شوہر سے زنا کرے تو نکاح اوس سے حرام نہوگا اور اسیطرح اگر کوئی عورت زنا کرے تو اپنے شوہر پر حرام نہوگی اگرچہ اصرار رکھتی ہو اور یہی مذہب صحیح تر ہے اور اگر زن شوہر دار زنا کرے یا عدۂ رجعیہ مین عقد کرے تو بنا بر مشہور کے حرام موبد ہوجائیگی **چوتھا مسئلہ** اگر کوئی شخص کسی لڑکے کے ساتھ مرتکب ہوگا تو اوسپر اوس لڑکے کی ماں اور بہن اور بیٹی حرام ہوجائیگی اور اگر اونمین سے کسی کا عقد پہلے واقع ہوچکا ہوگا تو حرام نہوگی اسلیے کہ حرامِ لاحق حلال سابق کو باطل نہین کرسکتا **پانچوان مسئلہ** اگر محرم (جسنے احرام باندھا ہو) کسی عورت سے عقد کرے اور عالم تحریم ہو تو عورت اوسپر حرام موبد ہوجاویگی اور اگر جاہل تحریم ہو تو عقد فاسد ہوگا اور وہ عورت اوسپر حرام نہوگی **چھٹا مسئلہ** شوہر دار عورت اپنے شوہر کے سوا کسی پر اوسوقت تک حلال نہوگی جبتک کہ شوہر اوس سے مفارقت نکرے یا عدہ منقضی نہوجائے اگر صاحب عدہ ہو **چوتھا سبب** استیفاء عدد اور وہ اسکے بیان مین

اسکی دو قسمین ہین **پہلی قسم** اگر آزاد کے پاس عقد دائم مین چار عورتین جمع ہوئی ہون جبتک یہ چارون باقی ہین پانچوان عقد نہین کرسکتا اور نیز اوسکو انہی چار عورتون کے دو کنیزون سے زائد کے ساتھ عقد کرنا جائز نہین ہی اور جب غلام کے پاس چار کنیزین یا دو آزاد عورتین یا ایک آزاد اور دو کنیزین جمع ہوجائین تو زائد سے عقد کرنا حرام ہوگا ہان متعہ اور ملک یمین مین ازواج کا کوئی عدد آزاد یا غلام کے لیے معین نہین ہی اور یہان دو مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** جب کہ شوہر چار عورتون مین سے ایک کو طلاق دے پس اگر طلاق رجعی ہو تو اوسکو قبل انقضائے عدۂ پانچوان عقد کرنا حرام ہوگا اور اگر طلاق بائن ہو تو بمجرد طلاق عقد کرسکتا ہی اور زوجہ کی بہن سے نکاح کرنے مین بھی یہی حکم ہی لکن جب طلاق بائن ہو تو قبل انقضائے عدہ عقد کرنا مکروہ ہی **دوسرا مسئلہ** جب چار عورتون مین سے ایک کو طلاق بائن دے اور دو عورتون سے عقد کرے پس اگر دونون عقد یکے بعد دیگرے واقع ہوئے ہین تو فقط پہلا عقد صحیح ہوگا اور اگر دونون عقد ایک ہی وقت مین واقع ہوئے ہین تو دونو باطل ہونگے اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ شوہر کو ایک کے باقی رکھنے کا اختیار ہوگا اور یہ روایت ضعیف ہی **دوسری قسم** جب کسی حرّہ کو ایسی تین طلاقین واقع ہون جن مین دو رجعتین متحقق ہوچکی ہون تو مطلق پر اوس وقت تک حرام رہیگی جبتک کہ دوسرے شخص سے نکاح دائم نہ کرلے خواہ شوہر اوسکا آزاد ہو یا غلام اور جب کنیز کو دو طلاقین ہوچکی ہون تو شوہر پر اوس وقت تک حرام رہیگی جبتک کہ دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلیگی اگرچہ شوہر اوسکا حر ہو اور جب حرّہ کو نو طلاقین عدہ کی اسطرح ہوچکی ہون کہ درمیان مین اونکے دو شخص اوس سے نکاح کرچکے ہون تو مطلق پر حرام موبد ہوجائیگی **پانچوان سبب لعان** ہی عورت لعان واقع ہونے کے بعد شوہر پر حرام موبد ہوجاتی ہی اور اگر بہری یا گونگی زوجہ کو زنا کی اسطرح نسبت دے کہ اگر وہ گونگی یا بہری نہوتی

تو لعان واقع ہوتی تب بھی حرام مؤبد ہو جائیگی چھٹا شعبہ ہے اور بیان چند مقصد کا اُن مین پہلا مقصد مسلمان کو کافر حربی سے نکاح دائم یا منقطع کرنا اجماعاً جائز نہین ہے اور اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کی عورتون سے نکاح کے حرام یا جائز ہونے مین دو قسم کی روایتین منقول ہین مشہور اون دونون مین یہ ہے کہ نکاح دائم حرام ہے اور متعہ و ملک یمین جائز اور علی الاقرب روایتین مجوس کا بھی یہی حکم ہے اور اگر زن و شوہر مین سے ایک شخص قبل دخول مرتد ہو جائے تو نکاح فوراً باطل ہو جائیگا پس اگر عورت مرتد ہوگی تو مہر ساقط ہوگا اور اگر مرد مرتد ہوگا تو نصف مہر ساقط ہوگا اور اگر ارتداد بعد دخول واقع ہوا ہے تو فسخ نکاح انقضائے عدہ پر موقوف رہیگا خواہ عورت مرتد ہوئی ہو یا مرد اور مرد کے ذمہ مہر کامل لازم ہوگا اسلیے کہ دخول سے استقرار مہر ہو چکا ہے ہان اگر شوہر مولود علی الفطرۃ ہو اور مرتد ہو جائے تو نکاح فوراً باطل ہو جائیگا اگرچہ ارتداد بعد دخول واقع ہوا ہو اسلیے کہ مرتد فطری کا اسلام مقبول نہین ہوتا اور اگر زن کتابیہ کا شوہر قبل دخول یا بعد دخول اسلام لائے تو اپنے نکاح پر باقی رہیگا اور اگر مرد کتابی کی زوجہ قبل دخول اسلام لائے تو عقد باطل ہوگا اور مہر نہوگا اور اگر بعد دخول اسلام لائے تو فسخ عقد عدہ گذرنے پر موقوف رہیگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر شوہر شرائط ذمہ رکھتا ہوگا تو نکاح اوسکا باقی رہیگا ہان شوہر کو زوجہ کے پاس شب کو جانے اور دن کو خلوت کرنے کی ممانعت کیجائیگی اور مذہب اوّل اشبہ ہے اور اگر زن و شوہر غیر کتابی ہون اور دونون مین سے ایک شخص قبل دخول اسلام لائے تو اوسی وقت عقد باطل ہو جائیگا اور اگر بعد دخول اسلام لائے تو انقضائے عدہ پر موقوف رہیگا اور اگر کافر ذمی کی زوجہ سوائے اپنے دین کے اور کسی کفر کے دین کو اختیار کرے تو فوراً عقد باطل ہو جائیگا اگرچہ بعد مین اپنے دین کی طرف رجوع بھی کرے اس بنا پر کہ سوائے دین اسلام کے اوس سے کوئی دین

مقبول نہین ہی اور اگر کوئی کافر ذمی اسلام لائے اور اوسکے پاس عقد دائمی کی چار سے زیادہ
ازواج موجود ہون تو اونمین سے چار حرہ یا دو حرہ اور دو کنیزین رکھسکتا ہی اور اگر غلام ہی
تو دو حرہ یا ایک حرہ اور دو کنیزین اونمین سے رکھسکتا ہی اور باقی کو علیحدہ کرنا لازم ہی اور
اگر وقت اسلام اوسکی عورتون کا عدد بقدر حلال ہو تو سب کا عقد ثابت رہیگا اور مرد مسلم
اپنی زوجۂ ذمیہ کو غسل پر مجبور نہین کرسکتا کیونکہ استمتاع بدون غسل بھی ممکن ہی ہان اگر استمتاع کا کوئی
مانع موجود ہو جیسے بدبو یا بڑے بڑے ناخون جس سے نفرت ہوتی ہو تو اوسکے دور کرنے پر
مجبور کرسکتا ہی اور اوسکو اوسکے عبادتخانہ مین جانے سے بھی منع کرنا جائز ہی جسطرح کہ اپنے
مکان سے نکلنے سے منع کرسکتا ہی اور اسیطرح شوہر کو اوسکے شراب پینے اور سور کا گوشت
کھانے اور نجاست کا استعمال کرنے سے بھی منع کرنا صحیح ہوگا دوسرا مقصد کیفیت اختیار کے
بیان مین اختیار کبھی اوس قول سے ہوتا ہی جو اختیار پر دلالت کرتا ہو مثلاً کہے کہ اخترتک
(مین نے تجھکو اختیار کیا) یا امسکتک (مین نے تجھکو روکا ہی) یا جو الفاظ اسکے مثل ہون
اور اگر بہ ترتیب اختیار کرے تو فقط پہلی چار عورتون کا عقد ثابت رہیگا اور اگر چار عورتون
سے علاوہ کے ساتھ خطاب کرے کہ اخترت فراقکن (مین نے تمہاری جدائی اختیار کی) تو
جنسے خطاب کیا ہی اونکا عقد فاسد ہوجائیگا اور باقی کا ثابت رہیگا اور اگر ایک سے طلقتک
کہے تو اوسکا نکاح صحیح سمجھا جائیگا اور طلاق بھی صحیح ہوجائیگا اور منجملۂ ازواج اربعہ محسوب
ہوگی اور اگر چار عورتون کو طلاق دے تو باقی کا عقد باطل ہوگا اور جنکو طلاق دی ہی اونکا
نکاح ثابت ہوگا اور ظہار و ایلا اختیار پر دلالت نہین ہی اسلیے کہ یہ دونون لفظ
غیر زوجہ کے لیے بھی استعمال کیے جاتے ہین اور کبھی دخول سے بھی اختیار ثابت ہوتا ہی مثلاً
اونمین سے کسی عورت کے ساتھ وطی واقع کرے اسلیے کہ ظاہر اسکا اختیار ہی اور اگر

چار عورتون سے وطی کرے تو اونھین چارون کا عقد ثابت رہیگا اور اگر اونمین سے کسی عورت کا بوسہ لے یا بشہوت لمس کرے تو اوسکو بھی اختیار مین داخل کرنا ممکن ہو جیسا کہ زن مطلقہ کے حق مین اسکو داخل رجعت کرتے ہین اگرچہ یہ خالی از اشکال نہین ہو اسلیے کہ یہان احتمال خلاف باقی رہتا ہو

تیسرا مقصد اون مسائل کے بیان مین جو اختلاف دین و مذہب سے پیدا ہوتے ہین اور وہ کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جب کوئی کافر کسی عورت سے اور اوسکی بیٹی سے عقد کرے اور دونون سے دخول کرنے کے بعد اسلام لے آئے تو اوسپر وہ دونون حرام ہو جائینگی اور اسیطرح اگر فقط مان سے دخول کرے تب بھی دونون حرام ہو جائینگی لیکن اگر کسی سے دخول نہ کیا ہوگا تو مان کا عقد باطل ہو جائیگا نہ بیٹی کا اور زوج کو اختیار نہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہو کہ زوج کو اختیار ہوگا لیکن پہلا قول اشبہ اور اوصول مذہب کے موافق ہو اور اگر کوئی کافر اسلام لائے اور اوسکے پاس کنیز اور اوسکی ایک بیٹی موجود ہو پس اگر دونون سے وطی کر چکا ہو تو دونون حرام ہو جائینگی اور اگر ایک سے وطی کی ہوگی تو دوسری حرام ہو جائیگی اور اگر کسی سے وطی نہین کی تو ان دونون مین سے جسکو چاہے اختیار کرے اور اگر اسلام قبول کرنے کے وقت اوسکے پاس دو بہنین موجود ہون تو ان مین سے جسکو چاہے اختیار کرے اگرچہ اون دونون سے وطی کر چکا ہو اور اوس صورت مین بھی یہی حکم جاری ہوگا جب اوسکے پاس کوئی عورت اور اوسکی پھوپھی یا خالہ موجود ہو اور وہ جمع کی اجازت نہ دے ہان اگر راضی ہو جائے تو جمع کرنا صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کوئی کافر اسلام لائے اور وقت اسلام اوسکے پاس ایک حرّہ اور ایک کنیز موجود ہو اور زن حرّہ جمع کرنے پر راضی ہو جائے تب بھی جمع کرنا صحیح ہوگا

دوسرا مسئلہ جب کوئی مشرک غیر کتابی اسلام لائے اور اوسکے پاس ایک حرّہ اور تین کنیزین منکوحہ موجود ہون اور وہ تب بھی اوسکے ساتھ اسلام لے آئین تو حرّہ کے ساتھ

دو کنیزون کو اختیار کرے گا بشرطیکہ حرہ راضی ہو جائے ورالا کنیزون کا عقد باطل ہو جائیگا
اور اگر کوئی حر اسلام لائے اور اوسکے پاس چار کنیزین منکوحہ موجود ہون تو اونمین سے
دو کنیزون کو اختیار کریگا اور اگر چارون آزاد ہون تو سب کا عقد ثابت رہیگا او سیطرح
اگر قبل انقضائے عدۃ اسلام لے آئین تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر چار سے زائد ہون اور اونمین سے
بعض عورتین اسلام لے آئین تو شوہر کو اختیار ہوگا کہ انمین سے جسکو چاہے اختیار کرے یا باقی کے
اسلام لانیکا انتظار کرے پس اگر کل یا بعض باقی بھی اسلام لے آئین اور سب چار سے زائد نہون تو
اونکا عقد ثابت رہیگا اور اگر چار سے زائد ہون تو چار کو اختیار کریگا اور اگر اون عورتون کو
اختیار کر چکا ہو جو پہلے اسلام لائی تھین اور چار ہی ہون تو باقی عورتون مین اختیار باقی نرہیگا
اگرچہ قبل عدۃ اسلام لے آئین **تیسرا مسئلہ** اگر غلام اسلام لائے اور اوسکے پاس بت پرستون
مین سے چار آزاد عورتین موجود ہون اور اوسکے ساتھ اون چارون مین سے دو عورتین
اسلام لے آئین بعد ازان وہ غلام آزاد ہو جائے اور باقی دو عورتین بھی اسلام لے آئین
تو اس صورت مین دو سے زائد کو اختیار نہین کر سکتا اسلیے کہ وقت اسلام اوسکو دو ہی آزاد عورتین
حلال تھین اور اگر سب عورتین اسلام لے آئین بعد ازان وہ غلام آزاد ہو جائے اور پھر اسلام
لائے یا وہ عورتین اوسکے آزاد ہونے اور اسلام لانے کے بعد اور انقضاء عدہ کے قبل اسلام لے
آئین تو اوسکا نکاح سب پر ثابت رہیگا اسلیے کہ اس صورت مین وصف حریت جسکی وجہ سے
چار آزاد عورتین حلال ہوتی ہین موجود ہی اور اس فرق مین اشکال ہی **چوتھا مسئلہ** اختلاف دین
وجہ فسخ ہی اور داخل طلاق نہین ہی پس اگر فسخ عقد عورت کی جانب سے قبل دخول حاصل ہوگا تو
کل مہر ساقط ہوگا اور اگر مرد کی جانب سے حاصل ہوگا تو بنا بر مشہور کے نصف مہر ثابت ہوگا اور
اگر فسخ عقد بعد دخول حاصل ہوگا تو پورا مہر مستقر ہو جائیگا اور فسخ متاخر سے ساقط نہوگا اور اگر

مہر مسمّی فاسد ہو تو اوسکے عوض مین دخول کے بعد پورا مہر المثل اور دخول کے قبل نصف مہر المثل دیا جائیگا
اگر فسخ عقد مرد کی جانب سے ہوا ہو اور اگر کوئی مہر معین نہ تھا اور قبل دخول مرد کی جانب سے فسخ عقد
حاصل ہو تو اوس عورت کو مثل مطلقہ کے متعہ دیا جائیگا (موافق اپنی حالت کے کچھ عطیہ اوسکو دیگا
جسکی تفصیل عنقریب آئیگی) اور اسمین تردد ہی اور اگر کافر ذمی بعد دخول اسلام لائے اور مہر معین
شراب ہو اور عورت کو وصول نہ ہوا ہو تو بعض علما نے فرمایا ہی کہ مہر ساقط ہو جائیگا اور بعض
علما نے مہر المثل کو واجب کیا ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ شراب کے حلال جاننے والون کے نزدیک جو
اوسکی قیمت ہوگی اوسی کا دینا لازم ہوگا اور یہی مذہب صحیح تر ہی پانچوان مسئلہ اگر کوئی مسلمان
دخول کے بعد مرتد ہو جائے تو اوسپر زوجہ مسلمہ کی وطی حرام ہوگی اور اوسکا نکاح انقضائے
عدہ پر موقوف رہیگا اور اگر اوس عورت سے وطی بالشبہ واقع کرے اور انقضاء عدہ تک
اپنے کفر پر باقی رہے تو شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ اسپر دو مہر واجب ہونگے ایک مہر اصلی اور
ایک مہر بعوض وطی بالشبہ اور اسمین اشکال ہی اسلیے کہ وہ عورت حکم زوجہ مین ہی بشرطیکہ ارتداد
عن الفطرة نہو چھٹا مسئلہ جب کوئی شخص اسلام لائے اور اوسکے پاس چار عورتین بت پرست
موجود ہون اور اونسے دخول واقع ہو چکا ہو تو اوس شخص کو علاوہ انکے اور کسی عورت سے
عقد کرنا جائز نہوگا اور نہ ان چارون مین سے کسیکی بہن کے ساتھ عقد صحیح ہوگا یہانتک کہ
عدہ منقضی ہو اور وہ عورتین کفر پر باقی رہین اور اگر زن بت پرست اسلام لائے اور
اوسکا شوہر اپنے مذہب کے موافق اسلام لانے کے قبل اوسکی بہن سے عقد کرے اور عدہ
منقضی ہو جائے اور شوہر کفر پر باقی رہے تو دوسری کا عقد صحیح رہیگا پس اگر وہ دونون
بھی زوجہ اولی کے عدہ سے قبل اسلام لے آئین تو شوہر کو ان دونون مین سے ایک کا اختیار
کر لینا اوسیطرح صحیح ہوگا جسطرح کہ اسلام لانے کے وقت دونون بہنین اوسکی عقد مین ہوتین اور

ایک کا اختیار کرلینا صحیح ہوتا ساتوان مسئلہ جب کوئی بُت پرست اسلام لائے اور پھر مرتد
ہوجائے اور عورت کا عدہ حالتِ کفر مین منقضی ہوجائے تو باین ہوجائیگی اور اگر اثنا رعدہ
مین اسلام لے آئے اور وہ شخص بھی اثنا رعدہ مین پھر مسلمان ہوجائے تو اوسکے عقد مین باقی رہیگی
اور اگر عدہ گذر جائے اور وہ شخص اپنے کفر پر باقی رہے تو اوسکو عورت پر کوئی سبیل نہ رہیگی
آٹھوان مسئلہ اگر کئی عورتین اسلام لائین اور قبل اختیار اونمین سے ایک عورت مرجائے
تو شوہر کا اختیار بہ نسبت زن مردہ کے باطل نہوگا پس اگر اوسکو اختیار کریگا تو اوسکے ترکہ
سے اپنے نصیب کا وارث ہوگا اور اسیطرح اگر سب عورتین مرجاوین تب بھی اوسکو اختیار باقی رہیگا
پس اگر اونمین سے چار کو اختیار کریگا تو اون چارون کا وارث ہوگا اسلیے کہ اختیار عقد
جدید نہین ہے بلکہ جن عورتون کا عقد صحیح ہے اونکی تعیین مقصود ہے اور اگر اون سب عورتون
کے ساتھ اونکا شوہر بھی قبل اختیار مرجائے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اختیار باطل ہوجائیگا لکن
ازواج کا بذریعۂ قرعہ معین کرنا بیوجہ نہین ہے اسلیے کہ اون مردہ عورتون مین یا وارث
ہین یا مورث ہین اور اگر عورتون کے قبل اونکا شوہر مرجائے تو اون سب پر عدہ رکھنا
واجب ہوگا اسلیے کہ ان عورتون مین سے بعض پر نفس الامر مین عدۂ وفات واجب ہے
لکن چونکہ امتیاز حاصل نہین ہے لہذا احتیاطاً سب عورتین ابعد الاجلین کے ساتھ عدہ رکھینگی اسلیے کہ
اونمین سے ہر ایک عورت اپنے زوجہ ہونے اور نہونے کا احتمال رکھتی ہے پس غیر حاملہ عدۂ
وفات اور وضع حمل مین سے جسکی مدت زائد ہوگی اوسی کو عدہ کے لیے اختیار کریگی اور جو
حاملہ نہین ہے وہ عدہ طلاق اور عدۂ وفات مین سے ابعد الاجلین کو اختیار کریگی نوان مسئلہ
جب شوہر کے ساتھ اوسکی کل ازواج بھی اسلام لے آئین تو شوہر پر کل عورتون کا نفقہ دینا لازم
ہوگا یہانتک کہ چار کو اختیار کرے پس اوسی وقت سے باقی عورتون کا نفقہ ساقط ہوجائیگا

اسیلیے کہ قبل اختیار وہ سب عورتین حکم ازواج مین ہین اور اسیطرح اگر کل یا بعض عورتین اسلام لے آئین اور اونکا شوہر اپنے کفر پر باقی ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر نفقہ نہ دے گا تو عورتونکو اوسکا مطالبہ جائز ہوگا نفقۂ حال ہو یا گذشتہ شوہر اسلام لایا ہو یا کفر پر باقی ہو ہان اگر شوہر اسلام لے آئے اور عورتین کفر پر باقی رہین تو نفقہ لازم نہوگا اسلیے کہ خود عورتون کیطرف سے بوجہ کفر ممانعت استمتاع متحقق ہے اور اگر زن و شوہر مین سے ہر ایک شخص اپنے سابق الاسلام ہونے کا مدعی ہو تو شوہر کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ اصل عدم لزوم نفقہ اور برائت ذمۂ شوہر ہے پس اوسی کا استصحاب کیا جائیگا اور اگر شوہر قبل اختیار مرجائے تو اون عورتون مین سے چار عورتین اوسکی وارث ہونگی لیکن اونکے معین نہونے کیوجہ سے حصہ اونکا اوسوقت تک نہ دیا جائیگا جبتک کہ وہ سب عورتین آپس مین صلح نہ کرلین لیکن ان سب مین سے چار زوجہ کا قرعہ سے معین کرنا یا چار عورتون کا حصہ نکال کر اون سب پر تقسیم کر دینا بیوجہ نہین ہے اور اگر عورتون کے اسلام لانے سے پہلے شوہر مرجائے تو عورتون کے لیے کچھ نہ رکھا جائیگا اسلیے کہ شخص کافر مسلم کا وارث نہین ہو سکتا لیکن اگر قائل ہون کہ جو عورت قبل قسمت ترکہ اسلام لے آئے وہ وارث قرار دیجائے تو ممکن ہے دسوان مسئلہ عمار یاسر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ غلام کا بھاگنا اوسکی عورت کے حق مین حکم طلاق رکھتا ہے اور بمنزلۂ ارتداد ہے پس اگر وہ غلام قبل انقضاء عدہ واپس آئے تو وہ عورت اوسکی زوجہ رہیگی اور پہلا نکاح باقی رہیگا اور اگر بعد عدہ واپس آئے اور اوسکی عورت کسی دوسرے شخص سے عقد کر چکی ہو تو اب غلام کو اوسپر کوئی سبیل باقی نرہیگی اور اس روایت پر عمل کرنے مین تردد ہے اسلیے کہ اسکی سند ضعیف ہے آٹھوان مقام پواحق عقد کے بیان مین اسمین چند مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ کفائت عقد دوام مین شرط ہے اور کفائت سے یہ مراد ہے کہ زن و مرد دونون مسلم ہون اور اگر یا اون دونون کا مومن (شیعہ) ہونا بھی

كتاب النكاح

شرط ہو یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین ہین اظہر اون دونون مین یہ ہو کہ فقط اسلام کافی ہو اگرچہ دونون کا شیعہ ہونا سنت مؤکدہ ہو لکن زن مومنہ مین ایمان شوہر کی رعایت بیشتر ہے اسلیے کہ عورت اپنے شوہر کے دین کو قبول کرلیتی ہو ہان اوس ناصبی سے نکاح کرنا جائز نہین کہ جو اہلبیت علیہم السلام سے بغض رکھتا ہو یا اونکی عداوت کا اعلان کرتا ہو اسلیے کہ ناصبی کافر ہو اور آیا شوہر کا نفقہ پر قادر ہونا شرط ہو یا نہین پس بعض علما نے شرط کیا ہو اور بعض نے نہین کیا اور یہی اشبہ ہو اور اگر بعد نکاح اوسکے نفقہ سے عاجز ہو جائے تو آیا اوسکی زوجہ کو فسخ عقد کا اختیار حاصل ہوگا یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین ہین لکن اون دونون مین مشہور تر یہ ہو کہ اختیار نہوگا اور زن حرہ کو غلام سے اور زن عربی کو مرد عجمی سے اور زن ہاشمیہ کو غیر ہاشمی سے اور بالعکس عقد کرنا صحیح ہو اور اسیطرح خسیس پیشہ لوگون کا (جیسے حجام اور خاکروب وغیرہ) صاحبان دین و دولت سے نکاح کرنا بھی جائز ہو اور اگر کوئی مرد مومن جو نفقہ دینے پر قدرت رکھتا ہو کسی شخص سے درخواست کرے تو اوسکی اجابت واجب ہوگی اگرچہ نسب کی راہ سے ادنی بھی ہو اور اگر ولی زن انکار کریگا تو گنہگار ہوگا اور اگر شوہر کسی قبیلہ کیطرف منسوب ہو اور عقد کے بعد اوسکا کسی دوسرے قبیلہ سے ہونا معلوم ہو تو زوجہ کو اختیار فسخ حاصل ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اختیار نہوگا اور یہی مذہب اشبہ و اصول مذہب کے موافق ہو اور فاسق سے عقد کرنا مکروہ ہو اور شرابخوار سے عقد کرنے مین کراہت شدید ہو اور اسیطرح زن شیعہ کا مرد مخالف سے عقد کرنا بھی مکروہ ہو ہان مستضعف (وہ شخص ہو جو کسی خاص شخص کی محبت یا بغض کے ساتھ مشہور نہو) کے ساتھ عقد کرنے مین کوئی مضائقہ نہین

دوسرا مسئلہ اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے اور بعد عقد اوسکا بدکار ہونا ثابت ہو تو عقد کا فسخ کرنا یا ولی زن سے مہر کا مطالبہ کرنا جائز نہوگا و بعض روایات

مین وارد ہوا ہی کہ اوسکے ولی سے مہر کو واپس لے سکتا ہی اور زن مذکورہ کو منافع فرج کے
مقابل کچھ مال بطور مہر دیدینا کافی ہوگا اور یہ روایت شاذ ہی تیسرا مسئلہ جو عورت عدّہ
رجعیہ رکھتی ہو اوس سے درخواست عقد کی تعریض غیر شوہر کو جائز نہین ہی اسلیے کہ وہ
حکم زوجہ مین ہی مگر جس عورت کو تین طلاقین ہو چکی ہون اوس سے شوہر اور غیر شوہر دونون
کو جائز ہی ہان تصریح شوہر و غیر شوہر کسی کو جائز نہین ہی لیکن جس عورت کو نو طلاقین عدّہ کی
ہو چکی ہون اور اونکے درمیان مین اوس عورت سے دو شخص نکاح کر چکے ہون تو زوج
کو تعریض جائز نہوگی ہان غیر زوج کو جائز ہوگی لیکن اثناء عدّہ مین شوہر و غیر شوہر کسیکو تصریح کرنا
جائز نہوگا اور جو عورت عدّہ بائن رکھتی ہو اوس سے شوہر اور غیر شوہر دونون کو تعریض
کرنا جائز ہی خواہ اوس عورت کو بذریعہ خلع مفارقت حاصل ہوئی ہو یا بذریعہ فسخ اور
فقط شوہر کو تصریح بھی جائز ہی اور تعریض سے ایسے الفاظ کا ذکر کرنا مراد ہی جنکا نکاح
اور غیر نکاح دونون پر حمل کرنا ممکن ہو مثلاً کہے رُبَّ راغبٍ فیکِ (بہت شخص تیری طرف
راغب ہین) یا کہے رُبَّ حریصٍ علیکِ (بہت لوگ تجھپر حریص ہین) یا جو الفاظ
مثل اسکے ہون اور تصریح سے ایسے الفاظ مین خطاب کرنا مراد ہی جنکا مفاد نکاح کے
سوا دوسرا نہو مثلاً کہے اذا انقضت عدّتکِ تزوجتکِ (جب تیرا عدّہ گذر جائیگا
تو تجھسے عقد کرونگا) اور اگر درخواست عقد کی دونون مقام پر تصریح کرے جہان جائز نہو اور
پھر انقضاء عدّہ کے بعد نکاح کرے تو نکاح صحیح ہو جائیگا اور عورت اوسپر حرام نہوگی
چوتھا مسئلہ جبکہ کوئی شخص عقد کی درخواست کرے اور عورت قبول کرے تو بعض
علماء نے فرمایا ہی کہ دوسرے شخص کو اوس سے درخواست کرنا حرام ہوگا لیکن اگر دوسرا شخص عقد
کرے تو صحیح ہو جائیگا پانچوان مسئلہ جب کسی عورت پر تین طلاقین واقع ہو چکی ہون اور

وہ عورت کسی شخص سے باین شرط عقد کرے کہ بعد وقوع تحلیل نکاح باقی نہ رہے تو یہ عقد باطل
ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ یہ شرط باطل ہوگی اور عقد صحیح ہوگا اور اگر بشرط طلاق عقد
کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ نکاح صحیح ہوگا اور یہ شرط باطل ہوگی اور اگر دخول واقع ہو
تو اوسکو مہر المثل دیا جائیگا اور اگر شرط مذکور کی تصریح متن عقد مین نہو تو عقد فاسد نہوگا اگرچہ
شوہر یا زوجہ یا ولی زوجہ کی نیت مین یہی ہو اور جس مقام پر کہ صحت عقد کے قائل ہون
وہان پر دخول و افتراق و انقضاء عدہ کے بعد مطلق پر حلال ہوجاویگی اور جس مقام پر کہ صحت عقد
کے قائل نہون وہان پر حلال نہوگی خواہ وطی واقع ہوئی ہو یا نہوئی ہو اسلیے کہ تنہا وطی بدون
عقد صحیح کافی نہین ہو چھٹا مسئلہ نکاح شغار باطل ہو اور اوسکی صورت یہ ہو کہ دو عورتون کا
دو مردون سے عقد کیا جائے اور ہر ایک عورت کا نکاح دوسری کا مہر مقرر کیا جائے
لیکن اگر ہر ایک لڑکی کا ولی اوسکا عقد دوسرے کے ولی سے کرے اور ہر ایک لڑکی کے لیے مہر
معلوم معین کیا جائے تو عقد صحیح ہوگا اور اگر ایک ولی اپنی لڑکی کا عقد دوسرے سے مہر معلوم پر
باین شرط واقع کرے کہ وہ اپنی لڑکی کا عقد اوس سے بہ مہر معلوم واقع کرے تو دونون عقد
صحیح ہونگے اور مہر باطل ہوگا اسلیے کہ اوسنے مہر کے ساتھ تزویج کو بھی شرط کیا ہو جسپر وفا
لازم نہین ہو اور نکاح میں اختیار نہین ہوسکتا پس اس صورت مین عورت کو مہر المثل دلایا جائیگا
اور اسمین تردد ہو اور یہی کلام اوس صورت مین بھی ہوگا کہ جب ولی لڑکی کا عقد کرے
اور شوہر سے یہ شرط کرے کہ فلان عورت کا عقد مجھسے کردینا اور مہر کا ذکر نکرے

تفریع اگر لڑکی کا ولی کہے زوجتك بنتي علی ان تزوجني بنتك علی ان یکون
نکاح بنتي مهرا لبنتك (یعنی مین نے تجھسے اپنی لڑکی کا عقد اس شرط پر کیا کہ تو اپنی لڑکی کا
عقد مجھسے اس طریقہ پر کردے کہ میری بیٹی کا نکاح تیری بیٹی کے لیے مہر قرار پائے) تو اس صورت مین

اس شخص کی لڑکی کا نکاح صحیح اور مخاطب کی لڑکی کا باطل ہوگا اور اگر یہ کہے علی ان یکون نکاح بنتك مهر البنتی (اس طریق پر عقد کردے کہ تیری بیٹی کا نکاح میری بیٹی کے لیے مہر قرار پائے) تو اوسکی بیٹی کا نکاح باطل اور مخاطب کی بیٹی کا صحیح ہوگا **ساتوان مسئلہ** قابلہ مربیہ اور اوسکی لڑکی سے عقد کرنا مکروہ ہے اور اسیطرح اوسکی اولاد کا اوسکی منکوحہ کی ایسی اولاد سے عقد کرنا بھی مکروہ ہے جو دوسرے شوہر سے اوسکی مفارقت کے بعد پیدا ہوئی ہو لیکن اوسکی اون اولاد سے عقد کرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہے جو اوسکے باپ کے نکاح سے پہلے پیدا ہوئی ہے اور اسیطرح اوس عورت سے بھی عقد کرنا مکروہ ہے جو قبل اوسکے باپ کے اوسکی ماں کی ضرہ (سوت) رہ چکی ہو اور زن بدکار سے بھی قبل توبہ عقد کرنا مکروہ ہے **دوسری قسم نکاح متعہ کے بیان مین** نکاح متعہ دین اسلام مین جائز ہے اسلیے کہ اوسکی مشروعیت باتفاق مسلمین ثابت اور متحقق ہے اور کوئی دلیل ایسی نہین ہے جس سے اوسکا منسوخ ہونا ثابت ہو اور بیان پر اوسکے ارکان اور احکام کا بیان کیا جاتا ہے پس ارکان متعہ چار ہین (صیغہ۔ محل۔ مہر۔ مدت) **رکن اول** صیغہ کے بیان مین صیغہ سے وہ لفظ مراد ہے جسکو شارع علیہ السلام نے اس عقد کی صحت کے لیے معین فرمایا ہے پس صیغہ اوسکا مثل باقی عقود کے ایجاب و قبول سے مرکب ہے اور ایجاب کے لیے تین لفظ مقرر ہین زوجتك اور متعتك اور انکحتك پس الفاظ مذکورہ مین سے جو لفظ کہا جائے تحقق ایجاب مین وہی کافی ہوگا اور ان الفاظ کے سوا اور کسی لفظ سے (جیسے تملیک۔ یا ہبہ۔ یا اجارہ) واقع نہوگا اور قبول سے وہ لفظ مراد ہے جو رضا بالایجاب پر دلالت کرتا ہو جیسے قَبِلْتُ النِّكَاحَ یا قَبِلْتُ الْمُتْعَةَ اور اگر فقط قبلت یا رضیت پر اقتصار کرے تب بھی جائز ہوگا اور اگر ناکح قبول کو قبل ایجاب بلفظ تزوجت وغیرہ (جو الفاظ علاوہ قبلت کے معنی قبول پر دلالت کرتے ہون) واقع کرے

اور کہے تزوجتک اور بعد ازان عورت زوجتک کہے تب بھی عقد متعہ صحیح ہوگا اور
ایجاب و قبول کا بلفظ ماضی واقع کرنا صحت عقد مین شرط ہی پس اگر اقبل یا رضی کہے اور قصد
انشا رکھتا ہو تو صحیح ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ اگر مرد اتزوجک مدت کذا بمہر کذا
کہے اور قصد انشا کرے اور اوسکے بعد عورت زوجتک کہے تو صحیح ہو جائیگا اور اسیطرح
اگر نعم کہے تب بھی صحیح ہوگا رکن دوم محل ہی پس اگر شوہر مسلمان ہی تو زوجہ کا مسلمان یا
کتابی (نصرانیہ و یہودیہ) ہونا شرط ہی اور زن مجوسیہ بھی علی اشہر الروایتین حکم کتابیہ رکھتی ہی اور
شوہر کو زنہای مذکورہ کا ان امور سے باز رکھنا صحیح ہوگا جو مانع استمتاع ہون جیسے شراب کا
پینا یا دیگر محرمات شرعیہ کا ارتکاب کرنا بشرطیکہ مانع استمتاع ہون لیکن زن مسلمہ کو مرد مسلم کے سوا
کسی دوسرے شخص سے متعہ کرنا جائز نہین ہی اور زن بت پرست اور زن ناصبیہ (جو اہلبیت
علیہم السلام سے بغض رکھتی ہو) سے مثل خوارج کے متعہ کرنا جائز نہین ہی اور اگر کسی شخص کے پاس زن
حرہ موجود ہو تو بدون اوسکی اجازت کے کنیز سے متعہ کرنا صحیح نہوگا اور اگر بے اجازت عقد کریگا
تو باطل ہوگا اور اسیطرح بے اوسکی اجازت کے اوسکی بھتیجی اور بھانجی سے بھی متعہ کرنا صحیح نہین ہی اور
اگر بدون اجازت عقد کریگا تو باطل ہوگا اور عقد متعہ کے لیے مومنہ عفیفہ کا اختیار کرنا مستحب ہی
اور اگر عورت متہم ہو تو اوسکے حال سے سوال کرنا بھی مستحب ہی اگرچہ شرط صحت نہین ہی اور زانیہ
(زن بدکار) سے متعہ کرنا مکروہ ہی پس اگر ایسی عورت سے متعہ کرلے تو اوسکا من باب الامر
بالمعروف و نہی عن المنکر فسق و فجور سے باز رکھنا واجب ہوگا اگرچہ صحت متعہ مین شرط نہین ہی
اور زن باکرہ سے درصورتیکہ اوسکے باپ نہو متعہ کرنا مکروہ ہی پس اگر متعہ کرے تو اوسکی بکارت
کو زائل نکرے اگرچہ حرام نہین ہی اور بیان پر تین مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ کوئی مشرک
اسلام لاوے اور اوسکے پاس کوئی زن کتابیہ بعقد منقطع (متعہ) موجود ہو تو اوسکا عقد باقی رہیگا

کتاب النکاح

اور اسیطرح اگر ایک سے زائد ہوں تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے پہلے
اسلام لے آئے پس اگر دخول واقع ہوچکا ہو تو اوسکا عقد انقضاء عدہ پر موقوف رہیگا اور اگر
انقضاء عدہ تک اوسکا شوہر اسلام نہ لائیگا تو عقد باطل ہوگا اور اگر انقضاء عدہ کے قبل اسلام
لے آئیگا تو عقد باقی رہیگا بشرطیکہ مدت متعہ باقی ہو اور اگر اوسکے اسلام لانے کے قبل مدت متعہ
گذر جائے تو اوسکو زن مذکورہ پر کوئی سبیل باقی نرہیگی عدہ گذرے یا نہ گذرے **دوسرا مسئلہ**
اگر مشرک کے پاس کوئی زن کافرہ یا غیر کتابیہ موجود ہو اور ان دونوں میں سے ایک شخص
بعد دخول اسلام لے آئے تو فسخ عقد انقضاء عدہ پر موقوف ہوگا اور انقضاء مدت متعہ یا انقضاء
عدہ کے بعد وہ عورت اوس سے جدا ہوجائیگی پس ان دونوں میں سے جو امر دو کے
اسلام لانے کے قبل حاصل ہوگا اوسی سے نکاح فسخ ہوجائیگا **تیسرا مسئلہ** اگر وقت اسلام شوہر کے
پاس حرہ اور کنیز دونوں موجود ہوں تو حرہ کا عقد ثابت رہیگا اور کنیز کا عقد رضاء حرہ
پر موقوف ہوگا **رکن سوم** مہر ہو ذکر مہر صحت متعہ میں شرط ہے اور اوسکے فوت ہونے سے عقد
باطل ہوجاتا ہے اور مہر کا مملوک اور معلوم ہونا شرط ہے خواہ پیمانہ یا وزن سے معلوم ہو خواہ
مشاہدہ یا وصف سے اور مقدار مہر رضاء طرفین پر موقوف ہے قلیل ہو یا کثیر اگرچہ ایک مشت
گندم ہی ہو اور شوہر پر مہر کا حوالہ ممتوعہ کرنا محض عقد سے لازم ہوجاتا ہے اور اگر قبل دخل
مدت کو ہبہ کردے تو نصف مہر لازم ہوگا اور بعد دخول پورا مہر مستقر ہوجاتا ہے بشرطیکہ
مجموع مدت میں عورت کی طرف سے شوہر کو تمتع پر تمکین حاصل رہے پس اگر بعض مدت میں
تمکین حاصل نہوگی تو شوہر کو مہر کا بہ نسبت مدت وضع کرلینا جائز ہوگا اور اگر بعد کو فساد عقد
معلوم ہو مثلاً ظاہر ہو کہ وہ اوسکی زوجہ کی بہن یا ماں ہے یا اور کسیکی زوجہ ہے اور دخول واقع
نہوا ہو تو اوسکو مہر کا استحقاق نہوگا اور اگر مہر پر قبضہ کرچکی ہو تو شوہر کو واپس لینے کا اختیار حاصل

ہوگا اور اگر بعد دخول فساد عقد معلوم ہو تو جتنا مہر لیچکی ہی وہ اوسکا مال ہوگا اور جو باقی ہی اوسکا
دینا واجب نہوگا اور اگر قائل ہون کہ زن مذکورہ جاہلہ تھی تو پورا مہر دیا جائے اور اگر عالمہ
تھی تو جو لیچکی ہی وہ بھی واپس لیا جائے تو خوب ہوگا **رکن چہارم** مدت ہی پس مدت کا معین ہونا
صحت متعہ مین شرط ہی اور اگر کوئی مدت مذکور نہوگی تو عقد دائمی ہو جائیگا اور مدت کے
مقرر کرنے کا مرد و عورت کو اختیار ہی کم ہو جیسے ایک روز یا زیادہ ہو جیسے ایک مہینہ یا ایک
سال اور مدت معینہ کا زیادتی و نقصان سے محفوظ ہونا بھی ضرور ہی اور اگر مدت متعہ بعض
یوم قرار پائے تب بھی جائز ہوگا بشرطیکہ کسی غایت معلومہ کے ساتھ مقرون ہو جیسے زوال یا
غروب آفتاب اور ایک ماہ کا مدت متعہ مقرر کرنا بھی مطلقاً جائز ہی خواہ عقد سے متصل ہو یا
متاخر اور اگر اتصال یا تاخر کی قید نکیجائیگی تو یہ اطلاق اتصال ہی کو مقتضی ہوگا پس اگر عورت
کو اتنے عرصہ تک چھوڑ دے کہ مدت معینہ منقضی ہو جائے تو عقد سے خارج ہو جائیگی اور اوسکی
اجرت شوہر کے ذمہ ثابت ہوگی اور اگر شوہر ایک دو دفعہ کی مواقعت شرط کرلے اور اوسکو کسی زمانہ
سے مقید نکرے تو عقد متعہ صحیح نہوگا اور دائمی ہو جائیگا اور ایک روایت مین وارد ہوا ہی کہ
صورت مذکورہ مین متعہ صحیح ہوگا اور شوہر کو مرات مشروطہ و معینہ کے بعد زن مذکور
کی طرف نظر کرنا جائز نہوگا اور یہ روایت ضعف سند کیوجہ سے متروک ہی پس اگر عقد متعہ کو
بطور مذکور واقع کرے تو عقد دائمی ہو جائیگا ہان اگر کسی مدت سے مقرون کریگا تو عقد متعہ
صحیح ہوگا اور **احکام متعہ** آٹھ ہین **اول** جبکہ مدت اور مہر دونون مذکور ہون تو عقد متعہ
صحیح ہوگا اور اگر فقط مدت مذکور ہو اور مہر کا ذکر نہو تو عقد باطل ہوگا اور اگر فقط مہر مذکور ہو اور
مدت کا ذکر نہو تو بھی عقد متعہ باطل ہوگا اور نکاح دائمی ہو جائیگا **دوم** جو شرط جائز کہ عقد متعہ مین
مذکور ہو وفا اوسکا اوسوقت لازم ہوگی کہ جب وہ ایجاب اور قبول کے ساتھ مقرون ہو

اور جو شرط کہ قبل عقد مذکور ہوگی اوسپر اوس وقت تک وفا لازم نہوگی جبتک کہ اوسکا اعادہ
متن عقد مین نکیا جاوے اور اسیطرح اوس شرط پر بھی وفا لازم نہوگی جو بعد عقد مذکور ہو اور
اگر کوئی شرط عقد مین مذکور ہو جائے تو اوسکا اعادہ عقد کے بعد ضرور نہوگا اور بعض اصحاب نے
عقد کے بعد اوسکے اعادہ کو شرط کیا ہی اور یہ قول بعید ہی **سوم** بالغہ رشیدہ کو بغیر اذن
اپنا متعہ کر لینا جائز ہی باکرہ ہو یا ثیبہ اور ولی کو اعتراض کرنا صحیح نہین ہی **چہارم** عورت سے
رات یا دن مین آنے کی شرط کرنا یا زمان معین مین مرہ خواہ مرات کی شرط کرنا جائز ہی **پنجم** شوہر
کو عقد متعہ مین عزل (قطرات منی کا خارج از فرج کرانا) کرنا جائز ہی اور اجازت ممتوعہ پر موقوف
نہین ہی اور اگر باوجود عزل کے عورت حاملہ ہو جائے تو مولود اسی شخص سے ملحق ہوگا کیونکہ
بعض قطرات منی کا بے اوسکی تنبہ کے داخل رحم ہو جانا محتمل ہی اور اگر اوس مولود کی نفی کریگا
تو ظاہر مین بدون لعان اوس سے منتفی ہو جائیگا **ششم** زن متمتع بہا پر طلاق واقع
نہین ہو سکتی بلکہ بانقضاء مدت باین ہو جاتی ہی اور اسیطرح اوسپر ایلا اور لعان بھی علی الاظہر
واقع نہین ہوتی اور وقوع ظہار مین تردد ہی اظہر یہ ہی کہ واقع ہوتی ہی **ہفتم** عقد متعہ
سے زن و شوہر مین میراث ثابت نہین ہوتی خواہ سقوط میراث کو دونون نے شرط
کیا ہو یا نکیا ہو اور اگر وہ دونون یا اونمین سے ایک شخص میراث کی شرط کرے تو بعض علماء
نے فرمایا ہی کہ موافق شرط کے عمل لازم ہوگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ لازم نہوگا اسلیے کہ میراث
بے حکم شرع ثابت نہین ہو سکتی پس شرط مذکور غیر وارث کے لیے واقع ہوگی جیطرح کہ کسی شخص اجنبی
کے لیے میراث کی شرط کیجائے لیکن قول اول اشہر ہی **ہشتم** جبکہ دخول کے بعد مدت متعہ منقضی
ہو جائے تو اسکا عدہ دو حیض ہوگا اور بعض روایات مین ایک حیض بھی وارد ہوا ہی اور وہ
بین الاصحاب متروک ہی اور اگر اوسکو سن حیض مین حیض نہ آتا ہو تو مدت عدہ پینتالیس دن ہونگے

کتاب النکاح

اور زن متمتع بہا اگر حرہ ہو اور حاملہ نہو تو عدۂ وفات علی الاصح (مذہب صحیح کی بناپر) چار ماہ اور دس روز ہے اگرچہ اوس سے دخول واقع نہوا ہو اور اگر حاملہ ہوگی تو چار ماہ دس روز اور وضع حمل مین جو مدت زائد ہوگی وہی مدت عدہ قرار پائیگی اور اگر زن متمتع بہا کنیز ہو اور حاملہ نہو تو مدت عدہ دو ماہ پانچ روز قرار پائیگی **تیسری قسم** نکاح اماء (کنیزون) کے بیان مین وطی کنیز کی اباحت یا ملک سے ہوتی ہے یا عقد سے اور عقد یا دائم ہے یا منقطع اور ان دونون کے سبب سے احکام مذکور ہو چکے اور بیان پر چند مسئلے اور ذکر کیے جاتے ہین **پہلا مسئلہ** غلام اور کنیز کو بلا اجازت مالک اپنا عقد کرنا جائز نہین ہے پس اگر اون دونون مین سے کوئی شخص بدون اجازت عقد کر لیگا تو اوسکی اجازت پر موقوف رہیگا اور بعض علمانے فرمایا ہے کہ اجازت مالک عقد جدید کے مثل ہوگی اور بعض نے فرمایا ہے کہ دونون کا عقد باطل ہو جائیگا اور اجازت لغو ٹھریگی اور بیان چوتھا قول بھی ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ اجازت مالک فقط عقد غلام کے ساتھ مخصوص ہے اور عقد کنیز مین کافی نہین ہے اور قول اول ظاہر ہے اور اگر مالک اجازت دیدے تو عقد صحیح ہو جائیگا اور اوسپر غلام کیطرف سے اوسکی زوجہ کا مہر و نفقہ واجب ہوگا اور اپنی کنیز کے مہر کا خود مالک ہوگا اور اگر اون دونون مین سے ہر ایک شخص ایک یا کئی مالکون کا مملوک ہو پس اگر بعض مالک اجازت دیدین تو علی الاشبہ نافذ نہوگا جبتک کہ باقی مالکون کی رضا یا بعد عقد اونکی اجازت حاصل نہو **دوسرا مسئلہ** جبکہ ماں باپ مملوک ہون تو اونکی اولاد بھی مملوک ہوگی پس اگر وہ دونون ایک ہی مالک کے مملوک ہون تو اونکی اولاد بھی وہی مملوک ہوگی اور اگر دو شخصون کے مملوک ہونگے تو اولاد بھی اون دونون کی مساوی مملوک ہوگی اور اگر اون دونون کے مالکون مین سے ایک شخص اونکی اولاد کو تنہا اپنے لیے شرط کر لے یا اپنے حصہ مین زیادتی کو شرط کرے تو شرط لازم ہوگی اور اگر زن و شوہر مین سے

ایک شخص آزاد ہوگا تو اولاد اوسی سے ملحق ہوگی خواہ باپ آزاد ہو یا ماں ہاں اگر دوسرے کا
آقا اپنے لیے اولاد کے مملوک ہونے کی شرط کرلے تو بنا بر قول مشہور کے شرط لازم ہوگی مسئلہ تیسرا
جب کوئی حُر کسی کنیز سے بے اجازت مالک عقد کرلے اور پھر قبل حصول اجازت اوس سے
وطی کرے اور عالم بہ تحریم بھی ہو تو زانی ہوگا اور اوس پر حد زنا جاری کیجائیگی اور اگر کنیز عالم
بہ تحریم ہو اور اوسکی رضا سے وطی واقع ہوئی ہو تو اوسکو مہر نہ دیا جائیگا اور اگر اوس کنیز کے
اولاد پیدا ہوگی تو اوسکے آقا کی مملوک ہوگی اور اگر واطی مذکور جاہل تحریم ہو یا کسی شبہہ
سے وطی واقع ہوئی ہو تو حد نہ ہوگی اور مہر واجب ہوگا اور اولاد بھی آزاد ہوگی لیکن اوسکو
مولود کی وہ قیمت آقا کنیز کے حوالہ کرنی واجب ہوگی جو وقت ولادت زندہ پیدا ہونے
کی صورت مین قرار پائیگی اور اسیطرح اگر کوئی شخص کسی کنیز سے اوسکے مدعی حریت ہونے کی بنا پر
عقد واقع کرے تب بھی اوس پر مہر لازم ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ اگر وہ کنیز باکرہ
ہو تو اوسکی قیمت کا دسوان حصہ اور اگر ثیبہ ہو تو بیسوان حصہ شوہر کے ذمہ واجب ہوگا
اور یہی مضمون روایت مین بھی وارد ہے اور اگر کنیز کو مہر دیچکا ہو تو اوسمین سے جو مقدار
موجود ہو اوسکو واپس لیگا اور جو اولاد اوسکی کنیز مذکورہ سے پیدا ہوئی ہے وہ اوسکے
آقا کی مملوک ہوگی اور شوہر پر قیمت دیکر اپنی اولاد کو چھوڑانا اور آقا کنیز پر اوسکی اولاد کو
اوسکے حوالہ کرنا لازم ہوگا اور اگر شوہر کے پاس مال نہو تو اونکی قیمت کے بہم پہونچانے مین
سعی کرے اور اگر سعی کرنے سے انکار کرے تو آیا امام علیہ السلام پر فدیہ دیکر اونکا چھوڑانا
واجب ہوگا یا نہین بعض علما نے فرمایا ہے کہ واجب ہوگا اور مستند اونکا ایک روایت
ضعیفہ ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ واجب نہوگا اسواسطے کہ اونکی قیمت کا بہم پہونچانا اونکے
باپ پر لازم ہے کیونکہ سبب حیلولت (حائل ہونا) وہی ہے اور اگر وجوب یہ علی الامام کے

قائل ہون تو پھر اسمین کلام کیا جائیگا کہ یہ قدر یہ کہان سے دیا جائے پس بعض علما نے فرمایا ہو کہ سہم الرقاب سے دیا جائیگا او بعض علمائے کوئی قید بنین کی **چوتھا مسئلہ** جبکہ آقا اپنے غلام کا اپنی کنیز سے عقد کرے تو آیا مولا پر بجائے مہر کسیقدر مال کا حوالہ کنیز کرنا واجب ہوگا یا نہین بعض علما نے فرمایا ہو کہ واجب ہوگا لکن اوسکا مستحب ہونا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اور اگر آقا مرجائے تو عقد کے باقی رکھنے اور فسخ کرنے مین اوسکے ورثہ کو اختیار ہوگا اور کنیز کو کوئی اختیار نہوگا **پانچوان مسئلہ** اگر کوئی غلام زن حرہ سے عقد کرے اور زن مذکورہ کو اجازت مالک کے حاصل نہونے کا علم ہو تو اوسکو مہر اور نفقہ کا استحقاق نہوگا بشرطیکہ عالم بتحریم ہو اور اوسکی وہ اولاد جو غلام مذکور سے پیدا ہو اوس غلام کے آقا کی مملوک ہوگی اور اگر جاہل بہ تحریم ہو تو اولاد آزاد ہوگی اور اولاد کی قیمت اوسپر واجب نہوگی اور اوسکا مہر غلام کے ذمہ لازم ہوگا اگر اوس سے دخول کرچکا ہو اور آزاد ہونے کے بعد اوسکا مطالبہ کیا جائیگا **چھٹا مسئلہ** جب کوئی غلام کسی دوسرے شخص کی کنیز سے عقد کرے پس اگر دونون کے آقا اجازت دیدین تو اولاد اون دونون کی مملوک ہوگی اور اسیطرح اگر دونون اجازت نہ دین تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر فقط ایک کا آقا اجازت دیگا تو اولاد دوسرے آقا کی مملوک ہوگی جسنے اجازت نہین دی اور اگر اپنے آقا کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی کنیز سے زنا کریگا تو اولاد آقائے کنیز کی مملوک ہوگی **ساتوان مسئلہ** اگر اوس کنیز سے عقد کرے جو دو مالکون مین مشترک ہو بعد ازان ایک کے حصہ کو خرید کرے تو عقد باطل ہوجائیگا اور وطی اوسکی حرام ہوجائیگی اور اگر دوسرا شریک اوسکے خرید لینے کے بعد عقد کو نافذ کریگا تو صحیح نہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اوسکے نافذ کرنے کے بعد وطی کنیز صحیح ہوجائیگی اور یہ قول ضعیف ہو اور اگر شریک آخر اوس کنیز کی اسکے لیے تحلیل کردے تو بعض علما نے فرمایا ہے

حلال ہوجائیگی اور یہ مضمون روایت مین بھی وارد ہوا ہی اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ حلال نہوگی
اسلیے کہ اباحت وطی کے سبب مین تبعیض نہین ہوسکتی اور اسی طرح اگر کوئی شخص نصف کنیز کا مالک
ہوا ور نصف باقی آزاد ہو تب بھی (وہ گفتگو اوس کنیز کی وطی کی بابت) یا بعقد دائم جائز نہوگی پس اگر کنیز مذکور
سے زمانہ پر مہایاۃ (آقا و مملوک کا آپس مین زمانہ کو اسلیے تقسیم کرلینا کہ جسکے زمانہ مین جسقدر مملوک کا
کسب ہو وہی اوسکا مالک ہو) کرلے تو بعض علمائے فرمایا ہی کہ اوس کنیز سے اوتنے زمانہ مین عقد
منقطع (متعہ) کرسکتا ہی جو اوس سے مخصوص ہی اور یہ مضمون روایت مین بھی وارد ہوا ہی اور
اسمین تردد ہی اور سبب اسکا ابھی مذکور ہوچکا ہی۔ اور **منجملہ لواحق مقام طواری** (وہ امور جو
عقد کنیز پر طاری ہوتے ہین اور بطلان عقد یا اختیار فسخ وغیرہ اونپر مترتب ہوتا ہی) کا بیان
ہی اور وہ تین امر ہین **پہلا امر عتق** (آزاد ہوجانا) ہی پس کنیز کو آزاد ہونے کے بعد فسخ نکاح کا
اختیار حاصل ہوجاتا ہی خواہ شوہر اوسکا حر ہو یا غلام اور بعض اصحاب نے فرمایا ہی کہ جب شوہر اوسکا
آزاد ہوگا تو اختیار فسخ نہوگا اور یہی قول اشبہ ہی اور اختیار فسخ فوری ہی پس اگر آزاد ہونے
کے بعد فوراً فسخ نکرے تو اختیار باقی نرہیگا اور اگر غلام آزاد ہوجائے تو اوسکو یا اوسکے
آقا یا اوسکی زوجہ کو حرہ ہو یا کنیز اختیار فسخ نہوگا اسلیے کہ اوسکی زوجہ اوسکے مملوک ہونیکی
کی حالت مین راضی تھی پس حریت کی حالت مین بدرجہ اولی راضی رہنا چاہیے اور اگر آقا
اپنے غلام کا اپنی کنیز سے عقد کردے اور پھر تنہا کنیز کو یا دونون کو آزاد کردے تو کنیز کو
آزاد ہونے کے بعد اختیار فسخ حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر اون دونون کے دو شخص مالک ہون
اور دونون نے ایک ہی دفعہ آزاد کیا ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور عتق کنیز کو اوسکا مہر مقرر کرنا
جائز ہی لکن عقد آقا کا کنیز پر اوسوقت ثابت ہوگا کہ جب لفظ عقد باعتبار ذکر کے عتق پر مقدم
رکھا جائے مثلاً کہے کہ تزوجتکِ واعتقتکِ وجعلت عتقکِ مہرکِ (مین نے تجھے نکاح کیا

اور تجھکو آزاد کیا اور تیری آزادی تیرا مہر مقرر کیا اسلیے کہ اگر لفظ عتق مقدم رکھا جائیگا تو
اوسکو قبول وانکار عقد مین اعتبار ہوجائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ عقد کا عتق پر مقدم
کرنا شرط نہین ہو اسلیے کہ کلام متصل جملہ واحدہ کے مثل ہو اور یہی قول خوب ہو اور بعض علمائے
فرمایا ہو کہ لفظ عتق کا عقد پر مقدم ہونا شرط ہو اسلیے کہ کنیز کے منافع مالک کو بوجہ ملک
مباح ہین پس باوجود تحقق ملک کے عقد سے اباحت حاصل کرنا صحیح نہوگا لکن قول اول اشہر (زیادہ
مشہور) ہو اور ام ولد وفات آقا کے بعد اپنے مولود (بچہ) کے حصہ سے آزاد ہوگی اور اگر
اوسکا حصہ کافی نہوگا تو باقی کے بہم پہونچانے مین خود سعی کریگی اور مولود پر سعی واجب نہوگی
اور بعض علما نے سعی کو مولود پر واجب کیا ہو لکن پہلا قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق
ہو اور اگر مولود مرجائے اور اوسکا باپ زندہ ہو تو کنیز کا فروخت کرنا جائز ہوگا اور محض رقیت
کی طرف عود کریگی اور اگر مولود موجود ہو اور مولی کے پاس اوس کنیز کے علاوہ کوئی
مال نہو تو خود اوسکی قیمت کے ادا کرنے مین اوسکا فروخت کرنا جائز ہوگا اور بعض علماء
نے فرمایا ہو کہ ام ولد کا وفات آقا کے بعد اوسکے دیون مین فروخت کرنا بھی جائز ہے
بشرطیکہ مستوعب ترکہ ہون اور ادائے دین کے بعد کچھ فاضل نہ ہے اگرچہ وہ دیون اوسکے
ثمن رقبہ نہو اور اگر قیمت کنیز دین ہو اور مالک اوس سے عقد کیے اور اوسکے عتق کو
اوسکا مہر قرار دے پھر کنیز مذکورہ سے مالک کی اولاد پیدا ہو بعد ازان مالک کنیز اوسکی
قیمت کے ادا کرنے سے مفلس ہو کر وفات پائے تو کنیز مذکورہ کا ادائے دین کے لیے فروخت کرنا
صحیح ہوگا اور آیا اوس کنیز کی اولاد رقیت کی طرف عود کریگی یا نہین بعض علما نے فرمایا ہو کہ
ہان عود کریگی جیساکہ روایت ہشام ابن سالم مین وارد ہوا ہو لکن عتق ونکاح کا باطل ہونا اور
اولاد کا رقیت کی طرف عود نکرنا اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہو اسلیے کہ حریت اون

دونون مین متحقق ہوچکی ہو **دوسرا امر** بیع (فروخت کرنا) ہو پس جبکہ مالک اپنی کنیز کو بیع کرے تو یہ بیع مثل طلاق کے شمار کیجائیگی اور مشتری کو عقد کے باقی رکھنے اور فسخ کرنے مین اختیار حاصل ہوگا اور خیار مذکور مین فوریت شرط ہی پس اگر باوجود علم کے فسخ نکریگا تو عقد لازم ہوجائیگا اور اسیطرح اگر کسی غلام کے حبالۂ عقد مین کوئی کنیز منکوحہ موجود ہو بعد ازان وہ غلام فروخت کردیا جائے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر اوسکے عقد مین کوئی زن حرّہ موجود ہو تو فروخت کرنے کے بعد اوسکے مشتری کو بھی بنا بر ایک روایت ضعیفہ کے خیار فسخ حاصل ہوگا اور اگر غلام و کنیز کا ایک ہی شخص مالک ہو اور اُن دونون کو دو شخصون کے ہاتھ فروخت کرے تو خیار فسخ ہر ایک مشتری کو حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر اون دونون کو ایک ہی مشتری خرید کرے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اسیطرح اگر اون دونون مین سے ایک شخص (تنہا کنیز یا تنہا غلام) فروخت کیا جائے تو خیار فسخ دونون (بائع و مشتری) کو حاصل ہوگا اور اون دونون کا عقد بدون رضاء بائع و مشتری ثابت نرہیگا اور اگر اون دونون سے اولاد پیدا ہوگی تو اپنے مان باپ کے مالکون کی ملک ہوگی اور بیان پر تین مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ آقا اپنی کنیز کا عقد کردے تو اوسکے مہر کا مالک ہوگا اسلیے کہ وہ اوسکی ملک مین حاصل ہوا ہی پس اگر کنیز کو قبل دخول فروخت کریگا تو مہر ساقط ہوگا اسلیے کہ جس عقد کی بنا پر مہر ثابت ہوتا وہ اوسکی طرف سے فسخ ہوگیا پس اگر مشتری اجازت دیگا تو مہر اوسی کا مال ہوگا اسلیے اوسکی اجازت عقد جدید کا حکم رکھتی ہی اور اگر بعد دخول فروخت کریگا تو مہر کا مالک اوّل مستحق ہوگا خواہ مالک دوم اوسکے عقد کی اجازت دے یا فسخ کرے اسلیے کہ دخول کیوجہ سے مہر کا استقرار مالک اوّل کی ملک مین ہوچکا تھا اور اس مسئلے مین کئی قول ہین لکن محصّل سب کا یہی ہی جو ہمنے ذکر کیا **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنے غلام کا کسی زن حرّہ سے عقد کرے بعد ازان اوسکو فروخت کردے

تو مشتری کو فسخ عقد کا اختیار ہوگا اور آقا پر نصف مہر لازم ہوگا اور بعض اصحاب نے ان دونون امرون کا انکار کیا ہے تیسرا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی کنیز کو فروخت کرنے کے بعد مدعی ہو کہ اسکا حمل مجھسے ہے اور مشتری انکار کرتا ہو تو بائع کا قول فساد بیع مین مقبول نہوگا لیکن اولاد کے ملحق ہونے مین مقبول ہوگا اسلیے کہ یہ ایسا اقرار ہے جسکے قبول کرنے مین دوسرے کو ضرر نہین پہونچتا ہے اور اسمین تردد ہے تیسرا امر طلاق ہے جب کوئی غلام باجازت آقا زن حرہ یا کسی دوسرے شخص کی کنیز سے عقد کرے تو اوسکا آقا اوسکو طلاق پر مجبور نہین کرسکتا اور نہ اوسکو منع کرسکتا ہے اور اگر کوئی شخص اپنے غلام کا اپنی کنیز سے عقد کرے تو عقد صحیح ہوگا اور مثل سائر عقود کے اوسمین ایجاب و قبول بھی ضروری ہوگا اور اباحت نہوگی اور طلاق کا آقا کو اختیار رہیگا اور بعض علما نے اوسکو اباحت مین داخل کیا ہے اس تقدیر پر ایجاب و قبول کی احتیاج نہوگی بلکہ جو لفظ اباحت پر دلالت کرتا ہوگا کافی ہوگا ہان آقا کو اون دونون مین سوائے لفظ طلاق کے اور کسی لفظ سے بھی جدائی کردینا جائز ہے مثلاً کہے کہ فسخت عقد کما (مین نے تم دونون کے عقد کو فسخ کردیا) یا اون دونون مین سے ایک کو دوسرے کے پاس جانے کی ممانعت کردی یا مثل اسکے اور آیا لفظ فسخت وغیرہ داخل طلاق ہوگا یا داخل فسخ بعض علما نے فرمایا ہے کہ داخل طلاق ہوگا اور جن شرائط کا اعتبار طلاق مین ثابت ہے وہ اسمین بھی معتبر ہونگی پس اگر اسی لفظ کو دو مرتبہ واقع کرے اور اون دونون مین ایک رجعت متحقق ہو جائے تو کنیز مذکورہ اپنے شوہر پر اوسوقت حرام رہیگی جبتک کہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نکریگی اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ لفظ مذکور داخل فسخ ہوگا نہ داخل طلاق نہوگا اور یہی مذہب اشبہ ہے اور اگر شوہر اوسکو طلاق دے بعد اوسکے مالک اوسکو فروخت کرے تو عدہ تمام کریگی اور آیا عدہ کے علاوہ مشتری کو اوسکا استبرا کرنا واجب ہوگا یا نہین پس بعض علما نے واجب کیا ہے اسلیے کہ عدہ اور استبرا دو حکم مستقل ہین

اور اون دونون کا تماثل خلاف اصل ہی اور بعض علمار نے فرمایا ہی کہ استبرار واجب نہوگا اسلیے کہ وہ عدہ ہی سے حاصل ہوچکا اور یہی قول صحیح تر ہی دوسرا امر جس سے وطی کنیز مباح ہوتی ہی ملک ہی اور ملک کی دو قسمین ہین قسم اول ملک رقبہ ہی پس انسان کو ملک رقبہ کے سبب سے ایک ہی وقت مین چار یا زائد کنیزون سے بدون حصر وطی کرنا جائز ہی اور اسیطرح مان اور بیٹی کا ملک مین جمع کرنا بھی جائز ہی لیکن ایک کے وطی کرنے سے دوسری عیناً حرام ہوجائیگی اور اسیطرح دو بہنون کا بھی ملک مین جمع کرنا جائز ہی اور ایک کے وطی کرنے کے بعد دوسری جمعاً حرام ہوگی نہ عیناً پس اگر پہلی کو اپنی ملک سے خارج کریگا تو دوسری حلال ہوجائیگی اور بیٹا اپنے باپ کی موطوئہ (مدخولہ) کا مالک ہوسکتا ہے جسطرح کہ باپ اپنے بیٹے کی موطوئہ کا مالک ہوسکتا ہو لیکن ہر ایک پر دوسرے کی موطوئہ سے وطی کرنا عیناً حرام ہی اور مالک پر اوسکی وہ مملوکہ جسکا عقد کسی شخص سے کرچکا ہو اوسوقت تک حرام رہیگی جبتک کہ اون دونون مین جدائی حاصل ہو اور عدہ منقضی ہو جبکہ کنیز مذکورہ صاحب عدہ ہو اور آقا کو فسخ عقد کا اختیار نہوگا ہان اوسکے فروخت کرنے کا اختیار رہیگا پس اگر فروخت کریگا تو مشتری کو فسخ عقد کا اختیار ہوگا اور اسیطرح عقد کے بعد مالک کنیز کو اوسکے اون مقامات پر نظر کرنا بھی جائز نہوگا جنپر غیر مالک کو نظر کرنا جائز نہین ہی اور اگر کوئی کنیز مشترک ہو تو کسی شریک کو اوسکی وطی بالملک جائز نہوگی اور مشتری کو قبل استبرار اوس کنیز کی وطی جائز نہین ہی جبکہ اوسپر استبرار واجب ہی اور اگر کوئی کنیز شوہر رکھتی ہو اور مشتری اوسکے نکاح کی اجازت دیچکا ہو تو بعد اجازت اوسکو نکاح مذکور کے فسخ کرنیکا اختیار نہوگا اور اسیطرح اگر مشتری کو کنیز کا ذات البعل (صاحب شوہر) ہونا معلوم ہو اور باوجود اسکے کچھ تعرض نہ کرے تب بھی یہی حکم ہوگا ہان اگر وہ کنیز اپنے شوہر سے مفارقت کرے تو انقضار عدہ کے بعد مشتری پر حلال ہوجائیگی جبکہ صاحب عدہ ہو اور اگر مشتری

تتمة تشتمل على مسألتين ... ويجوز شراء ذوات الازواج من اهل الحرب وبناتهم وما يسبيه اهل الضلال منهم

اوسکے نکاح کی اجازت نہ دے بلکہ اوسکو فسخ کردے تو کنیز پر عدہ لازم نہوگا اور جواز وطی مین
فقط استبرا کافی ہوگا اور کفار حربی کی شوہر دار عورتون کا اونکے ازواج وغیرہم سے خرید کرنا
جائز ہی اور اسیطرح اونکی بنات (بیٹیان) کا خرید کرنا بھی جائز ہی اور اسیطرح اون عورتون کا خرید کرنا
بھی جائز ہی جنکو اونھین مین سے اہل ضلالت نے اسیر کیا ہو **تتمہ** اور وہ دو مسئلون پر مشتمل ہی
پہلا مسئلہ جو شخص کسی کنیز کا کسی وجہ سے مالک ہوجائے تو اوسپر قبل استبرا وطی کرنا حرام ہوگا
اور مدت استبرا ایک حیض ہی اور اگر عورت کو سن حیض مین حیض نہ آتا ہو تو مدت استبراء
پینتالیس روز ہونگے اور اگر کوئی شخص کسی کنیز کا حالت حیض مین مالک ہوا ہو تو فقط مدت حیض کا
بقیہ حصول استبرا مین کافی ہوگا اور اسیطرح اگر بائع کنیز عادل ہو اور مشتری کو اوسکے استبرا
کی خبر دی ہو تب بھی استبرا ساقط ہوگا اور اسیطرح اگر کنیز کسی عورت کی مملوک یا یائسہ (وہ
عورت جسکو کبر سنی کیوجہ سے حیض آنا موقوف ہوگیا ہو اور مدت اوسکی علی العموم پچاس برس
اور خصوص نبطیہ اور قرشیہ مین علی المشہور ساٹھ برس ہی) یا حاملہ ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اگرچہ اوسکی
صورت اخیرہ (یعنی حالت حمل مین) مین وطی کرنا مکروہ ہی **دوسرا مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی کنیز کو آزاد کرے
تو اوس سے بدون استبرا عقد اور وطی کرنا جائز ہوگا اگرچہ استبرا افضل ہی اور اگر وطی کے بعد
آزاد کرے تو دوسری کو قبل انقضاء عدہ اوس سے عقد کرنا صحیح نہوگا اور مقدار عدہ تین ماہ ہی
بشرطیکہ قبل ازین تین طہر واقع نہوچکے ہون ورنہ مدت عدہ وہی قرار پائینگے **قسم دوم** ملک
منفعت ہی جسکو تحلیل بھی کہتے ہین اس ملک کے حاصل ہونے مین صیغہ ضروری ہی جسکی صورت یہ ہی
احللت لک وطیہا او جعلتک فی حل من وطیہا اور اباحت وطی مین لفظ عاریت
کافی نہین ہی اور آیا لفظ اباحت کافی ہی یا نہین اسمین اختلاف ہی اظہر جواز ہی اور اگر وہبتک
وطیہا یا سوغتک یا ملکتک کہے تو جو علماء کہ لفظ اباحت کو کافی جانتے ہین اونکے نزدیک

الاولى كل من ملك امة بوجه من وجوه التملك يحرم عليه وطؤها حتى يستبرئها بحيضة فان تأخرت الحيضة وكانت في سن من تحيض استبرأها بخمسة واربعين يوما ولو ملكها حائضا ... ان كانت لعدل واخبر ... او كانت لامرأة او يائسة او حاملا على كراهية الثانية اذا اعتق امته حل له العقد عليها ووطؤها من غير استبراء والاستبراء افضل ولو كان وطئها واعتقها لم يجز لغيره العقد الا بعد العدة وهي ثلاثة اشهر ... القسم الثاني ملك المنفعة والنظر في الصيغة والحكم اما الصيغة فان يقول احللت لك وطيها او جعلتك في حل من وطيها ولا تكفي العارية وفي لفظ الاباحة خلاف والاظهر الجواز ولو قال وهبتك وطيها او سوغتك او ملكتك ...

(متعلقہ صفحہ ۲۷۳)

الفاظ مذکورہ کا جواز بھی لازم ہوگا اسلیے کہ یہ الفاظ اباحت کے ہم معنی ہین اور جو علماء اباحت
مین منع کرتے ہین او محض تحلیل پر اختصار کرتے ہین وہ بیان بھی منع کرینگے اور آیا تحلیل مذکور
عقد ہی یا تملیک منفعت ہی اسمین بین الاصحاب (علماء امامیہ) اختلاف ہی جسکا منشاء عصمت فرج
او ر استمتاع بغیر عقد و ملک ہی یعنے حلت استمتاع بحکم آیہ شریفہ فقط عقد اور ملک مین منحصر ہی
پس اوسکا داخل عقد یا ملک ہونا ضرور ہی اور شاید کہ اوسکا داخل ملک ہونا اقرب ہو اور
آیا آقا کو اپنی کنیز کا اپنے مملوک کے لیے تحلیل کرنا جائز ہی یا نہین اسمین دو قسم کی روایتین
وارد ہوئی ہین پس ایک روایت کی بنا پر جائز نہین ہی اور اس روایت کا موید یہ امر ہو کہ
تحلیل ایک قسم کی تملیک (مالک کرنا) ہی اور شخص مملوک اہلیت تملک (مالک ہونا) سے بعید ہی
اور دوسری روایت کی بنا پر جائز ہی جبکہ زن موطوءہ کو معین کر دیا ہو اور اس روایت کا
موید یہ امر ہی کہ تحلیل ایک قسم کی اباحت ہی اور مملوک کے لیے اہلیت اباحت حاصل ہی اور غیر
اشبہ ہی اور کنیز مدبرہ و ام الولد کی تحلیل بھی جائز ہی اور اگر کوئی شخص بعض کنیز کا مالک ہو اور وہ
کنیز اپنے نفس کو اوسپر حلال کرے تو حلال نہوگی اور اگر کوئی کنیز دو مالکون مین مشترک ہو اور اونمین
سے ایک شریک دوسرے کے لیے تحلیل کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ حلال ہوجائیگی اور دونون
صورتون مین فرق یہ ہی کہ زن حرہ کو اپنے نفس کا حلال کر دینا جائز نہین ہی بخلاف مالک کے
کہ اوسکو تحلیل کنیز جائز ہی امر ثانی حکم تحلیل کے بیان مین اور اسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جس قدر اباحت
کو کہ لفظ محلل (تحلیل کرنیوالا) شامل ہوگا یا شاہد حال سے اوسکا مدلول لفظ مین خارج تھا معلوم ہوگا
اوسی قدر پر اختصار واجب ہوگا پس اگر فقط تقبیل کی تحلیل کریگا تو اوسی پر اقتصار کرنا
لازم ہوگا اور اسیطرح اگر محلل اوسکے لیے فقط لمس کی تحلیل کریگا تب بھی اوسی پر اقتصار واجب ہوگا
پس تقبیل یا لمس کی اباحت سے وطی کنیز مباح نہوگی اور اگر وطی کنیز کو حلال کریگا تو علاوہ وطی کے

ہر قسم کی استمتاع حلال ہو جائیگی اور اگر فقط خدمت کنیز کو حلال کریگا تو اوس سے وطی کرنا
جائز نہو گا اور اگر فقط وطی کنیز کو حلال کریگا تو اوس سے خدمت لینا جائز نہو گا اور اگر
بدون اجازت باوجود علم تحریم کے اوس سے وطی کریگا تو گنہگار ہو گا اور عوض بضع (منافع
فرج) اوسپر لازم ہو گا اور اوسکی اولاد مالک کنیز کی ملک ہوگی **دوسرا مسئلہ** اگر جس کنیز کی تحلیل
کسی حر کے لیے کیجائے تو اوسکی اولاد آزاد ہوگی پس اگر لفظ اباحت کے ساتھ حریت کو شرط کریگا تو
اولاد حر ہوگی اور اوسکے باپ پر کوئی سبیل نہوگی (یعنے اوسپر قیمت لازم نہوگی) اور اگر حریت کو
شرط نہ کریگا تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ اولاد مملوک ہوگی اور باپ پر قیمت دیکر اوسکا چھوڑانا واجب
ہوگا اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ واجب نہوگا اور یہی قول اصح روایتیں ہے **تیسرا مسئلہ** کنیز سے
وطی کرنے میں باوجود کسی ناظر یا سامع کی موجودگی کے کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اسیطرح دو کنیزوں
کے درمیان سونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے اگرچہ زن حرہ میں مکروہ ہے اور اسیطرح کنیز فاجرہ
سے وطی کرنا بھی مکروہ ہے اور اسیطرح اوس عورت سے وطی کرنا بھی مکروہ ہے جو زنا سے مخلوق
ہوئی ہے اور **ملحقات نکاح** میں پانچ امر قابل ذکر ہیں **پہلا امر** اون امور کے بیان میں
جنکی وجہ سے فسخ نکاح کا اختیار حاصل ہو جاتا ہے اور اسمیں تین مقصد ہیں **پہلا مقصد** عیوب کے
بیان میں اور وہ یا مرد میں ہیں یا عورت میں پس عیوب مرد تین ہیں **اوّل** جنون پس جنون شخص ہر
کیوجہ سے زوجہ جاہلہ کو فسخ عقد پر تسلط ہو جاتا ہے خواہ وہ جنون دائمی ہو یا دواری (غیر دائمی)
جبکہ سابق علی العقد یا مقرون بعقد ہو اور اسیطرح جو جنون بعد عقد اور قبل وطی یا بعد عقد و وطی
متجدد (حادث) ہو اوسکا بھی یہی حکم ہوگا اور بعض علما نے جنون متجدد میں یہ شرط کی ہے کہ مجنون کو اوقات نماز کا
ادراک نہوتا ہو اور یہ قول محل تردد ہے اور **دوم** وجاء (خصیتین کا اسطرح کوبیدکر نکالنا اونکی قوت
برطرف ہو جائے) بھی اوسکا ہم معنی ہے اور خصا و وجاء کیوجہ سے عورت کو اوسوقت اختیار فسخ حاصل ہوگا

جبکہ وہ قبل عقد موجود ہوا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اگر متجدد ہوگا تب بھی اختیار فسخ حاصل ہوگا
ور یہ قول قابل اعتماد نہیں ہے سوم عنن (وہ مرض جسکی وجہ سے عضو تناسل کی قوت ضعیف ہوجاتی ہے
اور مریض ادخال سے عاجز ہوجاتا ہے) اور اس مرض کیوجہ سے بھی عورت کو مطلقًا اختیار فسخ
حاصل ہوتا ہے اگرچہ بعد عقد متجدد (حادث) ہو بشرطیکہ زوجہ یا کسی دوسری عورت سے
وطی نہ کی ہو یا وطی پر مطلقًا قدرت نہ رکھتا ہو پس اگر زوجہ سے وطی کرچکا ہو اگرچہ ایک ہی
دفعہ کی ہو اور بعد ازان مرض مذکور حادث ہو یا اپنی زوجہ کی وطی نہ کرسکتا ہو اور
کسی دوسری عورت سے کرسکتا ہو تو علی الاظہر اختیار فسخ نہوگا اور اسیطرح اوس صورت مین
بھی اختیار فسخ نرہیگا کہ جب زوجہ سے بعد عقد دبرًا وطی کرچکا ہو اور قبلاً وطی کرنے سے عاجز
ہو اور آیا عورت کو جبُّ (عضو تناسل کا مقطوع ہونا) کیوجہ سے بھی اختیار فسخ حاصل ہوگا یا نہیں اسمین تردد
ہے جسکا منشاء یہ ہے کہ اصل لزوم عقد ہے اور اختیار فسخ مقتضائے اصل کے خلاف ہے اور صورت
مذکورہ بالخصوص منصوص نہیں ہے لیکن اشبہ یہ ہے کہ عورت کو اختیار فسخ حاصل ہوجائیگا اسلیے کہ عجز
عن الوطی موجود ہے بشرطیکہ عضو تناسل مین سے اوسقدر بھی باقی نہ رہے جس سے وطی کرسکتا
ہو اگرچہ بقدر حشفہ ہی ہو ورنہ اختیار نہوگا اور اگر بعد عقد مجبوب (مقطوع الذکر) ہوجائے
تو اختیار فسخ نہوگا اور اسمیان پر ایک قول اور بھی ہے اور اگر شوہر کا خنثی ہونا ظاہر ہو تب بھی
زوجہ کو اختیار فسخ نہوگا اور بعض نے جواز فسخ کو اختیار فرمایا ہے لیکن یہ قول محکم (دلیل)
ہے اسلیے کہ خنثی وطی کرسکتا ہے اور سوائے عیوب مذکورہ کے اور کسیوجہ سے عورت کو فسخ
عقد کا اختیار نہیں ہوتا اور عیوب زن سات ہین اول جنون (فساد عقل ہے)
جو چیزین جنون سے خارج ہین اونمین اختیار فسخ حاصل نہوگا جیسے سہو سریع الزوال یا وہ
بیہوشی جو غلبہ صفرہ کیوجہ سے عارض ہوتی ہے ہان اگر بیہوشی مستقل ہوجائے تو افراد جنون

مین داخل ہو جائیگی اگرچہ عرفًا اوسکو بیہوشی وغیرہ سے تعبیر کرین دوم جذام (وہ مرض فاسد ہے جسکی وجہ سے اعضا مین عیب شدید ظاہر ہوتا ہے اور گوشت گرنے لگتا ہے جسکو ہندی مین کوڑھ کہتے ہین) پس احتراق خون اور چہرے کا موٹا اور کرشت ہونا یا آنکھ کا مستدیر (گول) ہونا کافی نہین ہے سوم برص (وہ سفیدی ہے جو غلبہ بلغم سے بدن پر ظاہر ہوتی ہے) اور اگر تحقق برص مین اشتباہ ہو تو فسخ عقد کا اختیار حاصل نہوگا چہارم قرن جسکی تفسیر بعض علمائے عفل کے ساتھ کی ہے اور مراد اوس سے وہ گوشت ہے جو فرج زن کے منھ پر پیدا ہو جاتا ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ قرن سے وہ ہڈی مراد ہے جو عورت کے رحم مین پیدا ہوتی ہے اور وطی سے مانع ہوتی ہے اور قول اول اشبہ ہے پس اگر وطی سے مانع نہو تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ اختیار فسخ نہوگا اسلیے کہ استمتاع ممکن ہے اور اگر اس صورت مین بھی اختیار فسخ کے قائل ہون تو ممکن ہے اسلیے کہ حدیث مین لفظ قرن مطلق وارد ہوا ہے پنجم افضا (عورت کے پیشاب اور حیض کی راہ کا ایک ہو جانا) ششم عمی (نابینائی) ہفتم عرج (لنگی) لیکن مطلق عرج کیوجہ سے اختیار فسخ حاصل ہونے مین تردد ہے اظہر یہ ہے کہ جب حد اقعاد کو پہونچ جائے اوسوقت اسباب فسخ مین داخل ہوگا اور بعض علماء نے رتق (فرج زن کا گوشت سے اسطرح پر ہو جانا کہ عضو تناسل کے لیے راہ باقی نرہے) کو بھی اون عیوب مین داخل کیا ہے جسکی وجہ سے اختیار فسخ حاصل ہوتا ہے اور یہ قول اوسوقت مین قریب بصواب ہے کہ جب وطی سے بالکل مانع ہو اسلیے کہ اس صورت مین استمتاع فوت ہو جائیگی بشرطیکہ اس مرض کا دور کرنا ممکن نہو یا ممکن ہو لیکن زوجہ علاج سے انکار کرتی ہو اور سوا عیوب مذکورہ کے اور کسی عیب کی وجہ سے اختیار فسخ حاصل نہوگا

دوسرا مقصد احکام عیوب کے بیان مین اور اسمین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ جو عیوب عورت مین قبل عقد حاصل ہونگے اونکی وجہ سے شوہر کو اختیار فسخ حاصل ہوگا اور جو عیوب

بعد عقد و وطی حادث ہوئے ہوں اونکی وجہ سے اختیار فسخ نہوگا اور جو عیوب بعد عقد اور قبل وطی
حادث ہوئے ہوں اونکی وجہ سے اختیار فسخ حاصل ہو نہین تردد ہی اظہر یہ ہو کہ اختیار نہوگا اسلیے کہ وقت
عقد یہ عیوب نہ تھے اور عقد نکاح سالم از معارض منعقد ہو چکا تھا پس جو عیوب بعد عقد حاصل
ہوگئے وہ عقد سابق کو باطل نہین کر سکتے دوسرا مسئلہ اختیار فسخ فوری ہو پس اگر مرد یا عورت
عیب پر مطلع ہونے کے بعد فوراً فسخ نکریگی تو عقد نکاح لازم ہو جائیگا اور اختیار فسخ باقی نرہیگا
اور یہی کلام تدلیس مین بھی جاری ہوگا تیسرا مسئلہ کسی عیب کیوجہ سے فسخ کرنا داخل طلاق نہین
ہو پس ہر چند فسخ کے ساتھ مہر کا آدھا ہو جانا لازم نہوگا اور اسیطرح اون تین طلاقون مین
بھی محسوب نہوگا جنکے بعد عورت مطلقہ پر حرام ہو جاتی ہو چوتھا مسئلہ مرد و عورت بے
اجازت حاکم شرع عقد کو فسخ کر سکتے ہین ہان اگر شوہر عنین ہو تو جب تک کہ عورت
حاکم شرع کے یہان مرافعہ نکریگی اور وہ مدت قائم نکریگا اوسوقت تک اختیار فسخ نہوگا لکن
عنین بمدت کہ حاکم نے مقرر کی ہو اگر اوسکے گذرنے کے بعد بھی وطی کرنے پر قادر نہوگا تو بے اذن حاکم
عقد کو فسخ کر سکتی ہو پانچوان مسئلہ جب زن و شوہر عیب مین اختلاف کرین اور بینہ موجود
نہو تو منکر عیب کا قول معتبر ہوگا چھٹا مسئلہ جبکہ شوہر کسی عیب کیوجہ سے عقد کو قبل دخول فسخ
کرے تو عورت کو کچھ مہر نہ ملیگا اور اگر بعد دخول فسخ کرے تو عورت کو مہر مسمّٰی کا استحقاق ہوگا
اسلیے کہ مہر کا استقرار وطی سے ہو جاتا ہو لہذا فسخ سے ساقط نہوگا اور اگر کسی شخص نے شوہر کے
ساتھ تدلیس کی ہو تو جتنا مہر کہ اوسکو دینا پڑا ہو اوسکا مطالبہ مدلس سے صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر
زوجہ نے قبل دخول فسخ کیا ہو تو بھی اوسکو مہر نہ دیا جائیگا سوائے مرض عُنّہ (مرد کا عنین ہونا)
کے کہ یہان پر قبل دخول فسخ کرنے مین عورت کو نصف مہر ملیگا اور اگر زوجہ نے بعد دخول فسخ
کیا ہو تو مہر مسمّٰی کے پانے کی مستحق ہوگی اور اسیطرح اگر بعد دخول خصی ہونے کی وجہ سے فسخ کیا ہو تب بھی

اوسکو پورا مہر دیا جائیگا **ساتوان مسئلہ** مرض عنہ فقط شوہر کے اقرار کرنے یا اوسکے اقرار پر بینہ قائم ہونے یا اوسکے رد قسم سے ثابت ہوتا ہے پس اگر ان امورین سے کوئی امر متحقق نہو اور عورت اپنے شوہر کے عنین ہونے کا دعوی کرے اور وہ انکار کرتا ہو تو شوہر کا قول مع قسم معتبر ہوگا اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شوہر ٹھنڈے پانی مین کھڑا کیا جائے پس اگر عضو تناسل سمٹ جائے تو قول شوہر معتبر ہوگا و الا عورت کے موافق حکم کیا جائیگا اور یہ قول کچھ نہین ہے اور اگر مرض عنہ ثابت ہونیکی بعد شوہر مدعی وطی ہو تو اوسکا قول مع قسم مقبول ہوگا اور بعض علمائے فرمایا ہے کہ اگر وطی قبل کا مدعی ہو اور زوجہ اوسکی قبل عقد باکرہ تھی تو عورتین اوسپر نظر کرینگی اور اگر ثیبہ تھی تو اوسکی قبل مین خلوق بھر دیجائیگی پس اگر عضو تناسل پر ظاہر ہوگی تو شوہر کی تصدیق کیجائیگی اور یہ قول شاذ ہے اور اگر شوہر علاوہ اپنی زوجہ کے کسی عورت سے وطی کرنے کا دعوی کرے یا خود زوجہ سے وطی فی الدبر کا دعوی کرے تو اوسکا قول مع قسم معتبر ہوگا اور اگر قسم کھانے سے انکار کرے گا تو اوسکا قول مقبول نہوگا اور یہ قضا بالنکول پر مبنی ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ صورت امتناع مین قسم زوجہ کیطرف عاید کیجائیگی اور محض شوہر کے انکار سے حکم نکیا جاویگا **آٹھوان مسئلہ** اگر مرض عنہ ثابت ہونے کے بعد صبر کرے تو اوسکا حق ساقط ہو جائیگا اور حاکم شرع کے پاس مرافعہ کرے تو حاکم وقت مرافعہ سے اوسکو ایک سال کی مہلت دیگا پس اگر قبل انقضاء مدت اوسکے ہمبستر ہوئے اوس سے یا علاوہ اوسکے اور کسی عورت سے وطی کی تو عورت کا اختیار باقی نرہیگا و الا اوسکو فسخ عقد کا اختیار ہوگا اور نصف مہر پانے کی مستحق ہوگی **مقصد تیسرا** تدلیس کے بیان مین اور بیان پر چند مسئلے ہین **پہلا مسئلہ** اگر کسی عورت سے اوسکو حرہ سمجھکر عقد کرلے اور بعد عقد اوسکا کنیز ہونا معلوم ہو تو شوہر کو اختیار فسخ حاصل ہوگا اگرچہ دخول بھی کرچکا ہو اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عقد باطل ہوگا اور پہلا قول اظہر ہے اور

اگر قبل دخول فسخ ہوگا تو کنیز کو کوئی مہر نہ دیا جائیگا اور بعد دخول مہر مسمی پانے کی مستحق ہوگی
اور بعضون نے فرمایا ہے کہ اوسکے مولی کو اوسکی قیمت کا دسوان حصہ اگر باکرہ ہو اور بیسوان حصہ اگر
ثیبہ ہو دیا جائیگا اور یہ بھی باطل ہوگا اور قول اوّل اشبہ ہے اور شوہر کو مقدار مہر کا مدلس سے
مطالبہ کرنا صحیح ہوگا اور اگر خود اوس کنیز کے آقا نے تدلیس کی تھی تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ عقد
صحیح ہوگا اور کنیز مذکورہ موافق اقرار مالک کے حرّہ سمجھی جائیگی اور اگر اوسکے مالک نے کوئی ایسا
کلام کیا تھا جس سے اوسکی کنیز کا آزاد ہونا سمجھا جائے تو آزاد ہوگی اور مہر پانے کا اوسکو کوئی
استحقاق نہوگا اور اگر خود کنیز نے تدلیس کی ہو تو عوض بضع کا اوسکے آقا کو استحقاق ہوگا اور
مقدار عوض کی رجوع کنیز پر اوسکے آزاد ہونے کے بعد شوہر کو جائز ہوگی اور اگر مہر اوسکو
دیچکا تھا تو جو موجود ہے اوسکو واپس لیگا اور جو تلف ہوگیا اوسکو اوسکے آزاد ہونے کے بعد
وصول کریگا دوسرا مسئلہ اگر کوئی عورت کسی مرد کو حر سمجھکر عقد کرے اور بعد مین اوسکا
مملوک ہونا ثابت ہو تو عورت کو فسخ عقد کا قبل دخول اور بعد دخول اختیار حاصل ہوگا لکن اگر
قبل دخول فسخ کریگی تو مہر نپائیگی بخلاف بعد دخول کے کہ یہان مہر پائیگی تیسرا مسئلہ جبکہ کسی
شخص کی لڑکی سے حرّہ کی بیٹی سمجھکر عقد کرے اور بعد مین کنیز کی بیٹی ظاہر ہو تو شوہر کو اختیار
فسخ حاصل ہوگا اور حق یہ ہے کہ اگر شوہر نے شرط کر لیا تھا تو اختیار حاصل ہوگا اور اگر شرط نکیا تھا
تو حاصل نہوگا پس اگر قبل دخول فسخ کریگا تو مہر نہوگا اور اگر بعد دخول فسخ کریگا تو مہر مسمّی لازم
ہوگا اور اوسکی رجوع مدلس پر کریگا خواہ مدلس زن مذکورہ کا باپ ہو یا اور کوئی شخص —
چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص اپنی اوس لڑکی کا کسی شخص کے ساتھ عقد کرے جو بطن حرّہ سے پیدا
ہوئی ہو اور اوسکی جگہ کنیز کے لڑکے کو داخل کرے تو شوہر پر اوسکا رد کرنا واجب ہوگا
پس اگر دخول کرچکا ہو تو مہر المثل دیا جائیگا اور اوسکی رجوع اوس شخص پر کریگا جسنے کنیز کی لڑکی کو

اسکے پاس داخل کیا ہوگا اور جس لڑکی سے عقد واقع ہوا تھا اوسکا شوہر کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور یہی حکم ہر اوس شخص کا ہوگا جسپر بجائے زوجہ کے دوسری عورت داخل کر دیجائے اور اوس سے بگمان زوجہ وطی کرے خواہ زن مذکورہ باعتبار نسب وغیرہ کے ادنی ہو یا ارفع۔ **پانچواں مسئلہ** اگر کسی عورت سے بشرط بکارت عقد کرے اور بعد عقد اوسکا ثیبہ یعنی بکارت دور ہو چکی ہونا ظاہر ہو تو شوہر کو فسخ کا اختیار نہوگا اسلیے کہ بکارت کا کسی سبب خفی کیوجہ سے دور ہو جانا بھی ممکن ہے ہاں شوہر کو اوسقدر مہر کے کم کر دینے کا اختیار رہوگا جسقدر کہ باکرہ اور ثیبہ کے مہر مین تفاوت ہوتا ہے جو عرف وعادت سے معلوم ہوسکتا ہے اور بعض علما نے فرمایا ہے کہ فقط سدس مہر کے کم کر دینے کا اختیار ہوگا اور یہ قول غلط ہے **چھٹا مسئلہ** اگر کسی عورت سے متعہ کرے بعد کو اوسکا زن کتابیہ ہونا ظاہر ہو تو اوسکو فسخ کا اختیار حاصل نہوگا ہاں اگر اوس سے مفارقت کرنی چاہے تو مدت کو ہبہ کرے اور اسیطرح مدت معین مین بھی کمی نہین کرسکتا اور بقولے نکاح دائمی مین بھی یہی حکم جاری ہوگا لکن اگر بشرط اسلام اوس سے عقد کیا تھا تو فسخ جائز ہوگا **ساتوان مسئلہ** اگر دو شخص دو عورتوں سے عقد کرین اور ہر ایک کی زوجہ دوسرے کے پاس داخل کر دیجائے اور ہر ایک شخص اوس سے وطی کرے تو ہر ایک عورت کو اوسکے واطی پر مہر المثل ثابت ہوگا اور ہر ایک عورت اپنے اپنے شوہر کے پاس رد کیجائیگی پس شوہر پر مہر مسمی واجب ہوگا لکن جبتک واطی اول کا عدہ منقضی نہو جائیگا اوسوقت تک شوہر کو اصلی زوجہ سے وطی کرنا جائز نہوگا اور اگر دونون زوجائیں اثنائے عدہ مین مرجائین یا دونون شوہر مرجائین تو ہر ایک شوہر اپنی زوجہ کا وارث ہوگا اور ہر ایک زوجہ اپنے شوہر کی وارث ہوگی **آٹھوان مسئلہ** جس مقام پر کہ بطلان عقد کا حکم کیا جاتا ہے وہان پر زوجہ حرہ کو مع الوطی مہر المثل دیا جائیگا نہ مہر مسمی اور

جہان پر صحت عقد کا حکم کیا جائے وہان پر وطی کے ساتھ مہر مسمّی واجب ہوگا اگرچہ بعد ازان فسخ بھی متحقق ہو جائے اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ اگر فسخ عقد اوس عیب سے ہوا ہو جو وطی پر سابق تھا تو مہر المثل لازم ہوگا خواہ وہ عیب قبل عقد حادث ہوا ہو یا بعد عقد اور پہلا مذہب اشبہ ہو۔

دوسرا امر مہر کے بیان مین اور اسمین چند مطلب ہین **مطلب اوّل** مہر صحیح کے بیان مین پس جو شے کہ مملوک ہو سکتی ہو خواہ عین ہو یا منفعت اوسکا مہر مقرر کرنا صحیح ہو اسیطرح منفعت حر کا مہر مقرر کرنا بھی صحیح ہو جیسے کسی صنعت یا سورۂ قرآن کا تعلیم کرنا یا کوئی عمل حلال بجالانا اور اسیطرح اگر شوہر اپنے نفس کو مدّتِ معینہ تک اجارہ دے تب بھی صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کسی عمل مخصوص کے لیے اپنے نفس کو اجارہ دے تب بھی یہی حکم ہوگا اور بعض علما نے اسکو منع کیا ہو لکن جس روایت کی طرف کہ انھون نے استناد کی ہو وہ سند کی راہ سے ضعیف اور دلالت کی راہ سے قاصر ہو اور اگر زن و شوہر کافر ذمّی ہون اور شراب یا خوک پر اپنا عقد کرین تو عقد و مہر دونون صحیح ہو جائینگے اسلیے کہ وہ اُن دونون چیزون کے مالک ہین اور اگر وہ دونون یا اونمین سے ایک شخص مہر پر قبضہ کرنے سے قبل اسلام لے آئے تو اوسکی قیمت دیجائیگی اسلیے کہ اصل مہر جو مقرر ہوا ہو وہ ملک مسلم سے خارج ہو خواہ مہر معین عین مال ہو یا ذمہ پر اور اگر زن و شوہر دونون یا فقط شوہر مسلمان ہو اور شراب یا خوک پر عقد واقع کرین تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ عقد باطل ہوگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ عقد صحیح ہوگا اور زوجہ کو مع دخول مہر المثل دیا جائیگا اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ شراب وغیرہ کی قیمت دیجائیگی اور قول ثانی اشبہ ہو اور مہر مین کوئی مقدار خاص معتبر نہین ہو بلکہ جس مقدار پر کہ زن و شوہر راضی ہو جائین (اگرچہ قلیل ہو) اوسی کا مہر مقرر کرنا صحیح ہو ہان اگر اسقدر قلیل ہو کہ اوسکی کوئی قیمت نہو جیسے ایک دانۂ گندم تو صحیح نہوگا اور جسطرح کہ مہر کی حالت قلت مین کوئی مقدار معین نہین ہو اسیطرح حالت کثرت

مین بھی معین نہین ہو اور بعض علماء نے مہر سنت سے زائد کو منع فرمایا ہو اور اگر زائد ہوگا تو فقط
بقدر مہر سنت صحیح ہوگا اور یہ قول قابل اعتماد نہین ہو اور مہر حاضر مین مشاہدہ کافی ہو اگرچہ اوسکا
وزن یا کیل معلوم نہو جیسے گیہون کی ڈھیری اور سونے کا ٹکڑا اور دو یا زائد عورتون سے
ایک ہی مہر کے ساتھ عقد کرنا جائز ہو اور مقدار مہر اول سب مین برابر تقسیم کیجائیگی اور بعض علماء
نے فرمایا ہو کہ مقدار مہر اون سب کے مہر مثال پر تقسیم کیجائیگی اور ہر ایک کو بہ نسبت دیا جائیگا اور یہی
قول قوی ہو اور اگر کسی عورت سے ایسے خادم پر عقد کیے جو مشاہدہ مین نہ آیا ہو اور اوسکے
اوصاف بھی مذکور نہوئے ہون تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ زوجہ کو اوسط درجہ کا خادم
دیا جائیگا اور یہی حکم اوس صورت مین بھی جاری ہوگا جب بیت مجہول پر عقد واقع ہو اور ان
دونون کا مستند روایت علی ابن ابی حمزہ ہو اور مرسلہ ابن ابی عمیر مین امام موسی کاظم علیہ السلام سے
دار مجہول پر بھی صحت عقد منقول ہوئی ہو اور اگر کتاب اللہ اور سنت نبی پر عقد کرے اور کوئی
مہر معین نکرے تو مقدار مہر پانچسو درہم قرار پائیگی اور اگر عورت کے لیے کچھ مہر معین کیا جائے اور اوسکے
باپ کے لیے بھی کچھ مال مقرر کیا جائے تو جو مہر عورت کے لیے معین کیا ہو لازم ہوگا اور جو مال
اوسکے باپ کے لیے معین کیا ہو وہ ساقط ہوگا اور اگر عورت کے لیے کوئی مہر مقرر کرے اور
اوسمین سے کسی مقدار معین کی اوسکے باپ کے لیے شرط ہو جائے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ
مہر صحیح ہوگا اور شرط لازم ہوگی بخلاف پہلی صورت کے اور مہر کا اسطرح معین کرنا ضروری ہو
کہ جہالت باقی نرہے پس اگر اپنی زوجہ کا سورۂ قرآن کی تعلیم قرار دے تو اوسکا مقرر کرنا واجب
ہوگا اور اگر مہر مبہم پر عقد کریگا تو مہر فاسد ہو جائیگا اور زوجہ کو مع دخول مہر المثل کا استحقاق
ہوگا اور آیا تعیین سورہ کے ساتھ کسی قرائت کا منجملہ قرأات ہفتگانہ کے معین کرنا واجب ہوگا یا نہین
بعض علماء نے فرمایا ہو کہ واجب ہوگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ واجب نہوگا پس کسی قرأت جائزہ کے ساتھ

سورۂ معینہ کا تعلیم کر دینا کافی ہوگا اور یہی قول اشبہ ہے اور اگر زوجہ اپنے شوہر کو دوسری قرائت
کے ساتھ تعلیم کرنے پر مامور کر گئی تو شوہر پر اوسکا قبول کرنا لازم نہوگا اسلیے کہ یہ اول شرط تھا اور اگر کسی ایسی
صنعت یا اوس سورہ قران کی تعلیم مہر زوجہ قرار دیا جاوے جسکو شوہر نجانتا ہو تب بھی جائز ہوگا
اسلیے کہ اس صورت مین مہر زوجہ شوہر کے ذمہ پر ثابت ہوگا اور اگر شوہر تعلیم سے عاجز
آجاوے تو اوسپر اجرت تعلیم واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص کسی ظرف مخصوص کو ظرف سرکہ ظاہر کرکے
مہر قرار دے اور بعد عقد اوسکا شراب ہونا معلوم ہو تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ زوجہ کو
اوس شراب کی وہ قیمت دیجائیگی جو اوسکے حلال جاننے والون کے نزدیک قرار پائیگی اور اگر
قائل ہون کہ صورت مذکورہ مین زوجہ کو اوس سرکہ کا مثل دیا جائے جسپر کہ تراضی واقع ہوئی تھی
تو خوب ہوا اور یہی کلام اوس صورت مین جاری ہوگا کہ جب کسی غلام پر عقد کرے اور بعد
عقد اوسکا حر یا مالک غیر ہونا ثابت ہوا اور جبکہ ایک عقد کسی مہر پر پوشیدہ اور بر دوسرا
عقد اوسی عورت سے کسی دوسرے مہر پر ظاہر مین واقع کرے تو پہلا عقد صحیح اور دوسرا
باطل ہوگا اور مہر کا شوہر ضامن ہے پس اگر قبل تسلیم تلف ہو جائیگا تو بنا بر قول مشہور کے شوہر
مہر یا اوس قیمت کا ضامن ہوگا جو وقت تلف مقرر ہوگی اور مہر المثل کیطرف رجوع کرنا
صحیح ہوگا اور اگر زوجہ کو مہر مین کوئی عیب ظاہر ہو تو اوسکو بوجہ عیب رد کر دینے کا اختیار
ہوگا اور اوسکے عوض مین قیمت کی مستحق ہوگی اور اگر بعد عقد مہر مین عیب حادث ہو جائیگا
تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عورت کو اوسکے یا اوسکی قیمت کے لینے کا اختیار ہوگا اور اگر قائل ہون کہ
اوسکو قیمت کے لینے کا اختیار نہوگا بلکہ عین اور عوض ارش کا لینا معین ہوگا تو خوب ہوا اور زوجہ
کو قبل قبضہ شوہر کا اپنے نفس پر تمکین (قدرت دینا) سے منع کرنا جائز ہے خواہ شوہر اوسکا خوشحال
ہو یا تنگحال اور آیا بعد دخول بھی شوہر کو اپنے نفس سے باز رکھ سکتی ہے یا نہیں بعض علما نے فرمایا ہے کہ

باز رکھسکتی ہی اور بعض نے فرمایا ہی کہ منع نہین کرسکتی اور یہی مذہب اشبہ ہی اسلیے کہ حق استمتاع محض عقد سے لازم ہوجاتا ہی فقط قبل قبضہ علی المہر صورت مستثنیٰ ہی اور بمقدار مہر کا قبل کرنا مستحب ہے اور مہر سنت سے زائد مہر کا مقرر کرنا (جسکی مقدار پانچسو درہم ہی) مکروہ ہی اور جب زوجہ کے پاس جائے تو اوسکا پورا مہر یا اوسمین سے کچھ مقدار یا علاوہ اوسکے کسی شی کا اگرچہ بطور ہدیہ ہو لیجانا مستحب ہے اور بدون اسکے مکروہ ہی **مطلب دوم** تفویض (کسی شی کا چھوڑ دینا یا سپرد کر دینا) کے بیان مین تفویض کی دو قسمین ہین **قسم اول** تفویض بُضع (بُضع کا اطلاق عقد نکاح اور جماع اور فرج پر ہوتا ہی) مہر کا عقد مین اصلاً ذکر نکرنا مراد ہی مثلاً وکیل زوجہ کہے زوّجتک فلانۃ یا خود زوجہ کہے زوّجتک نفسی اور شوہر جواب مین قَبِلتُ کہے اور اس مقام پر چند مسئلے مذکور ہوتے ہین **پہلا مسئلہ** عقد نکاح مین مہر کا مذکور ہونا شرط صحت نہین ہی پس اگر کسی عورت سے عقد کرے اور مہر کا ذکر نکرے یا دونون شخص عقد مین عدم مہر کی شرط کرلین تو عقد صحیح ہوجائیگا پس اگر قبل دخول طلاق دیگا تو زوجہ کو متعہ (شوہر کا حسب حال کچھ مال یا کپڑا وغیرہ حوالہ زوجہ کرنا جسکا ذکر اپنے مقام پر عنقریب آئیگا) دیا جائیگا خواہ زوجہ حرّہ ہو یا کنیز اور مہر نہوگا اور اگر بعد دخول طلاق دیگا تو زوجہ کو مہر الامثال دیا جائیگا اور متعہ نہوگا پس اگر زن و شوہر مین سے کوئی شخص قبل دخول و فرض مہر مر جائیگا تو مہر و متعہ مین سے کچھ بھی لازم نہوگا اور مہر المثل بوجہ دخول واجب ہوتا ہی اور محض عقد سے واجب نہین ہوتا **دوسرا مسئلہ** مہر المثل مین باعتبار شرف و جمال کے عورت کا حال یا اوسکے امثال کی عادت معتبر ہے جبتک کہ مہر سنت سے (جسکی مقدار پانچسو درہم ہی) زائد نہو اور متعہ مین شوہر کا حال معتبر ہے پس اگر شوہر غنی ہو تو گھوڑا یا لباس فاخر یا دس دینار دیگا اور اگر باعتبار فقر و غنا کے متوسط ہو تو اوسط درجہ کا کپڑا یا پانچ دینار دیگا اور اگر فقیر ہے تو ایک دینار یا انگشتری یا مثل اسکے حوالہ کریگا اور متعہ پانے کا

استحقاق اوس عورت کے سوا جسکو قبل دخول و قبل فرض مہر طلاق ہوئی ہو کسی عورت کو نہین
ہو تیسرا مسئلہ اگر زن و شوہر عقد کے بعد فرض مہر پر راضی ہو جائین تو جائز ہوگا اسلیے کہ
وہ انھین دونون کا حق ہو خواہ بقدر مہر المثل ہو یا کم و زائد خواہ یہ دونون عالم ہون یا نا
یا فقط ایک عالم ہو اسلیے کہ ان دونون کو جسطرح ابتداءً فرض مہر کا اختیار تھا اوسیطرح انتہاءً بھی جائز
ہوگا چوتھا مسئلہ اگر کوئی شخص کنیز سے عقد کر کے اوسکو خرید لے تو نکاح فاسد ہو جائیگا
اور عورت کو مہر اور متعہ کچھ بھی نہ ملیگا پانچوان مسئلہ تفویض فقط بالغہ رشیدہ مین متحقق ہو سکتی
ہے اور صغیرہ اور مجنونہ اور کبیرہ سفیہہ (زن غیر رشیدہ) مین متحقق نہین ہو سکتی پس اگر کبیرہ سفیہہ کا
عقد اوسکا ولی مہر المثل سے کم پر واقع کرے یا مہر کا ذکر نہ کرے تو عقد صحیح ہو جائیگا اور مہر المثل
نفس عقد سے ثابت ہو جائیگا لیکن اس قول مین تردد ہی جسکا منشاء یہ ہو کہ جب نظر ولی مین تفویض
مہر کی کوئی مصلحت موجود ہو تو صحیح ہونی چاہیے اسلیے کہ اوسکی نظر پر وثوق ہوتا ہو اور یہی شبہ
اور اصول مذہب کے موافق ہو اور بر تقدیر اول اگر قبل دخول طلاق واقع ہو جائے تو عورت
کو نصف مہر المثل پانیکا استحقاق ہوگا اور بنا بر ہمارے مختار کے اوسکو فقط متعہ کا استحقاق ہوگا
اور مولیٰ کو اپنی کنیز کے عقد مین تفویض کرنا جائز ہو اسلیے کہ مہر اوسی کا مال ہو چھٹا مسئلہ جبکہ
کنیز کا آقا اوسکا عقد تفویض مہر کے ساتھ کر چکا ہو بعد ازان اوسکو فروخت کرے تو فرض مہر کا
اوسکے شوہر اور مشتری کو اختیار ہوگا اگر نکاح کی اجازت دیچکا ہو اور اگر اجازت نہ دے گا تو
عقد بھی باطل ہو جائیگا اور مہر بھی کچھ نہوگا اور بصورت اجازت مین مہر کا مشتری مالک
ہوگا نہ بائع اور اگر بائع نے کنیز کو قبل دخول آزاد کر دیا ہو بعد ازان وہ کنیز عقد پر راضی
ہے تو مہر کا استحقاق کنیز ہی کو حاصل ہوگا قسم دوم تفویض مہر ہے جس سے مہر کا عقد مین
اجمالاً ذکر کرنا اور تعیین مقدار کا اختیار زن و شوہر مین سے ایک کو دیدینا مراد ہے پس اگر شوہر کچھ

متعلق به الی احد الزوجین فاذا کان

اختیار دیا جائیگا تو کثرت و قلت مہر مین اوسکو اختیار ہوگا جو مقدار چاہے معین کرے اور اگر
زوجہ کو اختیار دیا جائیگا تو جانب قلت مین کوئی حد مقرر نہوگی جتنا چاہے مقرر کرے اور جانب
کثرت مین مقرر ہوگی اسلیے کہ اوسکو مہر سنت سے زائد کے مقرر کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر
قبل دخول اور قبل فرض مہر طلاق واقع ہوجائے تو جس شخص کو مہر کے معین کرنے کا اختیار تھا اوسپر
معین کرنا واجب ہوگا اور اوسکا آدھا مہر عورت کو دیا جائیگا اور اگر عورت کو تعیین مہر کا
اختیار ہوگا تو مہر کی جو مقدار معین کریگی اوسکی آدھا مہر دیا جائیگا بشرطیکہ تعیین مقدار مین مہر سنت
سے تجاوز نکرے اور اگر زن و شوہر مین وہ شخص قبل حکم و دخول مرجائے جسکو کہ مقدار مہر
معین کرنے کا اختیار تھا تو بعض علما نے فرمایا ہو کہ عورت کو فقط متعہ دیا جائیگا اور مہر ساقط
ہوگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ اوسکو مہر و متعہ مین سے کچھ نہ دیا جائے گا اور قول اول منقول
بھی ہو **مطلب سوم** احکام کے بیان مین اور اسمین کئی مسئلے مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ اگر
شوہر اوار مہر سے قبل دخول کرلے تو مہر زوجہ اوسکے ذمہ پر دین رہیگا اور دخول سے ساقط
نہوگا خواہ مدت دراز گذرے یا کم اور زوجہ نے مطالبۂ مہر کیا ہو یا نکیا ہو اور باستثنا بر
چند روایتون مین وارد ہوا ہو کہ بوجہ دخول مہر عاجل ساقط اور شوہر بری الذمہ ہوجائیگا
خواہ زوجہ کو مہر مین سے کوئی مقدار وصول ہوچکی ہو یا نہوئی ہو لیکن اونپر عمل متروک ہوا دوسرا مسئلہ
سے کہ مہر ثابت ہوتا ہو وہ وطی ہو قبلاً ہو یا دبراً اور محض خلوت سے واجب نہین ہوتا اور
بعض علما نے فرمایا ہو کہ محض خلوت سے بھی واجب ہوجاتا ہو لیکن قول اول اظہر ہو **دوسرا مسئلہ**
بعض علما نے فرمایا ہو کہ جب کوئی مہر معین نہو اور شوہر زوجہ کو کچھ مال دینے کے بعد اوس سے
دخول واقع کرے تو وہی مال اوسکا مہر قرار پائیگا اور زوجہ کو بعد دخول مہر کا مطالبہ صحیح نہوگا
ہان اگر قبل دخول شوہر سے شرط کرلے کہ مہر اوس مال کے علاوہ ہو تو اوسکو مہر کا مطالبہ صحیح ہوگا

اور یہ قول بین العلماء مشہور ہے جو ایک روایت کی تاویل پر مبنی ہے اور اوسکا ظاہر مدلول نہیں ہے
تیسرا مسئلہ جبکہ شوہر اپنی زوجہ کو قبل دخول طلاق دے تو شوہر پر اوسکا نصف مہر واجب
ہوگا اور اگر پورا مہر اوسکے حوالہ کرچکا ہوگا تو شوہر کو نصف مہر کے واپس لینے کا اختیار ہوگا اگر زوجہ
کے پاس باقی ہو ورنہ نصف مثل واپس لیگا اور اگر اوس مہر کا مثل نہو تو نصف قیمت واپس
کریگا اور اگر مہر کی قیمت وقت عقد اور وقت قبض مختلف ہو تو ان دونوں قیمتوں
مین سے جو قیمت کم ہوگی عورت پر اوسی کا حوالہ شوہر کرنا لازم ہوگا اور اگر عین مہر ناقص ہو جائے
یا اوسکی کوئی صفت زائل ہو جائے جیسے عور دابہ (چوپایہ کی ایک آنکھ کا پھوٹ جانا) یا غلام
کا کسی صنعت کو بھول جانا تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ شوہر کو نصف قیمت کا استحقاق حاصل ہوگا
اور نصف عین کے لینے پر مجبور نکیا جائیگا اور اسمین تردد ہے لکن اگر نرخ بازار کیوجہ سے اوسکی
قیمت کم ہو جائے تو شوہر کو قطعًا نصف عین ہی کا استحقاق حاصل ہوگا اور اسیطرح اگر اوسکی
قیمت زائد ہو جائے تب بھی نصف عین ہی کے لینے کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ بقاء عین کی
صورت مین قیمت پر نظر نکیجائیگی اور اگر عین مہر بوجہ کبر سنی یا فربہی زائد ہو جائے تو شوہر کو
اوسکے نصف کا استحقاق ہوگا اور قدر زائد کا استحقاق نہوگا اسلیے کہ وہ ملک زوجہ ہے
اور دفع عین پر علی الاظہر مجبور نکیجائیگی اور اگر مہر سے کوئی نماء منفصل (وہ زیادتی جو علحدہ ہو)
حاصل ہو جیسے دودھ اور اولاد تو نماء مذکور مخصوص زوجہ کا مال ہوگا اور شوہر کو اصل
کے نصف کا استحقاق ہوگا اور اگر مال مہر کوئی حیوان باردار مقرر کیا گیا ہو تو شوہر کو اون
دونوں (حیوان اور اوسکا حمل) کے نصف کا استحقاق ہوگا اور اگر شوہر نے مہر زوجہ کسی صنعت
کی تعلیم قرار دی ہو پھر قبل دخول اوسکو طلاق دے تو زوجہ کو اوس صنعت کی اجرت تعلیم کا
دیا جائیگا اور اگر قبل طلاق اوس صنعت کو تعلیم کرچکا تھا تو شوہر کو نصف اجرت کے واپس لینے کا

اختیار ہوگا اسلیے کہ نصف مہر معین کا مطالبہ محال ہو اور اگر مہر زوجہ کسی سورۂ قرآن کی تعلیم قرار
پائے تو بعض علمار نے فرمایا ہو کہ پس پردہ سے نصف سورہ تعلیم کریگا اور اسمین تردد ہو چوتھا مسئلہ
اگر زوجہ اپنے مہر کا شوہر کو ابرا (یعنی الذمہ کا ساقط کرنا) کر دے بعدہ قبل دخول طلاق واقع ہو تو
شوہر کو زوجہ سے نصف مہر کا واپس لینا صحیح ہوگا اسلیے کہ اسقاط مال فرع ملک ہو اور اسیطرح اگر
مجموع مہر ساتھ زوجہ کو خلع دے **پانچوان مسئلہ** جبکہ شوہر بعوض مہر غلام گریختہ یا اور کوئی شئے
زوجہ کے حوالہ کرے بعد ازان قبل دخول اوسکو طلاق دے تو شوہر کو اصل مہر کے نصف کا واپس لینا
صحیح ہوگا اور نصف عوض کے واپس لینے کا اختیار نہوگا اور اسیطرح اگر بعوض مہر کوئی زمین یا
متاع زوجہ کے حوالہ کرے تب بھی شوہر کو مہر مسمّٰی ہی کے نصف کا واپس لینا صحیح ہوگا **چھٹا مسئلہ** اگر
کنیز مدبرہ کو مہر زوجہ قرار دے بعد ازان اوسکو طلاق دے تو یہ کنیز زن و شوہر مین مشترک ہوگی
اور وفات شوہر کے بعد آزاد ہو جائیگی اور بعض علماء نے فرمایا ہو کہ کنیز کو مہر مقرر کرنے سے
اوسکی تدبیر باطل ہو جاتی ہو اور یہی مذہب اشیاع و اصول مذہب کے موافق ہو **ساتوان مسئلہ**
اگر عقد نکاح مین کسی امر غیر مشروع (جیسے شوہر کا دوسرا عقد نکرنا یا کنیز وغیرہ سے تعلق
نرکھنا) کی شرط ہو جائے تو اس صورت مین فقط شرط باطل ہوگی اور عقد و مہر صحیح ہوگا اور اسیطرح
اگر مہر کا مدت معینہ مین ادا کرنا شرط ہو جائے تب بھی عقد و مہر لازم اور فقط شرط باطل ہوگی اور
اگر شوہر سے بکارت زوجہ کے زائل نکرنیکی شرط ہو جائے تو شرط لازم ہوگی و اگر بعد ازان خود
زوجہ اجازت دے تو جائز ہوگا او بعض علمار نے فرمایا ہو کہ اس شرط کا لزوم عقد متعہ سے
مخصوص ہو اور یہ قول تحکم (بے دلیل) ہو اور روایت مین اطلاق ہو جو عقد دائم و منقطع دونون
کو شامل ہو **آٹھوان مسئلہ** جبکہ شوہر شرط کرے کہ زوجہ اوسکے شہر سے خارج نکریگا تو بعض علماء
نے فرمایا ہو کہ شرط لازم ہو جائیگی اور یہی مضمون روایت صحیحہ مین بھی منقول ہو اور اگر یہ شرط کرے

اگر زوجہ کو اپنے بلد مین لیجائے تو پانچسو روپیہ مہر دیگا اور اگر نہ لیجائے تو تین سو روپیہ دیگا بعدہ بلد شرک مین اوسکے لیجانے کا قصد کرے تو زوجہ پر اسکا قبول کرنا واجب نہوگا اور مہر زائد کے پانے کی مستحق ہوگی اور اگر بلاد اسلام مین لیجانیکا قصد کرے تو شرط لازم ہوگی اور اسمین تردد ہی **نوان مسئلہ** اگر کوئی شخص اپنی زوجہ پر طلاق باین واقع کرے بعد ازان اثناء عدہ مین اوس سے عقد کرلے اور پھر قبل دخول طلاق دے تو زوجہ کو نصف مہر کا استحقاق ہوگا **دسوان مسئلہ** اگر زوجہ اپنے مہر کا نصف مشاع (غیر معین) شوہر کو ہبہ کرے پھر شوہر اوسکو قبل دخول طلاق دے تو شوہر کو نصف باقی کا استحقاق ہوگا اور زوجہ پر رجوع صحیح نہوگی خواہ مال مہر دین ہو یا عین اسلیے کہ زوجہ کا ہبہ اوسیکے حق کیطرف منصرف ہوگا یعنے اوسی کے حق مین نافذ ہوگا) **گیارھوان مسئلہ** اگر کسی عورت سے دو غلامون پر عقد کرے بعد ازان اون دونون مین سے ایک غلام مرجائے تو شوہر کو زوجہ سے نصف غلام زندہ اور نصف قیمت غلام مردہ کا مطالبہ کرنا صحیح ہوگا **بارھوان مسئلہ** اگر نکاح مین خیار شرط کرلیا جائے تو عقد باطل ہوگا اور اسمین تردد ہی جسکا منشاء یہ ہی کہ زوجیت متحقق ہونی چاہیے اسلیے کہ اوسکا مقتضی موجود ہی اور خیار اوسمین متطرق (جاری) نہین ہوتا کیونکہ نکاح مین شائبہ عبادت ہی اور محض معاوضہ نہین ہی لہذا عقد صحیح ہونا چاہیے اور چونکہ بدون شرط مذکور عقد پر رضا نہین ہوئی اسواسطے باطل ہونا چاہیے اور اگر مہر مین خیار شرط ہو تو عقد و مہر و شرط صحیح ہوگی **تیرھوان مسئلہ** مال مہر محض عقد کیوجہ سے مملوک زوجہ ہو جاتا ہی پس اوسکو علی الاشہر قبل قبض بھی مہر مین تصرف کرنا صحیح ہی پس اگر قبل دخول طلاق واقع ہو تو نصف مہر شوہر کیطرف رجوع کریگا اور اگر زوجہ نے اپنا حق شوہر کو عفو کر دیا ہی تو تمام مہر شوہر کا مال ہوگا اور اسیطرح

كتاب النكاح

اگر ولی زوجہ (جیسے باپ یا دادا) عفو کرے تب بھی یہی کلام ہوگا اور بعض علمار نے
فرمایا ہے کہ اوس شخص کا بھی یہی حکم ہوگا جسکو عورت نے اپنے عقد مین وکیل کر دیا ہو اور
باپ دادا کو بعض مہر کا عفو کرنا جائز ہے نہ کل مہر کا اور [illegible] ولی شوہر کو اوسکے حق کا عفو کرنا
جائز نہین ہے اگر طلاق حاصل ہو گئی ہو اسلیے کہ ولی اوسکی مصلحت پر نظر کرنے کے لیے منصوب ہے
اور عفو حق مین اوسکے لیے کوئی مصلحت اور نفع نہین ہے اور جبکہ کوئی شخص بہ شوہر مہر اپنا نصف
دوسرے کو عفو کر دے تو مجرد عفو اوسکی ملک سے خارج ہوگا اسلیے کہ وہ داخل ہبہ ہے پس بدون قبضہ
کے منتقل ہوگی ہان اگر مال مہر شوہر کے ذمہ دین ہو یا زوجہ کے پاس تلف ہو جائے تو عفو
کر دینا کافی ہوگا اسلیے کہ یہ عفو داخل ابرا ہے جسمین علی الاصح (مذہب صحیح کی بنا پر) قبول کی احتیاج نہین
ہے لیکن اگر کسی شخص کے پاس کسیکا کچھ مال ہو تو بدون قبضہ ولانے کے مجرد عفو اوس سے منتقل ہوگا
چودھوان مسئلہ اگر مال مہر مؤجل جسکے ادا کرنیکے لیے کوئی مدت معین ہوگئی ہو تو زوجہ کو
شوہر کا دخول سے منع کرنا جائز ہوگا پس اگر از راہ عصیان منع کرے اور قبل دخول اوسکی
مدت گذر جائے تو آیا زوجہ کو اوسکا منع کرنا جائز ہوگا یا نہین بعض علمار نے فرمایا ہے کہ جائز
ہوگا اور بعض نے فرمایا ہے کہ جائز نہوگا اسلیے کہ وجوب تسلیم انقضار مدت سے قبل مستقر
ہو چکا ہے اور یہی قول اشبہ اور اصول مذہب کے موافق ہے پندرھوان مسئلہ اگر کوئی شخص
چاندی کے ٹکڑہ کو مہر قرار دے اور زوجہ اوسکا کوئی ظرف بنالے اور پھر شوہر اوسکو
قبل دخول طلاق دے تو زوجہ کو نصف عین کا واپس کرنا واجب نہوگا بلکہ نصف عین اور
نصف قیمت مین سے ایک کے واپس کرنیکا اختیار ہوگا اور اگر کپڑے کو مہر قرار دے اور
زوجہ اوسکا کرتا سی لے تو شوہر کو آدھے کرتے کا واپس لینا واجب نہوگا بلکہ
اوسکو زوجہ سے اوسکی آدھی قیمت کا مطالبہ کرنا جائز ہوگا اور دونون صورتون مین

فرق یہ ہے کہ چاندی سے جو اشیا بن سکتی تھین انکی صلاحیت اوسمین اب بھی باقی ہے بخلاف کپڑے
کے کہ وہ ایسا نہین ہے **سولھوان مسئلہ** جب کسی سورۂ قرآن کی تعلیم مہر زوجہ مقرر ہو تو حد
تعلیم یہ ہے کہ زوجہ کو بدون کسیکی اعانت کے اوسکے پڑھنے مین استقلال حاصل ہو جائے اور
شوہر کے ساتھ ساتھ پڑھ لینا کافی نہوگا ہان اگر ایک آیت کے پڑھنے مین استقلال حاصل ہو جائے
اور پھر دوسری آیت کی تعلیم کرے اور زوجہ پہلی آیت کو بھول جائے تو شوہر پر اوسکا
دوبارہ تعلیم کرنا واجب نہوگا اور اگر اوس سورہ کو زوجہ کے سوا کسی دوسرے شخص سے یاد کرلے
تو شوہر سے اجرت تعلیم کے پانے کی مستحق ہوگی جیسا کہ مہر معین کے تلف ہو جانے یا تعذر تسلیم
کی صورت مین قیمت کا استحقاق ہوتا ہے **سترھوان مسئلہ** ایک ہی عقد مین نکاح اور بیع
کا جمع کرنا جائز ہے اور اس صورت مین عوض کا قیمت بیع اور مہر المثل پر تقسیم کرنا لازم ہوگا
مثلاً عورت کہے کہ مین نے دس دینار کے عوض تجھسے اپنا عقد کیا اور اس کپڑے کو تیرے
ہاتھ فروخت کیا اور شوہر کہے کہ مین نے عقد اور بیع دونون کو اسی حال پر قبول کیا تو
نکاح اور بیع دونون صحیح ہو جائنگے اور دینارون کا مہر المثل اور کپڑے کی قیمت پر بانسبت
تقسیم کرنا لازم ہوگا اور اگر زوجہ کے پاس ایک دینار ہو اور وہ شوہر سے کہے کہ زوجتک
نفسی وبعتک ہذا الدینار بدینار یعنی مین نے تجھسے اپنا عقد کیا اور اس دینار کو فروخت
کیا اور ان دونون کا عوض ایک دینار مقرر کیا تو بیع باطل ہوگی کیونکہ اسمین سود لازم آتا ہے اور مہر
فاسد ہو جائیگا اور نکاح صحیح ہوگا ہان اگر اختلاف جنس ہو (جیسے درہم و دینار) تو بیع و نکاح و مہر
صحیح ہوگا اور یہان پر چند فروع مذکور ہوتے ہین **اول** اگر کسی غلام کو زوجہ کا مہر مقرر کرے
بعد ازان زوجہ اوسکو آزاد کردے پھر قبل دخول شوہر اوسکو طلاق دے تو زوجہ پر غلام
کی نصف قیمت کا حوالہ شوہر کرنا واجب ہوگا اور اگر زوجہ اوس غلام کی تدبیر کرے اور

كتاب النكاح

ولو جمع بين نكاح وبيع في عقد واحد وتقسط العوض على الثمن ومهر المثل ولو كان معها دينار فقالت زوجتك نفسي وبعتك هذا الدينار بدينار بطل البيع لانه ربا وفسد المهر وصح النكاح اما لو اختلف الجنس صح الجميع

فروع الاول لو اصدقها عبدا فاعتقته ثم طلقها قبل الدخول ... نصف قيمته وكذا لو دبرته

قبل دخول طلاق واقع ہوئے تو زوجہ کو تدبیر غلام کا باطل کرنا او نصف غلام کا حوالہ شوہر کرنا یا تدبیر غلام کا باقی رکھنا او قیمت غلام کے نصف کا حوالہ شوہر کرنا جائز ہوگا اور اگر اور اگر نصف قیمت دینے کے بعد تدبیر کو باطل کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ شوہر کو نصف عین کیطرف رجوع جائز ہوگی اسلیے کہ اوسنے قیمت غلام کو وجود مانع کیوجہ سے قبول کیا تھا اور جب تدبیر باطل ہوگئی تو نصف عین کے مطالبہ کرنیکا کوئی مانع نہ رہا اور اسمین تردد ہی اسلیے کہ قیمت دینے کے بعد ملک زوجہ مستقر ہوچکی ہی دوم جبکہ ولی زن اوسکے عقد کو مہر المثل سے کم پر واقع کرے تو بعض علماء نے فرمایا ہو کہ مہر مسمیٰ باطل ہوگا اور زوجہ کو مہر المثل کا استحقاق ہوگا اور بعض نے فرمایا ہو کہ مہر مسمیٰ ہی صحیح ہوگا اور یہی قول اشبہ ہی سوم اگر مہر زن کوئی مال مشار الیہ معین وحاضر او نامعلوم الوزن مقرر کیا جائے اور وہ قبل قبضہ تلف ہوجائے اور زوجہ اوس سے اپنے شوہر کا ابرا کرے تو صحیح ہوگا اور اسیطرح اگر کسی مہر فاسد (جیسے خوک و شراب یا کسی شی مجہول کا مہر قرار دینا) پر عقد واقع ہوا اور بوجہ دخول زوجہ کے لیے مہر المثل کا استقرار ہوچکا ہو بعد ازان کل یا بعض مہر سے ابرا کرے تو صحیح ہوگا اگرچہ اوسکی مقدار معلوم نہو اسلیے کہ ابرا سے اسقاط حق مراد ہوتی ہی پس جہالت مقدار اوسمین قادح نہوگی اور اگر مہر المثل سے قبل دخول ابرا کریگی تو صحیح نہوگا کیونکہ وہ ابھی اوسکی مستحق نہین ہی تتمہ جبکہ کوئی شخص اپنے فرزند صغیر کا عقد کرے تو مہر صغیر ہی کے ذمہ ثابت ہوگا اگر اوسکے پاس مال ہو والا اوسکے باپ کے ذمہ ثابت ہوگا اور اگر اوسکا باپ مرجائے تو مقدار مہر اوسکے اصل متروکہ سے خارج کیجائیگی خواہ وہ صغیر بالغ اور موسر (خوشحال) ہوجائے یا قبل ازین وفات پائے پس اگر اوسکا باپ مہر کو اوسکی زوجہ کے حوالہ کرچکا ہو اور وہ صغیر بعد بلوغ اور قبل دخول اپنی زوجہ پر طلاق واقع کرے تو اوسکو نصف مہر کے واپس لینے کا استحقاق ہوگا اسلیے کہ مہر مذکور باپ کی طرف سے اوسکے لیے

ضمن لہ پس شمار کیا جائیگا **فرع** اگر فرزند کبیر کیطرف سے اوسکا باپ مہر کو تبرعاً (از راہ احسان)
ادا کر دے بعد ازان قبل دخول طلاق واقع ہو تو نصف مہر کے واپس لینے کا اوسکو بھی استحقاق
ہوگا اور اوسکے باپ کو استرداد مہر کا اختیار نہوگا دلیل اوسکی وہی ہے جو فرزند صغیر مین مذکور
ہوئی اور ان دونون مسئلون مین تردد ہے **مطلب چہارم** نزاع زن و شوہر کے
بیان مین اور اسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ جبکہ اصل مہر مین مابین زن و شوہر اختلاف واقع
ہو تو شوہر کا قول مع قسم معتبر ہوگا اور اسمین قبل دخول اگرچہ کوئی اشکال نہین ہے اسلیے کہ صحت عقد
ذکر مہر پر موقوف نہین ہے پس عقد نکاح کا بدون مہر واقع ہونا بھی محتمل ہے لکن اگر اختلاف
بعد دخول واقع ہو تو خالی از اشکال نہین ہے ہرچند کہ قول شوہر یہان بھی معتبر ہوگا اسلیے کہ
اصل برائت ذمہ ہے پس صورت دخول مین بھی شوہر کے ذمہ مہر ثابت نہوگا اگرچہ زوجہ
کو دخول کے بعد مہر المثل کا استحقاق ہوگا اور اگر شوہر مہر کی کوئی مقدار بیان کرے اگرچہ
وہ بقدر برنج نقرہ ہی ہو تو قول شوہر کے معتبر ہونے مین کوئی اشکال نہوگا اسلیے
اسیقدر پر مہر کا مقرر ہونا ثابت ہے اور زیادتی غیر معلوم ہے اور اگر زن و شوہر اصل مہر
کے معین ہونے پر متفق ہون لکن اوسکی کمی یا زیادتی یا صفت مین اختلاف کرین تو اس
صورت مین بھی شوہر کا قول معتبر ہوگا لکن اگر شوہر مہر کا اقرار کرے بعد ازان اوسکے
سپرد زوجہ کرنے کا مدعی ہو اور کوئی بینہ نرکھتا ہو تو زوجہ کا قول مع قسم مقبول ہوگا اسلیے
کہ اصل عدم تسلیم ہے **تفریع** اگر شوہر بقدر مہر کوئی مال اپنی زوجہ کے حوالہ کرے بعد ازان
زوجہ دعوی کرے کہ یہ مال تمنے مجھکو ہبہ کیا تھا اور شوہر کہے کہ ہبہ نہین کیا بلکہ بعوض مہر
دیا تھا تو شوہر ہی کا قول مسموع ہوگا اسلیے کہ وہ اپنی نیت کو بہتر جانتا ہے دوسرا مسئلہ جبکہ
زن و شوہر مین خلوت ہو اور زوجہ مدعی مواقعت ہو پس اگر شوہر کو اقامت بینہ ممکن ہو

مثلاً زوجہ دعوی کرے کہ قبلاً مواقعت ہوئی ہی حالانکہ وہ باکرہ ہو تو دعوئی زوجہ کے باطل ہونیمین کچھ کلام نہین ہی
اور شوہر کو قسم دینے کی بھی ضرورت نہوگی ور اگر بینہ قائم نکر سکتا ہو تب بھی شوہر ہی کا قول مع قسم معتبر ہوگا اسلیے کہ
اصل عدم مواقعت ہی اور شوہر منکر ہی اور بعض علمائے فرمایا ہی کہ قول زوجہ معتبر ہوگا اسلیے کہ اوسکا قول
ظاہر کے موافق ہی لیکن قول اوّل اشبہ ہی تیسرا مسئلہ اگر کسی سورۂ قران یا صنعت کی تعلیم مہر مقرر ہو اور زوجہ کے
کہ مجھکو اوسکی تعلیم غیر شوہر نے کی ہی تو اوسکا قول صحیح سمجھا جاویگا اسلیے کہ زوجہ منکر ہی اور اصل عدم تعلیم شوہر ہی
چوتھا مسئلہ اگر عورت اس امر پر بینہ قائم کرے کہ شوہر نے مجھسے دو وقتون مین دو عقد واقع کیے ہین
اور شوہر مدعی ہو کہ ایک ہی عقد کو دو دفع واقع کیا ہی اور زوجہ دو عقد سمجھی ہی تو عورت کا قول مقبول ہوگا
اسلیے کہ ظاہر لفظ اوسکے قول کا موید ہی اور آیا شوہر پر دو مہر واجب ہونگے یا نہین بعض علمائے نے
فرمایا ہی کہ دو مہر واجب ہونگے اسلیے کہ دو عقد اسیکو مقتضی ہین اور بعض نے فرمایا ہی کہ شوہر پر ایک مہر
کامل اور ایک مہر کا نصف لازم ہوگا لیکن قول اوّل اشبہ اور قواعد و اصول مذہب کے موافق ہی تیسرا امر ان
تین امر قابل ذکر ہین اوّل قسمت کے بیان مین اسمین دو قول ہین پہلا قول زن و شوہر مین ہر ایک کے ذمہ پر
دوسرے کے کچھ حقوق ثابت ہین جنکی مراعات اوسکو واجب ہی پس جسطرح کہ شوہر پر نفقہ (کسوۃ اور خورد و نوش اور
اسکان) واجب ہی اسیطرح زوجہ پر بھی شوہر کا اپنے نفس پر استمتاع کی قدرت دینا اور جو امور اوسکی
نفرت کے باعث ہین اونسے پرہیز کرنا واجب ہی پس منجملہ اون حقوق کے جو شوہر پر واجب ہین قسمت
جیسے پیاز لہسن کا استعمال کرنا یا میلا کچیلا رہنا اور غیرہ ذلک
مین الازواج ہی خواہ شوہر آزاد ہو یا غلام اگرچہ عنین یا خصی ہو اور مجنون کا بھی یہی حکم ہی لیکن اوسکی
طرف سے اوسکا ولی قسمت کریگا اور بعض علمائے نے فرمایا ہی کہ جبتک قسمت کو شروع نکریگا اوسوقت تک واجب نہوگی اور یہی مذہب
اشبہ ہی پس جس شخص کے پاس ایک ہی زوجہ ہو تو منجملہ چار شبون کے ایک شب حق زوجہ اور تین شبین حق شوہر قرار
پاینگی جہان چاہے اونمین بسر کرے اور اگر اوسکے پاس دو زوجہ ہون تو منجملہ چار شبون کے دو شبین اونکا حق ہوگا
اور باقی دو شبین حق شوہر ہوگا اور اگر اوسکے پاس تین زوجائین ہونگی تو تین شبین اونکا حق اور ایک شب شوہر

کا حق ہوگا اور اگر چار زوجایئن ہون تو شوہر پر ہر ایک کے پاس ایک شب کا بسر کرنا واجب ہوگا اور بدون کسی عذر یا سفر کے شب باشی ترک کرنا جائز نہوگا ہان اگر کل یا بعض ازواج اجازت دین تو شوہر کو جس زوجہ نے اجازت دی ہو اوسکی شب کا ترک کرنا جائز ہوگا اور آیا شوہر کو ہر ایک زوجہ کے لیے ایک شب سے زائد مقرر کر دینے کا اختیار ہی یا نہین بعض علمائے نے فرمایا ہی کہ اختیار ہی لیکن رضا ازواج کا شرط ہو بیوجہ نہین اور اگر چار عورتون سے ایک ہی دفعہ عقد کرے تو اونکو قرعہ سے مرتب کریگا اور بعض نے فرمایا ہی کہ شوہر کو اختیار ہو جس سے چاہے ابتدا کرے اور چار شبون کے بعد علی الترتیب قسمت واجب ہیگی اور یہی مذہب اشبہ ہی اور قسمت مین فقط ہمبستری واجب ہے اور جماع کرنا چار ماہ کے قبل واجب نہین ہی اور وجوب قسمت فقط شب سے مخصوص ہی اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ تمام شب کا زوجہ کے پاس بسر کرنا اور اوسکی صبح کو ٹھہرنا واجب ہوگا اور یہی روایت مین بھی وارد ہوا ہی اور اگر کسی شخص کے ازواج مین حرّہ اور کنیز جمع ہو تو حرّہ کو دو شبون کا اور کنیز کو ایک شب کا استحقاق ہوگا اور زن کتابیہ بابت قسمت مین حکم کنیز رکھتی ہی پس اگر کسی شخص کے پاس زن مسلمہ اور زن کتابیہ جمع ہون تو مسلمہ کو دو شبون کا اور کتابیہ کو ایک شب کا استحقاق ہوگا اور اگر کنیز مسلمہ اور حرّہ ذمیہ مجتمع ہون تو باب قسمت مین مساوی ہونگی **فروع** اگر زوجہ حرّہ کے پاس دو شبین بسر کرے بعد ازان کنیز آزاد ہو جائے اور عقد پر راضی رہے تو اوسکے لیے بھی دو شبون کا استحقاق ہوگا جیسے کہ اوسکو استیفاء حق کے قبل استحقاق ہو چکا ہی اور اگر حرّہ کے پاس دو شبین اور کنیز کے پاس ایک شب بسر کر چکا ہو بعد ازان کنیز آزاد ہو جائے تو دوسری شب کو اوسکے پاس بسر نکریگا اسلیے کہ وہ اپنے حق کا استیفا کر چکی اور اگر کنیز کے پاس ایک شب بسر کرے بعد ازان وہ کنیز قبل استیفاء حق حرّہ آزاد ہو جائے تو بعض علماء نے فرمایا ہی کہ کنیز کے لیے ایک شب کی قضا کریگا کیونکہ وہ زن حرّہ کی مساوی ہوگئی اور اسمین تردد ہی اور موطوئہ بالملک کے لیے قسمت نہین ہی

ایک ہو یا زائد اور شوہر کو ازواج کے گھر جانا یا بجا ازواج کا بُلانا یا اونمین سے بعض کا
اپنے پاس بُلانا اور بعض کے پاس خود جانا جائز ہو اور شب زفاف سے زن باکرہ سات شبون کے
ساتھ اور زن ثیبہ تین شبون کے ساتھ مخصوص ہو پس ان شبون کی اور کسی زوجہ کے لیے
قضا نہوگی اور اگر شوہر کے پاس ایک ہی شب مین دو یا زائد ازواج جمع ہو جائین تو بعض
علما نے فرمایا ہو کہ ان مین سے جسکے ساتھ چاہے ابتدا کرے و بعض نے فرمایا ہو کہ
قرعہ سے استخراج کریگا اور قول اول شبہ ہو اگرچہ ثانی افضل ہو اور سفر کی وجہ سے قسمت ساقط
ہو جاتی ہو اور بعض علما نے فرمایا ہو کہ شوہر کو سفر نقلہ (ایک مکان سے دوسرے مکان کی
طرف نقل کرنا) اور سفر اقامت (وہ سفر کہ جسمین اقامت حاصل ہو) کی قضا لازم ہوگی اور
سفر غیبت (جس مین اقامت کا اتفاق نہین ہوا) کی قضا لازم نہوگی اور جب بعض ازواج کو
اپنے ہمراہ سفر مین لیجانے کا قصد کرے تو قرعہ سے معین کرنا مستحب ہو اور آیا جسکا نام
قرعہ سے برآمد ہوا ہو اوسکو چھوڑکر دوسری کا اختیار کرنا جائز ہوگا یا نہین بعض علما نے
فرمایا ہو کہ جائز ہوگا اسلیے کہ قرعہ سے تعیین ہوچکی ہو اور اسمین تردد دہی اور قسمت کنیز اوسکے
مالک کی اجازت پر موقوف نہین ہو اسلیے کہ اوسکو اس قسمت مین کوئی فائدہ یا خطا نہین ہو
اور شوہر کو مابین ازواج انفاق اور کشادہ روئی اور جماع مین مساوات کرنا مستحب ہو
اور اسیطرح ہر شب کی صبح کو اوسی زوجہ کے پاس رہنا مستحب ہو جو صاحب شب ہو اور اسیطرح اوسکو اوسکے ماں باپ کے
گھر مین جانے کی اجازت دینا بھی مستحب ہو اور شوہر کو زوجہ کا اوسکے ماں اور باپ کی
عیادت کرنے اور خارج از مکان نکلنے سے منع کرنا بھی جائز ہو ہان اگر کسی حق واجب کے ادا
کرنے کو جانا چاہے تو شوہر کو اوسکا منع کرنا صحیح نہوگا **دوسرا قول** نوحق قسمت کے
بیان مین اور بیان پر دس مسئلے ہین پہلا مسئلہ قسمت شب زن و شوہر کا حق مشترک ہو اسلیے

اسکا ثمرہ (استمتاع) دونون مین مشترک ہے پس اگر زوجہ اپنے حق کو ساقط کرے تو شوہر کو قبول و انکار مین اختیار ہوگا اور زوجہ کو اپنی شب کا شوہر کے لیے یا اوسکی رضا سے باقی ازواج کے لیے ہبہ کرنیکا اختیار ہے پس اگر شوہر کو ہبہ کریگی تو اوسکو اختیار ہوگا جہان چاہے بسر کرے اور اگر جملہ ازواج کو ہبہ کریگی تو شوہر کو اوس شب کا کل ازواج پر تقسیم کرنا واجب ہوگا اور اگر بعض ازواج کو ہبہ کریگی تو تمام شب اوسی سے مخصوص ہوگی اور اگر تین ازواج اپنی شبین زوجۂ چہارم کو ہبہ کرین تو شوہر کو اوسکے پاس شب کو کل بسر کرنا لازم ہوگا دوسرا مسئلہ جب کوئی زوجہ اپنی شب شوہر کو ہبہ کرے اور وہ راضی ہو جائے تو ہبہ صحیح ہوگا اور زوجہ کو اختیار رجوع باقی رہیگا لیکن اوسکا شب گذشتہ مین رجوع کرنا صحیح نہوگا یعنی شوہر پر اوسکی قضا لازم نہوگی ہان شب آئندہ مین رجوع کرنا صحیح ہوگا اور اگر زوجہ رجوع کرے اور زوج کو اطلاع نہو تو شوہر پر قبل حصول علم شب گذشتہ کی قضا واجب نہوگی تیسرا مسئلہ اگر زوجہ اپنی شب موہوبہ کا کچھ عوض طلب کرے اور شوہر اوسکو بذل کرے تو آیا لازم ہوگا یا نہین بعض علما نے فرمایا ہے کہ لازم نہوگا اسلیے کہ استمتاع ایسا حق ہے جو منفرد اکوئی قیمت نہین رکھتا پس ایسے معاوضہ صحیح نہوگا چوتھا مسئلہ صغیرہ اور مجنونہ مطبقہ (وہ مجنونہ جسکو جنون سے کسیوقت افاقہ نہو) ناشزہ (نافرمان) کو حق قسمت کا مطالبہ صحیح نہین ہے اور اسیطرح اوس مسافرہ کو بھی حق قسمت کا استحقاق نہوگا جسنے بدون اجازت شوہر سفر کیا ہو یعنی شوہر پر ان ازواج کے لیے شب گذشتہ کی قضا لازم نہوگی پانچوان مسئلہ شوہر کو کسی زوجہ کی شب مین دوسری سوت کے پاس جانا جائز نہین ہے لیکن اگر مریض ہو تو اوسکی عیادت جائز ہوگی پس اگر تمام شب اوسی کے پاس گذر جائے تو آیا اوسکی قضا واجب ہوگی یا نہین بعض علما نے فرمایا ہے لازم ہوگی اسلیے کہ صاحب شب کا حق فائت ہوا اور بعض علما نے فرمایا ہے لازم نہوگی کے لیے ہوتا اور یہی مذہب اشبہ ہے اور اگر غیر دکے پاس جائے ...

اور پھر صاحب شب کے پاس واپس آئے تو باقی ازواج کے لیے مواقعت کی قضا واجب نہوگی اسلیے کہ وہ لوازم قسمت سے نہین ہے چھٹا مسئلہ اگر قسمت مین بعض ازواج پر ظلم کرے تو جسکی شب مین خلل واقع ہوا ہے اوسکی قضا واجب ہوگی ساتوان مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس چار زوجاین موجود ہون اور اونمین سے ایک زوجہ ناشزہ ہوجائے بعد اوسکے شوہر باقی تین ازواج مین ہر ایک کا حق پندرہ شبین مقرر کرے اور دو عورتون کا حق ادا کرنیکے بعد زن ناشزہ مطیع شوہر ہوجائے تو شوہر پر تیسری زوجہ کے پاس بھی پندرہ شبون کا بسر کرنا واجب ہے گا اور جو زوجہ ناشزہ تھی اوسکے پاس پانچ شبون کو بسر کریگا پس ہر دورہ مین ایک شب ناشزہ کے لیے اور تین شبین تیسری زوجہ کے لیے مقرر کریگا یہانتک کہ پانچ دورے ختم ہون پس تیسری کے لیے پندرہ روز اور ناشزہ کے لیے پانچ شبین حاصل ہونگی بعد ازان جملہ ازواج کے لیے چار شبون کو از سر نو مساوی تقسیم کریگا آٹھوان مسئلہ اگر تین ازواج کا حق قسمت ادا کرے اور چوتھی کو اوسکی شب داخل ہونے کے بعد طلاق دے اور پھر اوس سے عقد کرے تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ شوہر پر اوس شب کی قضا واجب ہوگی اور اسمین تردد ہے منشا اوسکا یہ ہے کہ اوسکا حق خروج از زوجیت کیوجہ سے ساقط ہوناچاہیے نوان مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس دو شہرون مین دو زوجہ ہون اور ایک کے پاس دس شبون کو بسر کرے تو بعض علما نے فرمایا ہے کہ دوسری زوجہ کے پاس بھی دس شبون کا بسر کرنا واجب ہوگا دسوان مسئلہ اگر کسی عورت سے عقد کرے اور قبل دخول سفر کے لیے قرعہ ڈالے اور سفر مین لیجانیکے لیے اوسی کا نام برآمد ہو تو شوہر کو بعد رجوع اوسکی سات شبونکا (اگر باکرہ ہو) یا تین شبونکا (اگر ثیبہ ہو) علاوہ قسمت کے مستثنیٰ کرنا ضرور ہوگا اسلیے کہ یہ حق سفر مین داخل نہین ہوتا کیونکہ سفر داخل قسمت نہین ہے دوم نشوز (زوجہ یا شوہر کا اطاعت سے خارج ہونا) کے بیان مین نشوز کے معنی اصل لغت مین بلند ہونے کے ہین اور نشوز جسطرح کہ عورت سے

(فصل فی النشوز) وهو الخروج عن الطاعة واصله الارتفاع ... من الزوجة

حاصل ہوتا ہی اسیطرح کبھی مرد سے بھی ہوتا ہی پس جبکہ زوجہ سے نشوز کے آثار ظاہر ہون مثل اسکے کہ شوہر سے منھ چڑھاکر کلام کرے یا اوسکے حوائج مین سستی کرے یا اپنی عادت کو اوسکے ادب مین تغیر دے تو شوہر کو بعد نصیحت اوس سے ہجر فی المضجع (بستر مین مفارقت کرنا) جائز ہوگا جسکی صورت یہ ہی کہ اپنی پشت کو اوسکی طرف فرش خواب پر پھیر دے اور بعض علماء نے فرمایا ہی کہ ہجر فی المضجع سے بستر زوجہ کا چھوڑ دینا اور دوسرے فرش پر شب کا بسر کرنا مراد ہی اور یہ قول اول منقول بھی ہی اور محض آثار نشوز کے ظاہر ہونے سے شوہر کو اوسپر ضرب و تادیب کرنا جائز نہوگا ہان اگر نشوز واقع ہو جس سے شوہر کے حقوق واجبہ کا امتناع کرنا مقصود ہی تو شوہر کو اوسکا ضرب و تادیب کرنا جائز ہوگا اگرچہ پہلی ہی مرتبہ اتفاق ہوا ہو اور ضرب و تادیب مین اوسیقدر پر اکتفا کریگا جسمین اوسکے مطیع ہو جانے کی امید رکھتا ہو بشرطیکہ اینقدر نہو جس سے خون نکل آئے یا رنگ بدن کبود ہو جائے اور جب شوہر کیطرف سے نشوز ظاہر ہوا اور زوجہ کے نفقہ یا دیگر حقوق واجبہ ادا کرنے کو منع کرے تو زوجہ کو اونکا مطالبہ جائز ہوگا اور حاکم شرع شوہر کو الزام دیگا لیکن زوجہ کو شوہر سے مفارقت کرنا یا اوسکی ضرب و تادیب کرنا جائز نہین ہی اور زوجہ کو شوہر کی استمالت کی غرض سے اپنے بعض حقوق واجبہ کا ترک کر دینا جائز ہی اور شوہر کو اوسکا قبول کر لینا حلال ہی سوم شقاق کے بیان مین شقاق بروزن فعال شق سے ماخوذ ہی گویا کہ بوجہ اختلاف زن و شوہر مین سے ہر ایک شخص ایک شق اور جانب مین ہو جاتا ہی پس جبکہ دونون جانب سے نشوز متحقق ہوا اور استمرار یا طول اختلاف کا خوف ہو تو حاکم شرع کو زوج و زوجہ کے اہل قرابت مین سے دو حکم کا مقرر کرنا مستحب ہی اور اگر وہ دونون حکم زن و شوہر کے اہل قرابت سے نہون یا ایک حکم ایک کے اہل قرابت سے ہو اور دوسرا غیر ہو

تب بھی جائز ہوگا اور آیا دونون حکم کا مقرر کرنا علی سبیل التحکیم ہے یا علی سبیل التوکیل اظہر یہ ہے کہ از قبیل تحکیم ہے پس اگر دونون شخص اصلاح پر متفق ہون فبہا اور اگر فراق پر متفق ہون اور طلاق پر اتفاق کرین تو بے رضا شوہر صحیح نہوگی اور اگر خلع پر اتفاق کرین تو جبتک کہ زوجہ بذل مال پر راضی نہو اوسوقت تک صحیح نہوگی **تفریع** اگر تقرر حکمین کے بعد زن و شوہر یا اونمین سے ایک شخص غائب ہوجائے تو بعض علماء نے فرمایا ہے کہ غائب پر حکم کرنا جائز ہوگا اور اگر قائل بجواز ہون تو خوب ہے اسلیے کہ اون دونون کا حکم اصلاح ذات البین پر مقصور ہے اور مابین زن و شوہر تفرقہ کرنا اونکی اجازت پر موقوف ہے اور بیان پر دو مسائل ہین **پہلا مسئلہ** جو شرط کہ دونون حکم مقرر کرین پس اگر شرط جائز و مشروع ہے تو لازم ہوگی والا زن و شوہر کو اوسکے نقض کا اختیار ہوگا **دوسرا مسئلہ** اگر شوہر اپنی زوجہ کو اوسکے بعض حقوق سے منع کرے یا اوسکو غیرت دلائے اور عورت خلع لینے کے لیے کچھ مال نذر کرے تو صحیح ہوگا اور یہ داخل اکراہ نہین ہے **چوتھا مطلب** احکام اولاد کے بیان مین اور اونکی دو قسمین ہین **پہلی قسم** الحاق اولاد کے بیان مین اور بیان کئی امر ہین **پہلا امر** اوس عورت کی اولاد کے بیان مین جس سے عقد دائم ہو پس ایسی عورت کی اولاد شوہر سے تین شرطون کے ساتھ ملحق ہوگی **شرط اول** دخول **شرط دوم** وقت دخول سے اقلاً چھ ماہ کا گذرجانا **شرط سوم** اقصائے مدت حمل سے تجاوز نکرنا جسکی مدت بنا بر مشہور کے نو ماہ ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ دس ماہ ہے اور یہی قول خوب ہے اور موید اسکا یہ ہے کہ اکثر عورتون مین دس ماہ کے بعد وضع حمل ہوتا ہے اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ اقصائے مدت حمل ایکسال ہے اور یہ قول متروک ہے پس اگر زوجہ سے دخول واقع نہوا ہو یا دخول ہوا ہو اور چھ ماہ سے کم مدت مین مولود تام الخلقت

اور زندہ پیدا ہو تو شوہر سے ملحق ہوگا اور اسیطرح اگر زن و شوہر بنانِ وطی سے نو یا دس ماہ سے زائد کے گذرنے پر متفق ہون یا اسقدر غیبت سہی ہو جو اقصاء مدت حمل سے زائد ہو تب بھی ملحق ہوگا اور ان صورتون مین اولاد کا شوہر سے ملحق کرنا جائز نہین ہے اور اگر کوئی شخص کسی زوجہ سے ازراہ فسق و فجور وطی کرے تو جو اولاد پیدا ہوگی وہ صاحب فراش سے ملحق ہوگی اور بے لعان کے منتفی ہوگی اسلیے کہ زانی سے اولاد ملحق نہین ہوتی اور اگر زن و شوہر تحقق دخول مین مختلف ہون یا اولاد کے پیدا ہونے مین اختلاف کرین تو شوہر کا قول مع اوسکی قسم کے معتبر ہوگا اور اگر دخول متحقق ہو اور اقل حمل منقضی ہو چکا ہو تو نفی اولاد جائز نہوگی خواہ اوسکی مان متہم بفجور ہو یا نہو اور شوہر اوسکا یقین رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اور اگر باوجود شرائط الحاق کے اولاد کی نفی کریگا تو بدون لعان منتفی نہوگی اور اگر شوہر زوجہ کو طلاق دے اور بعد عدہ وقت وطی سے تا انقضاء اقصاء مدت حمل اولاد پیدا ہو تو اسی سے ملحق ہوگی بشرطیکہ اس عورت سے وطی بعقد یا بشبہ واقع ہوئی ہو اگرچہ زنا واقع ہوئی ہو اور اگر کسی عورت سے کوئی شخص زنا کرے اور عورت حاملہ ہو جائے اور پھر اوس سے عقد کرے تو اوس مولود کا الحاق جائز نہوگا اور اسیطرح اگر کسی کنیز سے زنا کرے اور وہ حاملہ ہو جائے بعد ازان اوسکو خرید کرلے تب بھی یہی حکم ہوگا اور جبکہ شوہر دخول کا اقرار کرتا ہو اور چھ مہینے کے بعد اور اقصاء مدت حمل کے قبل ولادت ہو تو مولود کا اقرار کرنا بھی واجب ہوگا اور بدون لعان منتفی نہوگا اور اسیطرح اگر زن و شوہر مدت مین مختلف ہون اور شوہر چھ ماہ سے کم یا اقصاء مدت حمل کے بعد پیدا ہونے کا مدعی ہو اور زوجہ اوسکا انکار کرتی ہو تب بھی یہی حکم ہوگا اور مولود بے لعان کے منتفی نہوگا اور قول شوہر مقبول نہوگا اور اگر کوئی شخص زوجہ کو طلاق دے اور وہ بعد عدہ کسی شخص سے عقد کرے یا اپنی کنیز کو بیچ ڈالے

اور مشتری اوس سے وطی کرے بعد ازان چھ ماہ کے قبل ولادت ہو تو یہ مولود اول سے ملحق ہوگا
اور اگر چھ ماہ یا زائد کے بعد ولادت ہو تو ثانی سے ملحق ہوگا دوسرا امر کنیز موطوئہ
مالک کی اولاد کے بیان مین جب کوئی شخص اپنی کنیز سے وطی کرے پھر چھ مہینے کے بعد اور
انقضاء مدت حمل کے قبل ولادت ہو تو مالک کو اوس مولود کا اقرار کرنا واجب ہے لیکن اگر
اوسکی نفی کریگا تو ظاہر مین بدون لعان منتفی ہو جائیگا اور اگر بعد نفی کے اقرار کریگا تو ملحق ہوگا
اور اگر کسی کنیز سے اوسکا آقا اور شخص اجنبی وطی کرے تو مولود کنیز اوسکے آقا سے ملحق ہوگا اور
اگر ایک کنیز کئی مالکون کیطرف منتقل ہو اور ہر ایک آقا اوس سے وطی کر چکا ہو تو اوسکا مولود
اوسی آقا سے ملحق ہوگا جسکے پاس یہ کنیز بالفعل موجود ہے بشرطیکہ وقت وطی سے چھ ماہ یا زائد
کے بعد اور انقضاء اقصاء حمل کے قبل پیدا ہوا ہو والا قبل ازین جو اوسکا آقا تھا اوس سے
ملحق ہوگا بشرطیکہ اوسکی وطی سے چھ ماہ یا زائد کے بعد پیدا ہوا ہو والا اوس سے قبل جو آقا تھا
اوس سے ملحق ہوگا بشرط مذکور اور اگر ایک کنیز کے کئی مالک ایک ہی طہر مین اوس سے وطی کرین
اور اونمین سے ہر ایک شخص اوس مولود کا دعوی کرے تو جسکا نام قرعہ سے خارج ہو اوسی سے
ملحق ہوگا اور مولود کی اوس قیمت مین سے باقی شرکاء کے حصون کا تاوان اوسکے ذمہ لازم
ہوگا جو اوسکے زندہ پیدا ہونے کے وقت قرار پائیگی اور اسیطرح مادر مولود کی قیمت
مین سے بھی باقی شرکاء کا تاوان اوسپر واجب ہوگا اور اگر اوس مولود کا ایک ہی شخص مدعی ہو
تو اوسی سے ملحق ہوگا اور قیمت مادر و مولود مین سے باقی شرکاء کے حصون کا تاوان اوسپر لازم
ہوگا اور صورت عزل (قطرات منی کا خارج از فرج گرانا) مین نفی ولد جائز نہوگی اور اگر
کوئی شخص اپنی کنیز سے وطی کرے اور دوسرا شخص بھی اوسی سے از راہ فسق و فجور مرتکب ہو
تو جو مولود پیدا ہوگا وہ مالک کنیز سے ملحق ہوگا اور اگر ولادت کے ساتھ ایسے امارات حاصل ہون

جنکی وجہ سے مولود کا مالک سے منتفی ہونا مظنون ہو تو بعض علمانے فرمایا ہی کہ اوسکا الحاق یا نفی مالک سے جائز نہوگی بلکہ مالک کنیز کو اوسکے لیے کچھ مال کی وصیت کرنا سزاوار ہوگا لکن مثل اولاد کے اوسکو میراث نہ پہونچیگی اور آئین تردد ہی سوم احکام ولد شبہ بیان مین وطی بالشبہ سے نسب ملحق ہوتا ہی پس اگر کسی شخص پر زن اجنبیہ مشتبہ ہوجائے اور اوسے بہ گمان زوجہ یا کنیز وطی کرے تو مولود اوسی سے ملحق ہوگا اور اسیطرح اگر کسی دوسرے شخص کی کنیز سے وطی بالشبہ واقع کرے تب بھی مولود اوسی سے ملحق ہوگا لکن اوسپر مولود کی وہ قیمت مالک کنیز کے حوالہ کرنی واجب ہوگی جو اوسکے زندہ پیدا ہونے کے وقت قرار پائیگی اسلیے کہ وہ قیمت حیلولت بھی ہی اور اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے اور وقت عقد اوسکے خالی از غیر حاملہ ہونے یا شوہر کے مرجانے یا اوسکے طلاق دینے کا گمان رکھتا ہو بعد ازان اوسکے شوہر کا زندہ ہونا یا اوسکا طلاق نہ دینا ظاہر ہو تو زن مذکورہ عدۂ ثانی کے بعد شوہر اوّل کی طرف رد کیجائیگی اور شوہر ثانی اولاد کے ساتھ مخصوص ہوگا اگر شرائط الحاق موجود ہون خواہ اوس شخص کا گمان امور مذکورہ مین حکم حاکم کیطرف مستند ہو یا شہادت شہود یا مخبر کی

دوسری قسم سنن ولادت کے بیان مین اور بیان پر دو مطلب ہین مطلب اوّل

وقت ولادت عورتون کا زن حاملہ کے پاس معین رہنا واجب ہی اور اگر عورتین نہون تو مرد بھی معین ہوسکتے ہین لکن محارم کی موجودگی مین اجنبی لوگ معین نہین ہوسکتے ہان اگر محارم اور شوہر بھی نہو تو اجنبی لوگ بھی ہوسکتے ہین اور شوہر کے معین رہنے کا کچھ مضائقہ نہین ہی اگرچہ عورتین بھی موجود ہون اور چھ امر مستحب ہین اوّل مولود کو غسل دینا دوم اوسکے داہنے کان مین اذان اور بائین کان مین اقامت کہنا سوم آب فرات اور خاک شفا کا اوسکے حنک (تالو) مین داخل کرنا اور اگر آب فرات موجود نہو تو آب شیرین کا داخل حنک کرنا اور اگر

آب شور کے سوا کوئی پانی موجود نہو تو اوسمین کسیقدر شکر یا شہد ملا کر داخل کرنا چہارم اسم مولود کا
اسمائے مستحسنہ مین سے اختیار کرنا اور اسماء مستحسنہ مین سے اون اسماء کا اختیار کرنا افضل ہے جو عبودیت پر
مشتمل ہین جیسے عبداللہ اور ان اسماء کے بعد اسماء انبیا اور ائمہ علیہم السلام کا اختیار کرنا افضل ہے
پنجم کنیت مولود کا مقرر کرنا تا کہ لقب بد سے تحفظ ہو ششم بنابر ایک روایت مستفیضہ
کے یوم ولادت سے ساتوین روز نام رکھنا مستحب ہے مسئلہ جب کسی مولود کا محمد نام ہو تو اوسکی
کنیت کا ابو القاسم مقرر کرنا مکروہ ہے اور اسیطرح مولود کا حکم یا حکیم یا خالد یا حارث یا مالک
یا ضرار نام رکھنا بھی مکروہ ہے **مطلب دوم** لواحق ولادت کے بیان مین اور وہ تین ہین **اول**
وہ امور جنکا ساتوین روز بجالانا مستحب ہے اور وہ چار ہین **اول حلق** پس ساتوین روز مولود کے
سر کا قبل عقیقہ منڈوانا اور اوسکے بالون کے ہموزن سونے یا چاندی کا تصدق کرنا سنت ہے اور کچھ
بالون کا مونڈنا اور کچھ کا باقی رکھنا مکروہ ہے اور اسی کو قنازع بھی کہتے ہین **دوم ختنہ کرنا**
پس ساتوین روز ختنہ کرنا سنت ہے اور تاخیر بھی جائز ہے اور اگر لڑکا بالغ ہوجائے اور اوسکا
ختنہ نہوا ہو تو اوسکو اپنا ختنہ کرانا واجب ہوگا اور لڑکون کا ختنہ کرنا واجب ہے اور
لڑکیون کا ختنہ جسکی خفض جواری کے ساتھ تعبیر کیجاتی ہے مستحب ہے اور اگر کافر اسلام لائے اور
غیر مختون ہو تو اوسپر اپنا ختنہ کرانا واجب ہوگا اگرچہ مسن ہو اور اگر زن کافرہ اسلام لائے
تو اوسکو ختنہ کرانا واجب نہوگا بلکہ مستحب ہوگا سوم کانون کا چھدوانا چہارم عقیقہ کا ذبح
کرنا پس ساتوین روز عقیقہ ذکور مین نر کا اور عقیقہ اناث مین مادہ کا ذبح کرنا مستحب ہے
اور آیا عقیقہ کرنا واجب ہے یا نہین اسمین اختلاف ہے لیکن اوسکا مستحب ہونا بوجہ نہین ہے اور اگر عقیقہ
مین بجائے ذبیحہ اوسکی قیمت تصدق کیجاوے تو اوسے سنت مین کافی نہوگا اور
اگر ساتوین روز عقیقہ کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو تا حصول قدرت تاخیر

کریگا اور استحباب عقیقہ ساقط ہوگا اور عقیقہ مین شرائط قربانی کا اعتبار مستحب ہے
اور یہ بھی مستحب ہو کہ عقیقہ کے پیر اور ما فوق ران (سُرین) قابلہ کو دیا جائے اور اگر
قابلہ نہو تو مادر مولود کو دیا جائے اوسکو اختیار ہو جسکو چاہے دے اور اگر باپ کو عقیقہ
کرنے کا اتفاق نہو تو بعد بلوغ لڑکے کو اپنا عقیقہ خود کرنا مستحب ہو اور اگر لڑکا ساتوین روز
قبل زوال مرجائے تو عقیقہ ساقط ہو جاویگا والا ساقط نہوگا اور والدین کو عقیقہ کا کھانا مکروہ
ہو اور اسیطرح عقیقہ کی ہڈی توڑنا مکروہ ہو دوم رضاع (دودھ پلوانا) پس ان کو دودھ
پلانا واجب نہین ہو اور اگر پلائے تو اجرت رضاع کا مطالبہ شوہر سے کرسکتی ہو اور شوہر
کو اوسکا اجیر کرنا بھی جائز ہو بشرطیکہ بائن ہو اور بعض علمائے فرمایا ہو کہ جبتک اوسکے
عقد مین ہو اوسوقت تک اوسکا استیجار صحیح نہین ہو لکن جواز استیجار خالی از وجہ نہین
ہو اور باپ پر اجرت رضاع کا بذل کرنا واجب ہو اگر لڑکے کے پاس مال نہو والا باپ
پر واجب نہوگا اور مان کو جائز ہو کہ خود دودھ پلائے یا کسی دوسری عورت سے
پلوائے اور شوہر سے اوسکی اجرت کا مطالبہ کرے اور آقا اپنی کنیز کو دودھ پلانے پر
مجبور کرسکتا ہو اور منتہائے مدت رضاع دو سال ہے اور اکیس مہینے پر بھی اقتصار جائز
ہو لکن اس سے کم کرنا جائز نہین ہو اور اگر بغیر ضرورت کم کریگا تو مولود پر ظلم ہوگا اور
دو سال سے ایک دو مہینے کی زیادتی بھی جائز ہو اور باپ کو دو سال سے زائد کی
اجرت دینا واجب نہین ہو اور جبکہ مادر مولود اوسیقدر اجرت رضاع طلب کرے
جسقدر کہ غیر عورت طلب کرتی ہو تو مان احق ہوگی اور اگر زیادہ طلب کرے تو باپ کو دوسری
عورت سے دودھ پلوانے کا اختیار ہوگا اور اگر زن اجنبیہ اور مادر مولود دونون
تبرعًا (بلا اجرت) دودھ پلانے پر رضی ہون تو مادر مولود احق ہوگی اور اگر مان تبرعًا

نہ پلاوے تو باپ کو اوسس عورت کے سپرد کر دینے کا اختیار ہوگا جو تبرعاً دُودھ
پلانے پر رضامند ہے **فرع** اگر لڑکے کا باپ کسی زن متبرعہ (بے اجرت دُودھ
پلانیوالی عورت) کے وجود کا دعویٰ کرے اور لڑکے کی ماں اوسکے وجود سے انکار
کرتی ہو تو باپ کا قول معتبر ہوگا اسلیے کہ اصل عدم وجوب اجرت ہے اور باپ کا قول
اس اصل کے موافق ہے لیکن اسمین تردد ہے اور لڑکے کو اوسکی ماں ہی کا دُودھ پلوانا مستحب ہے
اور یہی افضل بھی ہے اسلیے کہ اوسکا دودھ مزاج مولود سے زیادہ موافق ہوگا **سوم**
خضانت (لڑکے کی تربیت اور پرورش کرنا) پس مدت رضاع مین حضانت اولاد
کے لیے ماں حق ہے لڑکا ہو یا لڑکی بشرطیکہ ماں حرہ مسلمہ ہو اور کنیز و کافرہ کے لیے موجگی
مسلم مین حضانت نہین ہے اور بعد اختتام ایام رضاع کے باپ بیٹے کی اور ماں بیٹی کی حضانت
کے لیے سات برس تک احق ہے اور بنا برایک قول کے نو سال تک اور بنا برایک قول کے
تا بہ عقد ماں کو حق حضانت حاصل رہتا ہے لیکن قول اول اظہر ہے اور بعد اسکے لڑکی کی حضانت
کا استحقاق بھی باپ ہی کو رہیگا اور اگر مادر مولود اوسکے باپ کے علاوہ دوسرے شخص سے
عقد کرے تو اوسکا حق حضانت اوس سے ساقط ہوجاویگا اور اولاد خواہ ذکور
ہو یا اناث دونون کی حضانت باپ سے متعلق ہوگی اور اگر باپ مرجائے
تو ماں کو بہ نسبت وصی کے حضانت مین زیادہ استحقاق ہوگا اور اگر مولود کا باپ مملوک
یا کافر ہو تو ماں احق ہوگی اگرچہ عقد بھی کر چکی ہو بشرطیکہ حرہ مسلمہ ہو پس اگر باپ آزاد
ہو جاوے تو اوسکا حکم وہی ہے جو حر کے واسطے ہے اور اگر ماں باپ موجود نہون تو حق
حضانت دادا کو حاصل ہوگا اور اگر وہ بھی موجود نہون تو حق حضانت باقی اقارب کا
مثل ترتیب میراث کے حاصل ہوگا اور اسمین تردد ہے اور اس قول کے متعلق چار فرعین ہیں

مذکور ہوتی ہین اول قول شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ جب خواہر پدری و خواہر مادری
مجتمع ہون تو حق حضانت خواہر پدری سے متعلق ہوگا اسلیے کہ اوسکو خواہر مادری کی نسبت
میراث مین حصہ زائد ملتا ہی اور اس قول مین دو وجہ سے اشکال ہی پہلے ان دونون کے اصل
استحقاق مین اسلیے کہ سوا والدین اور کسی شخص کی نسبت بخصوصہ نص وارد نہین ہی اور آیہ
ولی لا رحام بھی عام ہی دوسرے اسوجہ سے کہ اگر موافق میراث کے ان دونون کے استحقاق
کے بھی قائل ہون تو ان دونون کو اصل میراث مین مشترک ہونیکیوجہ سے حق حضانت
مین مساوی ہونی چاہیے اور کثرت و قلت حصہ کو اولویت مین کسیطرح کا دخل نہونا چاہیے
اور اسیطرح شیخ علیہ الرحمہ نے دادی کو نانی پر بھی ترجیح دی ہی اور وہی دونون اشکال
اسمین بھی متصور ہین دوم شیخ علیہ الرحمہ نے دادی اور نانی کو بہنون پر حق حضانت مین
ترجیح دی ہی اسلیے کہ دادی و نانی حقیقۃً مان ہین جو بالخصوص منصوص ہی اور یہ قول بھی
خالی از اشکال نہین ہی اسلیے کہ ان دونون کا مان سے خارج ہونا واضح ہی پس داخل
منصوص نہونگی اور اصل میراث مین شریک ہونے کیوجہ سے بہنون کے مساوی قرار
پاوینگے جیسا کہ خود شیخ علیہ الرحمہ بھی اپنی بعض کتب مین اسی کے قائل ہوئے ہین سوم شیخ علیہ الرحمہ
نے پھوپھی اور خالہ کو صورت اجتماع مین مساوی قرار دیا ہی حالانکہ اونکے مختار کی بنا پر پھوپھی
کو ترجیح ہونی چاہیے اسلیے کہ اوسکا حصہ میراث مین بہ نسبت خالہ کے زائد ہی چہارم شیخ
علیہ الرحمہ نے فرمایا ہی کہ جب ایسی جماعت موجود ہو جو درجہ میراث مین مساوی ہوجیسے
پھوپھی اور خالہ تو قرعہ ڈالا جاویگا اور اسمین بھی اشکال ہی کہ اگر یہ جماعت یا اسکے بعض
اشخاص شیر خوار یا غیر ممیز ہون تو بظاہر اونکو حق حضانت حاصل نہوگا اسلیے کہ حضانت
سے جو مقصود ہی وہ اس صورت مین حاصل نہین ہوسکتا ہی اور لواحق حضانت مین تین مسئلے

مذکور ہوتے ہین پہلا مسئلہ جبکہ مادر مولود دُودھ پلانے کی اجرت بہ نسبت دیگر عورتون کے زائد طلب کرے تو باپ کو مولود کا زن اجنبیہ کے سپرد کرنا جائز ہوگا اور اس صورت مین آیا مان کا حق حضانت ساقط ہوگا یا نہین اسمین تردد ہے اشبہ یہ ہے کہ ساقط ہوجاویگا دوسرا مسئلہ جبکہ صغیر حالت رشد مین بالغ ہو تو اوس سے مان باپ کی ولایت ساقط ہوجاتی ہے اور اوسکو اختیار حاصل ہوجاتا ہے کہ جہان چاہے رہے تیسرا مسئلہ اگر زوجہ کسی دوسرے شخص سے عقد کرے تو اوسکی حضانت ساقط ہوجاویگی پس اگر طلاق رجعی سے جدا ہوگی تو حق حضانت باقی رہیگا اور اگر طلاق باین سے جدا ہوگی تو حق مذکور باقی نرہیگا پس اگر مطلق کیطرف پھر رجوع کرے تو حق حضانت پھر عود کریگا یا نہین بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عود نکریگا لکن عود کرنا حق حضانت کا بیوجہ نہین ہے پانچوان مطلب نفقہ کے بیان مین نفقہ و قوت کسیکا واجب نہین ہوتا جبتک کہ زوجیت اور قرابت اور ملک مین سے کوئی سبب متحقق نہو پس بیان اسکی تین قول ہین قول اول نفقہ زوجہ کے بیان مین اسمین تین امر قابل بیان ہین امر اول شرائط نفقہ کے بیان مین زوجہ کا نفقہ دو شرطون سے واجب ہوتا ہے شرط اول نکاح دائم ہونا پس عقد متعہ مین بالاجماع نفقہ واجب نہین ہوتا شرط دوم تمکین کامل ہے اور مراد اوس سے یہ ہے کہ زوجہ اپنے نفس پر شوہر کو قدرت تامہ دیوے باین معنی کہ جس وقت یا جس مکان مین استمتاع جائز ہو بلا تخصیص اپنے اور شوہر کے درمیان تخلیہ کردے پس اگر بعض اوقات یا امکنہ مین شوہر کو اپنے نفس پر قدرت دیوے اور بعض مین ندے تو تمکین حاصل نہوگی اور شوہر پر نفقہ واجب نہوگا اور زوجہ ناشزہ ہوجاویگی اور آیا نفقہ محض عقد سے واجب ہوتا ہے یا تمکین سے اسمین تردد ہے اظہر بین الاصحاب یہ ہے کہ وجوب نفقہ تمکین پر موقوف ہے اور منجملہ فروع تمکین کے یہ ہے کہ زوجہ ایسی صغیر السن نہو کہ جسکے مثل سے وطی حرام ہے

شوہر اوسکا صغیر ہو خواہ کبیر اگرچہ سوائے وطی کے اور قسم کی استمتاع اوس سے ممکن ہو اسلیے کہ یہ استمتاع
نادر ہے جسکی طرف غالباً رغبت نہین ہوتی لیکن اگر زوجہ کبیر السن اور شوہر صغیر السن ہو تو شیخ علیہ الرحمہ
نے فرمایا ہے کہ اوسکا نفقہ واجب نہوگا اور اسمین اشکال ہے اسلیے کہ زوجہ کی جانب سے تمکین حاصل
ہے پس وجوب نفقہ اشبہ ہے اور اگر زوجہ مریض یا رتقا یا قرنا ہو تو نفقہ ساقط نہوگا
اسلیے کہ سوائے وطی فی القبل کے اور استمتاع اوس سے ممکن ہے اور خصوص وطی فی القبل
مین اوسکا عذر ظاہر ہے اور اگر شوہر عظیم الالہ ہو اور زوجہ ضعیف ہو تو شوہر اوسکی وطی
سے ممنوع کیا جاویگا اور نفقہ ساقط نہوگا اور زوجہ مثل رتقاء کے شمار کیجاویگی اور اگر
زوجہ شوہر کی اجازت سے سفر کرے تو نفقہ اوسکا ساقط نہوگا سفر کسی امر واجب مین ہو
یا مندوب و مباح مین اوسیطرح اگر کسی امر واجب مثل حج واجب کے بدون اجازت شوہر
سفر کرے لیکن اگر بلا اجازت شوہر کسی امر مندوب یا مباح مین سفر کریگی تو نفقہ ساقط ہو جاویگا
اور اگر شوہر کی اجازت سے نماز پڑھے یا روزہ رکھے یا اعتکاف کرے یا کسی فعل واجب مین
باجازت یا بلا اجازت شوہر مشغول ہو تو نفقہ ساقط نہوگا اور اسیطرح اگر بے اجازت شوہر
اسمین سے کوئی امر سنتی بجا لائے تب بھی نفقہ ساقط نہوگا اسلیے کہ شوہر کو اوسکے فسخ کر دینے
کا اختیار ہے اور اگر مخالفت زوجہ باوجود طلب استمتاع کے مستمر رہے تو نشوز متحقق ہو جاویگا
اور نفقہ ساقط ہوگا اور مطلقہ رجعیہ کا نفقہ مثل زوجہ کے ثابت رہتا ہے اور باین کا نفقہ
اور سکنی ساقط ہوگا طلاق سے جدائی حاصل ہوئی ہو یا فسخ سے ہان اگر باین مطلقہ حاملہ
ہوگی تو وضع حمل تک نفقہ اور سکنی اوسکا لازم رہیگا اور آیا نفقہ حمل کا شمار کیا جاویگا یا اوسکی
ماں کا شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ حمل کا شمار کیا جاویگا اور اس اختلاف کا فائدہ چند مسائل
مین ظاہر ہوتا ہے منجملہ اونکے ایک صورت یہ ہے کہ حر کسی کنیز سے عقد کرے اور مالک کنیز

اولاد کی رقیت شرط کرے اور ہی شرط کی صحت کے قائل ہوجاوین پس اگر شوہر اوس کنیز کو
حالت حمل مین طلاق باین دیوے تو نفقہ شوہر پر واجب نہوگا اسلیے کہ نفقہ رقیق اوسکے آقا پر ہوتا ہے
ہان اگر ایک قول کے قائل ہوا ہے کہ نفقہ حاملہ کے لیے ہے تو شوہر ہی پر واجب ہوگا اور دوسری صورت
یہ ہے کہ غلام کسی کنیز یا حرہ سے عقد کرے اور اوس غلام کا آقا اپنا تفرد رقیت اولاد کے ساتھ شرط
کرے اور وہ غلام اوسکو حالت حمل مین جدا کرے کہ اس صورت مین نفقہ مالک غلام پر واجب
ہوگا اور اگر نفقہ کو حاملہ کے لیے قرار دین تو غلام کے آقا پر یا غلام کے کسب سے واجب ہوگا
علی اختلاف القولین اور اوس زن حاملہ کے بارہ مین جسکا شوہر وفات پا چکا ہو دو قسم کی روایتین
ہین اشہر یہ ہے کہ اوسکا نفقہ نہوگا اور دوسری قسم کی بنا پر اوسکے لڑکے کے حصہ سے اوسپر انفاق
کیا جاویگا اور نفقہ زوجہ کے لیے عقد دائم مین مطلقًا ثابت ہوتا ہے مسلمہ ہو یا ذمیہ یا کنیز
امر دوم مقدار نفقہ کے بیان مین پس مقدار نفقہ مین ضابطہ یہ ہے کہ جو چیزین زوجہ
کی امثال کے لیے عادۃً ضروری ہین وہ سب پہونچائی جاوین جیسے کھانا اور سالن وغیرہ
اور لباس اور مکان اور خدمت گذار اور روغن و خوشبو وغیرہ اور کھانے کی مقدار
مین اختلاف ہے پس بعض علما نے مقدار طعام ایک مد مقرر کی ہے خواہ زوجہ عالی مرتبہ
یا پست مرتبہ اور شوہر تونگر ہو یا تنگدست اور بعض علما نے کوئی مقدار معین نہین کی ہے
اور فقط سد خلت اور قدر حاجت پر اقتصار کیا ہے اور یہی قول اشبہ اور باقاعدہ ہے
اور خادم کے مقرر کرنے مین اوسکے امثال کی عادت کیطرف رجوع کیا جاویگی پس اگر زوجہ
عالی خاندان سے ہو تو خادم کا دینا واجب ہے ورنہ اپنی خدمت خود کریگی اور جس صورت
مین کہ زوجہ کے لیے خادم کا مقرر کرنا واجب ہو تو شوہر کو اختیار ہے کہ خود اسکی خدمت کرے
یا کوئی خادم خرید دے یا اجرت پر مقرر کر دے یا جو خادم زوجہ کے پاس ہو اوسی پر انفاق کرے

اور زوجہ کو اسمین کوئی اختیار نہین ہے اور شوہر پر ایک خادم سے زائد مقرر کرنا واجب نہین ہے
اگرچہ صاحبان حشم سے بھی ہو اسلیے کہ ایک ہی خادم کافی ہے اور جس مقام پر کہ زوجہ کے لیے خادم
مقرر کرنا واجب نہو تو حالت مرض مین حسب حاجت خادم کا مقرر کرنا واجب ہوگا اسلیے
ایسے وقت مین عادۃً خادم کی ضرورت ہوتی ہے اور رسالن وغیرہ اور لباس اور مکان مین عادت
امثال کیطرف رجوع کیجاویگی اور زوجہ کو جائز ہے کہ اپنے لیے ایسا مکان طلب کرے جس مین
سوائے شوہر کے کوئی شریک نہو اور لباس مین باعتبار اختلاف فصل کے جیسی اوسکے امثال
کی عادت ہے اوسی قسم کی زیادتی ضروری ہوگی مثلاً جاڑہ مین وقت بیداری رُوئی دار کپڑا
اور سونے کیوقت لحاف و توشک وغیرہ اور جنس لباس مین بھی اوسکے امثال کی عادت کی
طرف رجوع کیجائیگی اور اگر زوجہ صاحبان تجمل سے ہے تو علاوہ لباس روزمرہ کے ایسا لباس
زیادہ کیا جاویگا جس سے اوسکے امثال زینت کرتے ہین امر سوم لواحق نفقہ کے بیان مین
اسمین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ اگر زوجہ کہے کہ مین اپنی خدمت خود کرونگی اور خادم کا
نفقہ لونگی تو شوہر پر اجابت واجب نہوگی اور اگر بدون اجازت شوہر خدمت مین مبادرت
کریگی تو شوہر سے مطالبہ کا استحقاق نہوگا دوسرا مسئلہ زوجہ بشرط تمکین اپنے یومیہ نفقہ
کی مالک ہوجاتی ہے پس اگر شوہر نفقہ نہ دیگا اور دن گذر جاویگا تو اوسدن کا نفقہ شوہر
کے ذمہ مستقر ہوجاویگا اور اسیطرح اگر کئی روز نفقہ کے گذر جاوین تو گذشتہ کل ایام کا
نفقہ شوہر کے ذمہ واجب الادا ہوگا اگرچہ مقدار نفقہ معین نہوئی ہو اور حاکم نے اوسکے
دینے کا حکم نکیا ہو اور اگر زوجہ کو اوسکا شوہر ایک مدت معینہ کا نفقہ حوالہ کردے اور بیچ
مدت حالت تمکین منقضی ہوجاوے تو وہ اوس نفقہ کی مالک ہوجاویگی اور اگر زوجہ
کفایت شعاری سے کچھ نفقہ بچالے یا علاوہ نفقہ کے اور کوئی مال اپنے صرف مین لائے تو اوسکا

تک سے خارج نہوگا اور اگر اتنی مدت کے لیے لباس بنا دے کہ جتنی مدت تک وہ لباس کافی ہو سکتا ہی تو صحیح ہوگا پس اگر قبل مدت معینہ کے وہ لباس کہنہ ولائق استعمال نہ رہے تو شوہر پر قبل انقضائے مدت اور لباس کا دینا واجب نہوگا اور اگر بعد انقضاء مدت لباس باقی رہے تو زوجہ کو آئندہ کے لیے لباس کا مطالبہ جائز ہوگا اور اگر ایک مدت معینہ کا نفقہ دینے کے بعد قبل اوسکے گذرنے کے زوجہ کو طلاق دیکر تو سوا ایام طلاق کے باقی زمانہ کا نفقہ واپس لے سکتا ہی لیکن لباس کل قبل انقضاء مدت معینہ واپس لے سکتا ہی تیسرا مسئلہ جب شوہر زوجہ سے دخول کرے اور زوجہ بنا بر عادت کے ایک مدت تک شوہر کے ساتھ کھانے پینے مین شریک رہے تو زوجہ کو اوس مدت کے نفقہ کا مطالبہ صحیح نہوگا اور اگر فقط عقد کرے اور دخول نکیا ہو اور کچھ مدت گذر جاوے تو اوس مدت کے نفقہ کا مطالبہ اوس قول کی بنا پر صحیح نہوگا جس مین تمکین موجب نفقہ یا شرط نفقہ ہی کیونکہ شوہر کو خدا کیطرف سے حصول تمکین پر وثوق نہین ہو سکتا تفریع تمکین پر جو مسائل متفرع ہوتے ہین منجملہ اونکے یہ ہی کہ جب شوہر قبل تمکین غائب ہوجاوے بعدہ زوجہ حاکم کے پاس جاکر شوہر کی نسبت اظہار بذل تمکین کرے تو نفقہ اوسوقت تک واجب نہوگا جبتک کہ شوہر کو اسکی خبر نہو اور وہ خود یا اوسکا وکیل پہونچے اور زوجہ تمکین کرے اور اگر شوہر باوجود خبر ہونے کے مبادرت نکرے یا وکیل نہ بھیجے تو جتنے زمانہ مین کہ وہ خود یا اوسکا وکیل زوجہ کے پاس پہونچتا اوتنے زمانہ کا نفقہ ساقط ہوجاویگا اور زیادہ کا اور اگر زوجہ ناشزہ ہوجاوے اور شوہر کے غائب ہونے کے بعد پھر مطیع ہوجاوے تو جبتک کہ شوہر کو خبر نہوگی اور اتنا زمانہ گذر جاویگا کہ جس مین وہ یا اوسکا وکیل زوجہ کے پاس پہونچ سکتا ہو اوسوقت تک نفقہ واجب نہوگا اور اگر زوجہ مرتد ہوجاوے تو نفقہ ساقط ہوگا اور اگر شوہر کے غائب ہونے کے بعد اسلام قبول کرے تو اوسکا نفقہ وقت قبول اسلام سے عود کریگا اگرچہ شوہر کو خبر نہو اسلیے کہ سبب سقوط نفقہ کا کفر تھا جو اب زائل ہوگیا اور یہ حکم زوجہ ناشزہ کا اسلیے نہین ہی کہ زوجہ بسبب نشوز کے

شوہرکے قبضہ سے خارج ہوجاتی ہر پس جبتک کہ شوہر کے قبضہ مین نہ آویگی اوسوقت تک نفقہ پانے کی مستحق نہوگی پس چونکہ حالت غیبت شوہر مین اوسکے قبضہ مین نہین آسکتی لہذا نفقہ نہین پاسکتی چوتھا مسئلہ جب مطلقہ بائنہ اپنے حاملہ ہونے کا دعوی کرے تو اوسکو ایک ایک دن کا نفقہ روز دیا جائیگا پس اگر حمل ظاہر ہو فبہا والا واپس لیا جائیگا لکن اگر سوائے طلاق کے اورکسیوجہ سے جدا ہو گی تو صورت حمل مین نفقہ واجب نہوگا اور شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہر کہ نفقہ واجب ہوگا اسلیے کہ نفقہ حمل کے لیے ہر اور شیخ علیہ الرحمہ کے قول پر متفرع ہوتا ہر کہ جب شوہر نفی ولد کے لیے زوجہ سے لعان کرے اور زوجہ اوس سے حالت حمل مین جدا ہوجاوے تو نفقہ واجب نہوگا اسلیے کہ ولد بوجہ لعان کے شوہر سے منتفی ہوجاتا ہر اور اسیطرح اگر بعد طلاق زوجہ کا حاملہ ہونا ظاہر ہو اور شوہر اوسکا انکار کرے اور لعان واقع ہووے تب بھی نفقہ واجب نہوگا اور اگر بعد لعان پھر اوسکا اقرار کرے تو نفقہ واجب ہوگا اسلیے کہ وہ حقوق ولد سے ہر پانچوان مسئلہ شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہر کہ جس مملوک کو اوسکے آقا نے عقد کرنے کی اجازت دی ہو اوسکی زوجہ کا نفقہ اوسکے کسب سے متعلق ہوگا اگر کسب رکھتا ہو والا اوسکے رقبہ سے متعلق ہوگا اور ہر روز بقدر نفقہ یومیہ فروخت کیا جاویگا اور باقی علماء نے فرمایا ہر کہ نفقہ مملوک کے ذمہ واجب ہوگا اور اگر نفقہ آقا پر لازم کیا جائے تو بہتر ہر اسلیے کہ عقد اوسکی اجازت سے واقع ہوا ہر پھر شیخ علیہ الرحمہ نے فرمایا ہر کہ اگر غلام مکاتب ہوگا تو اوسپر اوس اولاد کا نفقہ واجب نہوگا جو زوجہ سے پیدا ہوگی اور جو کنیز سے ہوگی اوسکا نفقہ واجب ہوگا اسلیے کہ وہ اوسکا مال ہر اور اگر اوسکا کوئی حصہ آزاد ہوچکا ہو تو نفقہ ولد اوسکے مال مین اوسیقدر لازم ہوگا جسقدر کہ وہ آزاد ہوا ہر چھٹا مسئلہ جب زوجہ حاملہ کو طلاق رجعی دیجاوے بعدہ زوجہ دعوی کرے کہ طلاق بعد وضع حمل واقع ہوئی تھی

المسئلة الخامسة

اور شوہر اسکا انکار کرتا ہو اور دعویٰ کرتا ہو کہ طلاق قبل وضع حمل واقع ہوئی تھی تو مطلقہ کا
قول مع قسم معتبر ہوگا اور مطلق کی نسبت اوسکے باین ہونے کا حکم کیا جاویگا پس رجوع کا اختیار
باقی نرہیگا اور مطلقہ کا نفقہ اوسکے ذمہ واجب ہوگا اسلیے کہ اصل دوام حکم زوجیت ہے
ساتواں مسئلہ جب شوہر کا دین زوجہ کے ذمہ ہو اور وہ ادا کرنے سے انکار کرتی ہو تو
جائز ہو کہ اوسکے نفقہ سے اپنا دین یوماً فیوماً وضع کرتا ہے بشرطیکہ زوجہ مالدار ہو اور اگر
تہی دست ہو تو وضع کرنا جائز نہوگا اسلیے کہ دین اوس مال سے ادا کیا جاتا ہو جو قوت سے
زائد ہو اور اگر زوجہ باوجود تہی دستی کے وضع کرنے پر راضی ہو جاوے تو شوہر کو انکار جائز
نہوگا **آٹھواں مسئلہ** زوجہ کا نفقہ اقارب کے نفقہ پر مقدم ہو پس جو مال کہ اپنی قوت سے
زائد ہو اوسکا صرف اولاً نفقہ زوجہ میں واجب ہے پس اگر زوجہ کو نفقہ واجبہ دینے کے بعد کچھ
باقی رہے تو اقارب کو دیا جاویگا والا فلا اسلیے کہ زوجہ کا نفقہ تمتع کے عوض میں دیا جاتا ہو
اور نہ دینے کی صورت میں شوہر کے ذمہ واجب الادا رہیگا **قول دوم** نفقۂ اقارب کے
بیان میں اسمیں تین امر قابل ذکر ہیں **اول** وہ لوگ جنپر انفاق واجب ہو پس نفقہ والدین
اور اولاد پر اجماعاً واجب ہو اور آیا والدین کے آبا و امہات پر بھی انفاق واجب ہے
یا نہیں اسمیں تردد ہو اظہر وجوب انفاق ہو اور سوائے آبا اور اولاد کے اور اقارب پر
مثل بھائی اور چچا اور ماموں وغیرہ کے نفقہ واجب نہیں ہو لیکن مستحب ہو اور انمیں سے جو
وارث ہوں اونپر انفاق کرنا سنّت موکدہ ہو اور وجوب انفاق میں فقیر ہونا شرط ہو اور
آیا اکتساب سے عاجز ہونا بھی شرط ہو یا نہیں اظہر یہ ہو کہ شرط ہو اسلیے کہ نفقہ سد خلت پر اعانت
ہو اور جو شخص کسب کرسکتا ہو وہ قادر ہو اوس سے غنی کے احکام متعلق ہونگے اور باعث
حصول حاجت منافی قدرت نہیں ہو اسیوجہ سے مکتسب کو زکوٰۃ اور کفارہ جو مشروط

بفقر ہی نہین دیا جاتا ہان کسب کا شان کے موافق ہونا ضرور ہے پس کسی عالی مرتبہ یا عالم کو خاکروبی اور دباغت اور حجامت وغیرہ کی تکلیف نہ دیجاویگی جبکہ فقر اور عجز متحقق ہو جاوے تو انفاق واجب ہوگا خواہ کامل الخلقت ہو یا ناقص الخلقت جیسے نابینا اور زمین گیر اور خواہ کامل العقل ہو یا نہو جیسے صغیر اور مجنون اور نفقہ واجب ہوتا ہے اگرچہ فاسق یا کافر بھی ہو اور جب کسی کا مملوک ہو تو ساقط ہو جاتا ہے اور آقا پر واجب ہوتا ہے اور وجوب نفقہ مین نفقہ دینے والے کا علاوہ اپنے اور اپنی زوجہ کے نفقہ پر قادر ہونا بھی شرط ہے پس اگر اوسکو تنا ہی مال حاصل ہو جو اوسی کو کافی ہو سکتا ہے تو فقط اپنے نفس پر اقتصار کریگا اور اگر اوس سے زائد ہو تو زوجہ پر انفاق کیا جاویگا اور اگر اوسکا نفقہ دینے کے بعد کچھ باقی رہے تو والدین اور اولاد کو دیا جاویگا اور نفقہ کی کوئی مقدار معین نہین ہے بلکہ کھانا اور لباس اور مکان وغیرہ بقدر کفایت دینا واجب ہے اور نفقہ دینے والے پر اعفاف (یعنی شادی کر دینا یا عقد کرنے کے لیے مہر دیدینا یا کسی کنیز محللہ کا مالک کر دینا یا مثل اسکے جن چیزون سے کہ وہ صاحب عصمت ہو جاوے) اون لوگون کا جنکا نفقہ اسپر واجب ہے لازم نہین ہے اور باپ کی زوجہ پر بھی انفاق واجب ہے مگر اسمین تردد ہے ہان باپ کی اولاد پر انفاق واجب نہین ہے اسلیے کہ وہ نفقہ دینے والے کے بھائی ہین لیکن اولاد اور اولاد کی اولاد پر انفاق کرنا واجب ہے اسلیے کہ ان سب پر لفظ اولاد صادق آتا ہے جو موجب نفقہ ہے اور نفقہ اقارب کی قضا واجب نہین ہے اسلیے کہ اقارب کا نفقہ اونکے دفع ضرر اور رفع حاجت کے لیے مواسات اور سلوک ہے اور معاوضہ کی قبیل سے نہین ہے پس اوسکا استقرار نفقہ دینے والے کے ذمہ نہوگا اگرچہ حاکم نے اوسکو معین کیا ہو ہان اگر حاکم کے حکم سے نفقہ دینے والے کی غیبت وغیرہ مین قرض لیا جاوے تو قضا اوسکی واجب ہوگی امر دوم لواحق کے بیان مین

اسمین چند مسئلے ہین پہلا مسئلہ اولاد کا نفقہ باپ پر واجب ہی اور اوسکی عدم موجودگی
یا فقر کی صورت مین دادا پر واجب ہوگا اور اگر وہ بھی نہو یا فقیر ہو تو پردادا پر واجب
ہوگا اور علی ہذا القیاس اگر آباؤ اجداد مین کوئی موجود نہو یا فقیر ہو تو مان پر واجب ہوگا
اور اگر وہ موجود نہو یا فقیر ہو تو نانا اور نانی پر واجب ہوگا اور اگر وہ بھی موجود نہون یا
فقیر ہون تو پرنانا اور پرنانی پر واجب ہوگا اور علی ہذا القیاس اور تساوی کی صورت
مین نفقہ دینے مین سب شریک ہونگے دوسرا مسئلہ جب ان باپ موجود ہون اور
نفقہ دینے والے کے پاس علاوہ اپنے اور زوجہ کے نفقہ کے فقط اسقدر فاضل ہے
جو ان دونون مین سے صرف ایک ہی کو کافی ہو تو اوسکو وہ دونون برابر تقسیم کرینگے
اوسیطرح اگر باپ اور بیٹا جمع ہوجاوے تب بھی یہی حکم ہوگا اور اگر باپ اور دادا یا مان اور نانی مجتمع ہون تو فقط
اقرب پر انفاق کیا جاویگا تیسرا مسئلہ اگر کسیکے باپ اور دادا دونون خوشحال ہون
تو نفقہ دینا فقط باپ پر واجب ہوگا اور اگر کسی کے باپ اور بیٹا موجود ہوا اور دونون
خوشحال ہون تو نفقہ دینا اون دونون پر برابر لازم ہوگا چوتھا مسئلہ جب کوئی شخص
نفقہ واجبہ کے دینے سے انکار کرے تو حاکم اوسکو مجبور کریگا اور اگر قید مین اوسے نفقہ کا
یقین ہو تو قید کریگا اور اگر اوس شخص کے پاس مال موجود ہو تو حاکم کو جائز ہی کہ اوسمین سے
بقدر حاجت لیکر نفقہ مین صرف کرے اور اگر اوسکے پاس کوئی جائداد موجود ہو تو حاکم کو
اوسکا فروخت کرنا بھی جائز ہی اسلیے کہ نفقہ مثل دین کے ہی جس مین فروخت جائداد کا
اختیار ہی قول سوم نفقہ مملوک کے بیان مین آقا کو اپنے غلام اور کنیز پر انفاق کرنا
واجب ہی خواہ اپنے خاص مال سے انفاق کرے یا اونکے کسب سے اور اونکے نفقہ
کے لیے بھی کوئی مقدار معین نہین ہی بلکہ بقدر کفایت واجب ہی اور کھلانے اور لباس وغیرہ کی

جنس مین وہی جنس اختیار کیجاویگی جو آقا کے امثال اہل بلد اپنے غلام وکنیز کو عادةً دیتے ہین اور اگر
انفاق سے انکار کریگا تو حاکم شرع آقا کو غلام وکنیز کے فروخت کرنے یا اونکو نفقہ دینے پر مجبور کریگا
اور اس حکم مین قن (وہ غلام جسکا کوئی حصہ آزاد نہوا ہوا ور نہ اوسکے آزاد ہونے کی تدبیر
یا کتابت ہوئی ہو) اور مدبر اور ام ولد مساوی ہین اور آقا کو اپنے مملوک پر اوسکے کسب سے
کسی مقدار کا اپنے لیے معین کرلینا اور باقی کا اوسکو عطا کرنا جائز ہے بشرطیکہ مملوک راضی ہو
پس اگر وہ باقی مال اوسکے لیے بقدر کفایت ہوگا تو بجائے نفقہ تصور کیا جاویگا اور اگر کم ہوگا
تو آقا پر اوسکا پورا کرنا واجب ہوگا اور آقا کو غلام پر اوسکے کسب سے زائد مال کا مقرر کرنا
جائز نہین ہے اوسیطرح اوسقدر مال کا مقرر کرنا بھی جائز نہین ہے جسکے دینے کے بعد قدر نفقہ
سے کم باقی رہے ہان اگر آقا پورا کرنے کا ذمہ دار ہو جاوے یا نفقہ دوسرے مال سے دینیکا
متحمل ہو تو جائز ہے **قول چہارم** نفقہ بہائم (چوپایہ) وغیرہ کے بیان مین جن حیوانات
کا کہ انسان مالک ہو اونکو نفقہ کا بقدر ما یحتاج دینا واجب ہے ماکول اللحم ہون یا نہون اور
اونسے کوئی نفع حاصل ہو یا نہو پس اگر چرنا کافی ہو فبہا ورنہ چارہ وغیرہ کا دینا واجب ہوگا
پس اگر انکار کریگا تو حاکم شرع اونکے فروخت کرنے یا ذبح کرنے یا نفقہ دینے پر مجبور کریگا لیکن
ذبح پر اوسوقت مجبور کریگا جبکہ وہ ذبح کیواسطے پالے گئے ہون اور اگر کوئی چوپایہ بچہ
رکھتا ہو تو اوسکے لیے بقدر کفایت دودھ کا چھوڑ دینا واجب ہے اور اگر وہ بچہ چرنے
یا چارہ دینے کے باعث دودھ سے مستغنی ہو تو دودھ کا چھوڑنا واجب نہوگا فقط

تمام شد

صحت نامہ کتاب مستطاب روائع الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۳	محترمہ	محترمہ	۲۷	۲	معین کیے	معین سے	۷۲	۱۳	ماسرقہ	یا سرقہ
۸	۱۰	کہ	۔	″	۷	ورد وسری	اور دوسری	۷۳	۱۱	ہوئی ہو	ہوئی ہو)
۱۵	۱۱	صحیح	قسم صحیح	۲۹	۱۹	اور بال	اور بالوں کا	″	۱۴	مقدم ہوگا	مقدم ہوگا
″	۱۳	شرط کرنا	[illegible]	۳۳	۱۶	مرابحۃ	مرابحۃ	″	۱۷	کو	کا
۱۷	۱	تمر	ثمر	۵۲	۳	طی کرنا	وطی کرنا	۷۴	۱۳	اسیطرح کچھ	اسیطرح اگر کچھ
″	۲	تو بالغ پوری	تو بالغ سے پوری	۵۴	۴	اور بچہ	اور مولود بچہ	۷۸	۱۲	قرسنحواہ	قرضخواہ
۱۹	۹	ان	اون	″	″	بچہ کی	مولود کی بچہ	۷۹	۱۰	کابل	قابل
۲۰	۳	دفع	دفعہ	″	۱۲	اور بائع	اور اگر بائع	″	۱۱	دور ہوجائے	دور ہوجائے
″	۱۶	ہوگا کہ جو	ہوگا جو	۶۰	۱۷	قیمت مبیع	(قیمت مبیع)	۸۴	۱۴	پس سفیہ	پس صغیر
″	۱۹	اختیا	اختیار	۶۲	۴	دوسرا مسئلہ	دوسرا مسئلہ	۸۵	۱۲	[illegible]	[illegible]
۲۲	۱	کیڑا	کپڑا	″	۵	مدت معین	مدت معینہ	۸۶	۱۱	نہیں	نہیں ہے
″	۳	اور مال	اور جبکہ مال	۶۶	۱۹	ہوگا ہے	ہوگا	۸۷	۵	کسی متعلق	کسی سے متعلق
″	۱۳	لو	کو	۶۸	۱۴	اور نرخ	اور اسیطرح	″	۱۲	ہوگی	ہوگی
″	۱۴	[illegible]	اور ضرر ہو...	۶۹	۱	دو سکے	پر اوسکے	۸۹	۱	صحیح ہوگی	صحیح ہوگی
۲۳	۷	غاصب کے	غاصب سے	″	۳۰	دین	دین	″	۱۴	کیا گیا ہو اور	کیا گیا ہو
۲۴	۳	اسی کے	اس کے	″	۷	لازم ہوگی	لازم ہوگا	″	۱۵	جیسے مال	اور جیسے مال
۲۶	۱۸	اگر مقام	اگر مقام کو	″	۱۵	قیمت گا	قیمت کا	″	۱۶	مال کتابت	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۰	۶	فی الذمہ	مافی الذمہ	۱۱۹	۱۸	لرے	کرے	۱۴۹	۳	اکاریگر	(کاریگر)
۹۱	۱۲	طرف	طرف سے	۱۲۰	۱۰	مزروعہ	مزروع	〃	۱۴	پاباجارہ	باجارہ
۹۲	۳	مضمون	مضمون لہ	۱۲۳	۱۹	کواوسکے	کو	۱۵۰	۲	کلیۃً	کُلّیۃً
〃	۶	جز نفع وغیرہ)	جز نفع وغیرہ سے	〃	〃	ارش کا	اوسکی ارش کا	〃	۱۰	اوسی کا	اوسکا
〃	۱۳	معین ہو	معین ہو	۱۲۵	۷	ہون	ہو	〃	۱۱	بعقد بہ	بعقد اجارہ
〃	〃	صحیح ہو	صحیح نہین ہو	〃	۱۲	تعیین ہو	تعیین نہو	۱۵۱	۱۹	جس	جس سے
۹۳	۱۱	قیمتی ہو	قیمی ہو	۱۲۸	۱۸	قبضۂ	قبضہ	۱۵۲	۲	وکمتات	وکلتات
〃	۱۲	باتون کا	مالون کا	۱۳۱	۱	کرنا	کرتا	〃	〃	استنبات	اِسْتَنْبَتَ
۹۶	۱۴	اوس مقام	اوسی مقام	〃	۳	لیے	اپنے	〃	۱۱	اگر قبول کا	قبول کا
۱۰۱	۲	شبکون	ششبکون	〃	۹	طفل مجنون	طفل و مجنون	〃	۱۲	نہین ہو	نہین ہوا
۱۰۵	۵	عمر	عمرو	〃	۱۴	جسکی	اوسکی	〃	۱۴	اور قطع	اور قطعی
۱۰۶	۱۷	ہرگا	ہوگا	۱۳۳	۵	حقیقت	حفیف	〃	۱۷	برطرف	(برطرف)
〃	۱۹	سفر کا معین کرنا	سفر کرنا معین	۱۳۷	۱۲	محل خراب	محل خراب	〃	〃	[illegible]	[illegible]
۱۰۷	۱۳	دعوای	دعوائے	۱۳۸	۷	دیوار مستغیر	خرابی دیوار مستغیر	۱۵۳	۱۵	فسخ کیا	(فسخ کیا)
۱۰۹	۱۵	بقیمت	بقیمت واحدہ	〃	۱۶	ضمان	ضمان کی	〃	۱۹	موقوف	موقوف رہیگا
۱۱۰	۴	مجموعہ	مجموع	۱۴۵	۸	ضامن تھا	ضامن نہ تھا	۱۵۴	۱۲	نہوگا	ہوگا
۱۱۸	۲	حاصل ہوئی	حاصل ہوئی ہو	۱۴۰	۷	ثمرۂ	ثمرہ	〃	۱۵	مصالح کے عقد	مصالح بعقد کے
۱۱۹	۱۵	پہلے ہر ایک شخص	ہر ایک شخص	۱۴۲	۱۶	اسی مقام	اس مقام	۱۵۵	۱۰	محفوظ معاشرت	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۵	۱۱	وکالت عاریت	وکالت و عاریت	۱۷۰	۱۶	ایسے شخص	ایسے شخص پہ	۱۸۹	۲	تحقیق	تحقّق
۱۵۶	۵	کہ مصلحت	کہ یہ مصلحت	۱۷۲	۱	حضرت	وحضرت	۱۹۰	۱۵	[illegible]	علی اختلاف
۱۵۷	۶	ہوا	ہوتا	۱۷۴	۸	کوئی	کوئی شخص	۱۹۱	۳	نفل تصل	لنفل الفضل
〃	〃	تحسب ہی	مستوجب ہی	〃	۱۱	کردیگا	کریگا	۱۹۲	۱۲	محافظہ	اور محافظہ
〃	۱۴	تائب	تائب	۱۷۵	۱۸	قبول	اوسکا قبول کرنا	۱۹۳	۵	ی	ہی
۱۵۹	۲	صحیح ہوگی	صحیح ہونگی	〃	〃	ہوگی	ہوگا	〃	۷	[illegible]	[illegible]
〃	۱۶	ے لینا	لے لینا	۱۷۹	۴	اور جبکہ	جبکہ	〃	۸	شامل ہیں	شامل ہی
۱۶۰	۵	حال	مال	۱۸۰	۸	الفرضنوا	الفرضنوا	〃	۱۲	استعلام	حال فرش کا استعلام گھوڑا ۱۲۱
〃	〃	کرتے	کرنے	۱۸۱	۱۴	منتشر ہون	منتشر ہو	۱۹۴	۳	یہان	اور یہان
۱۶۲	۱۵	جبکہ وکیل	[illegible]	۱۸۴	۵	اور علاوہ	ہی اور علاوہ	۱۹۵	۱۵	بھی	ابھی
〃	〃	کو اپنے	کو	〃	۱۳	[illegible]	[illegible]	۱۹۷	۱۹	موصی	موصی لہ
۱۶۴	۲	ولیل	وکیل	〃	۱۴	اس مکان مین	یہ مکان	۱۹۸	۸	قسمت آرا	قسمت
۱۶۸	۵	وقف بھی	وقف ہی	〃	۹	حیث	حیثیت	۱۹۹	۱۹	[illegible]	[illegible]
〃	۶	معہ	معنی	۱۸۶	۹	دیدینے	قبضہ دیدینے	۲۰۰	۹	موصیٰ	موصی
۱۶۹	۱۹	مشاع کا	مشاع	〃	۶	متقرف	منصرف	۲۰۲ ایضاً	۸ ۱۲	سلہ سکہ	اس شکل کا حاشیہ [illegible] مین ہی ایضاً
۱۷۰	۱	وقف	کا وقف	〃	۹	اوسپر	اوسپر قبضہ	۲۰۳	۶	جراب	جرّاب
〃	۱۲	اوس ولد	اوس مولود	〃	۱۳	موہد لہ	موہوب لہ	〃	۱۶	خط	حظ
〃	۱۵	اصول	اصول مذہب	۱۸۷	۱۱	کوئی اور	[illegible]	۲۰۴	۱	چند مسئلے	چار مسئلے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۸	۴	ظاہر ہو	ظاہر ہوگہ	〃	۱۰	دوعادلون	دوعادلون	۲۴۲	۲	نہوگا	ہوگا
〃	۱۰	وصیت کے ہوتیں [illegible]	[illegible]	۲۲۲	۱۴	[illegible]	[illegible]	〃	〃	مورت	عورت
〃	۱۳	موصیٰ	موصی	۲۲۳	۱۵	اختصار	اقتصار	〃	۱۱	دونون مین	دونون مین سے
۲۱	۱۱	حل کے	حمل کے لیے	۲۲۶	۱۰	تزوجہا	زوجتیھا	۲۴۳	۱۴	بدون شبہ کے	بدون شبہ
〃	۱۹	موصی کی	موصی کے	〃	۱۲	بعض علما	اور بعض علماء	〃	۱۸	آزاد ہوگا	آزاد نہوگا
۲۱۱	۶	مراد ہوگی	مراد ہوگا	۲۲۹	۵	پس اگر	پس	〃	۱۹	لازم ہوگی	لازم نہوگی
〃	۸	ہوتی	ہوتی	۲۳۰	۲	کے ہوتے	کی موجودگی مین	۲۴۴	۱۵	علی الاختلاف	علی اختلاف
〃	〃	مسلم حل	مسلم محل	〃	〃	استمقام	اور استمقام	〃	۱۸	یہی مذہب	اور یہی مذہب
۲۱۴	۱۴	موصیٰ	موصی	〃	۱۱	کے ہوتے	کی موجودگی مین	۲۴۷	۱۹	یاعدہ	اور عدہ
۲۱۵	۴	بیٹون	بیٹیون	۲۳۱	۱۱	جواز ہو	جواز تعرض ہو	۲۵۸	۱۷	منبات شش	منبات علی
۲۱۶	۱۰	اعتقو	اعتقوا	۲۳۲	۱۵	طرف	طرف سے	۲۶۶	۲	لرقاب	الرقاب
۲۱۷	۱۴	فروخت کرنا	فروخت کرنا	۲۳۴	۱	اور اگر	اگر	〃	۱۵	جوند	جود
〃	۱۶	کسی مرض	اوسی مرض	۲۳۵	۲	علی ہذا القیاس	[illegible]	۲۶۸	۱۴	رقبہ ہو	رقبہ ہون
〃	۱۷	[illegible]	[illegible]	۲۳۶	۲	عدد رضا	عدد رضعات	۲۶۹	۲	شل صلاق	شل طلاق
۲۱۸	۷	الاذرع	لاذرع	〃	۱۵	پلانیوالی	پلانیوالے	〃	۳	صیار	خیار
〃	۱۹	مین نافذ ہوگی	ہوگی	〃	۱۸	دوسال مین	(دوسال مین)	〃	〃	توریت	فوریت
۲۲۰	۱۱	استفاو	استفاد	۲۳۸	۵	ساتی	ساتھہی	〃	۴	حیاکر	جبالہ
۲۲۱	۶	اختصار	اقتصار	۲۳۹	۲	ئی	کی	〃	۱۳	کنیزیکا	کنیزکا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۷۰	۱۱	عقدتوتو	عقد کو	۲۷۶	۵	عقل	عقـل	۲۹۰	۹	ال ہو	مال ہو.
۲۷۱	۲	ہی سے	ہی سنے	″	۱۴	[illegible]	[illegible]	″	۱۰	جبکے	(جسکے
″	۵	دوسری عنایا	دوسری عنایا	۲۷۹	۱۸	کنیز کے لڑکے	کنیز کی لڑکی	۲۹۱	۱۷	چا پر	بیان پر
″	۷	حلال	حلال	۲۸۰	۲	[illegible]	[illegible]	۲۹۳	۱۲	اسیقدر یہ	اسیقدر
۲۷۲	۷	ہوا وتو	ہوا ہو تو	″	۱۱	یہ شرط	بشرط	″	۱۳	سفت	صفت
″	۱۴	تو دوسری کو	تو کسی دوسرے کو	۲۸۱	۵	اسیطرح	اور اسیطرح	۲۹۴	۸	دو قنون	دو وقتون
″	۱۹	سوغتات	سوغنات	″	۱۹	حالت قلت	جانب قلت	۲۹۵	۲	شبباشی	شبباشی کا
۲۷۳	۴	یعنی	(یعنی	″	″	حالت کثرت	جانب کثرت	″	۱۶	اسسے	اسلیے
″	″	(فقط	فقط	۲۸۲	۴	اول سب	اون سب	۲۹۶	۱۰	اعادت	عیادت
″	″	منحصر ہی)	منحصر ہی	″	۵	ہر ایک کے	ہر ایک کو	۲۹۷	۱۳	ناشز	ناشزہ
″	۵	ضرور ہی	ضرور ہی)	″	۸	ان	اور ان	۲۹۸	۸	پندرہ روز	پندرہ
″	۱۱	ام الولا	امّ الولد	۲۸۴	۷	مہرکا	ہی جس سے	″	۱۳	زوجہ	زوجائین
″	۱۶	ہوتا	ہونا	۲۸۶	۷	کہ مقدار مہر	مقدار مہر کے	۳۰۰	۱۰	غیرت والے	[illegible]
″	۱۷	اخصار	اقتصار	۲۸۷	۵	کرلیگا	لیگا	۳۰۱	۱۱	یا خبہ	یا شبہ
۲۷۴	۴	اگر جس	جس	۲۸۸	۵	خلع دے	[illegible]	۳۰۲	۱۶	اور مولود	والد و مولود
″	۱۵	دوّاری	ادواری	۲۸۹	۹	یعنے	(یعنی	۳۰۵	۱	کریگا	اور بوجہ دستیاب نہونے جانور کے بھی [illegible]
″	۱۸	دوم وچار	[illegible]	۲۹۰	۶	بدون قبضہ	بدون قبضہ	۳۰۷	۱۳	پاوینگے	پاوینگی
۲۷۶	۵	تفسر	تفسیر	″	۷	کے منتقل	منتقل			تمام شد	

صحت نامہ حاشیہ لباب [illegible] الاحکام ترجمہ شرائع الاسلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۲	مجسمہ	غیر مجسمہ	[illegible]	۱۴	معول	منقول	۸۶	۳۴	ہووسے	نہووسے
〃	۲۶	کتب	کتب ضلال	〃	۴۸	سہ	سنہ	〃	آخر حاشیہ نمبر ۵	تلف گیا	تلف کیا
۶	۵۱	مکروہ	مکروہ ہے	۲۸	۴۲	سعد کھے	مقدار	۸۸	۴۹	جوار	جواز
۷	۲۲	علما	علمار	۳۰	۴۲	سبیع	سبع	۹۰	۴۳	اگر	۰
۸	سرخی ۵	وہ اجماع کے لیے	وہ	〃	۴۶	سبع	سبع	〃	[illegible]	نختا	مختار
۱۰	۴۲	اجماع کا	اجماع کا بھی	۲۴	۶	جنکو	جس کو	۹۲	۵۷	عتبار	اعتبار
۱۲	۳	بقار	بقار وقف	۳۹	عد	غنہ غنہ	۰	〃	۶۱	احتیار	اختیار
〃	۱۸	طفت	خلفت	〃	عہ	صادق ہے	صادق ہے ۱۲	〃	۷۹	جماع	اجماع
〃	۱۹	ربیع	تو بیع	۴۷	۳۷	مستغنہ	مستقلہ	۹۴	حاشیہ نمبر ۳	کر دینا	کر دیتا
〃	۳۱	سو	ہو	۴۸	۱۶	منقل	منقول	۹۵	۳۷	عارمہ	عاریت
[illegible]	۲۴	نرید	یزید	۵۰	عہ	خصوص	کہ بالخصوص	[illegible]	۹	حضت	حضرت
〃	۳۲	زائد ہوتی ہو	[illegible]	〃	۴۲	ہی نکن	ہی لکن	〃	۳۲	کفول لہ	مکفول لہ
〃	۳۴	جاؤ	نہ جاؤ	۵۵	۳۹	ناکجائز	ناجائز	〃	۳۸	ترمایا	فرمایا
〃	۴۷	جلاف	بخلاف	۵۷	۱	سہ	سلہ	۱۰۰	۲۴	فراع	فرع
〃	۴۹	بنا	مبنے	〃	۱۳	لکن	اور	۱۰۱	۱۱	دوشخص	وہ شخص
〃	۶۲	کیا جاتا ہو	کیے جاتے ہوں	۶۴	۳۲	مموک	مملوک	[illegible]	۱۸	افصل	افضل
۱۳	۳۱	فی	ز	〃	۷۶	ہی	ہی ۱۲	〃	۲۱	نامل	قائل
۱۶	۱۴	دخل	داخل	〃	عہ	برسنہ	اجرت	〃	۲۳	درعدم	اورعدم
۱۹	حاشیہ نمبر ۲	حسرں	چیزیں	۶۵	۵۵	وجوداب	وجود کاتب	〃	۵۰	دیور	دیوار
〃	〃	کل کا	کل حقوق کا	۹۹	۲۱	محور	مجوزہ	متعلقہ صفحہ ۱۰۳	۵	لفاحب	لصاحب
۲۱	۳	لغتہ	لغتہً	〃	۴۵ ۴۷	سے آرد	بھی وارد	〃	۹	رجبین	رجلین
〃	۳۰	ہا ہنہ	بنائے علیہ اگر	۷۷	۲	حالم	حاکم	۱۰۹	۵	مقول	مقبول
۲۴	۴۲	قصتد	قصد	۸۴	۴۸	یہی	بھی	۱۱۱	۱۱	قبرع	تبرع
[illegible]	۴۴	جابض	قابض	〃	۶۶	۰	۱۲	متعلقہ صفحہ ۱۱۸	۶	لوسے	لوسے

[illegible] ہائیکورٹ سرکار عالی نظام الملک آصفجاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ علی جزیل نوالہ وصلواتہ علی سیدنا محمد وآلہ -

ابد کمال معدلت ومنتہائے نصفت یہ ہے کہ ہر نزاع کا فیصلہ اس طرح کیا جائے کہ فریقین مطمئن ہو جائین - اور اسکے لیئے ضرور ہے کہ فریقین کے مسلمہ احکام وقوانین کے بموجب تصفیہ ہو - اسی نظر سے قبل اسکے کہ کوئی قانون نافذ کیا جائے اوسکا مسودہ جریدہ مین اطلاع عام کے لیے شائع کیا جاتا ہے کہ جس کسی کو کوئی عذر یا اعتراض ہو وہ پیش کرے - اسکا مناسب مدت تک انتظار بھی ہوتا ہے اور بعدہ حسب ضرورت اصلاح وترمیم ہوتی ہے اور قانون نافذ ہوتا ہے گویا اسطرح عام منظوری اوس قانون کے متعلق حاصل کر لیجاتی ہے -

مہذب سلطنتون مین بادشاہ بذاتہ گو کسی مذہب کا ہو اوسکو رعایا کے مذہبی امور مین مداخلت نہین ہوتی ہے اون کو اپنے مذہبی امور مین آزادی رہتی ہے یہ ہی وجہ ہے کہ برٹش انڈیا اور دیگر ممالک مین رعایا کے مقدمات متعلق بامور مذہبی کے فیصلہ کی نسبت حکم ہے کہ فریقین کے احکام کے بموجب کیا جائے مسلمانون مین شرع اسلام وہنود مین شاستر پر عمل ہوتا ہے - [illegible] سرکار عالی مین مختلف مذہب ومشرب کے لوگ رہتے ہین - مسلمانون مین بھی [illegible] اثنا عشری - احناف - شوافع - حنابل - مالکی وغیرہ ہین - لیکن ہماری عدل گستر رعایا پرور [illegible] اور رعایا کی گورنمنٹ کا سلوک [illegible] کے ساتھ [illegible] انتظام [illegible] امن وآسائش [illegible] ہم نے [illegible]

کے ہین کہ "بادشاہ خیر محض ہوتا ہے" تمام مدارج ترقی ورفاہ وفلاح کے دروازے کھلے ہوئے ہین نکوئی مذہبی روک اور نہ کوئی قومی مانع ہے صرف حسن عمل وقابلیت کی ضرورت ہے۔ مگر با این ہمہ یہ بہت ہی حیرت انگیز وتعجب خیز امر تہا کہ تمام مسلمانون (وہ حنفی۔ شافعی۔ حنبلی۔ مالکی۔ شیعہ کوئی ہون) کے نزاعات امور مذہبی کے فیصلہ وتصفیہ کا مدار شریعت حنفیہ پر تھا۔ درحقیقت یہ امر اُن لوگون پر کہ جو حنفی نہین ہین بہت ہی سخت اور ناگوار تھا۔ اور اسکا جو اثر کہ اُن کے دلون پر تھا وہ انہین سے پوچھنا چاہیئے۔ مثلاً بموجب شریعت امامیہ زن ممتوعہ سے اولاد ہو وہ مثل ایسی اولاد کے کہ جو زن منکوحہ سے ہو مستحق ترکہ ہے عصبات کا ذوی الفروض کے ساتھ کوئی حق نہین ہے۔ مگر شریعت حنفیہ مین زن ممتوعہ سے جو اولاد ہو مستحق ترکہ نہین ہے ذوی الفروض سے جو بچے وہ عصبات کا حق ہے۔ احکام طلاق مین بعض ایسی صورتین ہین کہ جن مین بموجب فقہ حنفیہ طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن فقہ امامیہ کے موافق نہین ہوتی۔ حضوری شہود نکاح مین بموجب شرع حنفیہ لازم ہے اور شرع امامیہ کے موافق ضرورت نہین ہے۔ اور ایسی ہی بہت سی مثالین ہوسکتی ہین۔ پس اگر فریقین امامیہ کے مقدمات کا فیصلہ شریعت حنفیہ پر رکھا جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ زن ممتوعہ سے اولاد جو اون کی شریعت کے بموجب مستحق ترکہ تھی محروم ہو جائیگی۔ اور عصبات جو غیر مستحق تھے حصہ پاجائینگے۔ ایک عورت جو اپنے مذہبی حکم کے بموجب مطلقہ نہین ہوسکتی تھی مطلقہ ہوجائیگی۔ ایک نکاح جو اونکے مذہب کے موافق لازم تھا چونکہ گواہ نہ تھے نکاح نہ ہوگا اور اس سے یہ وقت پیش آئیگی کہ اگر عورت ایسے حال مین پابندئ مذہبی کرے تو مادام الحیات بلاشوہر رہے ورنہ مبتلا بسفاح ہو جائے۔ جو ایک نہایت سخت وخلاف مصلحت دست اندازی امور مذہبی مین تھی۔

لیکن اس الزام کا مورد مین ہرگز گورنمنٹ کو نہین سمجھتا۔ اس بارہ مین جو گشتی مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی نشان مورخہ ۱۰ اردی بہشت ۱۲۹۶ف بمنظوری سرکار جاری ہوئی تھی۔ اوسکے الفاظ متعلقہ یہ ہین "مقدمات ترکہ و وراثت نکاح" * * * * * *

اگر فریقین ہنود ہون تو دہرم شاستر کے بموجب اور مسلمانون کے ہین تو شرع شریف کے موافق حقوق کا فیصلہ ہونا چاہیئے، شرع شریف کا عام لفظ شریعت حنفیہ و امامیہ و شافعیہ وجملہ فرق اسلامی کے شرائع پر حاوی تھا

لیکن یہ عدالتون کی غلطی تھی کہ انھون نے بلا وجہ اس عام لفظ کو خاص شریعت حنفیہ سے مقید ومخصوص کر رکھا تھا۔

سنہ ۱۳۳۰ ف مین جبکہ مقدمہ حکیم شفائی خان بنام حسینی بیگم وغیرہ دائر ہوا اور دار القضاء نے باوجودیکہ فریقین مذہباً امامیہ تھے فیصلہ فقہ حنفیہ کی بنا پر کیا جس کا اجلاس شفقہ مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی مین مرافعہ ہوا۔ مین نے اپنے لائق وفاضل دوست مولوی محمد عبد الباقر خان صاحب ومولوی محمد ابراہیم صاحب فاروقی وکلائے ہائکورٹ جنکی حق پسندی کا بہت مین ممنون ہون اور تمام اہل تشیع کو اس امر مین میرا ساتھ دینا چاہیئے کی تائید سے حکام والا مقام کو توجہ دلائی کہ فریقین امامیہ ہین گنتی مین عام لفظ شرع شریف کا ہے اس مقدمہ کا فیصلہ بموجب فقہ امامیہ ہونا چاہیے اور یہ منظور ہوا اور بعدہ جلسہ کاملہ سے بھی یہی فیصلہ ہوا۔ یہ وہ مبارک زمانہ تھا کہ سرکار عالی کی رعایا نے ایک بہت بڑی حقہ (جو امامیہ ہے) کی شکایت جو موجب کمال دل شکنی تھی رفع ہوئی اور جب سے یہ ہی معمول یہ قرار پایا کہ امامیہ فریقین کے مقدمات کا فیصلہ موافق شریعت امامیہ ہونے لگا۔

مگر جبکہ کوئی قانون یا حکم معمول بہ قرار دیا جائے یہ ضرور ہے کہ عوام عموماً اور حکام ووکلا خصوصاً اوس سے واقف کئے جائین۔ برٹش گورنمنٹ نے بہت بڑے بڑے مصارف سے شاستر وفقہ امامیہ وحنفیہ کے ترجمے اردو وانگریزی مین شائع کرائے ہین بلکہ متعدد مستقل کتابین انگریزی واردو مین تالیف ہوگئی ہین۔ لیکن سرکار عالی مین فقہ امامیہ کی کوئی کتاب شریک امتحان نہ تھی جو موجب عام واقفیت کے ہوتی۔ یہ بہت بڑا نقصان باقی تھا۔

سنہ ۱۳۳۰ ف کی قسمت مین یہ خوش نصیبی ازل سے مقدر تھی کہ مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی نے صیغہ انتظامی سے اس نقص پر نظر فرما کے اس سنہ مین تجویز کی کہ شرائع الاسلام کا ترجمہ شریک امتحان کیا جائے۔

شرائع الاسلام فقہ امامیہ کا ایک جامع اور معتبر متن عربی مین ہے جسکی بہت عمدہ عمدہ شرحین عربی مین ہین۔ مگر عربی دانی کا اسوقت جو حال ہے ظاہر ہے کہ فیصدی دس مسلمان بھی بمشکل ایسے نکلین گے کہ جو عربی سمجھ سکتی ہون۔ بجز اسکے چارہ نہ تھا کہ اردو مین جو ممالک محروسہ سرکار عالی

کی عدالتی زبان ہے ترجمہ کیا جائے۔ مگر ترجمہ کوئی آسان کام نہ تھا اسکے لیے ضرور تھا کہ مترجم عربی اور اردو دونون زبان پر حاوی ہو۔ یہ بہت بڑی دقت تھی لیکن الحمد للہ ذریعہ روایع الاحکام (ترجمہ شرایع الاسلام) جسکو بہت محنت صرف کر کے بحکم مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی۔ میر رستم علی صاحب تاجر کتب نے طبع کرایا ہے۔ مین نے دیکھا ترجمہ کے ملاحظہ سے حضرت مترجم کی اعلی درجے کی قابلیت و واقفیت ظاہر ہوتی ہے۔

واقعی نہایت احتیاط اور مستعدی سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ مقصود اصلی میری نظر مین کہین سے جانے نہین پایا۔ حضرات علمار ربانئین مجتہدین امامیہ دام برکاتہم کے ملاحظہ کا شرف بھی اسکو ملا ہے اور اُن حضرات کی تقریظین اسکی صحت کی کافی ووافی سند ہین تاہم یہ بھی احتیاط کیگئی ہے کہ اسکو مع المتن طبع کیا ہے کہ بآسانی ترجمہ کا اصل سے عندالضرورت مقابلہ ہوسکتا ہے۔ بہرحال یہ کتاب حکام و وکلاء (اور عموماً جس کو شریعت امامیہ کے واقفیت کی ضرورت ہے اون) کے لیے نہایت بکار آمد ہے۔ اور جو نقصان وہرج بوجہ نہ موجود ہونے کسی ایسی کتاب کے تہا وہ بخوبی رفع ہو گیا۔

اسی طرح میرے اندازے مین ممالک محروسہ سرکار عالی مین قریب پچیس تیس ہزار کے شافعی مذہب صرف عرب ہین۔ اگر اون کے مقدمات کی ضرورت کے خیال سے کسی ایک جامع اور معتبر متن فقہ شافعیہ کا ترجمہ بھی شائع کر دیا جائے تو بہت مناسب ہوگا۔

واللہ متم بالخیر وبہ نتوفق ونستعین۔ الراقم ۔ السید محمد غلام جبار وکیل ہائیکورٹ

(مجھے مولوی سید محمد غلام جبار صاحب کے ساتھ بالکل اتفاق ہے۔ دستخط محمد ابراہیم فاروقی)

فی الحقیقت اس کتاب کا ترجمہ عمدہ ہے اور وکلاء کے واسطے بہت مفید ہے۔ مجھے امید ہے کہ اسکی پوری قدر کیجائے گی۔ دستخط سید خواجہ حسن وکیل۔ دستخط فدا حسین وکیل۔

مجھے اسکے مفید و بکار آمد ہونے مین بالکل مولوی سید خواجہ حسن صاحب وکیل کی راے سے اتفاق ہے۔ دستخط میر اصغر علی وکیل۔ دستخط سید امیر حسن وکیل۔ سید وحید الحسن وکیل۔

جہان تک میرا خیال ہے۔ ترجمہ بہت عمدہ ہے۔ اور وکلا کے لئے حد سے زیادہ بکار آمد ہے حیدرآباد مین ایک ایسی کتاب کے ترجمہ کی بہت ضرورت تھی اور خدا کا شکر ہے کہ وہ ترجمہ

طبع ہو کے شائقین کے مسرور ان پر نہایت چمک دمک کے ساتھ جلوہ گر ہونے والا ہے ۔
دستخط سید ابو القاسم ۔ دستخط محمد سراج الدین وکیل ۔ دستخط سراج الحق ۔ دستخط محمد حسام الحق وکیل
میری رائے مین ایسی کتابون کی ایک اہم ضرورت ہے خصوصاً وکلاء وغیرہ کے لیے جنکو ہمیشہ بلحاظ
حقوق فریقین ایسے مسائل کی ضرورت لاحق ہوتی ہے جسکا زبان اردو مین ہونا نہایت ضروری ہے ۔
(دستخط ابو محمد حسن علی وکیل دستخط نوازش علی وکیل ۔)
حامداً ومصلیاً ۔ مین نے ترجمہ شرائع الاسلام دیکھا فی الواقع یہ ترجمہ زبان اردو
روزمرہ بول چال اسکا اچھا ہے اور اصل مضامین کو مترجم نے صحیح الفاظ مین بیان کیا
ہے جس سے اردو جاننے والون کو ازحد فائدہ پھونچے گا ۔ دستخط مجیب اللہ غفرلہ ذنوبہ
وستر عیوبہ ۔
حامداً ومصلیاً ومسلماً ۔ اصل یہ ہے کہ یہ ترجمہ اپنا آپ ہی نظیر ہے ۔ امیدواران وکالت کو
جو زبان عربی نہین جانتے نہایت بکار آمد ہے ۔ اور اسمین شک نہین کہ ایسے وقت مین جب
عربی کا پڑھنا پڑھانا معدوم ہوتا جاتا ہے اس ترجمہ کی بہت ضرورت تھی فقط
(دستخط محمد ابو الحمید ۔ دستخط غیاث الدین وکیل) ۔
یہ کتاب نہایت ضروری اور کار آمد تھی نہایت خوشی کی بات ہے کہ اسکا ترجمہ ایک لائق
اور فاضل نے کیا ہے جو قابل قدر ہے ۔ شائقین بہت جلد اسکو خرید کر کے مترجم صاحب کا
حوصلہ بڑھائین تاکہ ایسی ہی ایک جامع اور مانع کتاب فقہ شافعی کا بھی ترجمہ ہو جائے
مین اسکو ایک عمدہ اور ضروری کتاب سمجھتا ہون (دستخط سید محمد رضوی ۔ دستخط سید ظفر)
یہ کتاب بہت عمدہ اور ضروری اور بکار آمد ہے (دستخط محمد عادل وکیل ہائیکورٹ) ۔
یہ کتاب نہایت عمدہ اور وکلاء کے لیے ضروری ہے (دستخط محمد کبیر خان وکیل) ۔
واقعی یہ بہت بکار آمد اور نہایت ضروری کتاب ہے (دستخط محمد احمد اللہ وکیل)
مین اسکو ایک عمدہ اور ضروری کتاب سمجھتا ہون ۔ بیشک اس ترجمہ کی ضرورت ہے
(دستخط محمد عبد الرحیم وکیل ۔ دستخط سید محمد منور وکیل) ۔
مین اس ترجمہ سے ملک کی بہتری اور رفاہ کی ایک دوسری دلیل ترقی خیال کرتا ہون

اس ملک کی نہایت خوش نصیبی ہے جبکے جملہ مختلف مذہب وا قوام رعایا کے لیئے اسکے
مذہب کے موافق کتابین انکے سرانجام امور کے لیے موجود ہون اور اپنے اپنے مذہب کے موافق اپنے معاملات
کے تصفیہ کرنے سے وہ ناامید نہ ہون۔ یہ کتاب اس ملک مین غالباً مذہب اثناعشری کے معاملات طے کرنیکے لیے پہلے ہی ترجمہ ہوئی
ہے۔ اور جس سے جو شکایت یا بعض لوگون کے کمی معاملات و علم سے نقص تھا رفع ہو گیا
اگرچہ ابھی تک ضرورتین پوری نہین ہو چکی ہین۔ اور پیروان طریقہ امام شافعی و امام حنبل و
مالک کے لیے جو اس ملک مین زیادہ ہین کوئی کتاب ترجمہ نہین ہوئی لیکن مین ناامید نہین ہون
اور یقین کرتا ہون کہ کوئی ہمدرد قوم ایسی کتاب کا ترجمہ کر رہا ہو گا یا آئندہ
ترجمہ کرے گا۔

یہ ترجمہ بہت ہی عمدہ اور فائدہ رسان ہے خصوص وکلاء اور حکام کو اس سے بہت زیادہ
مدد ملیگی۔ اور رعایا کے حقوق کے بہت اچھی طرح حفاظت ہو سکے گی۔ یہ کتاب نہایت ہی قابل
قدر ہے۔ اور ملک کو نہایت شوق سے اسکا خیر مقدم کرنا چاہئے (دستخط احمد حسین وکیل۔ دستخط عبدالقادر وکیل)

حقیقت مین یہ کتاب نہایت درجہ عمدہ اور نایاب ہے۔ اور اس ملک مین نہایت درجہ
اسکی ضرورت ہے۔ مین جہانتک غور کرتا ہون۔ آج تک کوئی کتاب ایسی نہین ہے کہ معاملات
اثنا عشری کے طے کرنے کے واسطے مدد ملتی۔ ترجمہ نہایت درجہ عمدہ ہے وکلاء کو اس سے
بہت کچھ مدد ملے گی مجھے بھی مولوی احمد حسین صاحب سے اتفاق ہے (دستخط نواب مرزا وکیل)

کتاب شرائع الاسلام فقہ مذہب اثنا عشریہ نہایت عمدہ اور معتبر کتاب ہے اور جس کا
مستند ہونا مسلمہ ہے اس کتاب کا ترجمہ ہونا حقیقت مین ترقی علم کی دلیل ہے اہل مقدمات
کو اس سے نہایت مدد ملے گی۔ اور وہ اشخاص جو مذہب اثنا عشریہ کے فقہ سے ناواقف
ہونیکی وجہ سے اوسکی طرف توجہ نہین کرتے اونکی غلطی اس ترجمہ کے باعث رفع ہوجائیگی۔
(عبدالقیوم وکیل)

مجھے بالکل اس امر سے اتفاق ہے کہ شرائع الاسلام فقہ اثنا عشریہ کا ترجمہ ہو کر داخل امتحان
کیجا ئے۔ فقہ اثنا عشریہ فرقہ وکلاء کے لیے نہایت ضروری شئے ہے۔ اور مین سمجھتا ہون
کہ اسکے بغیر وہ مجموعہ قوانین جو بالفعل داخل امتحان وکلاء ہے۔ نامکمل ہے۔ ہمارے روبرو

رات دن مسائل فقہ اثنا عشریہ پیش آتے ہیں۔ اور ہمکو بغیر کسی معتبر کتاب فقہ اثنا عشریہ کے موجودگی کے دقت کا سامنا ہوتا ہے۔ اسکے ترجمہ سے یہ دقت رفع ہو جائیگی۔

(دستخط نصیر الزمان خان وکیل)۔

بیشک یہ ترجمہ بہت مفید ہے۔ اور میں کہہ سکتا ہوں کہ اشخاص قانون پیشہ کے لیے جو عربی دان نہیں ہیں بے انتہا کار آمد ہوگا۔ (دستخط محمد عبد القادر وکیل)۔

جب اجلاس کامل مجلس عالیہ عدالت سرکار عالی نے یہ تجویز فرمایا کہ ہر مسلمان کے مقدمات کا انفصال اسی کی شریعت کے موافق ہونا چاہئے (جو درحقیقت نہایت صحیح و قرین انصاف ہے) تب وکلاء کو اس امر کی سخت ضرورت ہوئی کہ ہر فرقہ اسلام کے مذہبی احکام سے واقف ہوں خصوصًا مذہب امامیہ کے احکام کا جاننا اسوجہ سے بہت زیادہ ضروری تھا۔ کہ اس مذہب والوں کے مقدمات حنفی مذہب والوں کے مقدمات سے کم نہیں ہیں ایسی حالت میں کسی جامع کتاب کا خصوص اردو میں نہ ہونا نہایت مشکل کا باعث ہوتا ہے۔ تمام وکلاء کو مترجم صاحب کا مشکور ہونا چاہئے کہ انہوں نے اس عمدہ کتاب کے ترجمہ سے پیشہ وکالت کو ایک بیش بہا مدد دی میرے نزدیک یہ کتاب ایسی ہے کہ ہر وکیل کو اسکا اپنے پاس رکھنا لازم ہے۔ (دستخط سید عبد الرزاق وکیل)۔ (دستخط حافظ محمد ابراہیم وکیل)

فی الواقع کتاب روائع الاحکام ابواب فقہی کا صحیح اور با محاورہ ترجمہ ہے۔ اور طالبین مطالب کے لیے اوسکا طرز بیان اقرب تفہیم ہے۔ (دستخط محمود علی عفا عنہ)۔

میری بھی وہی رائے ہے جو ہمارے دوست و عنایتفرما جناب مولوی محمود علی صاحب کی ہے۔ (مرزا محمد عمر وکیل)۔

فی نفس الامر ترجمہ با محاورہ اور اصح ہے۔ اور طرز تبیین اور طریقہ استدلال و استخراج احکام فقہی نہایت عمدہ ہے فقط۔

(دستخط ابو الصدق مظہر علی وکیل)